The Drinched Book

text fiy book

TEXT CUT BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222841
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—880—5-8-74—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٨٩١٤٣٠٥ Accession No. ٤ ١٤٧٢

Author حسن

Title ١٢ — ١ نمبر حسن جلد ٦

This book should be returned on or before the date last marked below.

تاریخ جہاز رانی

حصہ اوّل

(یورپ اور اوزنیقہ کی جہاز رانی کی ابتدائی حالت)

بحالت موجودہ جس قدر زمین کے حصص آبادی بہرے نظر آتی ہین۔ اسسے پہلے وہ اس قدر آباد نہ تہی۔ گذشتہ زمانہ مین سفر و سیاحت پیادہ پائی پر منحصر تہا۔ آبادی کی کمی کی وجہ سے دنیا کا وسیع میدان اکثر حصہ روی یا قدرتی جہاڑیون اور جنگلی بیل بوٹون مین اسطرح پوشیدہ تہا جس سے سیاح اور مسافرون کو حذف ہی نہین بلکہ جان سے بھی ہاتہہ دہونا پڑتا تہا۔ یہی سبب تہا کہ ایک حصہ ملک کے باشندے دوسرے حصہ کے باشندون سے راہ و رسم اور میل جول رکہنا ناممکن تہا بہت سی آبادیان جنکی سرحد پر سمندر یا دشوار گذار پہاڑون کے سلسلہ بلند واقع تھے وہ وسیع دنیا کی حد اپنی چار دیواری ہی کو سمجہتے تھے۔ مسافرت کی مشکلین اسقدر بڑہین کہ انہون نے قصہ کہانیون کی بناوٹ مین ایک خاص حصہ پایا۔ ہر ایک

ملک اور ہر ایک قوم مین ہزارون ایسی حکایتین پائی جاتی ہین جنمین
ایک نہین متعدد بیان کیے گئے ہین ۔ اسکی ترقی صرف قصہ کہانیون
تک محدود نہین رہی بلکہ اسنے کتابین لباس پہنکر لاکھون بندگان خدا
کو دھوکے دیے ۔ جغرافیہ قدیمہ مین ایسے بہت سے مقامات بتلائے
گئے ہین جنکا وجود اس زمانہ مین کہین نہین پایا جاتا ۔ اور نہ اونکے
ہونے کا کہین پتہ چلتا ہے ۔ اسیطرح اوریہ سفر وہ کے حالات جمع
کرنے مین بہت سی دور از عقل باتین مانی گئین ۔ بلکہ پرانی لکیر کے
فقیر یا یہ کہئے کہ تقلید کے عاشق اب بھی انہین سچ ہی جانتے ہین
گو شاہدات سے وہ کیسی ہی باطل کیون نہ ہون ۔

CHECKED 1965

CHECKED 1966

ان تمام باطل خیالات اور توہمات کی تردید مین صرف
ایک جہازرانی کی ترقی نے بہت بڑی کوشش کی ۔ یہ ہم تسلیم کرتے
ہین کہ جہازرانی کے فن سے پہلے ہی بعض ممالک کسقدر مہذب تھے
مگر سچ تو یہ ہے کہ باوجود تہذیب کے انہین خود یہ نہین معلوم تھا
کہ تہذیب کسکو کہتے ہین ۔ زمانہ کی ترقی تہذیب مین اس فن کے
رائج ہونے سے بلاشبہ بہت بڑی قوت آگئی ۔ اس فن کی ایجاد
نے قوت برقی کے طرح تمام دنیا کو موثر کر دیا ۔ ایک ملک کے
لوگ دوسرے ملک کے رہنے والون سے ملنے جلنے لگے اور جس قدر

اسکی اصلاح ہوتی گئی اوسیطرح زمانہ کی حالت مین بھی تغیر ہوتا گیا۔ بہت سی غذا کی نعمتین جو بعض ممالک کے لئے خاص تہین وہ عام ہوگئین ۔ مینچسٹر اور امریکہ کے کارخانون کا بنایا ہوا سامان دوجھونپڑے والے گاؤن مین ہندوستان کے موجود ہے ۔ اور ہندوستان کے کپاسون کی پیداوار یورپ کے بازارون مین مہیا ہے ۔

پرانی حکومتون سے کوئی حکومت ایسی میسر نہین آسکتی جسمین جہازرانی کے فن کی کوئی پوری ترقی ثابت کی جائے ۔ گو سنگ مقناطیس مین لوہا کھینچنے کی قوت کا عموماً تجربہ تہا مگر یہ کسیکو معلوم نہ تہا کہ یہ قدرتی راہ نما بھی ہے ۔ مقناطیس کے صرف اس اثر کے ظاہر ہونے سے آج تمام دنیا کے سمندر ملاحون کے اونے غلام ہین ۔ اسکے اثر ظاہر ہونے سے پہلے جہازرانی کواکب پر ہوتی تہی مگر ابر وطوفان کی حالت مین سوائے خدا کے کوئی رہنما نہ ہوتا ۔ اسی سبب سے جہازرانی ایک نہایت خوفناک کام سمجہا جاتا تہا ۔ اور کنارے چہوڑکر کچہہ فاصلہ پر سمندر مین جانے کی کسیکو جرات نہ ہوتی تہی تاہم تجارت کے منافع کے لالچ سے بہت سی باہمت قومون نے جان جوکھم اختیار کرکے بحری طویل سفر کئے ۔ اکثر

نے اپنی جانین اس راہ مین قربان کین - لیکن جو صحیح سلامت پلٹکر آئے تو وہ نئی تحقیقات اور معلومات کا بہت سا ذخیرہ بھی ساتھ لائے جنسے آنے والی نسلون نے بہت کچھ فائدہ اوٹھایا -

جب حکومت مصر مستحکم ہوگئی تو مصریون نے تجارت کے لئے بحری سفر شروع کئے - ابتدا مین تو ان کی دوڑ دھوپ صرف بحر احمر تک تھی - لیکن پھر وہ ہندوستان کے مغربی کنارے تک بھی آنے لگے -

تاریخ سے اسبات کی شہادت ملتی ہے کہ جو ملک پیداوار کے واسطے مشہور ہوتا ہے اوسکے باشندے اکثر سیر و سیاحت مین پست ہمت ہوتے ہین - غالبًا یہ ایک قدرتی امر ہے - اسلئے کہ جب اپنے ملک مین ضرورت کے سب سامان مہیا ہین تو پھر وہ کونسی حاجت ہے جسکے لئے اپنے وطن کی خیرباد کہی جائے - ترقی تہذیب مین ہندوستان کے پیچھے رہنے کی بھی شاید یہی وجہ ہے - مصر کی حالت قریب قریب ہندوستان کے ہے - اسکی زمین بھی زرخیز ہے اور قومی تفرقے بھی بکثرت ہین - ابتدا مین مصری بھی غیر ملک مین جانے یا وہان کے لوگون کو آنے دینے اور اونسے راہ ضبط رکھنے کو گناہ سمجھتے تھے جسکی بدولت وہ ترقی کی نعمتون

ہے ایک مدت تک محروم رہے۔ مگر زمانہ کی رفتار نے جب پرانے ڈھکوسلوں کو باطل کیا وہ بھی بحری سفر میں اُستاد بن گئے۔

مصریوں کے بعد فینیشین لوگوں نے بحری تجارت کو چمکایا۔ مصری ہمیشہ سے تجارت کو ذلیل پیشہ سمجھتے تھے۔ مگر فینیشین کی حالت اسکے بالکل برعکس تھی۔ ان کی قوم رسم و رواج قواعد و قوانین ملکی تجارت کے معین تھے۔ ہر ایک قوم سے وہ بلا تکلف ملتے تھے۔ سیڈن اور ٹائر۔ یہ دو مقام گو یا دارالحکومت تھے اس چھوٹے سے ملک کی زمین بھی ناقص تھی۔ اسلئے سوائے تجارت کے کوئی چارہ نہ تھا۔ غرضکہ انہوں نے بحری سفر کو خوب ترقی دی اور پرانے قاعدے کو توڑ کر وہ بہت دور سمندر میں پھرنے لگے۔ کیپ گیڈیز ہوکر وہ افریقہ و اسپین کی مغربی سرحد تک سفر کرتے تھے۔ چند مقامات پر انہوں نے نو آبادیاں قائم کرکے وہاں صنعت و حرفت کو بھی ترقی دی۔ مغربی سمت سے پھر انہوں نے مشرقی سمت کو رخ کیا۔ بحر احمر سے ہندوستان تک تجارت کی راہیں کھولدیں۔ اور افریقہ کے مغربی کنارے پر اپنی تجارت کی منڈیاں بنائیں۔ اس زمانہ میں بیشک فینیشین کے مقابل

مین بحری تجارت مین کسیکو کوئی دقت نہ تھی - اسی وجہ سے بہت جلد وہ مفلس مالدار ہو گئے -

فینیشین کی دیکھا دیکھی یہودیون کو بھی تجارت کا شوق ہوا - داؤد اور سلیمان نے اپنی رعایا کی آسودگی کے واسطے پوری کوشش کی اور کسیقدر دولتمندی کا چھینٹا یہودیون پر بھی پڑا - مگر غیر اقوام سے ملنے مین انہین عذر تھا - اسلئے بحری تجارت سے زیادہ فائدہ حاصل نہ کر سکے اور نہ جہازرانی مین کوئی اصلاح ان کے ہاتھون ہوئی -

یہودیون کے بعد کارتھیجین نے سمندر مین جہازون کے گھوڑے دوڑانے شروع کئے - چونکہ ان کی حکومت جمہوری تھی اسلئے تجارت مین خوب ترقی ہوئی - فینیشین کی تجارت گاہین مثل ہندوستان وغیرہ کے چھوڑکر انہون نے اور ہی راہین اختیار کین - ہمیشہ ان کی سیاحت مغرب کیطرف زیادہ ہوتی تھی فینیشین کیطرح وہ اسپین تک قانع نہ رہے - بلکہ فرانس کی بہت سی بندرگاہین طے کرکے گریٹ برٹن تک پہونچے - وہ کچھ بحری تجارت ہی مین سرگرم آوردہ نہ تھے بلکہ خشکی مین بھی تجارتی منڈیان تھین - وسط افریقہ مین اپنی کوشش اور جوانمردی سے

پھونچکر چند مقام فتح کر کے اپنی حکومت مین شامل کیے۔ کارتھی جزیرہ انہین کی تحقیقات کا نتیجہ ہے۔ فینیشین اور کارتھیج والون کی تجارت نے عام طور پر نئے ممالک کی تلاش کا شوق پیدا کر دیا جسکی وجہ سے بہت طول طویل اور خوفناک سیاحتین شروع ہوئین۔ کارتھیج والون نے سرکاری مصارف سے ہانو اور ہملیکو دو آدمیون کو نئی بحری تحقیقاتون کے واسطے روانہ کیا۔ ہانو کو افریقہ کے کنارے کنارے جانے کا حکم ملا تھا وہ جنوب مین خط استوا تک پہونچا۔ ہملیکو یورپ کی مغرب کی سمت بھیجا گیا تھا۔ مصر کے حاکم نیکو نے بھی ایک جہاز ایسی ہی تحقیقات کے واسطے بھیجا تھا۔ وہ بھی افریقہ کا طواف کر کے صحیح سالم تین برس کے بعد دریاے نیل پر پلٹ کر آیا۔

گریک اور رومن کے بحری سفر بہ مقابلہ فینیشین اور کارتھیجین کم رتبہ ہین۔ مگر تاریخی قدر و منزلت گریک اور رومن کی زیادہ ہے فینیشین نے یونانیون کو صنعت و حرفت مین بہت کچھ سکھایا۔ مگر دولت کی لالچ سے فن جہازرانی کو بالکل چھپا رکھا۔ رومن کو خود تجارت سے زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ گریس ملک کے اکثر اطراف سمندر کی موجون کے زیر مشق ہین۔ قرب و جوار کے جزائر بھی زرخیز ہین جہان جہازرانی کا اچھا موقع تھا۔ لیکن ہمین معلوم ہوا کہ مدتون وہ اسطرف متوجہ

نہیں ہوئے۔ یونانیون کے پہلے شاعر ہومر کے نظم سے ان کے پورے حالات کی جھلک نظر آتی ہے۔ مگر جہازرانی کی ترقی کا کہیں ذکر نہیں پایا جاتا۔

ابتدا ونانہ سے یونانیون نے فوری جوش کے ساتھ ترقی شروع کی۔ علمی وسعت نے حکومت کو مہذب بنا دیا۔ مگر جہازرانی اس سے محروم رہی۔ یونانیون کی ایرانیون پر بحری جنگ مین فتحیابی ملاحون کی حسن کوشش کا نتیجہ نہ تھی۔ بلکہ وہ صرف یونانیون کی بہادری کا نتیجہ تھا۔ بحری سیاحت مین کبھی میڈیٹیرینین سی سے کبھی باہر نکلنے کی جرات نہ ہوئی۔ ایشیا مائنر۔ اٹلی اور سسلی تک اکثر وہ آتے جاتے تھے۔ گاہے ماہے فرانس کے جنوبی حصے کی بھی سیر کر آتے تھے۔ جب سکندر نے مشرب کیطرف حملے کئے اُسوقت سے یونانیون کو بھی جغرافیہ کیطرف توجہ ہوئی۔ اور جہازون مین اصلاحین ہونے لگین۔ سکندر کی طبیعت ہر ایک علم و فن مین موزون تھی۔ فنیشیین سے ٹائر فتح کرنے کے بعد سکندر کو بحری تجارت کے منافع کا لالچ پیدا ہوا۔ اسنے افریقہ مین دریائے نیل پر سکندریہ بسا دیا۔ سکندریہ بحر احمر اور میڈیٹیرینین سی کے وسط مین واقع ہے اسلئے تجارت نے وہان بہت بڑی رونق پائی

کیپ آف گڈ ہوپ کی راہ معلوم ہونے تک مشرقی تجارت کے لیے بھی
بندرگاہ مخصوص تھی۔

ہندوستان کے زرخیز افسانوں نے سکندر کو ایسا شیدا
کیا کہ وہ خشکی کی راہ سے ہندوستان کو آیا۔ اسنے اپنے ایک لایق
افسر نیارکس کو جہاز دیکر اسبات کی تحقیق پر مامور کیا کہ دریاے
سندہ سے خلیج ایران تک بحری راہ ہے یا نہین۔ نیارکس اسمین
کامیاب ہوا۔ موجودہ زمانہ مین اس سیاحت کی کوئی حقیقت نہین
ہے۔ لیکن اس زمانے کی حیثیت سے ایک نہایت اعلی ہمتی کا کام
ہے۔ سکندر کے بعد کے بادشاہون نے ہندوستان کی تجارت پر
کوئی توجہ نہین کی۔ تاہم مصر مین جب یونانیون کی حکومت قایم تھی
تو ہندوستان سے بڑے زور شور سے تجارت ہوتی تھی۔

اہل روما کو ملاحی کی نسبت سپاہگری کا شوق تھا۔ مگر
اہل کارتھیج کے بحری حملون نے انہین ملاحی کے کام سیکھنے پر مجبور
کیا۔ رفتہ رفتہ رومن نے بھی پانون پسیلائے۔ ہندوستان کی
بندرگاہون پر بار بار آنے جانے سے پہلے انہین یہ بات معلوم
ہوئی کہ افریقہ و ہندوستان کے درمیان مین چھ مہینے مشرق سے
مغرب اور چھ مہینے مغرب سے مشرق کو ہوا چلتی ہے۔ رومن سے

پہلے مہذب اقوام مین کسیکو فرانس اور اسپین وغیرہ کے حالات معلوم نہ تھے - گریٹ برٹن - اور جرمنی وغیرہ کا حال بھی سوائے کارتھجینین تاجرون کے اور کسیکو معلوم نہ تھا - اس زمانہ کی جغرافی تحقیقات پر لحاظ کر کے کہہ سکتے ہین کہ رومن نے فن جہازرانی کو بہت ترقی دی اور اسکے قواعد کو باضابطہ کیا

انقلاب زمانہ نے روما کو بھی عروج سے گرا کر پستی کے بھنور مین پھنسا دیا - وحشی اقوام کے حملون نے اسکی تمام خوبیونکو غارت کر دیا - رہی سہی کانسٹائن کے حسد نے کھو دی - تجارت بالکل بند ہوگئی - البتہ قسطنطنیہ مین کسیقدر تجارت باقی تھی - روما کی حکومت ایسی خراب ہوئی کہ اسکے سنبھلنے کی کوئی امید نہ رہی - بیرونی ممالک سے جسقدر تعلقات تھے جاتے رہے - وحشی اور جاہل سردارون نے تمام علوم وفنون اور صنعت وحرفت کی بنیا دگرا دی - خوش قسمتی سے قسطنطنیہ وحشیون کی دست برد سے بچ رہا جہان کی پرانی یادگارین اپنے بانیون کی نوحہ خوانی کو موجود ہین -

رومن کے خاتمے پر عربون نے اپنی پر زور اور باعظمت وجلال حکومت مصر مین قایم کی - علمی شوق گویا ان کا خمیر تھا - وہ فورًا پرانے علوم پر متوجہ ہوئے اور ترجمون کے ذریعے سے سب کچھ حاصل

کرلیا۔ جغرافیہ جو بالکل مردہ تھا اوس مین ایک نئی روح پھونکی۔ عربون کے علمی فتوحات زمانہ کو معلوم ہین اور اس مین بھی کوئی شک نہین کہ یوروپ نے جو کچھ سیکھا وہ عربون ہی سے سیکھا ہے۔

وحشی اقوام کی خودسری سے اٹلی سب سے پہلے اپنی حالت پر متنبہ ہوا۔ عام طور پر یہ خیال دماغون مین سما گیا کہ بری ہو یا بہلی ہو مگر ملک کے لئے ایک حکومت ضرور ہونا چاہئے۔ تجارت کے لئے یہ لوگ قسطنطنیہ جاتے تھے جہان ہندوستان کے اجناس گران سلتے تھے۔ اٹلی کے تاجرون نے جرات کرکے پہلے کیطرح پر اسکندریہ سے تجارت شروع کی۔ اس تجارت نے پیسا وینس اور جنیوا کو بہت جلد مالدار کردیا۔ ان منڈیون سے اسپین۔ فرانس۔ اور انگلینڈ کو بھی مال جاتا تھا

اسوقت (قریب ۱۱۹۰ء) تمام یوروپ مسلمانون کے مقابلے مین پالسٹائن (بیت المقدس) چھڑانے کے لئے صلیبی لڑائیون مین مصروف تھا۔ چارون طرف سے لشکر کی فوجین اُمنڈی چلی آتی تھین۔ فوجین جہازون مین سفر کرتی تھین۔ اور اونکی ضرورتین اٹلی والے پوری کرتے تھے۔ اس باعث سے اہل اٹلی بہت مالدار ہوگئے۔ اہل یوروپ نے اٹلی والون کی حالت دیکھکر تجارت کے فائدون کا اندازہ

کیا اور گویا اب جہازرانی کی اصلاح کا وقت آیا۔

مغربی ممالک کے باشندون کو بلاد مشرقیہ کا کچھ حال معلوم نہ تھا۔ اسکی تحقیقات کے واسطے بہت سے لوگون نے افریقہ کے سفر کیے۔ چنانچہ سنہ ۱۱۶۰ء مین بنجمین نامی ایک یہودی باشندہ اسپین افریقہ مین تیرہ سال تک برابر سفر مین مصروف رہا۔

کرسچین کے سارائن نہایت قوی دشمن تھے اور وہ ہمیشہ دق کرتے رہتے تھے۔ ایک غلط افواہ سے معلوم ہوا کہ تاتاریون مین سے کسی خان نے عیسوی مذہب اختیار کیا ہے۔ سینٹ لوی نے سنہ ۱۲۵۰ء مین دو ایلچی وہان اس غرض سے روانہ کیے کہ وہ سارائن کی دشمنی کا انسداد کرین۔ چونکہ وہ عیسائی نہ تھا اسلیے ایلچی دربار سے نکالدیے گئے۔ تاہم ان ایلچیون کیوجہ سے یہ ضرور فائدہ ہوا کہ ان کے سفرنامون نے بہت سے حالات بلاد مشرقی کے اہل یورپ پر ظاہر کردیے۔

اسکے بعد سنہ ۱۲۶۵ء کے قریب مارکو پولو سوداگر نے جو وینس کا باشندہ تھا مشرق کیطرف بہت سے سفر کیے اور چین مین پیکین تک اسکا گذر ہوا۔

مارکو پولو سے پچاس برس کے بعد سرجان مانڈول نے

ایک مشرقی سیاحت کا بیڑا اوٹھایا - اسکے سفرنامے مین بہوت پریت اور مردوم خوار قومون کے بہت تذکرے ہین مگر اسکے ساتھہ ہی فائدے کی بی بہت سی باتین ہین -

سیاحون کے سفرنامون نے ایشیا کی عظمت بہت کچہہ اہل یورپ کے دل مین پیدا کردی اور اسی زمانے کے قریب قطب نما بنانے کی ترکیب رائج ہوئی - کہتے ہین کہ چینیون کو قطب نما بنانا بہت پہلے سے آتا تہا - یورپ مین جس شخص نے پہلے قطب نما بنایا اسکا فی نامی چہوٹے سے قصبہ واقع نیپلس کا رہنے والا تہا - اٹلی والون نے بہت بڑی کوشش کی کہ قطب نما بنانے کی ترکیب کسیکو نہ معلوم ہو - مگر وہ کوشش رائیگان گئی گو قطب نما جاری ہوا مگر پہر بہی ملاحون کو طویل سفر کرنے کی ایک مدت تک جرات نہ ہوئی -

مقناطیس ایک قدرتی غیر خالص دہات ہے - لوہے کی کشش کے سوا اس مین ایک یہ بہی قدرتی وصف ہے کہ اگر اسکی سلاخ کو ایک لوکدار چیز پر جسپر وہ ہر طرف گھوم سکے قایم کیا جائے تو ہمیشہ اسکی ایک نوک شمال کو اور ایک جنوب کو رہے گی - اسی خاصیت نے نئے جہازرانی کو چمکا کر اعلے رتبے پر پہونچایا - مگر ہمیشہ اسکی نوکین ٹہیک

شمال و جنوب کو نہین رہتی ہین آجکل قطب نما کا شمالی سرا قریب چوبیسوین

حصے کے مائل بہ غرب ہی۔ سنہ ۱۶۶۶ء مین مقناطیس کی نوکین ٹھیک شمال وجنوب کو تھین۔ اور حساب کیوجہ سے یقینی طور پہ کہہ سکتے ہین کہ سنہ ۱۹۵۰ مین پھر وہ صحیح شمال وجنوب کو ہوجائین گے۔

مقناطیسی قطب نما کی ایجاد پہ چند ملکون کو دعوے ہے اہلی والے کہتے ہین سنہ ۱۳۰۲ء مین ہمارا ہم وطن فاویو اوبا اسکا موجد ہوا۔ بعض کہتے ہین کہ مارکس پالس نامی ایک وینس کا باشندہ سنہ ۱۲۶۰ء مین چین سے اسکا بنانا سیکھ آیا۔ انگلنڈ اور فرانس کو بھی اسکی ایجاد پہ دعوے ہے۔ کوئی بھی اسکا موجد ہو مگر اس مین شک نہین کہ اس ایجاد نے ترقی تہذیب ملکی مین بہت بڑی مدد کی۔

قطب نما جاری ہونے پہ اوّل اسپین نے لمبی اور خطرناک بحری سفر شروع کئے۔ یہ تو تحقیق نہین ہوتا کہ وہ کانری جزیرے مین کیونکر پہونچے۔ مگر اسمین کلام نہین کہ جزیرہ اسپین ہی نے تلاش کیا۔ جو اسپین سے پانچسو میل پر واقع ہے۔ اسپین والے اس جزیرے سے غلام لاتے تھے۔ اور تجارت کرتے تھے۔ پندرھوین صدی عیسوی تک اس سے زیادہ لمبا سفر کسی نے نہین کیا۔

اب یورپ کی ترقی کا زمانہ شروع ہوا۔ قدرتی طور پر ان کی طبیعتیں مستعد اور دل مضبوط تھے۔ پورانے بحری سفر کی حدون کو توڑ کر وہ آگے بڑھے۔ پرتگیزون نے اس کام مین سب سے سوا حصہ لیا۔ امریکہ اور ہندوستان کی بحری راہون کی تلاش مین خوب سرگرم رہے۔

پرتگیز ایک مدت تک مور لوگون سے لڑتے رہے جنکی بدولت ان کی طبیعتین جنگجو اور مستعد ہوگئین۔ جب لڑائیان ختم ہوئین تو بجائے اسکے کہ وہ اپنے قریب کے ملک فتح کرین نئے ملکون کی تلاش مین مصروف رہے۔ اسکا باعث غالبًا یہ تھا کہ آس پاس کی حکومتین پرتگیزون سے زیادہ طاقتور تھین۔ قریب ۱۴۱۲ء کے شاہ جان والی پرتگال نے مور قوم پر حملہ کرنے اور افریقہ کے مغرب کیطرف نوآبادیان تلاش کرنے کے لئے جہاز روانہ کئے۔ جہازرانی کے واسطے وہ زمانہ گویا بچپنی کا تھا اسلئے ملاح زیادہ سفر نہ کرسکے۔ اور کیپ آف نان سے پلٹ آئے۔ قدیمی خیال یہ تھا کہ اس سے آگے بڑھنا محال ہے۔ جان نے اس کامیابی پر دوبارہ جہاز روانہ کئے۔ اسدفعہ یہ جہاز کیپ آف نان سے ایک سو ساٹھ میل اور آگے بڑھگئے۔ مگر کیپ آف بوجڈور

کے کنارے دیکھکر خلاصیونکو زیادہ پیشقدمی کی جراءت نہ ہوئی اور باوجود اس بزدلی کے وہ نہایت تکبر اور غرور کے ساتھ لسبن کو واپس آئے۔

شاہ جان کا بیٹا چوتھا ہنری ابتدائی عمر سے اپنے باپ کے ساتھ بحری جنگون مین رہا تھا۔ اسلئے وہ بحری سفر کا نہایت شایق تھا جسطرح کہ وہ اپنے زمانہ حکومت مین ایک بہادر سپاہی تھا اسطرح ایک ہوشیار ناخدا اور عالم بھی تھا۔ اسنے علوم و فنون کو بہت ترقی دی۔ اور خود ہمیشہ جغرافیے اور سفرنامے دیکھا کرتا تھا۔ متعدد جغرافیون اور سفرنامون کے دیکھنے سے اسے یقین ہوگیا تھا کہ اگر افریقہ کے کنارے کنارے جہاز روانہ کئے جائین تو ضرور نئے تلعات زمین دستیاب ہونگے۔ اس شوق کے پورا کرنے کے واسطے وہ کیپ سینٹ وسنسیٹ کے قریب آنکر رہا۔ اور دو اہلکارون کو جہاز دیکر نئی تلاش مین روانہ کیا۔ یہ جہاز بھی گذشتہ زمانہ کی طرز پر افریقہ کے مغربی کنارے پر چلا۔ مگر طوفان نے اس کنارہ سے بہت دور پھینکدیا۔ اور اتفاقاً جہاز پورٹو سنٹو جزیرے مین پہنچ گیا (سنہ ۱۴۱۸)

پھر انہین افسرون کو سنہ ۱۴۱۹ء مین مع تین جہازون کے

روانہ کیا۔ اور بارتلو میو پیریسٹیلو کو پورٹو سنٹو پر قبضہ
رکھنے کے واسطے بھیجا۔ وہان جاکر ایک اور روپان جزیرہ دستیاب
ہوا جسکا نام مدیرا رکھا گیا۔ مدیرا کی دستیابی کی خبر آتے ہی
ہنری نے سنہ ۱۴۲۰ء مین سب قسم کے اناج اور مویشی وغیرہ بھیجکر
آبادی قایم کی۔ ساپرس اور سسلی سے نیشکر اور انگور بھیجا گیا۔
مدیرا کی گرم اور زرخیز آب و ہوا نے بہت جلد شکر اور انگور کی
تجارت کو ترقی تام دی۔ مدیرا کو بار بار آنے جانے سے پرتگالی
جہازرانی مین ایسے ہوشیار ہوگئے کہ سنہ ۱۴۲۳ء مین وہ کیپ بوجڈور
سے اسطرف دریاے سنی گال اور کیپ ورڈ تک افریقہ مین تحقیقاتین
کرتے ہوے پہونچے۔ یہان تک کہ وہ سیاہ فام حبشی لوگون تک بھی
پہونچ گئے۔ اور آگے اسواسطے نہین بڑہے کہ وہان گرمی زیادہ
ہوگی جہان کسیطرح آبادی ممکن نہین ہے۔

پرتگال مین پلٹکر خلاصیون نے جب یہ خیال
ظاہر کیا کہ ہم حبش تک ہوآتے اور غالبا وہان سے آگے کوئی
آبادی بوجہ گرمی کے ممکن نہین۔ اس خیال نے عام مین نئی تحقیقات
کیطرف سردہری پیدا کردی۔ جسکی وجہ سے ہنری کو اپنے ارادون
مین ناکامی نظر آنے لگی۔ لیکن وہ خوب جانتا تہا کہ یہ لوگ صرف

روسن کے خیال کی تائید کر رہے ہین اور روسن کا خیال صرف قیاس پر نہا نہ کسی تجربے پر - اب وہ اور چال چلا - روسنہ الکبری کا پوپ جو عیسائی مذہب کا ایک جھوٹا خدائی کا مدعی تھا اس سے ساز باز کیا - اور پوپ نے پرتگال کی نئی تلاش کو مذہبی کام تسلیم کر کے حکم عام جاری کر دیا کہ "جب تک پرتگیز اس کام مین مصروف رہین کوئی یورپین حکومت ان کے ملک کیطرف نظر اوٹھا کر نہ دیکھین - اور کیپ آف گڈ ان سے ہندوستان تک پرتگیزون کی نئی دریافت کی ہوئی آبادیون مین کوئی دست اندازی کا ارادہ نہ کرے" پرتگال کی محبدی کوششین یورپ کی ترقی جہاز رانی کے واسطے اکسیر ہوگئین - خود پرتگال مین رعایا نے تجارتی جماعتین سنہ ۱۴۴۶ء مین قایم کین - ان جماعتون نے سنہ ۱۴۴۹ تک کیپ ڈی ورڈ اور ازورس جزائر تلاش کئے - پہلے جزائر افریقہ کے کنارے سے تین سو میل اور دوسرے جزائر نو سو میل کے فاصلے پر واقع ہین -

سنہ ۱۴۶۳ء مین ہنری نے انتقال کیا اور جہاز رانی ایک مدت تک اپنی اصلی حالت پر رہی اسلئے کہ اسکا جانشین الفونسو کو اس سے زیادہ دلچسپی نہ تھی - جان دویم نے اپنی حکمرانی مین

اس مفید کام کیطرف توجہ کی۔ جسکی کوشش سے سنی گال سے آگے اور عمدہ اور زرخیز آبادیان ملین اور سونے چاندی کی معدنین دستیاب ہوئین۔ کونگو۔ اور گنی تک نوآبادیان قایم کر کے بعض چھوٹی چھوٹی وحشی حکومتین اپنے ملک مین شامل کین۔ پرتگالیون کو روز بروز افریقہ کے نئے حالات معلوم ہوتے جاتے تھے اور اس وجہ سے ان کی ہمتون مین بھی ترقی ہوتی تھی۔

اس عرصے مین انہین یہ بھی معلوم ہوا کہ افریقہ کے مشرق مین ایک بہت بڑی کرسچین حکومت ہے۔ جان نے قیاس کیا کہ غالبًا وہ ابی سینیا کی حکومت ہوگی۔ اس سلطنت سے رسم وراہ پیدا کرنے کے لئے پیدل کی راہ سے اپنے دو معتمدون عربی دان کو روانہ کیا۔ اور بارتھولومیو ڈائز کو سنہ ۱۴۸۶ء مین افریقہ کی جنوبی سمت کو جہاز دیکر تحقیقات کے واسطے روانہ کیا یہ شخص بہت مصیبتون کے ساتھ جنوبی مذنک پہونچا اور خاصیون کے انکار سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اسکے پلٹ آنے سے جان کو بہت بڑی مسرت ہوئی اور یقین کامل ہوگیا کہ ضرور ہندوستان کی بحری راہ اب ملنے والی ہے۔ اسی خوشی مین جہان نہایت

اوس جگہ کا نام کیپ آف اسٹارم رکھا گیا۔

ابی سینا کیطرف جو دو قاصد بھیجے گئے تھے وہ کیرو مین پہونچے۔ وہان سے ایک تو عربستان کیطرف اور ایک ابی سینا کیطرف روانہ ہوا۔ پیڈرو وی کو دلم جو ابی سینا کو گیا تھا راہ مین مارا گیا۔ مگر افنسو وی پہنچا ہندوستان مین ملیبار کے کنارے تک آکر قاہرہ پلٹ گیا۔ جان نے اپنے قاصدون کی خبر گیری کے لئے دو یہودی بھیجے تھے وہ قاہرہ مین اس سے ملے۔ اسنے اپنا پورا سفرنامہ اور اسکے ساتھ ہی ایک سمندر کا نقشہ یہودیون کی معرفت اپنے بادشاہ کیخدمت مین بھیجا۔ اسنے اپنی تحریر مین یہ بھی لکھا تھا کہ مین اپنی ذاتی واقفیت اور سیاحون کے بیانات سے یہ کہہ سکتا ہون کہ افریقہ کے گرد ہوکر ہندوستان کی بحری راہ ہے۔ اس سفرنامے سے تمام یورپ کو یقین ہوگیا کہ بہت جلد پرتگیز ہندوستان پہونچینگے۔

وینس کو بڑا خوف پیدا ہوا کہ اب ہمارے فائدے پرتگیزون کو منتقل ہونے والے ہین۔ گو پرتگیزون کو ہندوستان کی راہ ملنی کی پوری امید تھی مگر ایسے طویل سفر کی جرات نہ ہوتی تھی۔ اسی حالت مین ناگہان امریکہ کے ملنے کی خبر یورپ مین

مشہور ہوئی

حصہ دوم

(کولمبس کی تحقیقات امریکہ)

کولمبس قدیمی باشندہ جنیوا کا تھا۔ پھر وہ پرتگال مین رہنے لگا ابتدا سے اسے جغرافیہ اور نجوم کا بہت شوق تھا۔ لاطینی زبان سیکھکر تھوڑے سے جغرافیہ مین معلومات پیدا کرتے ہی اسنے جہازرانی کا کام سیکھنا شروع کیا۔ اسوقت اسکی عمر کل چودہ برس کی تھی سیڈ بیز نینین سی کے متواتر سفرون سے وہ پورا واقف کار ہوگیا۔ ایک بار جہاز کے ڈوبنے سے وہ لکڑی کے سہارے ایک میل تیرکر زندہ بچا۔ جوان ہوکر اسنے بارتھولومو پیرسٹرولو نامی ایک نہایت باوقعت اور مشہور جہازران کی بیٹی سے شادی کی۔ اسلئے اور بھی اسکی شہرت ہوئی۔ بہت سی مختون سے اسنے پرتگیز نکی کل نوآبادیان جاکر دیکھین اور اسے خود شوق پیدا ہوا کہ نئی تحقیقات مین کوشش کرے۔

اس زمانے مین تمام یورپ کی آنکھین اسطرف

لگی ہوئی تھین کہ ہندوستان کی بحری راہ دریافت ہو۔ کولمبس نے پیرا سنے اور نئے جغرافیے کو دیکھکر جو خیالات مجتمع کیے تھے وہ فلورنس کے ایک فاضل پاؤل نامی سے ظاہر کیے۔ اسنے بھی کولمبس کے خیالون کی تائید کی۔ اب اسنے اسکے تجربے کیطرف توجہ کی اور پہلے اپنے ملک کو نفع پہونچانے کے ارادے سے جنیوا مین آنکر مدد کا خواستگار ہوا۔ گو جمہوری سلطنت تھی مگر اسے مدد نہین ملی۔ اس ناکامی سے وہ پست ہمت نہ ہوا۔ بلکہ پرتگال جاکر شاہ جان سے مدد مانگی۔ مگر یہان بھی اسکی باتون پر کسینے توجہ نہ کی۔ مجبور ہوکر ۱۴۸۴ء مین وہ اسپین کو گیا۔ وہ زمانہ فرڈینینڈ بادشاہ اور ایسابیلا بیگم کی حکومت کا تھا۔ اور اسپین کی سلطنت مور کی لڑائیون مین مصروف تھی۔ پانچ برس تک اسپین کے دربارین کولمبس کی باتون پر غور ہوا کیا اور آخر مین یہ جواب ملا کہ ان لڑائیون سے فارغ ہوکر غور کیا جائے گا۔

اس سے قبل کولمبس نے اپنے بھائی کو انگلینڈ مین ہنری ہفتم سے مدد مانگنے بھیجا تھا تاکہ یہان ناکامی ہو تو انگلینڈ کے ذریعے سے کام نکلے۔ اسکا بھائی ڈاکوؤن کی قید مین مبتلا ہوگیا۔ جب وہان سے رہا ہوکر انگلینڈ مین پہونچا تو ظاہری سامان

اسکا ایسا نہ تھا کہ دربار شاہی تک اسکی رسائی ہوتی۔ کولمبس کو جب بھائی کا کچھ حال معلوم نہ ہوا تو اسنے خود انگلینڈ جانے کا قصد کیا۔ مگر اسکے ایک دوست زوان پیرز نامی نے اسے روک لیا اور دوبارہ بادشاہ بیگم کے دربار مین پہونچا۔ مگر اس ملاقات کا بھی وہی نتیجہ تھا۔ اس دفعہ کی ناکامی سے وہ انگلینڈ کیطرف روانہ ہوگیا۔ ادہر اہل اسپین متوجہ قوم پر پورے طور سے متحیر ہوئی۔ بادشاہ بیگم نے راہ سے کولمبس کو بلا کر کہا کہ گو اسوقت خزانے مین روپیہ نہین ہے مگر اس کام کے واسطے مین اپنا زیور فروخت کر کے تمہارے سفر کی تیاری کرتی ہون۔ چنانچہ سب مراتب طے ہوکر ۱۷ اپریل سنہ ۱۴۹۲ع کو کولمبس نے پانچ دفعات کے اقرارنامے پر دستخط کئے جسکا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) بادشاہ و بیگم اسپین نے کولمبس کو نسلاً بعد نسلٍ جو نئے قطعہ زمین وہ تلاش کرے اون پر با اختیار کیا۔

(۲) انتظام کے واسطے اگر افسرون کی ضرورت ہوگی تو کولمبس تین نام پیش کرے گا۔ بادشاہ کو اختیار ہے اون مین سے جسکو چاہے نامزد کرے۔ مگر اعلے عہدہ کولمبس ہی کے خاندان مین رہے گا۔

(۳) نو آبادیون کی تجارت سے دسوان حصہ کولمبس کو ملے گا۔

(۴) نو آبادیون کے متعلق باقاعدہ کوئی قضیہ پیدا ہو تو کولمبس خود یا اپنی طرف سے جج مقرر کرکے فیصلہ کرے۔

(۵) نئے ملکون کی تحقیقات مین آیندہ جو خرچ ہوگا اوسکا آٹھوان حصہ کولمبس ادا کرے اور اون کی تجارت سے آٹھوان حصہ کولمبس کو ملے گا۔

مئی سنہ ۱۴۹۲ء تک سب سامان سفر درست ہوگیا۔ اندالوسیا علاقے مین پالس ایک چھوٹا سا بندر ہے۔ وہان جہاز مہیا کئے گئے نوآن پیرز کا مکان بھی اسی علاقے مین تھا۔ اسنے کولمبس کی امداد کی بہت سے آدمیونکو ترغیب دلائی۔ جسکی وجہ سے اسے روپیہ بھی ملا اور دو پنزان خاندان کے حقیقی بھائی جو بہت دولتمند تھے اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ صرف تین جہاز بنائے گئے تھے۔ دو چھوٹے تھے اور ایک بڑا تھا۔ بڑے جہاز کا نام اسنے سانتا میریا رکھا اور خود اسکا کپتان بنا۔ چھوٹے دو جہاز پنزان خاندان کے دونون بھائیون کے سپرد کئے۔ ان مین سے ایک جہاز کا نام پنٹا اور ایک کا نگنا رکھا۔ مسافر سب ملاکر نوے آدمی تھے۔ ایک سال کا سامان

خورد و نوش جہازون پر بار کیا گیا - اسکے سفر کی تیاری مین
للحت ہزار روپیہ صرف ہوا تھا چونکہ اسوقت تک جہاز سازی
کی اصلاح نہین ہوئی تھی اسلئے وہ بہت ناقص تھی -
جمعہ کے دن ۳ اگست سنہ ۱۴۹۲ء کو کولمبس نے اپنے
جہازون کا لنگر اوٹھایا - ۱۲ اگست کو وہ کانری جزیرے
مین پہونچا - ۷ ستمبر سنہ ۱۴۹۲ء کو وہان سے وہ ٹھیک مغرب
کیطرف روانہ ہوا - ۱۴ ستمبر سنہ ۱۴۹۲ء کو حساب سے معلوم ہوا کہ
کانری جزیرے تین سو کوس دور نکلگئے - وہان یہ واقعہ عجیب
نظر آیا کہ قطب نما کی شمالی سوئی مغرب کیطرف بڑہنے لگی - کل مسافرونکو
سوائے کولمبس کے خوف ہوا - مگر اسنے بلطافت الحیل سب کا خوف
دور کیا - کانری سے چھہ سو کوس کے فاصلے پر سمندر مین جابجا اسقدر
گہاس نظر آئی کہ وہان سے جہاز ونکو عبور کرنا مشکل تہا - اکتوبر
مین جب کولمبس نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ گیارہ سو کوس سے زیادہ
سفر کرچکے - کچہ مدت کے بعد ایک جزیرہ نظر آیا جہانکے رہنے والے
بالکل وحشی اور ننگے تھے کولمبس نے سان سالہاڈور اسکا نام
رکہا - فی الحال جن جزائر کو باہاما کہتے ہین - منجملہ ان کے یہ بہی
ہے جزائر کانری کے آخری جزیرہ گومیرا نامی سے یہ جگہ تین ہزار

۲۵

1476

میل سے زیادہ دور ہے۔ کولمبس نے چل پھر کر دیکھا تو باشندوں کو محتاج پایا۔ اسی سبب سے اسنے خیال کیا کہ یہ ہندوستان نہین ہے بلکہ ایشیا کا کوئی حصہ ہے۔ وہان کے لوگون کے گلے مین سونے کے ٹکڑے دیکھکر اشارے سے کولمبس نے دریافت کیا کہ یہ کہان ملتا ہے اونہون نے جنوب کیطرف اشارہ کیا۔ ہندوستان کی دہن مین سات آدمیون کو ساتھ لیکر وہ اسطرف جہازلے گیا۔ راہ مین چند جزیرے ملے ان مین سے تین بڑے بڑے جزائر کا نام اسنے سینٹ ماری۔ فرڈیننڈ اور ایسابیلا رکھا۔ یہان سے اور آگے بڑہا تو ایک بہت وسیع قطع زمین نظر آیا۔ سان سالہاڈور کے آدمی ساتھ تھے۔ انکے ہمراہ دو آدمی اپنے کر کے اس قطع کے حالات معلوم کرنے کو کولمبس نے انہین روانہ کیا۔ لوگ تیس میل جاکر پلٹ آئے اور کہا کہ یہان کے لوگ بہت ہوشیار معلوم ہوتے ہین۔ اور سونے کا استعمال زیادہ ہے۔ سان سالہاڈور کے باشندے اس آبادی کو کیوبا کہتے تھے۔ کیوبا والون سے اہل اسپین نے سونے کی کان دریافت کی تو اونہون نے ہلیٹی جزیرے کیطرف اشارہ کیا۔ کولمبس ۶ دسمبر سنہ ۱۴۹۲ء کو ہلیٹی مین پہونچا۔ جس بندر مین وہ لنگر انداز ہوا اسکا نام سینٹ نکلس اور جزیرہ کا نام ہسپانیولا رکھا۔ یہان کے

باشندون نے سونے کی کان پورب کیطرف تبلائی - کولمبس وہان سے روانہ ہوکر جس مقام مین پہونچا اوسکا نام سینٹ ٹامس رکھا - وہان کی وحشی اقوام کا حاکم کیپ فرانکائس مین رہتا تھا اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے حاکم اس قطعہ زمین کے تھے - جنسے کولمبس نے راہ و رسم پیدا کی - اور زمین کی زرخیزی و شادابی کی وجہ سے وہان اپنی مختصر آبادی قایم کرنے کی تجویز کی - حکام کی اجازت سے ایک مختصر قطعہ بناکر (۳۸) آدمی آباد ہوے - اس آبادی کا حاکم کولمبس نے ڈای گوڈی آریبو ایک انسپکٹر کو مقرر کرکے ۴ر جنوری سنہ ۱۴۹۳ء کو اسپین روانہ ہوا -

۱۵ر مارچ سنہ ۱۴۹۳ء کو وہ پالس بندرگاہ مین داخل ہوا اور جہان سے وہ سات مہینے گیارہ روز پہلے روانہ ہوا تھا - دوبارہ بخیر و خوبی وہان پہونچا - بادشاہ و بادشاہ بیگم بارسیلونا مین اسوقت تہین - کولمبس کے ورود کی خبر سنکر بڑے اعزاز و اکرام سے اسے دربار مین بلایا اور سفر کے حالات سنکر انتہا جاری کیا کہ آج سے کولمبس بھی اعلے طبقہ سفرزین مین داخل ہوگیا -

چونکہ ہنوز یہ خیال باقی تہا کہ ہندوستان ان جزائر

تحقیق شدہ کے قریب ہی ہوگا اسلئے اسکا نام انڈیٹر (ہندوستان) کے پاس کے جزائر رکھا گیا جب ہندوستان کے قریب کے جزائر تحقیق ہوئے تو ان جزائر کا نام ویسٹ انڈیز اور ہندوستان کے جزائر کا نام ایسٹ انڈیز رکھا۔

حصہ سوم

(واسکوڈی گاما اور ہندوستان کی راہ)

یہ ہم پچھلے حصے مین بیان کر چکے ہین کہ شاہ جان والی پرتگال نے ڈائز کو ہندوستان کی راہ تلاش کرنے کو بھیجا تھا اور وہ کیپ آف گڈ ہوپ تک آیا تھا۔ اسکے بعد کچھ دنون تک تحقیقات کا سلسلہ بند رہا۔ جان ۱۴۹۵ء مین مرا اور اوسکا جانشین مانیول ہوا۔ اسکو بھی نئے ملکون کی تلاش کا شوق تھا۔ گو ارکان دولت مانع تھے مگر اسنے کسیکی نہین سنی۔ اور جہازون کو درست کرکے واسکوڈی گاما کو روانہ کیا۔ ۸ر جولائی ۱۴۹۷ء کو واسکوڈی گاما نے بندرگاہ سے لنگر اوٹھایا۔ کچھ دنون کے بعد وہ ایک جزیرے مین ٹھہرا جسکا نام اسنے سینٹ ہیلینا رکھا۔ سفر کرتے کرتے وہ کیپ آف گڈ ہوپ سے بھی نکل گیا۔ ناٹال کے کنارے کنارے جہاز لیجانے مین تباہی کا خوف تھا اسلئے کنارے سے جہاز دور کرلئے گئے۔ اور اسی باعث سے سوفالا شہر انھین راہ مین نہین ملا جو تجارت کے لئے

لئے مشہور مقام تھا۔ راہ مین ایک ایسی آبادی ملی جہان کے باشندے ریشمی لباس پہنے تھے۔ اپنی ضرورتین پورا کرنے کے واسطے چند روز وہان ٹھہرا۔ اسنے ۲۴ فروری ۱۴۹۸ء کو وہان سے کوچ کیا۔ پانچ روز مین موزنبق پہونچا۔ یہان کے باشندے بھی کپڑے وغیرہ پہنے تھے جس سے یقین ہوا کہ مہذب ملک کے قریب آگئے ہین۔ موزنبق کے پاس سنٹ جارج ایک جزیرہ ہے وہان سے واسکوڈی گاما یکم اپریل ۱۴۹۸ء کو روانہ ہوا۔ تھوڑے دنون کے سفر کے بعد ممباسا مین داخل ہوا۔ بے التفاتی کے ساتھ وہان تھوڑا قیام کرکے ملنڈا کیطرف سکان پھیرے گئے۔ ملنڈا اپنی خوشحالی اور زینت مین مشہور تھا۔ وہان کا حاکم گو مسلمان تھا مگر اُس زمانے مین مسلمانون کی اخلاقی حالت ایسے اعلےٰ درجے پر تھی کہ پرتگیزون کو وہان بہت آسایش ملی۔ واسکوڈی گاما چند بار شہر مین طلب ہوا مگر نہ گیا۔ حاکم شہر خود ملنے آیا اور باہمی اتحاد کی بنیاد قایم کی۔

واسکوڈی گاما نے ۲۶ اپریل ۱۴۹۸ء کو افریقہ کا کنارہ چھوڑکر بحر ہند مین جہازرانی شروع کی۔ ملنڈا سے چل کر بیسوین روز اسے ہندوستان کا کنارہ یعنے کالیکٹ کی بندرگاہ

نظر آئی ۔ اسوقت کی مسرت کا کیا پوچھنا ہے ۔ اب اسے فکر ہوئی کہ یہان تجارتی حقوق قایم کیے جائین ۔ اسوقت مسلمانون نے شمال مین حکومت قایم کر لی تھی ۔ اور جنوب کی طرف قدم نہ بڑہائے تھے ۔ جنوب مین کل ہندو حکومتین قایم تہین ۔ ملیبار کے کنارے پر بڑی زبردست حکومت ہندو کی تہی ۔ اور دارالسلطنت کالیکٹ تہا ۔ اس حکومت نے تجارت کے واسطے ہر ایک قوم کو عام اجازت دے رکھی تہی ۔ یہان مسلمانون کی تجارت بڑے زور پر تھی ۔ واسکوڈی گاما نے سفارت کے ذریعے سے راجہ سے بندرگاہ پر اوترنے کی اجازت حاصل کی اور دربار مین بھی رسائی ہوئی ۔ مسلمان تاجرونکو اسکی آمد بہگت سے بہت خوف ہوا اور اندرونی ترکیبون سے راجہ کو ان پرتگیزون کا انہون نے دشمن بنا دیا ۔ یہان تک کہ واسکوڈی گاما اپنے وطن کو روانہ ہوا ۔ واپسی مین اسے بہت سی تکلیفین پہونچین ۔

راہ مین میڈیگاسکر کو بھی گیا ۔ مگر وہان کے سختی برتاؤ کی وجہ سے ملنڈا مین جاکر ٹھہرا ۔ خلاصی اسقدر مرچکے تھے کہ تین جہازون کی حفاظت ناممکن تہی اسلئے ایک جہاز اسنے جلا دیا ۔ زنجبار وغیرہ دیکہتا ہوا بخیریت کیپ آف گڈ ہوپ سے گذر کر وہ اٹلنٹک اوشن

مین داخل ہوا ۔ ۲۴ مہینہ کا سفر کرکے واسکوڈی گاما ۲۹ اگست ۱۴۹۹ء کو دریائے ٹگس مین قدم رکھا ۱۰۸ ملاحی ہمراہ لیگیا تھا مگر صرف ۵۵ واپس آئے ۔ حقیقۃً تہذیب کی ترقی جہازرانی کی ترقی سے وابستہ ہے ۔ اگر یہ نئی ملک نہ معلوم ہوتے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ یورپ موجودہ عروج پر نہ ہوتا

حصہ چہارم

(جہازرانی یا اسٹیمر)

جسطرح کہ خشکی کی تجارت کو ریل سے فائدہ پہونچا اسیطرح بحری بلکہ اس سے بھی کہین زیادہ بحری تجارتون کو اسٹیمرون سے فائدہ ہوا ۔ دخانی جہازون نے تمام قطع دنیا کو باہم مسلسل کر دیا ہے اور امید ہے کہ یہ سلسلہ اور پائدار ہوگا ۔ یورپ اور امریکہ نے اسٹیمرون کی وجہ سے جو خاص نعمت آئی ہے حزب فائدہ اوٹھایا اور اٹھا رہے ہین ۔ یہ کیسی خوش قسمتی ہے کہ کوئلے کی کانین بھی ان کے قبضے مین ہین ۔

آج سے دو ہزار برس پہلے انگلنڈ کو بالکل معلوم نہ تھا کہ جہاز کسکو کہتے ہین ۔ یا آج اسکی بندرگاہون مین ہزارون جنگی اور تجارتی اسٹیمر لنگر انداز ہین ۔ دو ہزار برس پہلے انگلنڈ مین مچھلی مار لوگ ایک چھوٹی سی کشتی بنانا جانتے تھے جس سے مچھلیان پکڑا کرتے تھے ۔ یہ کشتی ایک بانس کی ٹوکری ہوتی تھی جسے چمڑے

سے منڈوہ لیتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے اس قسم کی کشتیان انگلنڈ مین سنہ ۵۶۳ء تک جاری تھین کیونکہ اسی سال مین کولمبا نامی آئرش مشنری کا اسکاٹ لینڈ مین اسی قطع کی کشتی کے ذریعے سے آنے کا ثبوت کامل ملتا ہے۔

سنہ ۸۷۱ء مین الفریڈ انگلنڈ کا بادشاہ ہوا۔ اسنے اپنے عہد حکومت مین جہاز سازی کو خوب ترقی دی۔ رفتہ رفتہ ایسی ترقی ہوئی جو آج پیش نظر ہے۔ ابتدا اگر بادبانی جہاز تیار ہوئے مگر انکا چلنا ہوا کی مناسبت پر منحصر تھا۔ اور ابر و طوفان مین نہایت خوفناک حالت ہوتی تھی۔ اسلئے ہر ایک کی خواہش یہ تھی کہ کوئی ایسی ایجاد ہو جس سے جہاز ہر حالت اور ہر موسم مین سفر کر سکے۔

گذشتہ زمانے مین رومن لوگ رہٹ کے چرخے کیطرح اپنی کشتیون مین چرخیان لگاتے تھے اور اون مین ڈورے باندھکر حرکت دینے سے کشتیان چلتی تھین۔ اس ایجاد قدیم کے نمونے پر سنہ ۱۷۵۵ء مین جنوبی اسکاٹ لینڈ کے باشندے سٹر کلمر نے چرخیان لگاکر جہاز بنایا۔ چونکہ چرخیان آدمیون کو گھمانا پڑتی تھین اور محنت زیادہ تھی اسلئے اس اصلاح سے کوئی فائدہ نہین ہوا۔ حالانکہ سٹر کلمر نے اس دھن مین اپنی تمام دولت صرف

کر ڈالی اور بالکل قلاش ہوگیا۔ اسکے بعد سمنگٹن نامی ایک انجنیر نے خیال کیا کہ اگر چرخیان انجن کے ذریعے سے متحرک کیجائین تو کوئی دقت نہ ہوگی۔ چنانچہ اسنے نہایت محنت اور دقت سے ایک چھوٹا جہاز بنایا جسکی رفتار فی گھنٹہ ۷ میل تھی۔ گویا اسٹیمر کی ترقی کا وہی جہاز پہلا نمونہ تھا۔ مگر اسکی طرف کوئی خاص توجہ نہین ہوئی۔

موجودہ صدی کی ابتدا مین ایک امریکن فلٹن اتفاق سے اسکاٹ لینڈ مین وارد ہوا۔ سمنگٹن نے اپنے نئے اسٹیمر کی چرخیان دکھاکر اسکے سب حالات بتائے۔ اسکی ترکیب سمجھکر فلٹن بہت جلد امریکہ کو آیا۔ اور ایک اسٹیمر بنانے کی کوشش کی۔ اسکی کوشش رائگان نہ گئی۔ ۱۸۰۷ء مین اسنے ایک عمدہ اسٹیمر بنایا۔ اور ہڈسن دریا مین اسے چھوڑا۔ اسکی رفتار فی گھنٹہ پانچ میل تھی۔ تماشائیونکو اسکی رفتار سے بہت بڑی حیرت ہوئی۔ یہی اسٹیمر سافرونکو پہلے پہل دریا کے پار لے گیا۔ اسکے بعد اسی نمونے پر ممالک متحدہ امریکہ مین صرف تیس برس کے عرصے مین نئے اسٹیمر ۱۳ سو تیار ہوئے۔ ۱۸۱۱ء مین ہنری بیل نے اسکاٹ لینڈ مین ایک اسٹیمر بنایا جسکا نام کامیٹ تھا۔ دریائے کلائڈ

مین آمد و رفت کے واسطے یہ بنایا گیا تھا - مگر ایک مدت تک لوگ اسمین سفر کرنے سے خوف کھاتے تھے - اور آج تمام دنیا مین سب سے بڑا اسٹیمر بنانے کا کارخانہ کلائڈ دریا کے کنارے واقع ہے -

رفتہ رفتہ ان دخانی جہازونکی آمد و رفت سمندر مین شروع ہوئی - اوّل اسکاٹ لینڈ - اور آئرلینڈ مین سلسلہ تجارت و آمد و رفت قایم ہوا - پھر انگلینڈ اور فرانس مین سلسلہ شروع ہوا اسکے بعد بتدریج بحر جنوبی - بالٹک اور میڈیٹیرنیین سی مین اسٹیمر جاری ہوئے -

سائنا نے ۱۸۱۹ء مین کچھ بادبان اور کچھ انجن کے ذریعے سے نیویارک سے لورپول تک بحری سفر چھبیس روز مین ختم کیا - ۱۸۳۸ء تک رفتار کی تیزی زیادہ نہین ہوئی تھی البتہ اسی سال مین سیریس نے اس سفر کو اونیس روز مین پورا کیا اور اب تو اسکی نصف مدت سے بھی کم مین یہ سفر ختم ہوتا ہے

کلکتہ مین ایک انعامی اشتہار جاری ہوا تھا کہ جو شخص انگلینڈ سے ہندوستان کو اسٹیمر لائے اوسے ایک لاکھ روپیہ انعام ملے گا - یہ انعام ایک شخص نے ۱۸۲۵ء مین نہایت

شکل سے حاصل کیا۔ مگر راہ مین کوئلہ کے کم ہو جانے سے بادبانی جہاز کے برابر ایام صرف ہوے

سنہ ۱۸۲۷ء مین لفٹنٹ واہن نامی ایک خلاصی کلکتہ مین تھا۔ اسنے لندن اور کلکتہ کے درمیان سلسلہ آمد و رفت قایم کرنے کے لئے اسٹیمر جاری کیا۔ مگر اس سے کوئی فایدہ نہین ہوا۔ سنہ ۱۸۳۷ء مین لندن مین ایک کمپنی اسٹیم نیوی گیشن نامی لندن پرتگال اور اسپین کے درمیان اسٹیمر جاری کرنے کے واسطے قایم ہوئے۔ اسنے اپنے کام مین بہت کامیابی اور فایدہ حاصل کیا۔ یہانتک کہ سنہ ۱۸۴۰ء مین کارخانے نے ایسی ترقی کی کہ اسکے مناسب نام رکھنا پڑا۔ اور آج وہ کمپنی پی۔ او کمپنی کے نام سے دنیا بھر مین مشہور ہے۔ یہ جہاز پیشتر سویز سے مال اور مسافر لیکر لندن سے اسکندریہ تک اور وہان سے سویز تک آتے جاتے تھے۔ سویز مین بحر احمر مین دوسرے جہاز ملتے تھے وہ چین جاپان اور ہندوستان کو آتے جاتے تھے سنہ ۱۸۶۹ء مین نہر سویز کی تیاری نے سب دقتین اسان کر دین اور اس کمپنی کے جہاز براہ راست ہندوستان اور دوسرے

ملکون کو جانے لگے۔

ادہر تو اہل ملک نے جہازون کی بناوٹ اور تیزی رفتار مین سیکڑون اصلاحین کین اور ادہر بحری راہون کی صفائی مین کوششین کین۔ کاسیٹ جو پہلا انگلش اسٹیمر تہا۔ اسکے انجن مین صرف چار گھوڑون کی طاقت تہی اور پچیس ٹن مال لیجانے کی گنجایش تہی۔ آجکل آٹھ سو گھوڑون کی طاقت کے انجن اور سات ہزار ٹن مال لیجانے والے اسٹیمر بہت سے موجود ہین۔

گریٹ اسٹرن کمپنی کا بڑا اسٹیمر تو ۲۳ ہزار ٹن کا ہے۔ جیطرح کہ جہاز وسیع ہوتے جاتے ہین اسیطرح اسکی رفتار مین بھی تیزی ہوتی جاتی ہے۔ فلٹن کا اسٹیمر ایک گھنٹہ مین صرف ۵ میل جاتا تہا۔ مگر آج فی گھنٹہ بیس میل تک اسٹیمر جا سکتا ہے اور عموماً رفتار کی اوسط فی گھنٹہ بارہ میل پڑتی ہے۔ انڈون لندن کی ڈاک کا جہاز ستر روز مین بمبئی مین آجاتا ہے۔ ترقی کی کوئی حد معین نہین ہو سکتی۔ کیا عجب ہے کہ آیندہ اس سے بہی زیادہ رفتار ہوجائے اور لندن کا سفر صرف آٹھ روز مین ختم ہو۔ ۱۹۸۱ء

ین یونائیٹڈ کنگڈم مین بیس ہزار اسٹیمر تھے اور اون پر دو لاکھ ملاحی کام کرتے تھے۔

سچ ہے جس ملک مین فنون جنگ کے جاننے والے عالم وفاضل اور مدبر جمع ہون وہی ملک ترقی کرسکتا ہے۔ جس زمانے مین مسلمانون مین یہ باتین تھین دنیا مین کوئی قوم ان کی طرف آنکھ اوٹھاکر نہین دیکھ سکتی تھی اور تمام عالم حیرت سے ان کی ترقیون کو دیکھتا تھا مگر افسوس! افسوس! آج وہی مسلمان ہین جنکی حالت زار پر غیر اقوام کا دل پسیجتا ہے مگر وہ خود متنبہ نہین ہوتی اور کاہلی کے خواب سے بیدار نہین ہوتی فقط

راقم

احمد علیخان

انگلستان کی صنعت و حرفت کا تاریخی حال

انگلینڈ یا انگلستان جو فی زمانہ صنعت و حرفت کے لحاظ سے مہذب اور غیر مہذب دونوں ملکوں میں یکساں عزت کے ساتھ مشہور ہے۔ وہ صنعت و حرفت کی تدبیریں سوچنے میں آجکل کیطرح ہمیشہ سے ممتاز نہیں رہا ہے۔

ان دوسرے ملکوں کیطرح کہ جہاں کسی کام کی شروع شروع میں بہت سی مزاحمتیں اور رکاوٹیں پیش آتی رہتی ہیں۔ انگلستان کو بھی اپنی موجودہ روش اختیار کرنے کے آغاز میں بہت سی مزاحمتیں اور دقتیں اوٹھانی پڑی ہیں۔

لیکن اخیر میں انگلستان نے بھی اُن ملکوں کیطرح ہدایت پائی کہ جو دقتیں اور مشکلیں اوٹھانے کے بعد اپنی ترقی کی معراج کو پہونچا کرتے ہیں۔ اور سنتے ہیں انگلستان نے وہ قابل رشک ترقی کی۔ کہ

اوسکے اوائل زمانے کے دوسرے حریف اوسکو حیرت اور استعجاب کی نظر سے دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔

انگلستان کو جو شکسپیر اور نیوٹن جیسے قابل اور فاضل شخصون کو پیدا کرکے اپنی مردم خیزی پر کچھ تھوڑا سا غرور اور اپنے قوانین و آئین پر ذرا فخر ہے۔ اوسکے تسلیم کرنے مین تو اور دوسری قومین کچھ تامل بھی کرتی ہین لیکن اوسکی صنعت و حرفت کے لحاظ سے وہ ہی قومین اسکی عظمت کا اقرار کرکے اوسکو عزت و فخر کے مسند نشین پر جگہ دیتی ہین۔

انگلستان نے جب صنعت و حرفت کے میدان مین اوّل اوّل قدم رکھا ہے تو اوسکے ہمقدم اور بھی بہت سی دوسری قومین تھین۔ اور اطالیہ والے ہوئے یا جرمن والے۔ فلیمش اور بعض اعتبار سے ڈچ لوگ بھی۔ یہ سب کے سب تو اوس میدان مین اسکے پیشرو تھے۔

بہت ہی ابتدائی زمانے مین اگر سچ پوچھیے تو انگلستان کو نہ تو تجارت سے کسیقدر کی شہرت اور نہ صنعت و حرفت کے کارخانون سے کسی قسم کی رونق نصیب تھی

مگر اوسپر بھی تیسری صدی عیسوی کے اخیر مین رومن لوگون نے بہ نسبت فرانس کے انگلستان کے سرشت مین میکنیکل صنعت وحرفت کی قابلیت کا بہت کچھ اندازہ کیا تھا۔ اور امتداد زمانہ کے ساتھہ بعض ضرورتون کے لحاظ سے اوسکی میکنیکل قوت مین تھوڑی یا بہت کچھ نہ کچھ تحریک ہوتی ہی رہی۔ لیکن پھر بھی الفرڈ اعظم کے زمانے تک اوس مین اتنی قدرت اور طاقت نہین تھی کہ وہ اپنے تمام اغراض مین میکنیکل قوت کو کام مین لاسکتا۔

الفرڈ اعظم کے بہت زمانہ بعد تک کی جو انگلستان کی تجارت اور صنعت وحرفت کی تاریخین لکھی گئی ہین۔ اُن مین سوائے اسکے کہ تجارت اور صنعت وحرفت کے لحاظ سے انگلستان کا پیچھے ہی رہنا پایا جاتا ہے اور کوئی عمدہ حالت نظر نہین آتی۔

البتہ تیرہوین صدی اگر کسیقدر فخر کرسکتی ہے تو وہ ناروی اور فلینڈرس کے ساتھہ تجارتی عہدنامے لکھے جانے۔ کتان کے کارخانے قایم ہونے۔ گنج یا آڑھتی دکانین کھلنے اور فولادی اشیا کے تاجر فراہم ہونے پر

کر سکتی ہے ۔ لیکن یہ سب باتین اسقدر نا کافی تھین کہ اوس قوم کی آیندہ صنعت و حرفت کی ترقی کی نیک فال ہونے سے بھی دور تھین ۔ کیونکہ بڑے بڑے کاروبار سب غیر ملک کے لوگون کے ہاتھ مین تھے ۔ انگلستان کی دارالضرب کے انتظام کے اعتبار سے تو وہان گویا اطالیہ والون کا سکہ ہی بیٹھا ہوا تھا ۔

بلاشبہ اس صدی کے مقابلے مین چودھوین صدی مین انگلستان کو بہت کچھ ترقی نصیب ہوئی ۔ چنانچہ اسی صدی مین اڈورڈ اوّل نے ایک شاہی فرمان سے بہ چارٹر مرکنٹریہ کے ذریعے سے ۔ المین ۔ فرانس ۔ اسپین پرتگال ۔ اٹلی وغیرہ اور نیز اور دوسرے ملکون کے تاجرون کو کہ جو انگلستان سے رشتہ تجارت پیدا کرنا چاہین امن دینے اور حفاظت مین لینے کا اعلان دیا ۔ اس سے یہ مفید نتیجہ نکلا کہ تاجرون کی آمد و شد کی راہ کھل گئی کہ جو آگے چلکر انگلستان کی صنعت و حرفت کی ترقی کے حق مین بہت مفید اور کارآمد ثابت ہوئی کیونکہ اسوقت تک انگلستان کے اصلی باشندے خود تو غیر ملکون مین بہت کم جہاز رانی کرتے تھے اور اونکے

ہان کی پیداوار دوسرے ہی ملک کے لوگ اپنے اپنے جہازون مین
بھر کر بطور اشیاء تجارتی باہر لے جاتے تھے - بعض انگریزی جہاز تو بیشک
ایسے تھے کہ جو بالفعل تک کبھی کبھی جاتے رہتے تھے لیکن اون مین سے ایک
بھی ایسا نہ تھا کہ جسنے سیڈی نزی نین کے ساحل کی کبھی صورت بھی دیکھی ہو!
جہازسازی کی حالت بھی اوس زمانے مین درست نہین تھی - چنانچہ معلوم ہوا
ہے کہ اڈورڈ اول نے جو چند جہاز فلیپ دی فیر کو دیے تھے اون مین
کے بڑے سے بڑے جہاز مین بھی صرف ۴۰ ہی آدمی سما سکتے تھے -
گیسکوین بھی اڈورڈ سوم نے ۱۳۳۳ء مین بہ مقام نارمنڈی بنوائی ۴۳
تھین -

کچھہ بھی کیون نہ ہو مگر پھر بھی اوس زمانے مین
خرش حالی کا پلہ برطانیہ ہی کی طرف جھکتا رہتا تھا - وجہ یہ
تھی کہ اوس حالت مین بھی اوس کے مال کی برآمد درآمد
کے سات گونہ قیمت کے برابر کچھہ زیادہ ہی ہوتی تھی
حالانکہ اوس وقت تک وہان کی برآمد مین بجز اونی چمڑے اور دراہیات سے کپڑے کے اور جنسی

---

(۱) یہ چھوٹے جہازون کی ایک قسم کا نام ہے -

چیزین تہین وہ سب ادنے اور کم وقعت مثل پشم سیسہ اور ٹین وغیرہ کے ہوتی تہین جو باہر جاتی تہین - کیون کہ اوس صدی کے تمام ہونے تک بھی وہان کے لوگون نے اون چیزون سے اپنی ضرورتون کے مطابق کوئی اختراع یا کسی قسم کی صناعت نہین سیکہی تہی - اسی صدی یعنے ۱۳۵۱ء مین ایک قانون "نیوی گیشن ایکٹ" کے نام سے بھی نافذ ہوا تہا جسکی غرض یہ تہی کہ تمام برٹش رعایا کو اس امر کی ممانعت کی جائے کہ وہ سوائے اون برٹش جہازون کے کہ جن مین کثرت کے ساتھہ اونھین کی قوم کے آدمی ہون اور کسی دوسرے جہازون مین اپنا تجارتی مال نہ بہرنے پاوین - اس صدی یعنے ۱۳۹۹ء مین ایک اور مفید بات یہ ہوئی کہ اونی کپڑون کی درآمد یک لخت موقوف کرائی گئی -

پندرہوین صدی اگرچہ انگلستان کی تاریخ مین سب صدیون سے زیادہ منحوس اور بدبخت صدی ہے - لیکن جہان تمام دنیا اوس سے اکثر نئی نئی اور پوشیدہ چیزون کا علم حاصل کرنے کی وجہہ سے اوسکے احسان کی زیر بار ہے - وہان بعض باتون کے لحاظ سے انگلستان بھی اوسکے احسانات

سے عہدہ برا نہین ہو سکتا۔

اسی صدی مین انگلستان کو اس قسم کے اکثر ذریعے میسر آئے ہین کہ جن کی برکت سے پیشتر کی بہ نسبت وہ اُس صدی مین اپنے پشمینہ کی صنعت کی طرف وزا زیادہ توجہ کرنے لگا تھا۔

چنانچہ ۱۶۳۵ء مین جو غیر ممالک سے مختلف قسم کی تجارتی چیزون کا آنا بند کیا گیا تھا۔ اُس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اوسوقت خود انگلستان مین وہ چیزین بنائی جانے لگی ہون گی کہ جسکی وجہ سے اُن چیزون کی درآمد وہان بے سود سمجھی گئی جن چیزون کی درآمد اوسوقت موقوف کی گئی تھی اون مین کی خاص خاص یہ تھین۔ ۴۵

(۱) ہر قسم کے پشمینے کا سامان۔

(۲) اشیاء کی وہ قسم کہ جنکے خاص اجزا چمڑا یا لوہا ہوتے تھے۔

(۳) چند قسم کی ریشمی چیزین۔

اس بیان سے اسبات کا بھی پتہ لگ سکتا ہے کہ اوس زمانہ مین صنعت و حرفت احتیاج نے عیش و عشرت کے مقابلے مین کہان تک ترقی کی تھی۔ یہ سب کچھ سہی۔ لیکن وہ منافع اور فائدے کہ جو انگلستان کی قسمت مین یورپ کی عام کمالیت سے حاصل کرنے بدے تھے

اون کا زمانہ ہنوز بہت دور تھا ۔ یہان تک کہ سولھوین صدی مین بھی جاکر وہ اوسکو پورے پورے نہین حاصل ہوئے ۔ تاہم بھی سولھوین صدی مین اوسکی تجارت بیزا جسقدر نمایان ترقی ہوئی وہ بہت غنیمت تھی ۔ انگلستان کو یہ بات سولھوین صدی مین نصیب ہوئی تھی کہ اوسکے جہاز تسم اور بچھڑے کے چمڑے بھر کر لیوانٹ کے سمندر مین گذرنے لگے تھے ۔ افریقہ کے مغربی کنارے ۔ برزیل ٹرکی اور ویسٹ انڈی نین کے جزائر سے اوسکا تجارتی لین دین شروع ہوگیا تھا ۔

نی ورلینڈس مین بھی اوسکی تجارت کو بڑی وسعت ہوگئی تھی ۔ اگرچہ پشم کی برآمد ابھی تک برابر جاری تھی لیکن اوسپر بھی انگلستان مین اونی کپڑے کثرت کے ساتھ بنے جانے لگے تھے ۔ انٹورپ کے تباہ و برباد ہونے پر ریشم کی بیش بہا صنعت بھی انگلستان ہی کے ہاتھ لگ گئی تھی ۔

الغرض اس صدی مین انگلستان کی تجارت مین یہان تک ترقی

افزائش ہوئی کہ ۱۵۹۰ء مین ملکہ ایلزبتھ نے جو چودہ ہزار پونڈ محصول کے لگائے تھے۔ دس برس کے اندر ہی اندر اون مین اسقدر توفیر ہوئی کہ اونکی نوبت پچاس ہزار پونڈ تک پہونچگئی۔

ایک طرف تو سرکاری اور تجارتی جہاز اپنے وزن اور تعداد بڑہانے مین کوشش کر رہے تھے اور دوسری طرف اون کی بندرگاہین یا لنگر گاہین اور گودام وغیرہ اپنی اپنی ترقی پر تُل رہے تھے۔ اور اسی صدی کے خاتمہ کے قریب انگلستان نے تمام دُنیا کے گرد گھومنے اور نئے نئے ملکون کی دریافت کرنے کا بیڑا اوٹھایا تھا۔

سترہوین صدی کے وہ سو برس کہ جنمین انگلستان مذکور تک مصروف رہا ہے اونہون نے گذشتہ دوسو برس کے سوکون کے مقابلے مین بلحاظ دلیری اور جانبازی انگریزون کے قوم مین ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کردیا تھا

انگلستان مین ٹیوری پنجم کا زمانہ اگرچہ اوس ملک کو بہادری اور شجاعت کا زمانہ گنا جاتا ہے مگر شجاعت و بہادری کو صنعت و حرفت اور تجارت سے جہان تک لگاؤ ہے اوسکو سب ہی جانتے ہین۔

محاربات روزز[۲] مین انگلستان کے لوگ اوس سے بڑھکر کچھ حصہ نہین لے سکے کہ جسقدر محاربات میرٹس اور سٹلا مین روستہ الکبرے والون نے لیا تھا۔ حاصل کلام یہ کہ انگلستان مین ایسی ایسی بے موقع اور ناواجب کوششون سے کبھی کوئی بھی نمایان ترقی نہین ہوئی۔

ہان البتہ سترہوین صدی مین جو چارلس اوّل کے زمانے مین انگلستان مین خانہ جنگیان اور معرکہ آرائیان ہوئی تھین اون مین سے اکثر لڑائیان ملک کی آزادی حاصل کرنے کے لیے لڑی گئی تھین۔ اون مین خواہ نصرت خواہ شرمندگی جو ہوئی اوسنے وہان کے لوگون مین ایک حدتک شائستگی کی روح پھونکنے مین اعجاز کا کام دیا۔

(۲) یہ لڑائی انگلستان کے دو خاندانون یعنی یورک اور لنکسٹر مین تاج و تخت پر ہوئی تھی۔ سنہ ۱۴۵۵ء سے لیکر سنہ ۱۴۸۵ تک ۳۰ برس برابر ہوا کی۔ اس عرصے مین مشہور مشہور ۱۲ لڑائیان لڑی گئین جنمین دونون فریق کے لاکھون آدمی تلف ہوئے اور ہزارون نواب اور شاہزادے بگڑ گئے۔ چونکہ یورک والون کی فوج کے سپاہیون کا تمغہ سفید گلاب کا پھول اور لنکسٹر والون کے سپاہیون کا تمغہ سرخ گلاب کا پھول تھا اور گلاب کے پھول کو انگریزی مین روز کہتے ہین اسلئے ان پھولون کی وجہ سے یہ جنگ "جنگ روزز" کے نام سے مشہور ہے۔

اوسکی برکت سے ترقی کی نہریں بڑی تیزی کے
ساتھ طے ہوئیں - امریکہ میں نو آبادیاں قایم ہوئیں - انگلو
امریکن لوگوں کی مرفہ الحالی کی بنیاد پڑی - غیر ممالک سے تجارتی
عہدنامے مرتب ہوئے - اور صنعت و حرفت میں وہ نمایاں ترقی
ہوئی کہ جسکی نظیر اوس کے بہت بعد تک کے زمانے میں بھی نہیں
ملتی ہے -

ملک کی تجارتی حالت نے بھی اسدرجہ ترقی پائی کہ وہی
محصولات کہ جو سنہ ۱۶۱۳ء سے تیس برس قبل پچاس ہزار پونڈ
کی مقدار میں وصول ہوئے تھے - اب سنہ ۱۶۱۳ء میں ایک لاکھ
اڑتالیس ہزار پونڈ کی مقدار کو پہونچگئے - اسکے علاوہ ملک کی
مالی حالت بھی اوس رتبے کو پہونچگئی تھی کہ سنہ ۱۶۴۱ء اور سنہ ۱۶۴۲ء
کے درمیان پارلیمنٹ نے بادشاہ سے مقابلہ کرنے کو سامان جنگ
کے لئے چالیس ملین روپے منظور کئے تھے -

جمہوری سلطنت کے جیسے بدترین زمانے بھی انگلستان
کی تجارت محفوظ رہی اور اوسکی صنعت و حرفت کو کسیطرح کا صدمہ
نہیں پہونچا - چنانچہ اسکا ثبوت اوسوقت کے قوانین بحری کے
آرام و آسایش ملحوظ رکھنے اور کراموں غاصب سلطنت کی عاقلانہ

پالسی برتنے سے کافی طور پر ملتا ہے۔

سر جیمس چائلڈ اپنی مشہور کتاب "ڈسکورس آن ٹریڈ" (Discourse on Trade) مین لکھتے ہین کہ باوجود چند صنعتی شاخون کے مفقود ہونے کے سنہ ۱۶۷۰ء مین تمام چیزون کی برآمد مین بہ نسبت پہلے کے ایک تہائی کی توفیر ہوئی۔ ایک اور قابل وثوق اور محقق شخص سر ولیم پٹی (Sir William Petty) نے اس سے چالیس برس بعد کا حال لکھا ہے اوس مین وہ اسکی نسبت توفیر آمدنی مین زیادہ اوسط پڑنا ظاہر کرتے ہین۔

ان سب باتون سے قطع نظر کرکے اس عرصے مین بہت سی چیزون مین المضاعف اور بہت سی مین سہ چند اور چہار چند ترقی ہوئی۔ ڈاکخانہ جات کی آمدنی کہ جو ملک کی صنعت معرفت اور تجارت کی ترقی کی ایک یقینی اور بہت بڑی علامت ہے اوس مین بھی ایک اور بیس کی نسبت سے اضافہ ہوا۔ جس زمانے مین خاندان اسٹوارٹ کے لوگ انگلستان سے بدر کئے گئے تھے اوس زمانے کی ترقی کا ذکر ڈی ونانٹ (D'evenant) نے اپنی تحریرون مین اسطرح کیا ہے کہ سنہ ۱۶۸۸-۱۶۶۰ کے عرصے مین سرکاری جہازون کا وزن

باسٹھ ہزار ٹن سے ایک لاکھ گیارہ ہزار ٹن اور تجارتی جہازوں کا وزن اس سے بھی المضاعف ہو گیا۔ محصولات سائر کی آمدنی میں تین لاکھ نوے ہزار پونڈ سے پانچ لاکھ پچپن ہزار کی تو فیر ہوئی انگلستان کی زمینوں کے لگانات۔ مکانات اور معدنیات وغیرہ کے محصولات کہ جو ۱۶۶۰ء میں ساٹھ لاکھ پونڈ کی شمار میں تھے وہ ۱۶۹۸ء میں ایک سو چالیس لاکھ پونڈ کی شمار کو پہونچگئے اور وہ تعلقات اراضی کہ جو ۱۶۶۰ء میں بارہ برس اور ۱۶۹۸ء میں اٹھارہ برس کے تقاوی پر تھے ان کی جملہ آمدنی میں بہتر ملین سے دوسو بارہ ملین افزونی ہوئی۔

جیسے جیسے یہ ترقیاں یکے بعد دیگرے ہوا کیں ویسے ہی ویسے لوگ ان کو انگلستان کی ترقی کی انتہائی حد خیال کیا کئے یعنے لوگ تو یہی خیال بیٹھے کرتے رہے کہ بس انگلستان کی ترقی اب اپنی معراج کو پہونچ چکی ہے وہ اوس سے اور زیادہ ترقی کر سکے یہ ممکن نہیں۔ مگر انگلستان اپنی صنعت و حرفت کے ہاتھوں دن دونی اور رات چوگنی دولت سمیٹنے میں ہمیشہ پہلے سے زیادہ مستعد ہی نظر آیا کیا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں جبکہ لوگوں نے دیکھا

کہ انگلستان کی صنعتی چیزون کی نو آبادیون مین اس کثرت سے کھپت ہونے لگی ہے ۔ اور وہانسے جنس سوداگری کی چیزین انگلستان مین اسقدر آنے لگی ہین تو اونہون نے بعقیدہ "بہ کمالے رازوال" اسپر یہ بدگمانی کی کہ یہ ضرور انگلستان کو اوسکی ترقی کے عرش سے اوتار کر ادبار اور تنزل کے غار مین سلاکر رہے گی ۔ انکے گمان کے خلاف یہ ہوا کہ انقلاب سلطنت کا ہنگامہ جو اسی صدی کا ایک قابل یاد واقعہ ہے اوسنے انگلستان کو بلحاظ اوسکی صنعت وحرفت ونیز تجارت وہ ترقی دی کہ جسکی نظیر اس سے پہلے کی تاریخ مین کہین ڈہونڈے بھی نہین ملتی اسکے علاوہ اس صدی کی بدولت انگلستان کو یہ برکتین اور نصیب ہوئین ۔ ڈی وی نانٹ کے معتبر بیان کے موافق ۱۶۹۸ء جیسے سال مین کہ جو نا سازگاری موسم کے اعتبار سے انگلستان کے لئے گویا ایک بلائے بے درمان تھا ساڑہے چھ ملین سے زائد زائد کی برآمد ہوئی ۔

۱۷۰۹ء مین محصولات سائر کی جملہ آمدنی تو ڈیڑہ ملین اور انقلاب سلطنت کا ہنگامہ فرو ہونے کے وقت اوسکی تجارت کی آمدنی اکیس ہزار پونڈ تھی ۔ پھر بشمول اصلی محصول

اوس ایک تہائی کے کہ جبکو پارلیمنٹ نے رعایتہً کم کردیا تہا سنہ ۱۷۱۵ء
مین ان دونون مدون مین لغو ہزار پونڈ کا اضافہ ہوا رفتہ رفتہ
روپیہ کی سود کی شرح مین کمی ہونا شروع ہوئی اور یہانتک ہوئی کہ
سنہ ۱۷۴۹ء مین سود کم ہوتے ہوتے تین فیصدی رہگیا۔ سود کی اسقدر
کم شرح ہونے سے پارلیمنٹ کو بھی یہ آسانی ہوئی کہ وہ مصارف کا
روپیہ منظور کرتے وقت کسیطرح کے پس وپیش کرنے سے چھوٹ گئی۔
چنانچہ ایسا ہوا کہ سنہ ۱۷۶۱ء مین علاوہ اوس تین ملین روپیہ
کے کہ جو قرضہ قومی کے سود مین دیا گیا تہا اور بیس ملین کے قریب
روپیہ منظور کیا گیا۔
اسکے بعد جو انگلستان مین جنگ وجدال کی گھنگور گھٹا چھائی
اُسنے بھی اپنے اثر سے انگلستان کی صنعتی خوش اقبالی اور تجارتی مزہ الحالی
کے زوال کا خیال پیدا کرکے لوگون کو کسیقدر ڈرانا چاہا تہا۔ مگر اوس سے
انگلستان کی صنعت وحرفت یا تجارت کو کسیطرح کا صدمہ نہین پہونچا
چنانچہ اسکی تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ اوسکے دو برس بعد
اور نیز سنہ ۱۷۸۶ء مین یعنے انگلو امریکن لوگونکے خود مختار ہوجانے کے
وقت انگلستان کے جملہ محصولات سائر کی شمار سائر سے پانچ ملین سے
اوپر اوپر تھی اور یہ آمد بال کا تخمینہ چھ ملین اور ڈاکخانہ جات کی آمدنی

کا اندازہ نصف ملین کیا گیا تھا - سرکاری اور تجارتی جہازون کا وزن یورپ اور امریکہ دونون کے جہازون کو ملاکر اُن کی تین چوتھائی وزن کے ساوی تھا اور یہ کہ خزانے مین بھی نو لاکھ اونیس ہزار دوسو نو پونڈ خرچ ہونے کے بعد پندرہ ملین اور تیرہ لاکھ ستانوے ہزار چارسو اکھتر پونڈ جمع تھے -

اس طور پر اس قیامت کی شائستہ قوم نے پھر وہ ترقی حاصل کی کہ جسکے بعد بادی النظر مین سوائے زوال کے اور کوئی حد نظر نہین آتی تھی گویا چار وانطرف سے پھر وہی "ہر کمالے را زوال" کی صدا کانون مین گونج رہی تھی -

اونیسوین صدی نے انگلستان کو ایک ترقی کی ایک منزل اور چڑھا کر یہ دکھلادیا کہ اون پہلے حدود سے آگے بڑہکر ترقی کی ابھی اور بھی حد ہے - اسکے ثبوت مین ہم معزز ناظرین کے سامنے اس صدی کا ابتدائی زمانہ یعنے ۱۸۲۳ء پیش کرتے ہین کہ جسمین محصولات سائر کی آمدنی ساڑہے گیارہ ملین - اور مال کی برآمد باون ملین تھی کہ جسمین جسکے ۴۳ ملین انگلستان خاص کی صنعت وحرفت کی اشیاء کی برآمد بھی شریک حساب تھی - ڈاک خانہ جات کی آمدنی ڈیڑہ ملین اور مالگزاری کی مد مین ساڑہے تاون ملین خرچ ہوا کر چھ ملین کی بچت تھی - ہمارے زمانے

کم ہمت اور پست خیال لوگ جیسا کہ قدیم انگلستان کو بابرکت سمجھتے ہین ویسا ہی وہ اکثر ملکہ ایلزبتھ کے زمانے کو بھی مبارک خیال کرتے ہین۔ حالانکہ اوسکے عہد مین ملک کے تمام محصولات کی آمدنی زمانۂ حال کے محصولات کے ۱/۱۰ حصہ کی برابر ہوتی تھی۔ یا یون کہئے کہ اوس زمانہ کی کل آمدنی اس زمانے کے صرف ڈاک خانہ جات کی آمدنی کے ۱/۱۰ حصے کے قریب قریب تھی۔

کسی قوم کو آجتک یہ بات نصیب نہین ہوئی کہ اوس کے ۲۰ ملین آدمیون نے اپنے دست و بازو کی قوت سے یعنے صنعت و حرفت کے ذریعے سے اسقدر دولت و ثروت حاصل کی ہو۔

قصہ مختصر یہ کہ انگلستان زمانہ بزمانہ صنعت و حرفت مین ترقی کرتے کرتے اس صدی مین اوس رتبے اور عروج کو پہونچگیا ہے کہ اگر آج اسکے تنزل اور ادبار کی پیشین گویان کرنے والے پچھلی صدی کے لوگ زندہ ہوتے تو وہ اسکو ترقی کے اُن مدارج پر پہونچے ہوئے دیکھکر اوّل تو بہت متعجب ہوتے اور پھر آیندہ کسی معاملے مین پیشین گوئی کرنے سے توبہ کرلیتے۔

انگلستان کی خوش قسمتی اور اوسکی ترقی کا ایک یہ بھی باعث ہے کہ ہندوستان کیطرح وہان کی عورتین مسند تکیہ لگاکر یا کوچ

اور صوفہ سنبھالکر کبھی بیکار نہین بیٹھین ۔ وہان کے مرد اور عورتین برابر ایک واجب اور جائز محنت کے عادی ہین ۔ حذاو اونکے دماغ کی سوچی اور ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزین مال کی برآمد مین پانچ چوتھائی کی نسبت سے ہوتی ہین ۔

ترقی تجارت و صنعت کے متعلق سب سے زیادہ مفید یہ طریقہ ہے کہ ایک چیز کی تجارت اور صنع کے متعلق جتنے کچھ سامان اور لوازمات درکار ہون وہ سب تجارتی گروہ کو اپنے ہی اہتمام سے تیار اور مہیا کرنے چاہئین ۔ یعنے اونکو جن چیزون کی ساخت منظور ہو ۔ اول اونکا مصالحہ خود ہی پیدا کرین ۔ پھر اونکو اپنے ہی کارخانون مین بنا رین اور تیار ہونے کے بعد اونکو اپنے ہی جہازون مین بھر کر اپنے ہی ملک اور اپنے ہی قوم کے لوگون کی سرداہی سے باہر روانہ کرین ۔

قریب قریب یورپ کی تمام سلطنتین اگرچہ مجوسی کے ساتھ آجکل محنت شعار اور صناع بن رہی ہین ۔ مگر ابھی تک اونمین سے کسیکو بھی اس قیمتی اور مفید طریقے پر پورے طور سے عمل کرنا نہین نصیب ہوا ۔ کیونکہ اس طریقے کے عمل پیرا ہونے مین ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ مختلف چیزین کہ جو صنعت مین درکار ہوتی ہین

اون مین سے بعض تو گرم اور بعض سرد ملکون سے مخصوص ہوتی ہین
اسلئے اون سب کو بلا لحاظ طبقات ایک ہی ملک مین پیدا کرنیکی
کوشش علم طبیعیات کے قاعدے سے لغو اور بے سود ٹھرتی ہے
ہان اگر اسکا خیال رکھا جائے کہ جس زمین مین جس چیز
کے عمدہ پیدا کرنے کی قابلیت ہو اُس مین وہی چیز پیدا کرائی جائے
اور اوسکو باہر بھیجکر اسکی عوض یا تبادلہ مین ایسی دوسری چیزین
کہ جو وہان نہ پیدا ہوسکتی ہون وہ لائی جائین تو بلاشبہ اس
تدبیر سے بھی بہت بڑا نفع پہونچ سکتا ہے ۔ اور صنعت کی غرض
اُس حصہ و محنت سے پوری ہوسکتی ہے ۔ کہ جو اون چیزون
کے آنے پر اونکی ساخت مین اون لوگون کو کرنی پڑے گی
اب یہ دیکھنا چاہیے کہ انگلستان مین اگرچہ ریشم پیدا نہین
ہوتا تاہم ریشمین کپڑے بنے جاتے ہین ۔ حالانکہ وہان نیل
کی کاشت بالکل نہین ہوتی لیکن پھر بھی نیل سے ریشم رنگنے کے
کارخانے موجود ہین ۔ اور یہ کہ گو وہ تمام ریشم کہ جو وہان جاکر
بنتا ہے ۔ یا وہ تمام لوہا کہ جو وہان بھیجکر فولاد مین ڈھلتا ہے
وہ تمامہ وہین کا پیدا کیا ہوا نہین ہوتا ہے ۔ مگر تاہم انگلستان
جو برتری بلحاظ صنعت و حرفت یا تجارت حاصل ہے وہ اوسکو

یہ چیزین ایسی کم قیمت مین دلا دیتی ہے کہ جس سے وہ مثل
دہین کی پیداوار کے پڑ رہتی ہین۔ اسی خیال کی بنیاد پر انگلستان
نے یہ ایک بڑی عقلمندی اور فہم کا کام کیا ہے۔ کہ مشرقی ممالک
کی اور یہ وغیرہ پیدا کرنے پر اونسے اپنے ہان کی زمین اور آب وہوا
کو جو اونکے نا موافق اور خلاف ہے مجبور نہین کیا۔ بلکہ وہ اونکو
ممالک مشرقیہ سے ہی بطور درآمد کے منگا کر اپنا کام نکالتا ہے۔ علی
ہذا القیاس وہ کچی دہات یا معدن خام سے ناکارہ اور نکمے اوزار
بنانے کی کوشش نہین کرتا۔ بلکہ وہ جہان سب سے عمدہ نکلتی ہے
وہان سے اوسکو بطور درآمد کے منگا کر اپنی قابل قدر محنت سے
اوسکے قیمتی قیمتی اوزار بنا کر باہر بھیجتا ہے اور اونسے خاطرخواہ
روپیہ وصول کرتا ہے۔

صرف انگلستان ہی ایک ایسا ملک نہین ہے کہ جسنے خصوصیت
کے ساتھہ اس عاقلانہ اور مفید طریقے کی پیروی کی ہو بلکہ دنیا کی
وہ تمام مبارک قومین کہ جو تجارت سے کچھہ بھی دلچسپی اور صنعت و
حرفت سے ذرا بھی دلبستگی رکھتی ہین وہ بھی سب اسی طریقے کو
اختیار کیئے ہوئے ہین۔ مگر فرق اسیقدر ہے کہ دنیا مین آجتک
ایسی کوئی سلطنت قایم نہین ہوئی کہ جسنے انگلستان کیطرح اپنی حال

اور اپنے مال کو بے درد ہوکر نیچر کی پیدا کی ہوی اونچے اونچے چیزونکے پیچھے صرف کر دیا ہو۔ اور یا یہ کہ دنیا کی غیر ضروری نا قدر۔ اور نہ چھونے کے قابل چیزونکو اونسے اپنی ذکاوت کے زور۔ اپنے بیش بہا وقت کی مدد اور اپنی قابل قدر صنعت و حرفت کی برکت سے مہذب ملکونکے بازارون کی زیب اور رونق بنا کر انگلینڈ کیسی بے شمار اور لا انتہا دولت پیدا کی ہو۔

سنہ ۱۸۲۳ء مین جو انگلستان سے باہر کی پیدا شدہ چیزون کی برآمد ہوئی تہی اُن مین سے دس ملین تو ایسی تہین کہ جن مین بڑی جانکشی اور ملاحی کے اعلے درجے کی لیاقت اور سرگرمی صرف کی گئی تہی۔ اور باقی ۴۰ ملین وہ تہین کہ جن مین معمول سے چوگنا نہین بلکہ کہین زیادہ وقت یہ ذکاوت۔ اور صنعت و حرفت کے ہنر سے کام لیا گیا تہا۔ اس سے پہلے جو لوگ کہ انگلستان کو صرف ممالک غیر کی پیداوار کی باربرداری اور اوس کی لوہ آبادیون کی کثرت کیوجہ سے بادقت سمجھتے تھے۔ اب اوسکی یہ کرامات دیکھکر وہ لوگ اسکی صنعت و حرفت کی ترقی کے اعتبار سے بھی اوسکی عظمت کے دل سے قایل ہوگئے۔

کوئی ایسی خاص وجہ ہے کہ جو ہمکو کافی طور پہ تحقیق کے

ساتھ تہذیب اور عیش و عشرت مین فرق بتلا سکے اور تمیز کرا سکے!
یہ کام تو ہمکو وقت کی قدر و قیمت کا معلوم ہوتا ہے
اور وقت کی قدر و قیمت اُس چیز سے اندازہ کی جا سکتی ہے۔
کہ جو چیز اوسکی توجہ سے پیدا ہوتی ہے ایک اعلے درجہ کی فہم
اور فراست ایک ناچیز "لمحہ" کو بھی ایسا قابل قدر اور قیمتی
بنا دیتی ہے کہ جو جو برکتین اور فائدے حضرت انسان کو اوس سے
پہونچنے لگتے ہین وہ اونسے کہین زیادہ ہوتے ہین کہ جو سستی
و کاہلی کے ہاتھون کہین برسون اور صدیون مین جاکر بھی
تکمیل سے پہونچ سکتے ہین۔

عیش و عشرت مین پڑکر خود پرست بنا ہمارے وقت
کو ذرا بھی قیمتی اور قابل قدر نہین بنا سکتا۔ ہان البتہ قوائے
ذہنی کو مناسب طریقے سے کام مین لانا بلا شبہ وقت کو اکسیر
بنا دیتا ہے۔

قوائے ذہنی مین جو مادہ اختراعی ہے وہی تہذیب
کا گویا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ وقت مین جو اشیا کی پیدا
اور مہیا کرنے کی طاقت ہے اوسکا اندازہ اُن چیزون کی مقدار
اور ماہیت سے اور نیز اس سے کہ وہ کہان تک انسان کی

ضرورتوں میں کارآمد ہوسکتی ہیں اچھی طرح کیا جا سکتا ہے۔

دُنیا میں سب سے زیادہ مہذب و شائستہ اور متبارک قوم ہم اوسیکو کہنا پسند کرتے ہیں کہ جو اپنی محنت و صنعت و حرفت کی بدولت دُنیا کو ایک بہت ہی قلیل مدت میں عمدہ سے عمدہ اور قیمتی سے قیمتی چیزیں بہم پہونچا سکتی ہو۔

جس تیزی سے کہ انگریز صنعت کی عمدہ عمدہ چیزیں بناتے ہیں۔ ویسے ہی وہ ارزانی کے ساتھ بکتی بھی ہیں۔ یہ ہرگز نہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ ارزانی غیر محدود ہوتی ہے یا آنکہ قیمت کی کمی درجہ اوسط کی صنعت کی سکافات ہے۔

"تہذیب" خراب اور ذلیل چیزوں سے بھی محبت یا بے فائدہ چیزیں نہیں بناتی ہے۔ یہ کام تو ہوتا ہے "عیش و عشرت" اور یا اوسکی مصاحب "کاہلی" کا کہ جو ذرا اپنے آپ کو بڑا جفاکش و کہلانا چاہا کرتی ہیں "تہذیب" ہمیشہ عمدہ اور ستھری چیزوں کے ایجاد کرنے کیطرف مائل اور متوجہ رہتی ہے۔

انگلستان کے جزیرے کو اسبات کا فخر اور سچا فخر ہے کہ اوسکے ہاں پشمینہ کا کپڑا فی آدمی یورپ کے اور دوسرے

خوشحال ملکون سے اضعاف ۔ اور تمام براعظم یورپ مین بشمول اوسکے سرد حصون کے جسقدر اوسط پڑتا ہے اوس سے بھی اور چار گونہ زائد ہے !!!

خاتمہ

کاش مفلس اور فاقہ زدہ ہندوستان بھی انگلستان سے اوسکی صنعت و حرفت کی برکتون کا سبق حاصل کرکے اپنے آپ کو خوشحال اور مالامال بنانے کی کوشش کرتا ! اگر وہ یہ سمجھے ہوئے ہے کہ اوسکی فلاح و بہبود کا مقصد صرف ہائی ایجوکیشن یعنے اعلے تعلیم سے پورا ہوجائے گا تو یہ قیامت تک ممکن نہین ۔ ہم دیکھتے ہین کہ ہندوستان مین تعلیم کا یہ اولٹا اثر پڑ رہا ہے کہ قدیمی پیشے والے لوگ بھی اپنے اپنے پیشونکو چھوڑکر تعلیم یافتہ ہونیکے گھمنڈ مین نوکریان ڈھونڈتے پھر رہے ہین ۔ مگر ملازمت کا میدان اس قدر تنگ ہے کہ ملک کے تمام تعلیم یافتہ لوگ کسیطرح اوس مین نہین سما سکتے ۔ یہ لوگ تعلیم پاکر اپنے آبائی اور جدی پیشون کو تو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگتے ہین اور نوکری اون سب کو ملتی نہین ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اون کا ناپاک وجود ملک مین خوشحالی اور فارغ البالی پیدا کرنے کی بجائے

اوس مین اور افلاس اور تباہ حالی کو بڑہاتا ہے۔

ہماری رائے مین مُلک کو آسودہ حال بنانے کے لئے اس سے زیادہ مُفید اور کوئی تدبیر نہین کہ صنعت و حرفت بھی تعلیم کے ہم پہلو سمجھی جائے۔ علم کی تعلیم گاہین تو مُلک کے لوگون کو درستی اخلاق کا سبق اور مسرت روحی سے دنیا مین زندگی بسر کرنے کا طریقہ سکھاتی ہین۔ صنعت و حرفت کے مدرسے اور کارخانے مُلک مین کھولکر اُن کے ذریعے سے مُلک کے لوگون کو "اپنے ہاتھون سے اپنی حالت سوارنا اور درست کرنا" بھی سکھانا چاہیئے۔

راقم

مُجیب احمد

عقل اور اوس کا استعمال

اپنے عقل سے کام لینا ہر انسان کا فرض ہے ان ن کو چاہیے کہ اپنی توجہ اور غور کو ایسی باتون مین صرف کرے جو اوسکی زندگی کو مفید اور سعوز بنا دین - جنہون نے دُنیا مین آکر بڑے بڑے کام نمایان کیے ہین اور جنسے مخلوق خدا کو از حد فائدہ پہونچا ہے - ان کے حالات اسبات کے تجربے شہادت مین پیش کرتے ہین کہ کوئی وقت ایسا نہین معلوم ہوتا کہ جس مین عقل کی ہدایت کی ضرورت نہ پڑتی ہو [illegible] نے ایک دفعہ شایع کیا تہا کہ "کاہلی کے معنے سمجھنے مین لوگ غلطی کرتے ہین لوگ یہ سمجھتے ہین کہ ہاتہ پانون سے محنت نہ کرنا - کام کاج محنت ضروری مین چستی نہ کرنا - اوٹھنے بیٹھنے پھرنے مین سستی کرنا کاہلی ہے مگر یہ خیال نہین کرتے کہ دلی قوا کو بیکار چہوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہے" دنیا مین تمام خرابیان بغیر کافی سوچ گری یا عقلی ورزش

کے کبھی حاصل نہین ہوسکتین۔

نیوٹن سے ایک دفعہ کسینے پوچھا کہ تجھے مشکل مسائل ریاضیہ سمجھنے مین کسطرح کامیابی ہوئی تو اوسنے جواب دیا کہ مین نہایت استقلال سے متوجہ رہا ہون اور تمام مشکل مسائل ریاضیہ کو اتنی مدت تک زیر غور رکھا کہ واقفیت کی روشنی مانند ابتدائی صبح کے مجھپر تک ظاہر ہوئی"

لبنن نے بھی لکھا ہے کہ "عقل استقلال اور تحمل کا نام ہے" ان باتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ عقل کو مصروف کرنے مین گو بہت سی دقتین پیش آتی ہین سردرد کرنے لگ جاتا ہے طبیعت اوگتا جاتی ہے مگر جو آمزد ہے جو اوسوقت استقلال سے کام لے

اسنے کہا ہے کہ "نہایت ضعیف ذہن بھی توجہ اور غور سے مشکل مسائل ریاضیہ کو سمجھہ سکتا ہے اور ایسی کوشش سے ہزارون نتیجے سمجھہ مین آسکتے ہین" یہ مسلم امر ہے کہ جب تک کسی شئے کی حقیقی کو عقل سے تسلیم نہ کیا جاوے اوسکی وقعت ہرگز ذہن نشین نہین ہوتی پس جس شخص کا ارادہ اعلے درجے کی عزت اور مرتبہ حاصل کرنے کا ہو اوسکو چاہیے کہ اپنی عقل سے کام لے عقل ایک ایسی شریف اور قابل قدر طاقت ہے کہ جتنا اس سے

کام لو اتنی ہی بڑھتی ہے اور درستی حاصل کرتی ہے - برٹن نے اپنی کتاب اناٹمی اوف میلنکولی مین تحریر فرمایا ہے کہ جسطرح بند یا ایستادہ پانی تین کیڑے مکوڑے پیدا ہوجاتے ہین اسیطرح قوا دین بھی اگر ان کو بیکار چھوڑ دیا جائے زنگ لگ جاتا ہے -

انسان کو جب تک وہ اپنی عقل کو اپنا رہنما نہین بناتا ہرگز خوشی یا طمانیت یا تکمیل ذہنی میسر نہین آسکتی - جو شخص اپنی عقل سے کام نہین لیتا وہ کبھی کسی عزت یا مرتبے کو حاصل نہین کر سکتا بلکہ اسکی عادت مین وحشیانہ پن ظاہر ہونے لگ جاتا ہے -

(۲) اب ہمکو غور کرنا چاہیے کہ زندگی کی بقا کے لئے سب سے ضروری بات کونسی ہے - یہ بات ظاہر ہے کہ خدا نے اسکو ایسے تعلقات مین پیدا کیا ہے جس سے وہ خود بخود کسیکو فائدہ پہونچانے یا کسی خدمت کو انجام دینے کے لئے مجبور ہوتا ہے - کیونکہ دنیا مین انسان کی بود و باش کے لئے ضروری ہے کہ اسکے پاس سامان زندگی ہو وہ اپنے لئے تن تنہا تمام اشیا بہم پہونچا نہین سکتا کیونکہ ایک شے کے بہم پہونچانے مین

کئی اور اشیا کی ضرورت پڑتی ہے۔ زراعت کرنے کے
لئے مختلف اوزاروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو لوہار سے
بنائے جا سکتے اور لوہار کو اپنے اوزار بنانے میں بڑھئی کی
ضرورت پڑتی ہے۔ علے ہذا القیاس پس انسان کے لئے ضروری
ہے وہ سوسائٹی میں مل جل کر زندگی بسر کرے تاکہ اسکو
اپنے لئے ضروری اسباب بہم پہونچانے میں دوسروں سے
مدد مل سکے۔ مگر دوسروں سے یہ مدد ہرگز نہیں مل سکتی جبتک کہ
وہ کسی خدمت کو انجام نہ دے وہ اپنے لئے سامان زندگی
صرف اپنی خدمت یا کارگذاری کے بدل میں خرید سکتا ہے
اسلئے اسکے واسطے ضروری ہے کہ وہ کوئی فن یا ہنر سیکھے
اور اوس سے دوسروں کو فائدہ پہونچائے اور اسکی عوض
میں اپنے لئے مناسب اشیا بہم پہونچا دے۔ پس غور
کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جسطرح انسان کے ضروری
سامان مثلاً خوراک کپڑا وغیرہ ضروری ہیں اسیطرح کسی ایسی
خدمت کے انجام دینے کے لایق بھی بننا ضروری ہے کہ جس سے
یہ سامان حاصل ہوسکے۔ اسلئے دنیا میں ہمیشہ سے یہ قاعدہ
چلا آیا ہے کہ اہل فن یا حرفت کی یا جو اپنی علمیت و قابلیت

سے دوسرون کی ضرورتون کو پورا کرنے کی لیاقت رکھتا ہے
اوسکی قدر ہوتی ہے ۔ یعنے جتنا وہ اپنی دانائی اور کوشش
سے دوسرون کو فائدہ پہونچانے کی لیاقت جسقدر زیادہ
رکھتا ہوگا اوسیقدر اوسکی پونچہ ہوگی ۔ اسطرح بھی بیان
کر سکتے ہین کہ جتنا کسی مفید مصروفیت مین انسان اپنے آپ کو
رکھے گا اوسیقدر وہ دنیا سے بھی فائدہ حاصل کر سکے گا اسیواسطے
پائتاگورس نے لکھا ہے کہ "لیاقت اور ضرورت ایک دوسرے
کے پاس رہتی ہے" ۔ پس انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اوّل
کسی ایسے ہنر یا فن کو سیکھے جسکی ضرورت زیادہ ہو اور بعد مین
اوسکو محنتی ہونا چاہیے تاکہ اسکی قوتون مین زنگ نہ لگے ۔
رابرٹ پیل ۔ پالمرسٹن ۔ ڈربی ۔ رسل ۔ ڈسرلی گلیڈ اسٹون
علاوہ ملکی پیچیدگیون اور مشکل معاملات پر غور کرنے کے
ہمیشہ سخت محنت کرنے کے عادی رہے ہین ۔ ان کی سوانح عمری
محنت اور مصروفیت کی سچی وقعت کو ظاہر کرتی ہین ۔ لوتھر
نے بہت ہی جلد زبان جرمنی حاصل کرلی اسکا باعث صرف
یہ تھا کہ وہ اعلے درجے کا محنتی تھا جبکہ وہ بیس برس کی عمر مین تھا
تو کہا کرتا تھا کہ قریباً ½ حصہ عمر تو خرچ ہو چکا ہے افسوس کہ ابھی

تک سینے بنی نوع کے فائدے کے لئے کوئی کام سرانجام نہیں دیا۔
جان برٹن کا باپ روٹی اور شراب بیچا کرتا تھا۔ یکایک
ان پر ایسی تباہی پڑی کہ تمام اسباب اور روپیہ برباد ہو گیا۔
برٹن پہلے اپنے چچا کے پاس رہنے لگا مگر اسکا چچا بھی نوکری چھوڑ کر
چلا گیا۔ بعد میں اسی مفلسی کے زمانے میں اسنے نہایت حیرت انگیز
ترقی کی۔ باتھ میں یہ ایک تہ خانے میں صبح سے ۱۱ بجے رات
تک پڑھا کرتا تھا اسکی محنت کا نتیجہ ۲۷ تصانیف ہیں۔
بنجمن فرنکلن ملٹن۔ لاک۔ نیوٹن۔ سپنسر۔ شیکسپیئر۔ وردسورتھ
اور تھامس ہیوجانس کے مفرز حالات پڑھنے سے اسبات کا یقین ہوجاتا
ہے کہ محنت اور مصروفیت مفلس سے مفلس شخص کو بھی اعلے درجے
کا تونگر اور معزز بنا دیتی ہے اسیواسطے ڈاکٹر سمائلس فرماتے ہیں کہ
"جو شخص کچھ کام نہیں کرتا اور یہ خیال کرتا ہے کہ میرے لئے
کوئی کام دنیا میں موجود نہیں اوسکی حالت قابل ترس اور
قابل لعنت ہے" یعنے قابل ترس تو اسلئے ہے کہ ایسا شخص ہمیشہ
مفلس اور ذلیل و خوار رہتا ہے اور تمام خرابیاں اور غلطیاں
ظاہر ہوجاتی ہیں اور اوسکا ذہن درست اور ٹھیک عمل نہیں
کرسکتا ہے اور قابل لعنت اسواسطے ہے کہ وہ اپنے قوا اور

قابلیتون سے کام نہین لیتا جو ایک قسم کی خدائی ناشکری ہے اور سخت گناہ ہے ۔ جرمی ٹیلر فرماتے ہین کہ کاہل زندہ آدمی کو قبر مین دفن کر دینی ہے ۔ کاہل آدمی دین و دنیا کے لئے ایک نکما وجود ثابت ہوتا ہے اور مردے کیطرح دنیا کی ضروریات اور تغیرات سے جاہل رہتا ہے اسکی زندگی صرف وقت ضائع کرنے کی غرض سے ہے اور وہ وحشی جانورون کیطرح زمین کی پیداوار کو کھاتے ہین ۔ جب ایسے انسان کا اخیر وقت آن پہونچتا ہے تو وہ بغیر بنی نوع کے فائدہ پہونچانے کے مرکر گمنام اور ضایع ہوجاتے ہین ۔ نہ تو ایسے لوگ زراعت کرتے ہین نہ بوجھ اوٹھاتے ہین بلکہ فضول اور ضرر دہ امور سرزد کرتے ہین ۔ کچھ شک نہین کہ کاہلی سب سے بھاری فضولخرچی ہے ۔" اسیطرح سولن نے یہ بات کہی ہے کہ جو شخص کاہل ہو اور کسی قسم کی محنت نہ کرے اوسکے لئے عدالت مین سزا مقرر ہونی چاہیئے ۔"

پس مین اپنے خیال کو نہایت دلسوزی سے ظاہر کرتا ہون کہ ہماری قوم کو دنیا کی مہذب اور شائستہ اقوام کیطرح اپنی عقل یا طاقت کو یعنے ذہنی و جسمانی قوا کو مصروف کرنا چاہیئے ۔ اس دنیا مین ایک فقیر بھی جسکے ہاتھ پاؤن کٹے ہوئے ہون ہرگز خیرات کے

پلنے مین کامیابی حاصل نہین کر سکتا تا وقتیکہ دوسرے لوگونکو اپنے دلسوز فقرات سے متاثر کرنے کی یا اونکو خوش کرنے کی یا اونکے دل مین جلن پیدا کرنے کی استعداد و لیاقت نہ رکھتا ہو۔ دنیا کے لوگ ہرگز کسیکو عزت اور دولت نہین دیسکتے تا وقتیکہ اونکو اپنے فائدہ یا خوشی کی امید نہ ہو۔

اب غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے زندگی کے سامان ضروری ہین اسیطرح کسی خدمت کے سرانجام دینے یا معرفیت مین زندگی بسر کرنے کی بھی ضرورت ہے جنسے یہ سامان حاصل ہو سکین۔

(۳) سکہ جاری ہونے سے اکثر دقتین جاتی رہین کیونکہ اگر سکہ نہ ہوتا تو از حد خرابیان پیدا ہوتین۔ مثلاً کسی شخص کو جوتے کی ضرورت ہے اور اوسکے عوض دینے کے لئے صرف اسکے پاس گندم موجود ہین۔ مگر اسوقت موچی کو گندم کی ضرورت نہین بلکہ صندوقچہ کی ضرورت ہے۔ اب اسکو اپنے گیہون لیکر صندوقچہ والے کے پاس جانا پڑے گا۔ اور اگر بڑھئی کو گیہون کی ضرورت ہوئی تو وہ اسکو صندوقچہ دے گا جس سے وہ موچی کو دیکر جوتے خرید سکے گا۔ پس انسان کی ضرورت اور عقل نے یہ بات سکھائی کہ سکہ کو ایک واسطہ مقرر کرکے اس تکلیف کو رفع کر دیا جائے جسکے بدلے مین ہر چیز مل سکے۔

پس اب یہ بات صاف معلوم ہوجاویگی کہ زندگی کو آرام سے بسر کرنیکے لئے یا اسکے لئے ضروری اسباب مہیا کرنے کے لئے کافی روپیہ موجود ہو اسلئے مفلس اسکو کہتے ہین کہ جسکے پاس روپیہ کافی نہ ہو پس جتنا کوئی شخص قابل یا لایق ہوگا اتنا ہی وہ عزت و روپیہ حاصل کرے گا۔

(۴) جبکہ زندگی کے تمام کامون کا دار و مدار صرف روپیہ پر منحصر ہے اسلئے بعض انسان اسکو استعمال کرنے مین غلطی کرتے ہین جس سے محنت یا لیاقت کا حزن ہوتا ہے اسیواسطے پلوٹارک نے علم کفایت شعاری اور اس علم کو جس سے روپیہ کے درست استعمال کا طریقہ معلوم ہو سب سے افضل قرار دیا ہے کیونکہ اس علم سے حاکم ہو یا رعایا ہر شخص افضل زندگی بسر کرسکتا ہے جو شخص روپیہ کا مناسب استعمال کرتا ہے وہ اپنی ضروریات کو پورا کرلیتا ہے اور غیر مہذب اور نفسانی خواہشونکے تقاضونکو قبضہ مین کرلیتا ہے جو حقیقت مین سب سے بڑی خوشی کی پوزیشن ہے۔ کیونکہ جون جون انسانکے نفسانی تقاضون کو کبتہ اور مقید کیا جاوے اسیطرح انسان کو خوشی ہوتی ہے اور روحانی مسرتین اپنا ظہور حاصل کرتی ہین اور فضول خرچ شخص اپنی ضروریات کو تو ہرگز پورا نہین کرسکتا اور اپنی نفسانی خواہشونکو بڑہاکر اپنی اصلی طمانیت مین خلل وارد کرلیتا ہے۔ اسلئے علم کفایت شعاری یا وہ علم جس سے روپیہ کا درست استعمال معلوم ہو انسان کی زندگی کے لئے سب سے زیادہ ضروری اور

سب سے اچھا مہذب بنانیوالا ہے۔

امریکہ کے اضلاع متحدہ میں انجمن فرینکلن نے جو ایک رسالہ جاری کیا تھا اسمیں اس ضروری اور شریف علم پر نہایت خوبی اور بسط سے بحث کی ہے اور اس کو سب سے ضروری اور مہذب بتایا ہے آیڈم نے اپنی تحریر (Sing and Bugle Manual) میں بھی تحریر فرمایا ہے کہ انسان کو ہر حالت میں خواہ وہ کسی درجہ کا ہو روپیہ کو نہایت سوچ سمجھکر خرچ کرنا چاہیئے۔ کفایت شعاری ہر طالبعلم کے لئے ضروری ہے نہیں بلکہ ہر عمر اور ہر قسم کے لوگوں کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ اس امر کو پیش نظر رکھیں کہ روپیہ کا مناسب استعمال انسان کو اعلے سے اعلے درجہ کی پوزیشن پر پہونچا دیتا ہے جان لوزی نے کیا اچھا کہا ہے کہ "نامور شاعر فلاسفر فصحا اور بڑے بڑے دانا آدمیوں نے جو کہا ہے کہ روپیہ سے محبت کرنا تمام برائیوں کی اصل ہے" یہ بالکل غلط اور نادرست ہے روپیہ میں کسی قسم کی خرابی نہیں بلکہ تمام برائیاں اور شرارتیں اسکی بد استعمالی سے پیدا ہوتی ہے" لوزی نے جو "طریق استعمال زر" کے لئے تین قواعد مقرر کئے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ میرے پہلے تینوں پیرے گرانون کی تمہید صرف اس بیان کے لئے تھی کہ زندگی اور روپیہ کا تعلق میں اپنی استطاعت کے موافق بیان کرون۔

(پہلا قاعدہ) جتنا تم حاصل کر سکتے ہو اور کما سکتے ہو کماؤ اور حاصل کرو۔ لیکن

لینے ہمکو روپیہ حاصل کرنا چاہیئے مگر پیراسکو پر کسی سونے یا جواہرات کی اشیاء خرید کر کے بغیر رکھنے کیلئے اشتغال نہ کرنا چاہیئے اور اوسکو ایسی جگہ بھی استعمال نہ کرنا چاہیئے جس سے ہماری اصلی صحت اور تندرستی کو نقصان پہونچتا ہو اور اس سے ہمکو خراب تجارت بھی شروع نہ کرنی چاہیئے جو خلاف قوانین فطرت ہو یا جس سے گناہ اور شرارت کی ترقی ہوتی ہو اور جس سے خدا کی ناراضگی کا باعث ہو۔ ہمکو ایسے طور پر کمانا چاہیئے کہ جس سے ہمسایوں کو تکلیف نہ ہو اور کبھی ایسے طور پر روپیہ حاصل نہ کرنا چاہیئے جس سے ناانصافی یا بددیانتی ظاہر ہوتی ہو۔ دیانت داری کی محنت سے روپیہ کمانا چاہیئے اور اپنا معاملہ اور برتاؤ سچا اور صاف رکھنا چاہیئے۔ اور استقلال سے ہر شے کو حاصل کرنا چاہیئے۔ آج کا کام کل پر چھوڑنا غلطی ہے کاہلی اور سستی سے وقت کو خراب کرنا سب سے بڑا گناہ ہے لگاتار محنت اور تجربے بڑہانے اور سوچنے اور غور کرنے کی کوشش کرنا فرض انسانی ہے۔

(دوسرا قاعدہ) اپنے روپے کو جہانتک بچا سکتے ہو بچاؤ۔ یعنے تمام فضول اخراجات کو جیسے شراب خواری قمار بازی اور بیہودہ دعوتیں بے سود خیرات لغو تقریبیں شادی بیاہ کی غیر ضروری رسموں کے بیہودے اخراجات تہواروں کی گندی خوشیاں ترک کرنا ضروری ہیں۔ زیور بنانیمیں زیادہ روپیہ خرچ کرنا گویا اپنے روپے کی وقعت کو اور اوسکی اصلی قیمت کو گھٹانا ہے۔ نفسانی خواہشوں کے لئے روپیہ تباہ کرنا اور قدیم بیہودہ رسموں یا منتوں نیز رگوں کے

عرسون پر روپیہ ضایع ہونا مسلمانونکی قوم کو نہایت مضرر ہ باتین ہین صدقہ یا خیرات کا روپیہ تعلیم گاہون یا وظیفون مین آجکل خرچ ہونا چاہیئے۔

(تیسرا قاعدہ) جتنا خیرات کرسکتے ہو خیرات کرو۔ یعنی اس سے مفلس اور قابل رحم اشخاص کے لئے ایسے ذریعے قایم کرنا چاہئین جس سے اونکی ضرورتین حل ہوتی ہون قوم کی ضروری باتون کیطرف متوجہ ہونا چاہیئے اور بعد کامل غور خرچ کرنیکے لئے روپے کو ایسی جگہ پر خرچ کرنا چاہیئے جس سے بہبودی اور شایستگی اور علم و واقفیت کی ترقی ہو اور علوم و فنون کی اشاعت ہو۔ ایسی باتین آجکل کی مہذب اور شایستہ اقوام سے حاصل کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ زمانے نے کن کن ضروریات کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے اور کیسے آدمی ہمارے برتاؤ کے پیدا ہوے ہین اور آجکل سوسائٹی یا قوم کی کن باتونکی ضرورت ہے۔ ضرورتون کو سمجھنا اور اونکے لئے مناسب اسباب بہم پہونچانا یا خیرات کرنا اور عمدہ صدقہ دینا انسانکی عقلمندی پر منحصر ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اگر روپیہ کو درست طور سے استعمال کیا جاوے تو دین و دنیا کے لئے مفید ہوتا ہے خدا کی خوشی اور بہت بڑی مسرت صرف اسبات مین ہے کہ انسان اپنی کوشش سے محنت سے اور عقلمندی سے علم حاصل کرے روپے کماوے اور پھر اپنی واقفیت اور تجربہ کو اور اپنی دولت کو درست طور سے استعمال کرے۔

۵) میرا یہ یقین ہے کہ جب انسان اپنی کوشش اور محنت سے اعلی درجہ کی بزرگی حاصل کرتا ہے اور اپنے اخلاق اور سچے برتاؤ سے فضیلت اور شرف حاصل کرتا ہے

اور دنیا کے لوگونکے لئے کسی عمدہ خدمت کو سرانجام دیتا ہے تو اوسکی بڑی عزت ہوتی ہے اور اسکا کلام و کوشش ابدی عزت و شرف حاصل کرتی ہے ۔ اور یہ بات بھی میرے دل مین خود بخود پیدا ہوتی ہے کہ جب کوئی کسی نمایان کام کو یا بڑی مہم کو سرانجام دیتا ہے اور دنیا اوسکا بدل دینے سے عاجز آتی ہے یعنے اسکی کامیابی اور عقلمندی کو دیکھکر وہ دنیا کی تمام اشیا پر کو اسکے صلے مین دنیا ہیچ خیال کرتی ہین تو اوسوقت ہمیشہ بنی نوع کو اسکا شکور ہونا پڑتا ہے اور اسکی تصویر بطور یادگار بچے ہوئے مکانون مین لگائی جاتی ہے لوگ اسکے کلام کو نہایت حفاظت سے رکھتے ہین اسکی زندگی کے حالات کی نہایت چھان بین کرتے ہین کولمبس کی تصویر کو اسکی مشہور اور شریف کامیابی کے باعث جون جون دنیا ترقی کرتی جائے گی اسیطرح اوسکو عزت کی نگاہ سے دیکھا جائیگا ۔ اور جون جون علوم و فنون اور تربیت سے انسانی عقل کی ترقی ہوگی دنیا کو اسکا شکور و ممنون ہونا پڑیگا ۔ امریکہ کی مہذب اقوام نے جو کولمبس کی یادگار قایم کرنا چاہی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے نیکی کوشش اور بار نعمت مصر وفیت ابدی عزت کو جذب کرلیتی ہے اور انسان کی زندگی سے زیادہ مرنیکے بعد اوسکی عزت ہوتی ہے ۔

سقراط ۔ بیکن ۔ نیوٹن ۔ کوپرنیکس بوتھ کی مغز یادگارین جنہون نے آج انگلستان کو مزین کر رکھا ہے پکار پکار کر باآواز بلند کہہ رہی ہین اس دنیا مین بیکار نہ بیٹھنا چاہیے تاریخ اور مغز سوانح عمریان دلمین اسباتکی تحریک پیدا کرتی ہین کہ ذہن اور جسم کو اعلےدرجہ کی

تربیت کی آراستہ کرنا چاہئے اور اپنی زندگی بنی نوع کی خدمت کے قابل بنانا چاہئے
یہ بات کسیطرح نظر انداز کرنیکے قابل نہین ہے کہ علمیت اور قابلیت کیلئے شائستگی اخلاق
کا ہونا ضروری ہے ۔ ایک فیلسوف کہتا ہے کہ اپنے اوپر قبضہ کرنا سچے بہادر کا کام
ہے ۔ ہیرن ڈین کہتا ہے کہ جزائر برطانیہ کی اعلیٰ درجہ کی ترقی جو تجارت اور
مین مین مین معلوم ہوتی ہے اسکا باعث صرف انگریزونکی سچائی اور ایمانداری ہے
اور یہ فوائد صرف اونکی ایمانداریسے قایم ہین ۔ ایسے ہی پرنسپل ملچ کہتے ہین کہ ایمانداری
ہی خوشی عطا کرتی ہے ۔ ولنگٹن کی کامیابی کا باعث صرف ملوکر کی راستبازی تھی ۔
پس مین ملتجی ہون کہ اس مضمون کو پڑھکر ایک مشہور حکیم کے اس قول کو سامنے رکھنا
چاہیے کہ جسنے بہت مدت پہلے یہ کہا تھا کہ " انسان کی زندگی کا منشا اپنے آپ کو
اور اپنی حالت کو مفید بنانا ہے "

مین اس مضمون کو ضروری خیال کرکے اسکو شایع کرنا پسند کرتا ہون اور مین
اسبات سے بہت خوش ہون کہ میری کچہ مصروفیت اور غور نے کچہ مفید اور
فائدہ بخش سطور پیدا کین ۔ خدا سے دعا ہے کہ یہ خیالات قوم کے دل مین اپنی
پوری تاثیر دکہلاکر میرے متردد اور مضطرب دلکو مسرور کرین ۔

راقم

سید احمد حسین

لورپول

عالی جناب ابراہیم حقی بے جو سلطان المعظم کیطرفسے چکاگو کی نمایش مین کمشنر ہوکر تشریف لیجاتے ہین بروز پنجشنبہ ۱۰ نومبر سنہ ۹۲ کو لورپول پہونچے - آپ مختلف زبانون نہایت فصاحت سے گفتگو کرتے ہین - جمعہ کے روز مقامی عدالتون کا معائنہ کیا اور چونکہ انگریزی عدالتونکا طریق عمل رومی اور دیگر ممالک یورپ کے عدالتی طریقون سے کسقدر فرق ہے لہذا انہون نے طریقہ مروجہ لورپول کو غور اور دلچسپی سے ملاحظہ فرمایا - بعدہ حسب خواہش مسٹر بیرن ال بناس انھیم لیبریری تشریف لیگئے اور واپسیر وز شام کو سرکس - آپ نے لورپول کے کالج مسلمانان کا بھی معائنہ فرمایا اور وہانکے مدرسین اور اعلے درجہ کے طالبعلمون سے ملاقات کی - نماز جمعہ مین مولانا یحیی جو سابق مین شاہی بحری کالج قسطنطنیہ سے تعلق رکھتے تھے امامت کی - سہ پہر کو ریل تحت الارض - اور دوسرے دلچسپ مقامات کی سیر کی شام کو مسجد مین جلسہ ہوا جو حسب معمول جمعہ کو ہوا کرتا ہے یہان بہت سے مسلمانون نے کمشنر موصوف کا تعارف کرایا گیا - بعد نماز عشا جمین حاجی سید آدم موذن اور علی نقیش دشتی امام تھے ایک مجلس منعقد ہوئی -

مسٹر کو ہلیم جو صدر مجلس تھے لورپول کے مسلمانون کیطرفسے مختصر ایڈریس مین بیان کیا کہ مین اپنے تمام برادران دینی کیطرفسے نہایت خوشی کے ساتھہ عالیجناب ابراہیم حقی بے کا جو معتمد علیہ اعلیحضرت سلطان المعظم ہین لورپول مین خیر مقدم کرتا ہون - اسلام مین

اخوت نہایت گہری بنیاد پر قایم ہے اور آجکی رات ہمارے چاروں طرف جو دلکش نظارہ ہے وہ اخوت اسلامیہ کا بڑا عملی ثبوت ہے جو مختلف اقوام مختلف ممالک اور مختلف زبانکے ہین مگر اسلام کے لحاظ سے سب ایک ہین - یہ ترکی - روسی - شامی - عرب - مراقشی - ہندوستانی مصری - اور انگریز سبھون نے یکدل ہوکر خدا تعالےٰ کی اوس طریقہ سے نماز ادا کی اور وہ الفاظ ادا کئے جسکے بچپن ریگستان یعنی پیمبرون مین سب سے بڑے اور سب سے پچھلے تیرہ سو برس پہلے تعلیم دی تھی اسکے بعد مصطفےٰ قرصہ صدر انجمن نے مفصلۂ ذیل رزولیوشن کی تحریک کرتے وقت یہ تقریر کی کہ مجلس مسلمانان اپنی نہایت نامور برادر دینی حقی ہے کی لورپول مین خیر مقدم کرتی ہے اور خدا سے استدعی ہے کہ وہ بخیر و خوبی واپس قسطنطنیہ ہون - مین ایک شامی عرب ہون لیکن عرصۂ دراز سے انگلستان مین وطن اختیار کرلیا ہے اور یہین کی آب و ہوا سے موافقت پیدا کرلی ہے - لیکن اگرچہ آب و ہوا اور وضع و قطع مین اہل انگلستان کا شریک و سہیم ہون مگر جس مذہب مین خدا نے مجھے پیدا کیا ہے آجتک اوسمین قایم اور وہ ہر وقت مرے دل مین تر و تازہ ہے - آج لورپول مین ہمارے ساتھ ۱۸ اور منچسٹر مین ۵ مسلمان ہین اور ہمارے صدر انجمن کی کوششون سے سب کے سب نہایت مفید کامون مین مشغول ہین اور مجھے امید ہے کہ آیندہ بہت بڑی کامیابی ہونیوالی ہے - لورپول اور منچسٹر دنیا مین دو ہی شہر ہین جہانسے ریل کا شروع ہوا اور کل انگلستان کو فائدہ پہونچا ہے اسیطرح اب دو ہی شہر ہین جہانسے انگریزی مسلمانون کی پہلی تحریک ہوئی ہے امید ہے کہ اوسیطرح تمام ملک کیلئے یہ انگریز مسلمان مفید ہونگے

مسٹر یحییٰ میکورٹن نے اس رزولیوشن کی تائید کی اور بیان کیا کہ مری تعلیم اور تربیت اسکاچ مشن بیرن مین ہوئی اور جسنے مجھ سے پہلے عیسائیت سے متنفر کیا وہ شراب کا مسئلہ تھا اسلام نے شراب نوشی و قمار بازی کو حرام کیا اور دنیا کو ایک عملی مذہب کی تعلیم دی اور اسی امر کی ضرورت تھی

دوسرا رزولیوشن مسٹر جی یکمال نے تحریک کی کہ یہ مجلس اعلیحضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین

کی درازی عمر اور کامیابی کے لئے تہ دل سے دعا کرتی ہے۔

اس رزولیوشن کی تائید میں مسٹر جی خالد اسمتھ نے بیان کیا کہ میں نے مجاہدان لوگوں کے ہوں جو یہاں ابتدا میں مسلمان ہوئے ہیں اور جو ترقی مسلمانوں کی اب تک ہوئی ہے اوس سے مجھ کو نہایت تعجب ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک وقت تھا کہ مسٹر کریلیم کے لیکچر سننے کو جو مذہب اسلام کے متعلق ہوتے ایک درجن بھی آدمی نہ آتے اور اب چار وانگ یہ مسئلہ پیش ہے کہ اسلام کیا چیز ہے چنانچہ اسلام کی تفصیلی بیان کی کاپیاں سیکڑوں دست بدست تقسیم ہو رہی ہیں۔ مسٹر ال ای بنگاف (روسی) نے بیان کیا کہ ایک روسی سپاہی سے جنے جنگ کریمیہ میں انگریزوں اور ترکوں کا مقابلہ کیا ہو اس قسم کے رزولیوشن کی تائید تعجب انگیز ہے مگر اسلام نے قومیت کا تفرقہ اوٹھا دیا ہے زار روس میرا ملکی بادشاہ اور سلطان روم خلیفۃ المسلمین اور برگزیدہ جانشین حضرات ابوبکر و عمر ہیں۔ اسلام کی خوب تیزی سے ترقی ہو رہی ہے یہانتک کہ روس میں بھی۔ اور ہماری مسجدیں سینٹ پیٹرسبرگ اور دوسرے بڑے روسی شہروں میں موجود ہیں۔

مسٹر ٹامس عمر یرن نے کہا کہ میں آبولینڈ کا باشندہ ہوں مگر افسوس زبان نہیں بول سکتا اور مثل مقرر سابق کے روسی زبان میں اپنے مامور مہمان کو خدا حافظ کہتا ہوں۔

مسٹر سید حسن ساکن حیدرآباد نے اردو میں کہا کہ مسلمانان ہندوستان سلطان المعظم کی نہایت عزت کرتے ہیں اور سلطنت روم کی بہبودی میں نہایت دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔ وہ ملکہ معظمہ کے لحاظ قیصرہ ہند کے خیرخواہ ہیں مگر سلطان المعظم کے لحاظ خلیفۃ المسلمین کے خیرطلب۔

حاجی سید آدم نے عربی میں کہا کہ میں باشندہ مکہ شریف ہوں جو مولدا آنحضرت ہے اور جناب حق بے وکیل حضرت سلطان المکرم کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام عرب باواز بلند کہہ رہا ہے اودم السلطان (سلطان کی عمر دراز

اسیطرح اس رزولیوشن کے تحریک میں مسٹر ایچ ایچ جانسن نے قدیم لیونانی میں حاجی ابراہیم ساکن قاہرہ نے زبان مصری میں مسٹر ہڈلی وائلڈ نے از جانب مدرسہ مسٹر ال۔ اے ٹامس نے زبان ولشن میں۔ مسٹر عمی

ترکی مین۔ سٹر ایچ ایس نے زبان فرانسیسی مین اور سٹر ان ایکٹو نوبس جدید یونانی مین تقریر مین کین۔

ہز اکسلنسی حقی بے نے جواباً کہا کہ آپ لوگونکے تعجبات کا نہایت درجہ ممنون ہوا اور بحفاظت تمام آپکے دوسرے ریزولیوشن کو بیگاہ اعلیحضرت سلطان المعظم تک پہونچا دونگا۔ کشنر صاحب موصوف نے بیان کیا کہ اعلیحضرت سلطان المعظم کی تعریف کرنا اسوقت میرے لئے بیموقع ہے جو لایق جانشین سلطان عثمان غازی و سلطان محمد فاتح اعظم و سلطان سلیمان عظیم الشان ہین۔ اعلیحضرت سلطان المعظم اور تمام ترک نہایت دلچسپی اس اسلامی تحریک واقع انگلستان اور نیز تمام دنیا سے ظاہر کرتے ہین۔ خلیفہ سلمانان ہونیکی حیثیت سے اعلیحضرت تمام سلمانون سے یکدل اور متحد ہین جو واقعات بیان اسلام کی اشاعت کے متعلق ہوئے وہ درحقیقت گویا ابتدائے اسلامی اشاعت کے نمونے ہین۔ جو کہ شریف وغیرہ مین صدیون پہلے ہو چکی ہے جو مضحکہ اور سخرہ پن اور معصبین کی سختیان اور دوسرے لوگونکی خفیہ دشمنیان یہان پائی جاتی ہین وہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ابتدائی سلمانون پر گذر چکی ہین چنانچہ گذشتہ اور موجودہ واقعات مین نہایت آسانی سے نسبت قایم کیجا سکتی ہے۔ سر کویلیم کو ترکی مین انگلستان کا عمر کہتے ہین جسنے تنہا ایسا مقابلہ کیا ہے جو دوسرونکے لئے ممکن نہ تھا۔ ایک اور عمدہ تشبیہ بھی پائی جاتی ہے یعنے یہانکے ایک موذن حبشی ہین جیسا کہ آنحضرت کے پہلے موذن حبشی تھے اور جب حضرت عمر نے بیت المقدس فتح کیا تو انہین موذن نے وہان اذان دی تھی شاید وہ دن دور نہین ہے جب عبداللہ کویلم صاحب انگلستان مین ایک مسجد قایم کرین اور اپنے حبشی موذن کو وہان اذان کیلئے مقرر فرمائین۔ مجھے آپکے مساجد وغیرہ خاصکر مدرسہ دیکھکر نہایت خوشی ہوئی غالباً یہ نہایت عقلمندی کا کام لیا گیا ہے۔ آپ اپنے بچونکو مسلمانی تعلیم دین اور تعلیم کی تکمیل عمدہ طور سے کیجائے پھر تو اسلام کی اشاعت انگلستان مین یقینی ہے۔

از لورپول مرکری

اشتہارات

ہندوستان مین پیدا شدہ مرضون کا علاج

مندرجہ ذیل ادویات راقم سے امتحاناً منگوا کر دیکھو

شربت مقوی اعصاب یہ سریع الاثر قابل اعتماد صلبی طاقت کے لئے جو کثرت خواہشات و سکرات و لطفولیت کی بدکاریون سے و کثرت محنت سے ضعف دماغ معدہ جگر دردسر و کمر قبض تاریکی چشم جریان وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کرنے والے ہون دور کر کے مثانہ و مادۂ انسانی کو درست کرتا ہے قیمت فی شیشی

سوزاک وقرحہ - نیا علے العموم ۷۰ گھنٹہ مین اور پرانا جلد زائل ہوتا ہے درد ریم جلن سوزش دور ہوتی ہے فی شیشی صمر **روغن خارجاً** لگانیسے ان عوارض کو جو سوء استعمال و خلاف قدرت عامل ہونے سے اپنے ہاتھون قوا رخراب کر چکے ہون فی توله لعمر **حب آتشک** بلا سنہ وقتے دست دور کر کے دوا نہین بھولتا دو ہفتہ کے استعمال کے لئے لعمر **ہیر ائیل** دلربا خوشبو کے علاوہ بالون کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ زکام زیرش عطسہ خشکی اونے اونے بالون سے ہوتا ہے - اوازہ بھاری ہو جائے - کھانسی وغیرہ دور کرتا ہے ضعف دماغ دلعبر کو پیدا نہین ہونے دیتا فی شیشی صمر **سرمہ ممیرا** مقوی بصر حافظ بنیائی و ہندجالا پانی جانا خارش سرخی وغیرہ دور کرتا ہے ۲ ماشہ کیلئے صمر **سنون عجیب الاثر** ہلتے دانت کو مضبوط کرتا ہے درد بدبو میل گوشت خوردہ سوڑون کی خرابیان دفع کرتا ہے چار تولہ کے لئے صمر **حب دافع قبض** دو شکم تقرا صمر نفخ

ریاح دور کرنے استھما زردی چشم دل کا دھڑکنا ہاتھ پاؤں کا جلنا خرابی ایام حیض
عرق النسا سر کا چکرانا منہ سے پانی جانا وغیرہ وغیرہ دور ہوتا ہے چار درجن کے لئے

حب ذیابیطس تشنگی و بار بار آنا پیشاب کا لاغری کم خوابی و شکر کو
دور کر کے قوت کو پیدا کرتا ہے جگر کو درست بناتا ہے ایک تولہ کے لئے

حب بواسیر درد جریان خون وغیرہ دور کرتا ہے دو ہفتہ کے
لئے تمام **روغن اعجاز** اسکا اعجاز دیکھنا ہے تو امراض ہیضان بدہ
خنازیر تالو کا سوراخ بھگندرین دیکھو جب زخمون مین کیڑا پڑنے اور کثرت
جریان ریم سے ناک مین دم ہو تو آواز باؤ لگاتے ہی درد دور بدبو کافور برسون
کا زخم دلون مین برتا ہے دو تولہ کے لئے تمام **حب قایم مقام افیون**
افیون کا کھانے والا زندہ در گور دنیا کے لطف سے محروم دیکھا جاتا ہے۔
اسلئے اگر چھوڑنا چاہو بلا تکلف چھوڑ سکتے ہو صرف **خضاب زینت شباب**
چند منٹ مین نیا رنگ نیا رنگ آثار پیری مفقود و علامات جوانی مشہود قیمت فی شیشی
ے

المشتہر

حکیم ڈاکٹر غلام نبی نزہتہ الحکماء
اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کانپور کا قدرتی جوہر

(چمڑہ کی دباغت و سامان کی تیاری)

جیسا کہ تمام ہندوستان مین صرف کانپور ہی کو یہ فوق حاصل ہے کہ مثل ولایت کے چمڑے دباغت و اسباب کی تیاری مین اپنا نظیر نہین رکھتا ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامان کی تیاری کی خصوصیت حاصل ہے یعنی کوئی جنکی اوّل درجہ کی قیمت چارج کیجاتی ہے بالکل اعلےٰ درجہ کے چمڑے و پرزون کے ساتھ نہایت پائداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہے اور تمام دکمال ولایتی اوزارون سے اور نہایت ہوشیار کاریگرون سے کام لیا جاتا ہے اسکا بھی پورا لحاظ رہتا ہے کہ جس جس مقام کا چمڑہ جانور کے جسم کا ناقص و کمزور و پتلا ہوتا ہے ہرگز نہین رکھا جاتا ہے بلکہ بلاخیال کسی نقصان کے نکالکر پھینکدیا جاتا ہے اور ایسی سلائی بھی کسی پرزے پر سوت کی نہین ہونے پاتی بلکہ تریڈ کی پس جن صاحبونکو درست کسی سامان چرمی کی ہو مفصل فہرست اردو یا انگریزی کارخانہ ہذا کی طلب فرماکر طلب فرماوین اور ایک ہی آڈر مین کارخانہ کی معاملت کا حسن وقبح معلوم فرماوین - علاوہ اسباب چرمی کے ہر قسم کا اسباب مثلاً جیبی گھڑیان وکلارک وٹیم پیس جوتہ ساختہ کانپور بوٹ گورگابی و موزہ وگیٹس و پرتلہ وتوشدان و نیز برتن مراد آبادی وکپڑا ولایتی و دیسی ہر قسم کا و برتن سکا و عطر وغیرہ جس قسم کی ضرورت ہو دوسرے سوداگر و کمیشن ایجنٹ کانپور و بمبئی کی فہرست بلاخط فرماکر اوس فہرست سے جس چیز کو میری کمیشن ایجنسی مین سکا نامنسلور ہو اوس چیز کے نمبر فہرست مذکور سے ارقام فرماکر طلب فرماوین انشاء اللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے ارزانی روپیہ کی تخفیف سے ارسال ہوگی -

شرح ایکٹ انتقال جائداد

بضخامت ۱۰۲۲ صفحہ اردو مین چھپکر تیار ہے قیمت مع محصول صرف ۲ روپیہ کل نظائر مارچ ۱۹۲۲ء تک درج کئے گئے ہین اور کل دفعات کا مطلب مع اصول بیان کیا گیا ہے۔ سرکاری ترجمہ کی غلطیان صحیح کی گئی ہین مستند انگریزی رسالون سے جنکا آجتک ترجمہ نہین ہوا ہے مدد لیگئی ہے بجا ناپسند ہونیکے ایکہفتہ کے اندر واپس ہوسکتی ہے بشرطیکہ محصولڈاک ادا کیا جائے۔

المشتہر رام پرشاد منصف پرتاب گڈھ (اودھ)

نامی ومعتبر کارخانہ عطر لکھنو

عرصہ دراز سے یہ کارخانہ ساتھ نیکنامی وعمدگی مال وصفائی معاملت کے شہرت پذیر و نیز اسناد و سرٹیفکیٹ وتمغہ درجہ اول کے حاصل کئے ہوئے ہے اسکے مال کے عمدہ ہونیکی دلیل یہی ہے کہ ایک مرتبہ طلب فرماکر امتحان کیا جائے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے بذریعہ ویلوپی ایبل یا نقد قیمت آنے پر تعمیل ہوسکتی ہے علاوہ ان عطرونکے اور عطر بھی جنکی فہرست علیحدہ ہے طلب فرماکر ملاحظہ فرمائین **عطر موجودہ کارخانہ** الہی بخش وامام الدین لکھنؤ نمبر

خافیتہ ۱ صہ ر لو سے ر ۱۲ عمر	چنبیلی نیتوڑ سے ر ۱۲ عمر	فقنہ ۱ صہ ر سے ر ۱۲ عمر	موتیا ۱ تولہ سے ر ۱۲ عمر
عثمان ۱ تولہ بگڑہ سے	خس ۱ تولہ سے ر ۱۲ عمر	شمامتہ العنبر ۱ تولہ صہ	چمپا ۱ تولہ عمر ۱۲
کیوڑہ سے ر ۱۲ عمر	گلاب ۱ تولہ ۵ صہ لعل سے ر ۱۲ عمر	مٹی ۱ تولہ عمر ۱۲	سہاگ تولہ ۱ ر عمر ۱۲
مولہ ۱ تولہ ۱ ر عمر ۱۲	روح خس ۱ تولہ سے صہ	مجموعہ ۱ تولہ ۱ ر عمر ۱۲	عروس تولہ ۱ ر عمر
موتیا اکبر آبادی ۱ تولہ ۱ صہ	عطر شہناز ۱ تولہ ۱ ر عمر	اگر ۱ تولہ سے	گولیان خوشبودار ورقی تولہ ۱۰
ایضاً بغیر ورق تولہ ۵	تمام خوشبودار تولہ ۴	تمام دیگر تولہ ۳	عطر حبی تولہ ۱ ر عمر

فیروز الدین کی بنیظیر مشہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور سچی دوائیان

جوب خیری ؛ یعنے " فیروز نرواین پلز مانگ " انسان کی صحت مسلمہ اور شرطیہ دوائی جسکو ہندوستان بھر نے مفید مانا ہے ۔ اس دوائی نے میڈیکل افسران حکما اور عوام سے بڑی تصدیق حاصل کی ہے کہ جسمانی کمزوری ۔ ضعف باہ ضعف معدہ ۔ نامردی ضعف دماغ ۔ لقوہ ۔ ادہرنگ ۔ سرعت انزال وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانے کیلئے اور خصوصیت کے ساتھ بلا مبالغہ بے نظیر اثر کے ساتھ جوانی کی غلط کاریون اور بے احتیاطیونکے نقص دور کرنے مین بنیظیر ہین اون لوگونکو دوبارہ جوانی بلکہ شباب کا لطف دکھانی والی ہے جنکو کثرت محامعت یا ..... نے بالکل نکما کر دیا ہو ۔ دنیا مین اگر کوئی عیش کی دوائی ہے تو یہ ہے ۔ بکس ۸ گولی عیر ۔ روغن طلائی ۔ اکسیر برائے نامردی ۔ سستی اعصاب وغیرہ شیشی ۴ ۔ جوہر عشقیہ یعنے تریاق برائے آتشک ۔ فسادات خون ۔ درد کہنہ ۔ خارش ۔ پھوڑا پھنسی وغیرہ شیشی ۴ ۔ خرد ۴ عیر ۔ فیروز نام ۔ اکسیر برائے دمہ ۔ کھانسی تر و خشک نزلہ زکام آواز کا بیٹھ جانا شیشی خرد ۱۲ ۔ کلان عیر ۔ تپ دق کا علاج اکسیر ہے گولیان ۱۲ ۔ عرق ۴ عیر ہزارون مایوس مریض عذاو ندتعالے کے فضل سے صحت یاب ہو گئے ہین ۔ تھوڑے عرصے کے مریض کے لئے یہ گولیان کافی ہین ۔ پرانے مریض کیلئے دو لفافہ چاہئین ۔ چوتھیہ تپ ۔ جادو بہرا عرق مشہور ہے ایک شیشی سے ۲ مریض صحت پاتے ہین شیشی ۱۲ ۔ حب کواسر ۔ مادی ہو ماخوانی اکسیر ہین ۔ فی کس ۴ عیر ۔ فیروز سنس ۔

استعمال سے عادت افیون وچنڈو وغیرہ بلا تکلیف چھوٹ جاتی ہے۔ نہ اسمین زہر ہے
نہ نشہ ہے۔ صرف بوٹی سے تیار کیا ہے شیشی میں۔ جواہر سوزاک وقرحہ۔ اسکے
موذیکے لئے اکسیر ہے شیشی ۴ آنہ۔ ہاوڈی گارڈ دوائی ہیضہ وپیچش شیشی ۴ آنہ

دیکھو تازہ شہادت

جناب ڈاکٹر چیتن شاہ صاحب رائے بہادر سول سرجن وسیڈیکل افسر ضلع جھنگ سنہ ۱۹۰۲ء
۷ اکتوبر۔ آپکا جوہر شربہ چند مریضوں میں آزمایا گیا۔ عمدہ مصفی خون نکلا ہے۔

جناب ڈاکٹر مہتہ دونی چند صاحب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ صدر سیالکوٹ۔ ۲۴ اکتوبر
سنہ ۹۲ء آپکی جوہر خیری تجربہ کی گئیں۔ اب میں کہہ سکتا ہوں کہ بیشک یہ گویان ضعف باہ کیلئے
خاصکر جوانی کی غلط کاریون کے سبب نامردشدہ کیلئے ازبس مفید ہیں۔

گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کا یورپین فوجی اعلے سے اعلے عہدہ دار جناب میجر بلیک صاحب بہادر
۱۱ نومبر سنہ ۹۲ء مقام ڈلہوزی (ترجمہ خط انگریزی) براہ مہربانی بوتل کلان فیروز نامہ مدد یہ
ویلیو پی ایبل بھیجدیجئے۔ درحقیقت تمہارا فیروز نام۔ دمہ کھانسی کے لئے نہایت مفید ہے۔

جناب منشی دوست محمد خانصاحب۔ از مقام جوہر کانہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۱۰ نومبر
سنہ ۹۲ء کو تحریر فرماتے ہیں۔ جناب کی خوش معاملگی اور راستبازی کی میں جہانتک تعریف
کرون بلا مبالغہ صحیح اور درست ہے۔ آپکی راستبازی سے ہزارہا بندگان خدا فیضیاب
ہوتے ہیں جنمیں سے ایک ادنی یہ شکر گذار بھی ہے۔ میں نے آپکی جوہر خیری وروغن طلا
وجواہر سوداک کا مرورتاً دو مختلف وقتون میں استعمال کیا۔ ہر دو ایسے سریع التاثیر اور
بیشبہ ثابت ہوئین کہ بیان نہیں کرسکتا۔ میں نے اپنی تمام عمر میں ایسی کوئی دوائی نافع نہیں پائی
انکی تعریف میں جہانتک کرون لاریب درست ہے۔ مجھے کلی فائدہ ہوگیا۔

الشتہر۔ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی۔ ہال بازار امرتسر (پنجاب)

حسن

بابت ماہ اپریل ۱۹۳۵ء

مضامین

سکندر اعظم کے حالاتِ زندگی پر ایک محققانہ نظر ۔ جناب مولوی مجیب احمد صاحب تمنائی

اس مضمون کے صلہ میں ایک اشرفی نذر دگئی

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھاپا

النظر فی حیات ذی القرنین

یعنی

(سکندر اعظم کے حالات زندگی پر ایک محققانہ نظر)

حالات پیدائش و تہیہ سفر ایشیا

سکندر بر آفاق چون دست یافت　　پی دانشش نیکنامی شتافت

بہ بزم ارچہ کوشش فزودی و رزم　　بدانش ہمی فخر کردی و حزم

بہ فرزانگی سیم دادی و زر　　بر اندی فرومایگان را ز در

ہنرمند را ہمچو جان داشتے　　زمہ را تمنش برتر افراشتے

سکندر اعظم ذو القرنین نے ایک عرصۂ قلیل مین جس کثرت کے ساتھ فتوحات حاصل کین وہ دیکھنے مین ہر طرح اوسکی کیا بلکہ انسانی قدرت و قوت اور امکان سے باہر معلوم ہوتی ہین ۔ امور ملکی اور انتظام سلطنت کے

متعلق جو اوس مین عقل و فراست تھی اوس سے اوسنے وہ وہ باتین اور مکتشین پیدا کین کہ جنکے پیدا ہونے کی اوس زمانہ کے علوم و فنون سے ذرا بھی امید نہ تھی۔ ان سب باتون سے بڑھکر اوسکی سپاہیانہ بہادری و دلیری۔ اعلے درجہ کا فوجی کمال و جلال۔ مدبران ملکی سے تدبیر و فکر۔ اور بانیہ انسانی کمزوری و مجبوری۔ اوسکی یہ سب دلکش صفتین ہم کو اسبات پر مجبور کرتی ہین کہ ہم بہ نسبت اور دوسرے تاریخی لوگون کے بالخصوص اوسکے حالات پر ذرا زیادہ غور کے ساتھ متوجہ ہون۔

سکندر اعظم تین سو چھپن برس قبل از ولادت حضرت مسیح فیلقوس شاہ مقدونیہ کی صلب اور ملکہ **المپیاس** کے بطن سے **مقدونیہ** کے ایک چھوٹے سے قصبہ پیلا مین اوسی شب پیدا ہوا تھا کہ جس شب بہ مقام **افیسس**[2] **ڈائنا**[3] دیبی کا عظیم الشان معبد اراسٹرٹیس کے ہاتھون خاک سیاہ کیا گیا تھا چنانچہ اس اتفاقی واقعہ پر نجمون اور واقعات زمانہ سے تشکون لینے والے لوگون

المپیاس - نیوٹولیمس بادشاہ ایپرس کی دختر تھی

افیسس[2] - یہ ایشیائے کوچک کا ایک قدیم شہر دریائے کیسٹرس کے دہانہ پر واقع ہے۔ زمانۂ قدیم مین یہ ایک بڑا بندرگاہ تھا لیکن اب بالکل ویران پڑا ہے۔

ڈائنا[3] - قدیم یونانی لوگ اسکو۔ شب ماہتاب - سیر و شکار - اور تولید و تناسل کی گاڈس (رب النوع) کہتے تھے۔

نے یہ حکم لگایا تھا کہ سلطنت ایشیا کی اس سب سے بڑی زیب و زینت کا خاک مین ملجانا بلاشبہ اسبات کی پیشین گوئی کرتا ہے کہ زمانۂ آیندہ مین ایشیا کی بڑی بڑی سلطنتین سکندر کے ہاتھ سے اسیطرح تاخت و تاراج ہونگی۔ اور بعضون نے اُس زمانہ کے عقیدہ و خیال کے موافق یہ بھی قیاس لگایا تھا کہ چونکہ دا تو لید و تناسل کی گاڈس (رب النوع) ہے اسلئے وہ سکندر جیسے اولوالعزم و جوان بخت مولود کی ولادت مین اس درجہ محویت کے ساتھ مصروف تھی کہ گویا اُس کو خود اپنے معبد کے تحفظ کی بھی کچھ سُدھ یا خبر نہین رہی۔

علاوہ ازین فیلقوس کو جو اوسکے ایک بڑے جنرل پارمینو کی کوشش سے الیرین لوگون پر فتح و نصرت حاصل ہوئی تھی اوسکی خوشخبری بھی اوسکو سکندر کی پیدایش ہی کے روز ملی تھی۔ اور نیز اوسکے گھوڑ دنکو اولمپیا کے گھوڑ دوڑ مین اول درجہ کے انعام ملنے کا مژدہ بھی اوسکو اوسی روز پہونچا تھا۔ اوس زمانہ کے

اولمپیا۔ ترکی واقع یورپ مین کارنتھ سے جنوب و مغرب کی طرف ۶۳ میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے زمانۂ قدیم مین اسکے وسیع میدان اسپورٹس وغیرہ کے لئے نہایت مشہور تھے۔ چنانچہ ہر پانچوین برس یونان اور نیز قرب و جوار کے ممالک کے شاہزادے اور دیگر عمائدین شہر طین بدہ بدہ کر اوسمین طرح طرح کے کھیل کھیلا کرتے تھے۔ اوس میدان کی جیت اُن کے نزدیک دشمنون پر فتح پانے سے بھی زیادہ باعث فخر اور خوشی ہوتی تھی۔ ۱۲

توہمات اور ضعیف الاعتقادی کے اعتبار سے اس قسم کے اتفاقات سکندر کی آیندہ عظمت اور بلند اقبالی کے لئے ایک حد تک شگون نیک اور مبارک فال خیال کئے گئے تھے۔ فیلقوس نے آیندہ کی امیدون پر حتے الامکان سکندر کی تعلیم و تربیت مین بہت کچھہ کوشش کی۔ پندرہ سال کی عمر تک سکندر کی زندگی مین کچھہ ایسے واقعات نہین گذرے کہ جو قابل ذکر اور لایق لحاظ ہون جب کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدایش سے تین سو بیالیس سال قبل اوسنے نام خداوند رہوین برس مین قدم رکھا۔ اوسوقت فیلقوس نے اوسکو بغرض تعلیم و تربیت حکیم ارسطا طالیس[1] کو جو حکمائے متقدمین مین سے ایک نامی اور فاضل اجل حکیم تھا اوسکے سپرد کیا۔ اُس نامی فلاسفر اور اوسکے ہونہار طالب علم کے باہم جو دلی تعلقات اور روابط اتحاد پیدا ہو گئے تھے

[1] ارسطا طالیس۔ یہ ارسطو کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ چنانچہ لغت یونان مین ارسطو کے معنی فاضل اور کامل شخص کے ہین۔ شہر اصطاغیر مین پیدا ہوا اور ایک مدت تک افلاطون کی صحبت مین رہکر اوس سے علم حاصل کیا۔ بعد وفات افلاطون بمقام اتینے جاکر اسنے اپنا مدرسہ قایم کیا۔ اور وہان متابعین علم کو مختلف علوم مین تعلیم دیتا رہا۔ اور ایک سو آٹھ برس کی عمر پاکر راہی ملک بقا ہوا۔ زمانۂ حیات مین اوسنے مختلف فنون مین (۱۳۰) کتابین تصنیف کین۔ ۱۲　(از تاریخ مراۃ العالم قلمی ۱۲)

اون سے یہ بھی فائدہ نکلا کہ ارسطاطالیس نے نہایت فیاضی کے ساتھ اپنے وسیع معلومات کا ذخیرہ سکندر کے لئے وقف کردیا۔ اور سکندر نے جہان تک ہو سکا اوس سے نہایت ذوق وشوق کے ساتھ تمتع حاصل کیا۔

سکندر کو ہومر[1] کی نظمون کے ساتھ انتہا درجہ کی دلچسپی تھی۔ اور اسکے جوش وخروش سے اوسکو پڑھا کرتا تھا۔ خصوصاً اکلیز[2] کے بیان سے اوسکا دل بہت ہی متاثر ہوتا تھا چنانچہ اوسنے اپنے لئے اکلیز ہی کی نقل وحرکت اور انداز واطوار اختیار کرنے پسند کئے تھے۔ اسلیئے ہمکو افسوس کرنا پڑتا ہے کہ اوسنے اکلیز کی یہان تک تقلید کی کہ اوسکے محاسن کے سوا اوسکے معائب بھی اوس مین سرایت کر گئے تھے جیسا کہ آگے چلکر معلوم ہوگا۔

سکندر کو اوسکے باپ نے کم سنی ہی کے زمانہ سے دنیا کے بکھیڑون مین ڈالکر رطب ویابس اور گرم وسرد زمانہ سے آشنا بنا دیا تھا۔ ابھی وہ اچھی طرح ۱۶ سال

---

[1] ہومر۔ اسکا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام سے نو صدی قبل گذرا ہے۔ یہ یونان کا باشندہ تھا۔ اور نظم کا موجد خیال کیا جاتا ہے۔

[2] اکلیز۔ یہ ایک فرضی شخص ہے۔ یونانیون مین سب سے زیادہ دلیر اور جوانمرد خیال کیا جاتا ہے۔ اسکا تمام بدن اسد سے تشبیہ دیا جاتا ہے کہ سوائے سیدھے پاؤن کی ایڑی کے اسکے بدن پر کوئی ہتھیار اثر نہین کرتا تھا۔ ٹرائے کی لڑائی مین پارس شہزادے ٹرائے کے ہاتھ سے مارا گیا ۱۲۔

کو بھی نہین پہونچا تھا کہ سفیران دولت ایران سے اوسکی ملاقات کرائی گئی
اتنا رگفتگو مین اوسنے جس طرح سے اون سے سلطنت ایران کی پولیٹکل حالت اور
اوسکی مالگذاری اور آمد وخرچ کی نسبت سوالات کئے اوسکو سنکر وہ سب کے سب
حیرت کے مارے انگشت بدندان رہگئے۔

اسکے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جب کہ فیلقوس کو بائی زنٹیم (قسطنطنیہ) کے
محاصرہ کے لئے مقدونیہ سے باہر جانا پڑا تو اوسوقت وہ سکندر ہی کو اپنا قایم مقام
یا نایب السلطنت بناکر ملک کی خبرگیری کے لئے چھوڑ گیا تھا۔

اس واقعہ سے دو برس کے بعد جنگ کرونیا مین سکندر نے مقدونیہ کی فوج
میرہ کی سپہ سالاری کا کام بطریق احسن سرانجام دیا۔ اور تھیبس والون کی
فوج حریف کو اپنی اعلے درجہ کی شجاعت وبہادری سے تہ تیغ کرکے بڑا نام پیدا کیا۔

مسیحی سنہ سے (۳۳۶) برس قبل جسوقت کہ زمام سلطنت اوسکے
ہاتھ مین آئی اوسوقت اوسکی عمر تکمیل سے بیس برس کی تھی۔ سریر آرا سلطنت
ہونے پر جو اوسنے پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ اپنے باپ کے قاتلون۔ اور نیز قتل مین
کسیطرحکی شرکت رکھنے والے لوگون کو تلاش کرکے سزائین دین۔ منجملہ

اور لوگونکے مشہور و معروف ایمنطاس کا سر بھی اسیموقع پر تن سے جدا کیا گیا تہا۔
اسوقت اگرچہ مقدونیہ کی حالت اسقدر تو خطرناک نہین تہی کہ جسقدر فیلقوس کی تخت نشینی
کے وقت بیان کی جاتی ہے۔ لیکن تاہم اتنی بات ضرور تہی کہ سکندر سے کم دلیر اور
کمزور بادشاہ کا حوصلہ نہین تہا کہ وہ وہان ٹھہر سکتا۔ مقدونیہ کی جانب غرب و
جنوب اور شرق مین جو وحشی قومین آباد تہین وہ اسبات پر آمادہ تہین کہ بادشاہ
کی اطاعت چہوڑ کر پھر لوٹ مار کا ہنگامہ برپا کرین۔ جنوب مین ایک زبردست گروہ
یونانیون کی آزادی اور خود مختاری کی حمایت پر تلا ہوا تہا۔
اسپارٹا کہلم کہلا دشمنی پر کمر باندہے کھڑا تہا۔ ایتھنز اور نیز دوسرے صوبہ جات
بادشاہ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرنے پر تیار تہے۔ علاوہ ازین سلطنتہاے
غیر مین بھی اوسکے خلاف بڑی سرگرمی سے خفیہ سازشین ہو رہی تہین۔ اسوقت
سکندر کی سب سے بڑی غرض یہ تہی کہ جسطرح ممکن ہو صوبہ تھسلی پر قابض
و مسلط ہو جاؤن۔ چنانچہ اوی خیال کی تائید پر اوسنے ادہر کو اس تیزی
و سرعت کے ساتھ کوچ کیا کہ اون لوگونکو اُس سے برسرمدارا آنے کی بھی
مہلت نہ مل سکی۔ اور بہ مقام لیرسا پہونچکر سکندر کو وہ اقتدار و اختیار

حاصل ہو گئے کہ جو ایک زمانے مین اوسکے باپ کو حاصل تھے۔ اسکے بعد جب وہ **تھرمالی** پہونچا تو **امیفکسٹیونک** کونسل نے اوسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور کونسل کی صدارت اور مذہبی امورات کی انجام دہی کے لئے اپنے باپ کا جانشین تسلیم کیا گیا۔

یہ سب مراحل طے کر کے سکندر بہ مقام کارنتھ۔ **یونان** کی اور دوسری ریاستون کے سفیرون اور نائبون کی ایک مجلس عام مین شریک ہونے کی غرض سے آیا۔ اور وہان بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ **فارس** کے مقابلے مین **یونان** کی جسقدر مختلف طاقتین میدان جنگ مین بھیجی جائین وہ سب سکندر کے زیر کمان رکھی جائین۔

اسپارٹا والون نے تو اپنے معمولی عجب و غرور سے یہ بات منظور کی نہین لیکن **ایتھنز** والون نے البتہ اسپر بے انتہا طمانیت اور مسرت ظاہر کی۔

جنوبی **یونان** کا اسطرح پر انتظام کر کے سنہ عیسوی سے تین سو چونتیس برس قبل سکندر نے اُن جنگجو اور خونخوار فرقون کی سرکوبی اور سرزنش کا ارادہ کیا کہ جو مقدونیہ پر شمال اور مغرب سے یورش کر رہے تھے۔ چنانچہ اپنے لشکر کی

باگ اوٹھا کر وہ سیدہا صوبۂ تھرلیس مین جا داخل ہوا۔ اور بلا کسی زحمت اور روک ٹوک کے کوہ بالکان کے سلسلے تک پہنچ گیا۔ اگرچہ اس پہاڑ کی گھاٹیان اور درے قدیم سے نہایت مہیب و دشوار گذار ثابت ہوتے چلے آئے تھے لیکن سکندر کی مردانہ ہمت و بہادرانہ جرات کے سامنے وہ سب ہیچ اور بے حقیقت نکلے۔

پہاڑی گروہ نے اوّل ہی سے سخت سی سخت حفاظت کا بندوبست کر رکھا تھا انھون نے پہاڑ کی اوس چوٹی پر مورچہ بندی کی تھی کہ ٹھیک جسکے نیچے پہاڑ کی آمد و رفت کی ایک آسان راہ کھلی ہوئی تھی۔ اور بڑی بہاری بہاری گاڑیون سے قلعہ بندی کر کے خود انکی آڑ مین چھپے بیٹھے تھے۔ اور اس گھات مین تھے کہ غنیم ذرا آگے بڑھے تو اوسپر وہین سے یہ گاڑیان لڑکانی شروع کی جائین۔ جون ہی سکندر اپنی جری فوج کو لیکر آگے بڑھا۔ پہاڑ کے اوپر سے گاڑیون کا لڑکنا شروع ہوا۔ سکندر نے عدو کے وحشیانہ حملے سے مامون و محفوظ رہنے کے لئے اپنی صف بستہ فوجکو حکم دیا کہ سب منتشر ہو جائین اور اوس گذرگاہ سے ہٹ کر سب کے سب زمین پر لیٹ جائین اور اپنی اپنی

ڈھالون کو اپنے سرون پر اسطرح لین کہ ایک ایسا ڈھالون سطح بنجاوے کہ جسکے اوپر کو گاڑیان بغیر گزند و صدمہ پہونچاے گذر جائین ۔ اس حکمت عملی سے وہ تمام گاڑیان کہ جو مخالفین کی حفاظت کا ایک بڑا ذریعہ اور زبردست وسیلہ تہین سب بیکار گئین ۔

مقدونیہ والون کی اس کامیابی نے اونکے حوصلون اور ہمتون کو یہان تک بڑہایا کہ وہ بے دہڑک اپنے دشمنون پر حملہ کرکے چڑہ گئے اور ایک بہت بڑے کشت وخون کے بعد اون سب کو پسپا کرکے ہٹے ۔ اس مہم کے سر ہونیکے بعد سکندر جانب ڈینوب بڑہا ۔ راستے مین تری بالی جماعت کے لوگون کو شکست فاش دیکر لب دریا جا کھڑا ہوا ۔ وہان دیکھا تو دریا کے دوسرے کنارے پر گیٹی لوگ بڑے ساز و سامان کے ساتھ مقابلے کے لئے پڑے ہوئے نظر آے ۔ سکندر نے فی الفور جہازون کا ایک بیڑا تیار کیا اور شب بھر مین اپنے ایک ہزار سوار اور چار ہزار پیادون کو دریا کے اوس پار جا اوتارا گیٹی لوگ یہ حال دیکھکر ششدر و حیران رہ گئے ۔ اور بغیر اسکے کہ کسیطرحکی مزاحمت یا مقاومت کرین وہان سے بہاگ کھڑے ہوئے ۔ مقدونیہ والے اونکے

ملک پر قابض ہوگئے - اور اون کا بے شمار مال و اسباب فتحمند لشکر کے سپاہیون مین تقسیم کر دیا گیا - گیٹی لوگون کا حشر دیکھکر دریاے ڈینوب کے شمال کی اور دوسری اقوام بھی سکندر کی مطیع و فرمان ہوگئین -

سکندر جب اوہر سے فارغ ہوچکا اور اپنا تسلط اچھی طرح بٹھا سکا تب اوس نے جانب غرب الیرین لوگون کے حملہ پر جانے کا تہیہ کیا - یہ مہم بھی مثل پہلی مہم کے خیر و خوبی کے ساتھ سر ہوئی - اس مین شک نہین کہ اوّل اوّل مقدونیہ والون کو بہت کچھ مزاحمتین کی گئین کہ جسکے باعث اُن کو نہایت دقتین اور آفتین جھیلنی پڑین - مگر آخر کار یہ ہوا کہ اون کی حریف وحشی قوم اُن سے غافل ہوکر خود آپس ہی مین شور و شہ مچانے لگی اور عیش و عشرت مین پڑگئی - سکندر نے غنیم کو غافل اور بے خبر پاکر اوس پر حملہ کیا اور خاطر خواہ فتح پائی -

اس مرتبہ مغلوب ہونے کے بعد الیرین لوگون کو سکندر کے زمانۂ حیات مین پھر کبھی بغاوت کرنے کی جرات نہین ہوئی -

سکندر اپنی تلوار کو الیرین لوگون کا خون چٹاکر ابھی اسکو نیام

مین بھی نہین رکھنے پایا تھا کہ جراستنے ہی مین اُسکو جنوبی یونان سے وحشت ناک خبرین پہونچنے لگین - اور بایں وجہ اوسکو پھر اودہر متوجہ ہونا پڑا - تھیبس کے باشندے چاہتے تھے کہ ہم کو پہلی سی آزادی اور خودمختاری اب پھر حاصل ہوجائے - چنانچہ اسی بنا پر اونھون نے سکندر کے خلاف بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا - مقدونیہ کی فوج جو کہ تھیبس کا محاصرہ کئے ہوئے پڑی تھی اوس کا ایک بہت بڑا حصہ قتل کرکے اون لوگون نے قلعہ کی اندرونی فوج کو بھی جا گھیرا - ادہر سکندر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مجھکو یونان کی حکومت اپنے پاس محفوظ رکھنی منظور ہے کہ جو میرے عالی ہمت اور بلند حوصلہ باپ کو بہزار دقت و دشواری نصیب ہوئی تھی تو مجھکو ایک لمحہ بھی توقف نہ کرنا چاہئے - اس خیال نے اوسکو ایسا بے چین کیا کہ اس قدر مسافت بعیدہ بہت تیزی کے ساتھ طے کرکے یکبارگی آکھڑا ہوا -

چونکہ تھیبس والے ابھی تک اس خیال مین تھے کہ سکندر - الیریا

کے دور و دراز ملک مین ہے اوسکو آتے آتے بھی ایک عرصہ چاہیے
اس لئے اُن کو شہر کی چہار دیواری کے اندر سکندر کے داخل
ہونے کا شکل سے یقین آیا۔ اس وقت تک ایتھنز والے جنہون نے
کہ ان لوگونکو بغاوت پر آمادہ کیا تہا وہ بھی مسلح نہین ہوچکنے پائے
تھے۔ اور نہ ہنوز آرکیڈیا ہی سے مدد اور کمک پہونچنے پائی تھی۔
الغرض تھیبس والون کو تنہا ہی لڑنا پڑا۔ اونہون نے اپنی شہر پناہ ۱۳۳
کی مضبوطی کے گھمنڈ پر نہایت بد دماغی کے ساتھ صلح سے انکار کیا۔
اتفاق وقت سے مقدونیہ کی فوج کے ایک جنرل کو تھیبس والون
کی قلعہ بندی کا کمزور اور غیر محفوظ حصہ معلوم ہوگیا۔ اوس نے
سکندر کے حکم کا انتظار کئے بغیر خود ہی اوس طرف سے حملہ
شروع کر دیا۔ اتنا ہی لڑائی مین قلعہ کے اندر سے محصور فوج نے بھی
تھیبس والون پر حملہ کیا۔ اور اپنی فوج کے داخل ہونے کے لئے بڑا
پھاٹک کھول دیا۔
تھیبس کے تاخت و تاراج اور برباد ہونے کے وقت جو خوف

اور وحشت لوگون کے دلون مین پیدا ہوئی تھی اوسکی نظیر دنیا کی کسی جنگ مین نہین ملتی۔

یونان کی تاریخین تھیبس والون کے ظلم و تعدی سے بھری پڑی ہین۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی ہمسایہ اقوام پر ظلم و جبر کے ساتھ غالب آتے تھے۔

اس موقع پر اُن کو گویا اون کی خاطر خواہ سزا ملی۔ مقدونیہ کی منصور فوج مین فوشین تھیبین۔ اور بلیٹین لوگ بھی بکثرت شریک تھے۔ کہ جن کے شہر و دیار گھر بار تھیبس والون کی بے رحمی اور قساوت قلبی سے بارہا تباہی و بربادی کی صورت دیکھ چکے تھے۔ اس لئے اُن سب کے دلون مین تھیبس والون کی طرف سے کینہ و غبار بھرا ہوا تھا۔ اس موقع کو اپنا بدلہ اوتارنے کے لئے اونہون نے غنیمت سمجھا اور جہان تک اُن سے بن پڑا اپنا انتقام لینے مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا۔

کشت و خون موقوف ہونے کے بعد تھیبس کی قسمت کے اخیر فیصلہ

کے متعلق مقدونیہ اور اوس کی دوسری معاون و شریک اقوام
کی ایک مجلس منعقد ہوئی ۔ اور اوس مین بہت سے بحث مباحثون
کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ شہر تھیبس کی اینٹ سے اینٹ
بجائی جائے ۔ یعنے اوس کی عمارتین کھود کر پھینک دی جائین
اور باشندگان تھیبس کو باندی غلام بناکر فروخت کیا جائے
چونکہ سکندر ۔ پنڈار[1] ۔ شاعر کی نظم کا دل سے شیفتہ و فریفتہ ۱۵
تھا اسلئے اوس کی اولاد اور نیز دوسری سرداران قوم اس اخیر
حکم سے مستثنےٰ کئے گئے تھے ۔

تھیبس کی فوج کے چند سوار بھاگ کر ایتھنز چلے گئے ۔ اور
وہان پہونچکر اونہون نے اس حادثے کی خبر سناکر وہان کے

[1] پنڈار ۔ یونان کا ایک بڑا مشہور و معروف شاعر سنہ مسیحی سے پانسو اٹھارہ برس
پیشتر تھیبس مین پیدا ہوا تھا ۔ لیکن چونکہ تھیبس کے باشندے بے وفائی مین ضرب المثل
تھے اسلئے وہ اپنے وطن اصلی کو چھوڑکر ایتھنز مین چلا گیا ۔ وہان اوسکی بڑی عزت و توقیر
کی گئی ۔ اور اکثر فاتحین نے تھیبس کو فتح کرتے وقت اوس کی یادگار کو تا ایام رکھنے
کی غرض سے اوس کے مکان ۔ اور اوسکی اولاد سے کچھ تعرض نہین کیا ۔ اوسکی
تصنیفات اگرچہ کثیر تھین لیکن اس وقت اوسکی صرف چار کتابین نظم کی
مشہور ہین ۔

لوگون کو خوفزدہ کر دیا - اون کو خود بخود اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ چونکہ تھیبس کی بغاوت مین ہم بھی شرکت کرنا چاہتے تھے - اس لئے کہین ایسا نہ ہو کہ اوس نوجوان شہنشاہ کی آتش غضب کا شعلہ ادہر بھی مشتعل ہو - اوس سے بچنے کے لئے اونھون نے یہ چال اختیار کی کہ نئے الغوا اپنے سفیرون کا ایک ڈیپوٹیشن سکندر کے پاس اوس کی کامیابی پر اظہار تہنیت اور مسرت کے لئے روانہ کیا چونکہ وہ لوگ مقدونیہ کی خلاف پارٹی مین سے منتخب ہوکر بھیجے گئے تھے - اس لئے سکندر کی طرف سے اُن کو شرف ملازمت بخشنے سے انکار ہوا - اس کے بعد ایک دوسرا ڈیپوٹیشن بھیجا گیا اور اوسکو اوس کے مقصد مین کامیابی حاصل ہوئی - سکندر نے ایتھنز والون سے بدین شرط صلح قبول کی کہ وہ اپنے فصیح و بلیغ مقررون اور بہادر جنرلون مین سے آٹھ مقرر اور دو جنرل اوس کے حوالہ کر دین - تاکہ یونان کی امن و عافیت کی دشمنی کا الزام اُن پر قایم کرکے اون کو سزا دی جائے -

ڈماستھینز کہ جس کا نام بھی اون مضحکا کی فہرست مین تہا اوس نے
اپنے ہم وطنون کو اس شرط کے قبول کرنے سے روکا۔ اوس نے
اون کو وہ قصہ یاد دلایا کہ جس مین بھیڑیون نے بکریون اور بھیڑون
کو اس شرط پر امن دینا منظور کیا تہا کہ وہ اپنے نگہبان اور محافظ
کتّون کو اپنے پاس سے علیحدہ کرکے اون کو جلا وطن کر دین۔
اتھینز والون نے وہ شرط نامنظور کرکے ایک اور نئی سفارت
سکندر کے پاس بہیجی امید روانہ کی کہ کسی دوسری عمدہ شرایط کے
ساتھ باہم مصالحت ہو جاے۔

ڈماستھینز۔ یہ شخص حضرت مسیح سے تین سو بیاسی برس قبل یہ مقام اتھینز ایک
ہتیار ساز شخص کے یہان پیدا ہوا تہا۔ صغر سنی مین باپ کے
مرجانے سے سن بلوغ کو پہونچنے تک تعلیم سے محروم رہا۔ جوانی
مین جاکر اوسکو حصول علم کا شوق پیدا ہوا۔ اور تہوڑے ہی
دنون مین ایسا بلیغ و فصیح اسپیکر ہوگیا کہ یونان بھر مین اپنا ثانی
نہین رکہتا تہا بلکہ سلطنت روما مین بھی اوسکے ہم پلہ سوائے
سسرو کے اور کوئی نہین تہا۔ اوسکی ذہانت اور مستقل مزاجی
کی مثال مین مورخین نے مضمون ذیل بیان پیش کیا ہے۔
اوسکی زبان مین لکنت کا عیب تہا۔ جسکو اوس نے اسطرح صاف کیا کہ جب وہ
تقریر کرنے کھڑا ہوتا تو منہ مین کنکریان ڈال لیتا۔ اور اسکی آواز نہایت ملایم اور
دہیمی تہی اسی لئے اوسکی اصلاح اسطرح کی کہ جب اوسکو بہاگتے بہاگتے یا پہاڑ پر

سکندر بھی چاہتا تھا کہ میرا وہ ظلم و ستم کہ جو ابھی ابھی تھیبس کے
معاملے مین مجھ سے ظاہر ہو چکا ہے کسی طرح وہ لوگون کے دل سے
بھول جائے - چنانچہ اوس کے بہلانے کی تدبیر اوس کے خیال مین
یہ آئی کہ حتے الامکان ایتھنز والون کے ساتھ نرمی و ملایمت کا
برتاؤ کیا جائے - اسی بناء پر اوس نے اپنی وہ شرط واپس لی
کہ جو ایتھنز والون کے خلاف طبیعت تھی - اور اوسکی بجائے صرف
چار ڈیمس کی جلاوطنی کی شرط پیش کرکے اوس پر اوس نے
اس وجہ سے زیادہ اصرار کیا کہ اوسکو اپنے باپ کے قتل مین اوسکی
شرکت کا ظن غالب تھا - آخر کار سکندر کے اصرار سے ایتھنز کا
وہ مشہور و معروف جنرل جلاوطن کیا گیا اور سلطنت فارس مین

تقیہ صفحہ ۱۷ - پڑھتے ہوے دم چڑھ جاتا تھا تو اوس وقت وہ اشعار اور تقریرین
زبانی پڑھکر اپنا سانس بڑھایا کرتا تھا - اوس نے یہ خیال کرکے کہ طبیعت انسانی
فطرتاً ایسی واقع ہوئی ہے کہ جکہ اوسکو ایک کام کرنا گران گذرتا ہے - اپنے تنہا کتبخانہ
اور مطالعہ کے لئے ایک تہ خانہ بنا گیا کہ جس مین وہ اکہتا دو دو اور تین تین مہینے رہتا اور
کتب بینی کیا کرتا - اور کبھی یہ کرتا کہ اپنا نصف سر منڈا ڈالتا اور نصف ویسے
ہی چھوڑ دیتا - اور جب تک سر کے بال برابر نہ ہو جاتے اوسوقت تک وہ اوس سے
باہر نہ نکلتا اور مشغول بہ مطالعہ رہتا - ۱۲

اوسکو بود و باش کرنے کی اجازت دی گئی۔

یونان کی بدنظمیون کو اس طرح پہ دور کرنے کے بعد اب سکندر کو آزادی کے ساتھہ سلطنت فارس پر حملہ آور ہوکر گو یا اپنی زندگی کے سب سے بڑی غرض اور مقصد کے حصول کا موقع ملا۔

اس وقت سلطنت فارس گو اوس عروج پر تو نہین تہی کہ جو عروج اوسکو سائرس اعظم (کیخسرو) یا کم سے کم اکزرزس کے زمانے مین حاصل تھا۔ مگر تاہم ابہی تک وہ خواہ دولت و ثروت کے اعتبار سے یا فوج و لشکر کے خیال سے نہایت با رعب اور پر داب سلطنت مانی جاتی تہی۔ ۱۹

اوس کی وسعت کا یہ حال تہا کہ مدیٹرنین (بحیرہ روم) کے شرقی کنارون سے لیکر ہندوستان تک اور بحیرہ کاسپین (بحیرہ طبرستان) سے لیکر سمندر کے سواحل تک تمام ممالک اوسکے حدود حکومت مین داخل تھے بلکہ کچہہ عرصے پہلے مصر کی سلطنت بہی اس مین ملحق ہوگئی تہی۔ اور چند دوسرے باغی و سرکش صوبہ جات بہی اوس کی وفاداری اور جان نثاری

کا دم بھرنے لگے تھے - اوس کی قوت اور طاقت کا یہ حال تھا کہ خزانہ معمور - فوج مین اکثر یونانی سپاہی رنگروٹون مین بھرتی تھے - اور بادشاہ کو اپنی رعایا مین وہ ہردلعزیزی اور عزیزالوجودی حاصل کہ جو اُس سے پہلے کسی بادشاہ کو نصیب نہین ہوئی تھی - اسکے خلاف سکندر کے پاس دولت و ثروت کے کچھہ بھی ذرایع نہ تھے - سلطنت اس قدر زیر بار قرضہ تھی کہ جب تک اوس نے اپنی تمام ملکیت کو تین لاکھہ سولہ ہزار آٹھہ سو یا دو لاکھہ بہتر ہزار پونڈ کی عوض رہن نہین رکھہ لیا اوس وقت تک اوسکو سلطنت فارس پر چڑھکر جانے کی ہمت اور جرأت نہین ہوئی اوسکی فوج بشمول افواج معاونین کلہم تیس ہزار پیادے اور پانچہزار سوار کے قریب قریب شمار کی جاتی تھی - اگر معمولی طور پر کہا جاے تو یہ کل فوج فارس کے ایک صوبہ کے محاصرے کے لئے بھی مشکل سے کفایت کرتی تھی - لیکن خاص طور پر دیکھو تو گویا فارس کی ایسی عظیم اور وسیع سلطنت کا تہ و بالا ہونا ایسی قلیل التعداد فوج کے ہاتھ بدا تھا -

سکندر کے فارس کی طرف راہی ہونے کے وقت مقدونیہ کی حکومت اور کل انتظامات انٹی پطر ایک دانشمند اور معتبر شخص کے سپرد کئے گئے۔ اور چونکہ سکندر کو اپنے غیاب مین یونان کی سرزمین پر فتنہ و فساد پیدا ہونے کا خطرہ غالب تھا۔ اس لئے انٹی پطر کی ماتحتی مین بارہ ہزار سپاہی بھی دیدیے گئے تاکہ مفسدون اور باغیون کو زیادہ سر اوٹھانے کا موقع نہ ملے۔

مغربی ایشیا کی فتح

سنہ عیسوے سے تین سو چوبیس برس قبل سکندر نے آہنگ سفر کرکے اپنی بحری فوج کو بدین ہدایت روانہ کیا کہ وہ ہلسپانٹ[1] مین ٹھہر کر اوس کا انتظار کرے اور خود اپنی معیت مین بری فوج لیکر براہ خشکی روانہ ہوا۔ منازل سفر طے کرنے کے بعد ایک مختصر آبنائے کو عبور کرکے میدان ٹرائے[2] مین جا اوترا۔

---

[1] ہلسپانٹ　ڈارڈنیلس کا قدیم نام ہے۔ یہ اوس آبنائے کا دروازہ ہے کہ جو ایشیا اور یورپ کو آپس مین جدا کرتی ہے۔ اسکا عرض تقریباً دو میل ہے۔

[2] ٹرائے۔ مجمع الجزائر کے قریب ڈارڈنیلس سے جانب جنوب ۲۰ میل کے فاصلہ پر ایک مشہور قلعہ ہے۔ ہومر۔ اور دیگر قدیم شعرا اسکی جنگ کی داستانین نظم کرکے اسکی تاراجی شہرت کے باعث ہوئے اسکے منہدم آثار اسکی گذشتہ عظمت و شان کا پتہ دیتے ہین۔ ۱۲

فارس کی بحری طاقت پر ایک ایسا خوف طاری ہوگیا کہ اس نے اوسکی ذرا بھی مزاحمت نہ کی - حالانکہ وہ مقدونیہ کی طاقت سے بدرجہا بڑھی ہوئی تھی - گو خشکی پر اوترنے سے اوس کو بالکل تو کیا روک سکتی - لیکن اگر چاہتی تو کسیقدر اُس کا مقابلہ ضرور کرسکتی تھی -

اپنے ساتھیون مین سے سب سے پہلے خود سکندر نے اوس میدان مین قدم رکھا اور اپنے آپ کو ایک ایسے میدان مین کھڑے ہوے دیکھکر نہایت مسرور ہوا کہ جسکا ذکر واز کار اوس نے اپنے ممدوح شاعر ہومر کے کلام سے سنا تھا - اوس نے اعلے درجہ کی عقیدتمندی کے ساتھ ہومر کے ذکر کئے ہوئے تمام بہادرون اور جوانمردون کے نام پر قربانیان چڑھانے اور اونکی یاد مین طرح طرح کے کھیل وتماشا کرنے کا حکم صادر فرمایا -

سکندر کا اس درجہ جوش و خروش دیکھکر سلطنت فارس پر اوّل تو حیرت و تعجب کی بے خودی طاری ہوگئی - اور پھر جب وہ سیاہ مست ذرا دفع ہوئی تو اوس کے مختلف صوبہ جات کے گورنرون یا حاکمون نے اپنی اپنی فوجی طاقتین مشتہر کرلیا ہین کہ جو بجمع

پر[1] اپونٹس پر واقع تھا جمع کرنا شروع کیں۔ لیکن اون کی ناعاقبت اندیشی
اور باہم کی نااتفاقی اون کو ایک دوسرے کی رائے پر چلنے اور کسی ایک
شخص کو اپنا سپہ سالار تسلیم کرنے سے روکتی رہی۔ چنانچہ ایرآن کے مشہور
معروف جنرل ممیمن کی یہ رائے قرار پائی کہ جس طرف سکندر کے
بڑھنے کا اندیشہ ہو اوس ملک کو خود ہی پہلے سے ویران کر دینا چاہیئے
تاکہ اوس کی فوج بھوک پیاس کی تکلیف سے عاجز آکر آگے نہ بڑھنے پائے
اور بے نیل ومرام لوٹ جائے۔ مگر آرسیٹس گورنر صوبۂ فرگیا نے ۲۳
اس تجویز کی بربادی اور ویرانی اپنے زیر حکومت ملک میں روا نہ رکھی۔
آخر کار بہت سے توقف اور توقف کے بعد اون لوگوں نے دریائے گرانی کش
پر کہ جو کوہ ایڈا[2] کے سلسلے سے نکل کر بحر مارمورا میں گرتا تھا مجتمع ہو کر

---

[1] پر اپونٹس۔ بحر مارمورا کا قدیمی نام ہے۔ جو کہ ڈارڈنیلس اور باسفورس
کے درمیان واقع ہے۔ طول میں ایک سو بیس میل اور عرض
میں پچاس میل کے قریب ہے۔ ۱۲

[2] ایڈا　اسی نام کا ایک پہاڑ جزیرہ کریٹ واقع بحیرہ روم میں بھی واقع ہے
مگر یہاں اس سے وہ پہاڑ مراد ہے کہ جو ایشیائے کوچک
کے غرب وشمال میں واقع ہے۔ ۱۲

سکندر سے مقابلہ کرنے کا قصد کیا۔

سکندر غنیم کے مقابلہ پہ آنے کی خبر سنکے ساتھ ہی خود اون کے مقابلے کو بڑھا۔ اور جس وقت جاسوسون نے اوس کو غنیم کے قریب آن پہونچنے کی خبر سنائی اوسی وقت وہ اون پر دھاوا کرنے کو تیار ہوگیا۔ پار مینو نے غنیم کی کثیر التعداد فوج سے ڈرکر بھیرا بادشاہ کی ہمت پست کرنا چاہی کہ کسیطرح وہ دریا کے اوس پار اوترنے سے باز رہے۔ لیکن سکندر نے بدین خیال کہ جس قدر بے خوف وہراس ہوکر دلیری وسختی کے ساتھ حملہ کیا جائے گا۔ اوتنا ہی ایرانیون پر خوف وخطر غالب آئے گا۔ فوراً ہی جنگ کا حکم دے دیا۔ سکندر رسالہ کمپنین (رسالہ خاص) کو اپنی کمان مین لیکر اوٹھا۔ اور بطلیموس[1] فوج میمنہ کا سردار بنکر اپنی فوج سمیت دریا کے راستے سے غنیم کے مقابلے کو چلا۔ اور اودہر دریا کے دوسرے کنارے پر ایرانی

[1] بطلیموس ناظرین اسکو حکیم بطلیموس نہ تصور فرماوین کیونکہ حکیم بطلیموس کا زمانہ پیدائش سنہ ۱۰۰ مین خیال کیا جاتا ہے۔ اور یہ اوس سے تین صد سال بیشتر گذرا ہے۔

جنرل میمن - ایران کی فوج کے چیدہ چیدہ بہادر سواروں کے ساتھ گھات لگائے بیٹھا تھا۔ اوس نے سخت مقابلہ کرکے بطلیموس کو سکندر کے لشکر کیطرف واپس کیا۔ یہ دیکھکر نوجوان اور نوخیز بادشاہ نے رسالہ کمپنین کو اپنی ہمراہی مین لے کر بے تحاشا دھاوا کیا اور دفعتہً وہان پہونچ گیا کہ جہان میمن کی فوج نہایت کثرت کے ساتھ پڑی ہوئی تھی۔ ایرانیون کی فوج کو درہم برہم کرکے اس قدر گنجایش نکال لی۔ کہ اوسکے دوسرے رسالے بھی وہان اچھی طرح سما سکین۔ اس وقت دونون مین نہایت سنگین لڑائی شروع ہوئی۔ یہ جنگ بہ نسبت باقاعدہ جنگ کے اوس لڑائی سے زیادہ مشابہ تھی کہ جو زمانہ تہمتنی مین دو پہلوانون یا دو بہادرون کے درمیان لڑی جاتی تھی۔

مقدونیہ کی فوج بھاری بھاری اور وزنی اسلحہ سے آراستہ تھی۔ ایران کی فوجون کے زیر ران نازک گھوڑے اور جسم پہ ہلکے ہتیار لگے ہوئے تھے جبکہ مقدونیہ کی فوج ایرانی فوج پہ جا کر گری تو وہ اوسکی

ذرا بھی تاب نہ لاسکی۔ اس لڑائی مین سکندر کی ذاتی بہادری و شجاعت نے سب سے بڑھکر شہرت حاصل کی۔

اوس نے اپنے ہاتھ سے دو ایرانی سرخیلون اور سرگروہون کو قتل کیا۔ جبکہ وہ اون دونون نامی بہادرون کے سر اتارنے مین مصروف تہا تو اوس وقت قریب تہا کہ وہ خود بھی ایک ایرانی گورنر استیفر ہاڈیٹس کے خنجر ابدار سے مجروح ہوکر گر پڑتا۔ مگر خیر گذری کہ اوسکے رسالے کمپنین کے کپتان کلیٹس نے گورنر کا وار خالی دیکر اوسکے جس ہاتھ مین خنجر کھنچا ہوا تہا اوسکو چابکدستی کے ساتھہ قلم کرڈالا۔ الغرض ایرانیون کی فوج سیرہ بہت جلد منتشر کردی گئی۔ اور اوس کے پیچھے ہی پیچھے اون کی افواج میمنہ کو بھی پارمنیو کے ہاتھ سے شکست کھاکر بھاگنا پڑا۔

اوسوقت ایرانی فوجون پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ قبل اس کے کہ کوئی اور غول یا جماعت لشکر کے وسط مین حملہ کے لئے بڑھے وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

یونانی سپاہی جو کہ ایرانی افواج مین بھرتی تھے وہ اپنے ملک کے بدخواہ
اور بادشاہ کے نمک حرام قرار دیے گئے۔ اور مقدونیہ والون
کے ہاتھ سے اون کا حزب قلع قمع ہوا۔
بغیر کچھ زیادہ کشت وخون واقع ہونے کے سکندر کو یہ عظیم الشان فتح
حاصل ہوئی۔ مقدونیہ والون کے جس قدر آدمی اس لڑائی
مین کام آئے اُن کی مجموعی تعداد دو سو سے بڑھکر نہین تھی۔ اور چونکہ
ایرانیون کا تعاقب نہین کیا گیا تھا اسلئے اون کے آدمی بھی بہت زیادہ ۲۷
ضایع نہین ہونے پائے۔
سکندر کے جس قدر آدمی لڑائی مین کام آئے تھے اون سب کی تجہیز وتکفین
اوس نے نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ انجام دی۔ اور رسالہ کمپنین مین
سے جو پچیس جان باز سوار بادشاہ پر اپنی جان نثار کرگئے تھے اُنکی
نسبت سکندر نے ازراہ قدردانی یہ حکم صادر فرمایا کہ لیسپس جو کہ
اوس زمانے کا ایک مشہور و معروف سنگ تراش تھا اوس سے اونکی
قد آدم تصویرین پیتل سے ڈھلوائی جائین۔ چنانچہ وہ تصویرین اونکی

جان نثاری کی یادگار کے طور پر مقدونیہ کے مقام ڈائیم مین لاکر رکھی گئی تھین۔ جہان سے کہ پھر ایک عرصۂ دراز کے بعد رومۃ الکبرے کو منتقل ہوئین۔

گرانی کس کی لڑائی فتح ہونے کے بعد ایشیاء کوچک کے اور بھی بہت سے طاقتور اور زرخیز صوبہ جات وقتاً فوقتاً سکندر کے زیر فرمان داخل ہوتے گئے۔ حتے کہ شہر سارڈس جو کہ اوس زمانے مین لڈیا کا دارالسلطنت تہا باوجود اسکے اسقدر مضبوط ومحفوظ ہونے کے کہ لوگ اوسکو ناقابل التسخیر سمجھتے تھے پھر بھی وہ سکندر کی پہلی اطلاع پر اپنے تمام زر وجواہر اور بے شمار خزانون سمیت اوس کے زیر نگین اور تابع فرمان ہو گیا تہا اور نیز الیفسیس نے بھی اوسکی فرمان روائی تسلیم کر لی تہی۔ علاوہ ازین بہت سے ایسے ایسے طاقتور اور مضبوط شہر و دیار بھی اوس کے قبضے مین آگئے تھے کہ جن کی ناقابل التسخیری اور استواری کا خیال کرتے ہوئے ہم اون کے گورنرون اور حاکمون کو دغا و فریب یا سازش کے الزام سے بمشکل بری کر سکتے ہین۔

اس موقع پر ملٹس ہی صرف ایک ایسا شہر تھا کہ جس کو کسیقدر سکندر سے بہ مقابلہ پیش آنے کی جرات ہوئی تھی۔ لیکن انجام کار وہ بھی اوسیکے قبضۂ اقتدار مین آگیا۔ اور اوس کے بہت سے باشندے تہ تیغ بے دریغ کئے گئے۔

دارا۔ بادشاہ ایران نے جنگ گرانی کس مین اپنی فوج کی ہزیمت اور شکست کی خبر سنکر ایشیاء کوچک مین ممنون کو لفٹنٹ جنرل کے ممتاز عہدے پر سرفراز کیا۔ اور اوس نے سکندر کو آگے بڑہنے سے روکنے کے لئے بڑی محنت اور سرگرمی سے کام لیا۔ لیکن چونکہ اوس کی مدد و معاونت مین جو دوسرے گورنر اور حاکم تھے وہ نہایت ہی بے وقوف اور نالایق تھے۔ اس لئے اوس کو سکندر کی مدافعت اور مزاحمت مین ہمیشہ ناکامیابی ہوتی رہی۔ برخلاف اس کے سکندر اپنی مردانہ ہمت اور حسن تدبیری سے روز بروز کامیاب ہوتا گیا یہانتک کہ وہ تمام صوبہ جات جو کہ بحر ایجین کو گھیرے ہوئے تھے تمام و کمال اوسی کے تحت و تصرف مین آگئے۔ موسم سرما آنے پر سکندر نے

اپنی فوج کے اون سپاہیون کو کہ جن کی شادی کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا مقدونیہ جاکر اپنے اپنے قبیلہ سے مل آنے کی رخصت دی۔ وہان پہونچکر اونھون نے اپنی فتح و نصرت کا حال بیان کرکے تمام یونان مین ایک دھاک بٹھادی۔

سکندر نے خود موسم سرما کو عیش و آرام مین صرف نہین کیا۔ بلکہ اوس زمانے مین اور بھی چند چھوٹے چھوٹے صوبون کو فتح کیا۔ اور جس قدر ممالک اسوقت تک اوس کے تحت و تصرف مین آچکے تھے۔ اون کے انتظام کی طرف متوجہ ہوا۔ مزید برآن اوس نے شہر گارڈیم کو اپنا صدر مقام قرار دیا کہ جو ایشیا کوچک کے وسط مین واقع ہونے کی وجہ سے جنگ آیندہ کے لئے ہر ایک طرح موزون و مناسب تھا۔

اُس شہر کی نسبت یہ بھی مشہور کیا جاتا ہے کہ وہ ایک بڑے دولت مند اور نہایت متمول امیر میڈاس نامی شخص کا مولد و مسکن تھا کہ جس کی نسل سے شاہان فرگیا تھے۔ اُسکی حسین بیٹی میڈاس کے باپ گارڈیس

کا ایک رشتہ بحفاظت تمام رکھا ہوا چلا آتا تھا۔ کہ جسکا جڑا ایک ڈنڈے سے کے ساتھ درخت کی چھال کے رسّے کے ذریعے سے نہایت مضبوطی سے بندھا ہوا تھا کہ جس مین ایک پیچ گتھی پڑی ہوئی تھی۔ زمانۂ قدیم سے یہ بات مشہور چلی آتی ہے کہ جو شخص اُس گتھی کو سلجھائے گا وہی گویا ایشیا کا مالک وحکمران ہوگا۔ سکندر اوس پیشین گوئی کے مطابق اپنی قسمت آزمائی کی غرض سے نہایت بے تابی کے ساتھ اوس کی طرف بڑھا لیکن اب تک یہ حال نہین کہلا کہ اوس نے اوس گتھی کو کس تدبیر سے کھولا۔ بعض کہتے ہین کہ اوس نے اوس کو سلجھایا نہین تھا بلکہ تلوار سے کاٹ کر جدا کیا تھا۔ اور بعض کا بیان ہے کہ نہین اوس نے درحقیقت اوس عقدۂ لاینحل کو بزور عقل ودانش حل کیا تھا۔ خیر کچھ بھی ہو۔ مگر سب کا اتفاق اسبات پر ہے کہ اس طلسم کشائی کے بعد اوسکو وہ تمام باتین نصیب ہوئین کہ جو اوس طلسم کی شکست پر منحصر کی جاتی تھین۔ الغرض اسکو طلسم کا کرشمہ سمجھو۔ یا قسام ازل کی مہربانی اور فیاضی کہو۔ انجام کار وہ ایشیا کا مالک اور حکمران ہی ہوکر رہا۔

سکندر نے سنہ عیسوے سے تین سو تینتیس برس قبل دوسری لشکر کشی پفلاگونیا اور کپاڈوسیا[۱] کے صوبون کے حملے سے شروع کی یہ دونون صوبے بسہولت تمام فتح ہوگئے - اُن کی فتح کے بعد سکندر جنوب کی طرف بڑھا - اور کوہ ٹورس کی شکل گذارگھاٹیون میں سے گذر کر اوس نے سیلیسیا پہونچنے کا قصد کیا - وہ ابھی راستے ہی مین تھا کہ اوسن کو یہ خبر ملی کہ گورنر سیلیسیا - میمین کی رائے اور ہدایت پر عمل کر کے اپنے ماتحت ملک کو ویران و برباد کیا چاہتا ہے - یہ خبر سنکر اوسنے اس تیزی کے ساتھ کوچ کیا کہ ملک کے تباہ و برباد کئے جانے سے پہلے ہی پہلے وہ ٹورس پہاڑ پر پہونچ گیا -

سفر کی سختی اور آفتاب کی تمازت سے لوگ نہال اور فوجیز بادشاہ کی طبیعت کسیقدر پژمردہ ہوگئی تھی - اوسنے تھکن اور کسل رفع کرنے کے لئے دریاے سڈنس کے سرد پانی مین غوطہ لگایا - اور غوطہ لگانے کے

---

[۱] کپاڈوسیا - یہ ارمن روم کا ایک صوبہ ہے کہ جو نطولیہ کے نام سے بھی مشہور ہے - ۱۲

اور غوطہ لگانے کے ساتھ ہی اوسکو شدت کا بخار چڑھ آیا۔ اور یہان تک نوبت پہونچی کہ لوگ اوس کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ اس حالت مین اوس نے اپنی بے باکانہ دلیری اور اعلے اعتماد کا ثبوت اس طرح پر دیا کہ وہ تو بستر علالت پر لیٹا ہوا تھا۔ اور فیلقوس نامی طبیب دوا کا پیالہ لئے ہوئے اوسکے سرہانے کھڑا تھا کہ اتنے ہی مین اوسکو ایک گم نام خط اس مضمون کا لاکر دیا گیا کہ آپ کے یہان جو فیلقوس طبیب ہے وہ نہایت دغاباز اور آپکا بدخواہ ہے اور آپکو زہر دیکر ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ حال ہی مین اوسکو روپے کا لالچ دلاکر اس سے یہ بات چاہی گئی ہے کہ دوا کے دھوکے مین آپ کو زہر پلاکر کسیطرح آپ کا کام تمام کر دے۔ وہ خط پڑھکر اوس نے طبیب کے ہاتھ مین دے دیا۔ اور اوس سے دوا کا پیالہ لیکر بلا تامل اوس نے منہ کو لگا لیا۔

سکندر کو اوس اعتماد کا یہ عوض ملا کہ اوس وقت کی دوا پیتے ہی اوس کی حالت مین ایک موذی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اور

پھر روز بروز حالت روبصحت ہوتی گئی۔ یہان تک کہ چند ہی روز مین وہ اپنی فوج اور لشکر کے ساتھہ کام کرنے کے لایق ہوگیا۔

اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد سکندر کے لشکر مین ایران کے دانشمند گورنر اور بہادر جنرل ممنون کی موت کی خبر پہونچی۔ بلاشبہ وہ عقل و دانش مین ایران کے تمام حاکمون اور عمائدین سلطنت سے کہین زیادہ تھا۔ اگر وہ چندے اور جیتا رہتا تو کچھہ عجب نہ تھا کہ ایشیا کی بدقسمتی خوش قسمتی سے مبدل ہو جاتی۔ مگر افسوس اوسکو ایسے وقت مین راہی ملک بقا ہونا پڑا کہ جبوقت وہ جنوبی یونان کی ریاستون اور صوبون مین مقدونیہ سے بگڑکر فتنہ و فساد کا ہنگامہ اسلئے بپا کرانا چاہتا تھا کہ لاچار سکندر کو اپنے ملک کے تحفظ کے لئے لوٹ جانا پڑے۔ لیکن اسکی سب تمکنین اوس کے ہی ساتھہ فوت ہوگئین۔ کیونکہ اوس کے بعد دارا کے پاس جس قدر لوگ تھے وہ سب عقل و دانش اور ہمت و دلیری کے یکسان محتاج تھے۔

سلیسیا سے اوٹھکر سکندر ملک شام کی طرف سمندر کے
کنارے کنارے بڑہتا جارہا تہا کہ راستے ہی مین اوسکو اپنے
مقابلے مین اپنے سب سے بڑے غنیم دارا کے آنے کی خبر ملی۔
اور معلوم ہوا کہ وہ بہمہ وجوہ اوس کے تعاقب مین دریاے
اسمس تک آن پہونچا ہے۔

اس موقع پر ایتھنز کے جلا وطن وفامان بباد جنرل چارڈمس نے
دارا کو صلاح دی تہی کہ حدود شام کے ناہموار اور دشوار گذار ۳۵
ملکون مین ایرانیون کو پیش قدمی اور جنگ جو نقل وحرکت نہ کرنا چاہیے
دارا کی طرف سے اوسکو اوس کی اس ہمدردی ودلسوزی کا یہ ثمرہ
ملا کہ اوسکا سر تن سے جدا کیا گیا۔

سکندر اپنے تعاقب مین دارا کی پیش قدمی کی خبر
سنکر اوس سے بمقابلہ پیش آنے کی غرض سے ویسے ہی واپس
پھر گیا۔ اور ایرانیون کی بے شمار فوج سے بے خوف وخطر ہوکر نہایت
دلیری وبہادری سے جنگ کی تیاری مین مصروف ہوا۔

دارا کی فوج دامن کوہ مین دریاے نپارس کے کنارے
صفین باندہے کھڑی تھی - یمین ویسار ایرانی - اور وسط مین
یونانی سپاہی کہ جو ہمت و بہادری اور فن جنگ مین مقدونیہ
والون سے کسیطرح کم نہین تھے وہ صف آراستہ کیے گئے تھے -
جنگ اس طرح پر شروع ہوئی کہ سکندر اپنی یمینہ فوج کو لیکر
دریا کے اوس پار اوترا - اور لب دریا جو ایرانی فوج بہر مدافعت
کھڑی تھی اوس پر یکبارگی یورش کرکے وہان سے اوس کے
پاؤن اوکھاڑ دیے - وہ یہان سے اوکھڑکر اپنے یہان کے اوس
رسالہ باڈی گارڈ پر جاگری کہ جو لقب "غیر فانی" سے
مشہور تھا - اور وہان پھر از سر نو لڑائی شروع ہوئی -
آخرکار باڈی گارڈ کے سوار بھی ہزیمت پاکر منتشر ہوگئے - اور
سکندر کی فوج یمینہ منصور و فتحیاب ہوئی - مگر اوسکی افواج
میسرہ اور وسطے کو ابھی تک کامیابی حاصل نہین ہوئی تھی - کہ
اتنے ہی مین ایرانیون کی یونانی فوج اُن کی صفون پر آکر ٹوٹ پڑی

ایرانی سواروں نے اس سے پہلے کہ اون پر حملہ کیا جائے خود
ہی دریا کے اس پار اُتر کر سکندر کی فوج کے تھسیلین سواروں
پر جا دھاوا کیا۔ ایرانی فوج کے یونانی سپاہیوں کے نکل جانے
ہونے میں کچھ شبہ باقی نہیں رہا تھا کہ اُدھر سے سکندر
اپنی فتحمند اور ظفریاب جماعت کو لئے ہوئے اون کی سر کو بی
کو آن پہونچا اور تھوڑی ہی دیر میں اُن کو درہم برہم کر دیا۔
اوس وقت جانب یسار کی پیادہ فوج نے آگے بڑھکر ایرانی
حملہ آوروں کو شکست فاش دی۔

دارا میدان جنگ سے بدین ہیئت کذائی بھاگا کہ اوس کا رتھ
اور سکی قوس اور عبا فاتحین کے ہاتھ لگیں۔ ایشیائی فوجوں
کے عام دستور کے موافق دارا کی فوج نے بھی بھاگنے میں
اپنے بادشاہ کی پیروی کی اور دارا کی بزدلی نے ایرانیوں
کی رہی سہی ہمت بھی توڑ دی۔ چنانچہ ایرانی لشکر کے وہ سوار
کہ جو اپنی کوشش میں کسیقدر کامیاب ہو چلے تھے۔ میدان جنگ

سے اپنے بادشاہ کے بھاگ جانے کی خبر پاکر گھوڑون کی باگ موڑا اپنے بدنصیب ہمراہیون کو روندتے اور کچلتے پہاڑونکے درون مین جا گھسے۔ اس جنگ مین ایرانیون کے دس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے کام آئے۔

سکندر ایرانی کیمپ پر مع اوسکی بے شمار مال و دولت کے قابض ہوگیا۔ علاوہ ازین دارا کی ماں۔ اوسکی ملکہ اور شہزادیان بھی اسیران جنگ مین اسیر ہوکر **سکندر** کی حضور مین لائی گئین۔ وہ اون کے ساتھ جس مہربانی اور فیاضی سے پیش آیا اوس کا حال بیان ذیل سے ظاہر ہوگا۔

سکندر کے خصائل حمیدہ مین ایک یہ بات بھی نہایت قدر کے قابل تھی کہ وہ علی العموم شاہی خاندان کے قیدیون کے ساتھ نہایت عزت و عظمت سے پیش آتا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر جبکہ **دارا** کے مارے جانے کی جھوٹی خبر اوس کے خاندان کے اسیرون کو پہونچی تو وہ سب اپنی مصیبت کو بھول گئے۔ اور

اوس کے غم مین بے چین ہوکر زار و نزار رونے لگے - اون کے
اس بے انتہا اضطراب اور بے قراری کا جگر خراش حال سنکر
سکندر نے فی الفور لیونا ٹس کہ جو اوس کے خاصگان
بارگاہ مین سے تہا اوسکو اون کی تسلی و تشفی کے لئے بھیجا -
تاکہ وہ اس بے وجود افواہ کی تکذیب کرکے اون کو دلاسا دیوے
اور دوسرے روز وہ خود بھی بہ نفس نفیس اون کے خیمے پر گیا - اپنے ۳۹
حتے المقدور اوس نے اون مصیبت زدون کی دلجوئی اور دلداری مین
کوئی کسر باقی نہین چھوڑی - خیمے کے اندر داخل ہوتے وقت اوسکا
دوست ہفستن اوسکے ساتھ تھا - اون کو دیکھکر سی سگمبس -
دارا کی ماں بنظر تعظیم اوٹھی اور ہفستن کو سکندر سمجھکر اوسکی
قدمبوس ہوئی - حاضرین مین کسی نے جب اشارہ کے ذریعے سے
اوس کو اوس کی غلط فہمی سے خبردار کیا - تو وہ وہان سے لجائی اور
گھبرائی اوٹھی اور پھر ویسے ہی ذوالقرنین کے قدمون پر جا گری
سکندر نے ازراہ ترحم اوس کا ہاتھ پکڑکر اوس کو اوٹھایا

اور یون کہکر اوسکی پریشانی دور کی کہ "مائی تم اس طرح کیون گھبرائی جاتی ہو۔ جس کی تم نے پہلے تعظیم کی تھی وہ بھی تو **سکندر** ہی تھا" علاوہ ازین اون کو اس بات کا بھی اطمینان دلایا گیا کہ تم لوگون کے گذشتہ تزک و احتشام مین کسی طرح کی کمی نہین کی جاے گی بلکہ جس عیش و آرام سے تم دارا کی محلسرائے مین زندگی بسر کرتے تھے یہان بھی تم لوگون کے لئے اوسی عیش و آرام کا لحاظ رکھا جائے گا۔ دارا کا کم سن لڑکا جو اپنی ماں کے پہلو سے لگا کھڑا تھا **سکندر** نے اوسکو اپنی گود مین لینا چاہا۔ اوس بچے نے خوف یا جھجک کے آثار ظاہر کئے بغیر اپنی ننھی ننھی باہین اپنے فاتح کی گود مین جانے کے لئے پھیلا دین اوس بچے کی اس بے تکلفانہ حرکت سے متاثر ہوکر **سکندر** نے اپنے ہمراہی **ہفستن** کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ "ہاے! کیا ہی اچھا ہوتا اگر دارا بھی اپنے اس بچے کی جوان مردی سے کچھ تھوڑا سا حصہ پاتا۔

چونکہ دارا کی بی بی حسن و جمال مین یکتائے روزگار تھی۔ اس لئے

سکندر نے بدین خوف کہ کہین ایسا نہ ہو کہ میرے جانے سے
خود اوس کے دل مین طرح طرح کے خطرات وسوسے پیدا ہون اور
نیز دوسرے لوگون کو بھی اوسکی عصمت وعفت کی بابت شک وشبہ
کرنے کا موقع ہاتھ لگے۔ قطعی ارادہ کر لیا تہا کہ مین کبھی اوس کے نیچے
پر نہین جاؤن گا۔

حالانکہ سکندر کو دارا کی ملکہ اور شہزادیون پر ہر طرح کا اختیار ۱۱
حاصل تہا مگر تاہم اوس نے اس موقع پر جس معتدل مزاجی اور صلاحیت
کا برتاؤ کیا وہ پلوٹارک کو مضمون ذیل ریمارک کرنے پر مجبور کرتا ہے

"ایران کی شہزادیان اپنے دشمن کے لشکر مین
اسطرح پر رہین کہ جیسے کوئی مقدس معبد مین رہتا
ہو۔ اُن کو نہ کسی نے آنکھ سے دیکھا نہ ہاتھ سے
چھوا۔ اور نہ زبان سے کچھ کہا"

پلوٹارک ایک مشہور یونانی فلاسفر اور مورخ ہے۔ اوس نے سنہ ۱۲۰ء مین
بڑی عمر پاکر انتقال کیا۔ اوسکی تصنیفات مین سے "مشاہیر کے سوانح
عمری" زیادہ مشہور ہے۔ ۱۲

جنگ اسس کی فتح کے بعد ملک شام اور فنشیا[1] کا بڑا حصہ بھی سکندر کے قبضے مین آگیا۔ مخبرون کی مخبری۔ اور سواران تھیلی کی غارت گری کی بدولت اون ممالک کے بے شمار خزانے بھی اوسکے ہاتھ لگے۔ اور نیز ٹائر والون کی طرف سے بھی اوس کی حضور مین سفیر حاضر ہوے اور اونہون نے اون کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا۔

مگر جس وقت سکندر نے ٹائر والون سے اون کے واجب التعظیم ہیرو ملکرٹار[2] کے نام پہ قربانی چڑہانے کے حیلے سے اون کے شہر مین داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ تو وہ لوگ اوسکی غرض اصلی کو تاڑ گئے اور جواب مین صاف انکار کر بھیجا۔ ماسوائے اسکے اپنے شہر کے ایک محفوظ اور بے خطر مقام پہ واقع ہونے کے گھمنڈ مین اُس سے جنگ آزمائی کو تیار ہو بیٹھے۔ ادہر سکندر نے بھی فی الفور ٹائر کے محاصرے کی تیاریان شروع کردین۔ اب تک سکندر کے جس قدر مہمات پیش آچکی تہین

---

[1] فنشیا ساحل شام کے ایک قطعہ زمین کا نام ہے کہ جو طول مین ایک سو پچاس اور عرض مین بیس میل کے قریب ہے۔ ۱۲

[2] ملکرٹار ٹائر والون کے یہان یہ شکل ہرقلس (دیوتائے طاقت) کے شمار ہوتا تھا ۱۲

یہ مہم اون سب سے کہین زیادہ اہم اور مشکل خیال کی گئی ہے۔

مصر۔ ٹائر اور وسط ایشیا، فتح ہوتے ہین + +

یونان کی شائستگی و تہذیب سے بہت قبل فنیشیا۔ والون مین ہر طرح کی تہذیب و شائستگی موجود تھی۔ اُن لوگون سے پہلے دُنیا کی کوئی قوم رموز تجارت سے ذرا بھی واقف نہین تھی۔ اوّل اوّل تجارت کا رواج اونہین سے شروع ہوا اور پہر اونہون نے ہی اوسکو فروغ دیا۔ چنانچہ یونان وا... ابھی تک بحر وحشی طریقے سے شکار مارنے اور مویشی چرانے کے اور کچھہ جانتے بھی نہ تھے کہ فنیشیا والے جہاز رانی کے فن مین طاق ہوکر بحیرہ روم اور بحر اطلانطک کے راستے سے سیر و سیاحت کرتے پھرتے تھے فنیشیا کا قدیم دارالحکومت تو اگرچہ شہر سڈن ہی تھا مگر رفتہ رفتہ شہر ٹائر نے جب وہ رونق اور ترقی پائی کہ جسکے آگے سڈن کی قدیم عظمت و شان بھی گرد تھی۔ اوسوقت دارالحکومت سڈن سے اوٹھکر ٹائر مین منتقل ہوا۔

جنگ ٹروجن سے قبل بھی ٹائر کی ترقی و فروغ کا یہ حال تھا کہ

یورپ اور ایشیا کے مابین جو تجارت کا سلسلہ جاری تھا اوسکی
خاص منڈی یا دسیاوریہی شہر رہتا تھا۔ کسی مؤرخ نے باعتبار
اوس زمانے کے ٹائر کی توصیف ان الفاظ کے ساتھ کی ہے۔

"وہ (ٹائر) تمام شہروں کا سرتاج شہر تھا۔ اوسکے
سوداگر۔ بادشاہزادے بنے ہوئے تھے۔ اور اوسکی
بیوپاری دنیا مین راستباز اور ایماندار کے معزز لقب
سے مشہور تھے"

علاوہ ازین۔ افریقہ۔ سسلی۔ اور سپانیہ کے سواحل پر اوسکی
نوآبادیان کثرت سے قایم تھین کہ جو مذہبی رسوم کے رشتے سے
براہ راست خود اوس سے وابستہ تھین۔ اور جیسا کہ یونانی اقوام
کے نزدیک ڈلفی[1] ایک مقدس جگہ اور عبادت گاہ تسلیم کی جاتی
تھی۔ ویسے ہی ٹائر کے ہرقلس یعنے ملکرٹار کا معبد تمام

[1] ڈلفی یہ ایک چھوٹا سا قصبہ خلیج لیپانٹو کے شمال مین دس میل کے فاصلہ
پر واقع ہے۔ یہ ایک قدیم یونانی شہر تھا اور اپلو دیوتا کے
معبد ہونے کی وجہ سے ایک مقدس مقام سمجھا جاتا تھا ۱۲

فنیشا والون کے نزدیک مقدس اور واجب التعظیم مقام سمجھا جاتا تھا۔

ٹائر۔ قدیم سمندر کے کنارے پر آباد تھا۔ لیکن جب کہ بخت نصر نے اسکو فتح کر لیا تو اوس کے باشندون نے اوسکو ویران و برباد کر کے اوسی کے قریب ایک چھوٹے سے جزیرے پر یہ نیا شہر اوسی نام سے تعمیر کیا تھا۔ وہ جزیرہ جسپر کہ شہر تعمیر کیا گیا تھا بذریعہ ایک تنگ آبنائے کے کہ جسکا عرض قریب نصف میل کے ہوگا ساحل سمندر سے جدا ہوتا تھا۔ چونکہ جزیرہ زیادہ وسیع نہین تھا اسلئے باسانی اوسکی تمام و کمال قلعہ بندی ہوگئی تھی اور اوس مین آبادی بھی نہایت گنجان معلوم ہوتی تھی۔ شہر کی چہار دیواری نہایت عریض اور بلند اوٹھائی گئی تھی۔ فصیل شہر کے اوپر بے شمار سپاہی ہر طرح کے سامان جنگ سے آراستہ و مسلح تیار بیٹھے رہتے تھے۔

اس شان و عظمت کے شہر کے محاصرے کے لئے سکندر اس بے سر و سامانی سے اوٹھا کہ اوسکے پاس اوس وقت کوئی بھی

ایسا جنگی جہاز نہین تہا کہ جسکے ذریعے سے وہ بندرگاہ کو تباہ و برباد کر سکتا - یا آنکہ اپنے سپاہیون کو محفوظ اور پناہ مین رکھہ سکتا - بایں بے سروسامانی سکندر نے قدیم ٹائر سے جدید ٹائر کی چہار دیواری تک دمدمہ اوٹھانا شروع کیا - مگر یہ کام بہت مشکل اور دشوار ثابت ہوا - ابھی تھوڑی ہی دور تک دمدمہ اوٹھنے پایا تہا کہ ٹائر کے جنگی جہازون نے دمدمہ باندہنے والی جماعت پر حملہ کرکے اوسکو سخت نقصان پہونچایا - بعد ازان شہر پناہ کے اندر سے ٹائر والون نے ایک شعلہ زن جہاز سکندر کے لشکر کی طرف چھوڑا - اور اون کی جنگی جہازون نے بھی سکندر کی سپاہ اور دمدمہ اوٹھانے والے لوگون پر حملہ جاری رکھا - یہان تک کہ اہل ٹائر اپنی کوشش مین کامیاب ہوئے - مقدونیہ والے انکھون مین اُس شعلہ زن جہاز کے دہوان اٹ جانے سے گویا بالکل اندہے بنگئے تھے - اُس حالت مین جو اون پر پیاپے حملہ ہوئے اُن سے گھبراکر وہ ادہر اودہر منتشر ہوگئے - اور چند ہی منٹ مین اون کا

دمدمہ مع الات واذزار تباہ و برباد کر دیا گیا - اس حادثے سے
یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی کہ ٹائر بغیر جنگی جہازون کی مدد کے
کبھی سر نہین ہوگا -

مگر سکندر کا بخت یاور تھا کہ اوسی عرصے مین عین ضرورت کے
وقت فنیشیا - اور سائپرس کی بحری طاقتین اوس سے آن کر
مل گئین - پھر یہ ہوا کہ اوہر تو ٹائر کے جنگی جہاز اپنے بندرگاہون مین ۴۷
جاکر کھڑے ہوئے - اور اوہر پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور چوڑا دمدمہ
از سر نو اوٹھایا جانے لگا - اب چونکہ سکندر کو بھی جنگی جہاز مدد مین
ہم پہونچگئے تھے اسلئے اوسکے آدمیون نے بے خوف وخطر ہوکر بڑی
سرگرمی کے ساتھ دمدمہ کو اوٹھانا شروع کیا - اور سپاہیون کے
بیڑے کے بیڑے شہر کی فصیل کے ہر چہار طرف بھیجے جانے لگے کہ جدہر
سے موقع و محل ملے دیوار کو توڑکر شہر کے اندر گھس جائین - اوسطرف
ٹائر والون کو بھی اپنی حفاظت کے لئے جس قدر کوشش کرنی چاہیئے
تھی وہ کی گئی - اونھون نے محاصرین مین سے چند کو لوہے کے

پھندے اون کی گردنون مین ڈال ڈال کر دیوار کے اوسطرف کھینچا
اور اکثرون پر بھاری بھاری پتھر اور بڑے بڑے شہتیر کلون کے
زور سے برسائے - مزید بران اون لوگون کے پاس سب سے
زیادہ سخت ایذا اور تکلیف پہونچانے کا سامان وہ جلتا تپتا اور باریک
ریت تہا کہ جسکو وہ محاصرین کے اوپر برساتے تھے اور وہ زرہ بکتر کے
درزون مین گھس گھسکر ان کے جسم کی ہڈی تک جلاتا چلا جاتا تہا -
آخر کار سنہ عیسوی سے تین سو تیس برس قبل فصیل کی دیوار توڑی
گئی اور حملہ کی تیاری کے لئے بڑے شد و مد کے ساتھ احکام سنائے
گئے -

چونکہ محاصرے کو اسوقت قریب چھہ مہینے کے گذر چکے تھے - اور
سکندر کا لشکر ابتدا سے فوری فتح و نصرت کا عادی تہا - اس لئے
اوسکو اس غیر معمولی درنگ اور تاخیر پر بہت غصہ آیا کہ جو باشندگان
ٹائر کی سرکشی اور دلیری کے باعث فتح ٹائر مین پیش آئی تھی اسکے
علاوہ سکندر کے ساتھی ٹائر والون سے اپنے اون بھائیون

اور ہم وطنوں کے جابرانہ قتل کے انتقام لینے کے جوش میں بھرے ہوئے تھے کہ جو اتفاقاً ٹائر والوں کے ہتھے چڑھ کر نہایت بے رحمی کے ساتھ وحشیانہ طریقے سے شہر پناہ کی دیوار پر خود اون کی آنکھوں کے سامنے قتل کئے گئے تھے۔ لہذا نہایت بے تابی اور بے صبری کے ساتھ جہازوں کے بیڑے تین حصوں میں تقسیم کئے گئے جن میں سے
۴۹ دو تو اوسیونفت ٹائر کی بندرگاہوں کی طرف روانہ ہوگئے۔ اور ایک عین اس موقع پر لنگر انداز کیا گیا کہ جس جگہ فصیل شکست کی گئی تھی۔ اگرچہ ٹائر والوں نے لڑائی کے اخیر دم تک اپنی اگلی شہرت اور گذشتہ بہادری کو بھیترا ہی نباہنا چاہا مگر سکندر کے جوش وخروش کے ساتھ اون کی کوئی چیز بھی لگا نہ کھا سکی۔

شکستہ دیوار کے متصل جو چند برج تھے اون پر اور نیز کچھ حصہ دیوار پر سکندر خود قابض ہوگیا۔ اور معہذا ٹائر کا جو سب سے اعلےٰ بندرگاہ تھا اوسپر سکندر کے معاونین فنیشیا والے متحایب ہوئے آخر کار یہ ہوا کہ تمام و کمال شہر ٹائر والوں سے بہ زور و زبردستی لیلیا گیا

مگر اونہون نے برضا و رغبت فاتحین کو ایک تسو برابر بھی زمین نہین
دی بلکہ وہ ایک ایک اونگل تک زمین کے لئے بھی برابر لڑتے رہتے
رہے اور ہار کر نہین بیٹھے ۔ حالانکہ اون لوگون کی ایک بڑی تعداد
ماری گئی ۔ مگر پھر بھی وہ نہ اپنی طرف سے پناہ کے خواستگار ہوئے
اور نہ فاتحین ہی کی طرف سے اونکو پناہ دی گئی ۔

قتل عام سے جو لوگ زندہ بچے رہے تھے وہی مع اپنے اہل و عیال
بردہ بنا کر فروخت کئے گئے ۔ مگر اون مین سے چند لوگ کہ جو بھاگ کر
ملکر ٹار یا ہرقلس کے معبد مین پناہ گزین ہوئے تھے البتہ اونسے
تو اوس جگہ کی حرمت اور تقدس کے لحاظ سے کچھہ دار و گیر نہین
ہوئی ۔

محاصرۂ ٹائر کے اثنا مین سکندر کے پاس دارا کی جانب سے
ایک سفارت بدین مضمون آئی کہ وہ اگر دارا کی شہزادی کو اپنی
زوجیت مین لینا منظور کرے تو ایشیا کے غربی صوبہ جات اوسکو
بطور دان جہیز دئے جائین گے ۔

یہ سنکر پارمنیو کے دل مین غایت درجہ کی تحریص و ترغیب پیدا ہوئی اور سکندر کو اس شرط کے قبول کرنے پر بہت کچھ سمجھایا بجھایا اور کہا کہ۔

"اگر مین سکندر ہوتا تو مین سچ کہتا ہون کہ اسطرح کی شرایط ضرور قبول کر لیتا۔"

سکندر نے جواب دیا۔ کہ "ہان مین بھی ایسا ہی کرنا پسند کرتا ہون اگر مین پارمنیو ہوتا"

آخر کار ذو القرنین نے سفارت کو یہ جواب دیکے رخصت کیا کہ "جب میری قسمت مین ایشیا کی تمام و کمال سلطنت پر قابض ہونا بدا ہے تو مین اوسکی آدہی تہائی سلطنت لے کر کیا کرون گا"

سکندر نے فنیشیا سے فلسطین کیطرف کوچ کیا۔ وہان پہونچکر سنا کہ غزا کے اوسکو کوئی شہر یا قصبہ ایسا نظر نہین آیا کہ جو اوسکے ساتھ برابر مقاومت پیش آتا۔ چونکہ غزا کی حفاظت کا بندوبست

اوسکے گورنر شبیس نے پہلے ہی سے کر رکھا تھا اسلئے اوس نے کیقدر
سکندر کے روکنے کی جرات کی مگر بالآخر وہ بھی شکست کر لیا گیا اور
اوسکے باشندے بلا رورعایت قتل کیے گئے۔

یہودی لوگ چونکہ اہل فارس کے طرفدار ثابت ہو چکے تھے اسلئے
اونہون نے فاتح کی آتش غضب سے خوف زدہ ہوکر اوسکی حضور مین
ایک گروہ بھیجکر معافی کی استدعا کی اور وہ قبول ہوئی۔

مشہور و معروف یہودی مورخ جوزیفس کی روایت کے مطابق
یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب اہل یہود کا مقدس پیشوا جادو ا
عبائے تقدس زیب برکر کے سکندر کی ملاقات کو گیا تو ذوالقرنین
نے اوسکی کلاہ پہ اوسکا نام دیکھکر اوسکی یہان تک تعظیم و تکریم
کی کہ قدمبوس ہونے کے لئے اوسکے قدمونپر جا گرا۔

حاضرین دربار نے متعجب ہوکر سکندر سے اسدرجہ اعزاز و احترام کا
سبب دریافت کیا۔ سکندر نے جواب مین کہا کہ "مقدونیہ
چھوڑنے سے پہلے ایک مرتبہ اسی شخص نے خواب مین آکر مجھکو فتح

الیشیا ر کے بیڑہ اوٹھانے کے لئے مدعو کیا تھا"

اس موقع پر جاد وانے کتاب دانیال[1] مین ملک فارس ذوالقرنین کی فتحیابی کی پیشین گوئی کا پتہ دے کر اوسکا اپنا اور بھی گرویدہ بنالیا تھا - یہ بیان چونکہ ایک مشہور و معروف مورخ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اسلئے ہم کو اوسکا اظہار اس موقع پر ضرور ہوا ورنہ بہت سے مورخین کو تو اس واقعہ کے سچ ہونے مین کلام ہی ہے

فتح فلسطین کے بعد ذوالقرنین کو مصر کی طرف توجہ ہوئی اور وہ اپنی منصور و ظفر یاب فوج لیکر اوسپر جا چڑہا - چونکہ مصری لوگ اہل فارس کے ہاتھون ستائے ہوئے اور طرح طرحکی اذیتین پائے ہوئے تھے - ان پر ایرانیون نے انواع و اقسام کے جور و ستم روا رکھے تھے - اور اون کے مذہب و عقائد کی توہین کی گئی تھی اسلئے وہ اہل فارس کی وفادار رعایا بننے سے کبھی خوش

[1] کتاب دانیال باب ہشتم ملاحظہ ہو - ۱۲

نہین تھے۔

اس موقع کو غنیمت جانکر اونھون نے خود سکندر کی اطاعت اور متابعت قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ الغرض سکندر مملکت مصر پر اس آسانی کے ساتھ قابض ہوگیا کہ نہ تو کوئی جان ضایع ہوئی اور نہ زمین پر خون کا ایک قطرہ گرا۔

چونکہ سکندر ہمیشہ سے ترقی تجارت کا شایق تھا اسلئے اوس نے شہر اسکندریہ کی بنیاد تجارتی اغراض سے ڈالی۔ اور چند ہی سال مین یہ نیا شہر دنیا کے بارونق تجارتی شہرون مین سے ایک بڑا مشہور و معمور شمار ہونے لگا جو پیٹر امین کے معبد کی شہرت عام نے کہ جو افریقہ کے صحرائے عظیم مین واقع تھا سکندر کے دل مین بھی اوس جگہ کے دیکھنے کا شوق اور ولولہ پیدا ہوا۔ وہ اوس مشہور و معروف و شوار گذار صحرا سے کہ جہان کمبسس شاہ فارس کی افواج بے بسی کی حالت مین تباہ و برباد ہو چکی تھین صحیح و سالم گذر کر اس تعجب خیز مقام پر پہونچا

مقدونیہ والے اس قطع زمین کی سرسبزی و
شادابی دیکھکر ششدر رہگئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ریت کے
سمندر بے پایان مین گویا ایک ہرا بھرا اور تر و تازہ جزیرہ لہلہا رہا
ہے۔ اسی بے اختیارانہ حیرت و تعجب نے اُن کو اون عجائبات
اور خرق العادت باتون کا یقین بھی آسانی کے ساتھ دلا دیا
کہ جو پیشوایان سفر اوسکی نسبت بیان کرتے چلے آتے تھے۔
۵۵ اس مقدس جگہہ کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد ذوالقرنین
صحراے عظیم کو قطع کرتا ہوا بہ مقام ممفس پہونچا اور مصر کی
آیندہ فرمانروائی کا عہد و پیمان لیکر اپنی ظفرنجت فوج کو پھر ملک
شام مین واپس لے آیا۔

سنہ عیسوے سے تین سو اکتیس برس قبل گو موسم بہار کے
آغاز ہوتے ہی سکندر نے دارا پر فوج کشی کی تیاریان
شروع کردی تہین۔ لیکن یونان کے فتنہ و فساد فرو کرنے
اور صوبہ جات مفتوحہ کی تدابیر تحفظ سوچنے مین کسیقدر عرصہ لگا

یہ اوائل جولائی کا ذکر ہے کہ وہ دریائے **فرات** کو عبور کر کے **میسوپوٹیمیا** (دیار بکر) مین خیمہ زن ہوا - اور وہان اخیر ستمبر تک مقیم رہکر پھر دریاے **ٹیگرس** کو عبور کرکے اسیریا جا پہونچا وہان پہونچکر اوسکو خبر ملی کہ دارا اوسکے مقابلے کو بڑہتا چلا آرہا ہے اور اوسکی فوج مین مشرق کی جملہ اقوام کے لوگ شریک ہین دارا نے یہ عقلمندی کی کہ کل سامان باربرداری یہ مقام اربیلا چھوڑکر اپنی فوج کو دریاے **لائیکس** کے اوس پار لے اوترا کہ تاکہ اوسکے سپاہی میدان جنگ سے بہاگنے یا پیچھے ہٹنے کا موقع نہ پاکر جان توڑکر لڑین -

اوسکی افواج کی تعداد دس لاکھ سے بڑہکر تھی - سپاہ کی اس قدر کثیر تعداد کے سوا بے شمار ہاتھی اور رتھین بھی اسلحہ جنگ سے لائی ہوئی اوسکی ساتھ تھین -

یہ سب کچھ سہی - مگر اوسکی سپاہ کیا تھی گویا مٹی کی بے جان مورتین تھین کہ جن مین نہ تو کچھ جوش و خروش ہی تہا اور نہ دلی ولولہ

لبس بادشاہ کے سامنے ہی تک وہ لڑنے کو موجود تھے - اوسکے
قدم اکھڑنے پر وہ اوس سے آگے بھاگنے پر آمادہ و مستعد رہتے
تھے -

اسپیریا مین ذوالقرنین نے صرف چار ہی روز آرام
لیکر پانچوین روز غنیم کے مقابلے فوجکو کوچ کا حکم دے دیا - اُنکو
مسافت کی نسبت غلط فہمی ہونے کی وجہ سے غنیم کے مقابلے مین
وہ ایسے تنگ وقت پہونچا کہ دن تمام ہوچکا تہا اور رات کی تاریکی
چاروں طرف پھیلتی جارہی تی - فریقین کی فوجون نے تمام رات
میدان جنگ مین لیکر **مقدونیہ** کی افواج کی چونکہ
ابہی تک صف بندی نہین ہوئی تی اسلئے وہ لوگ تو آزادی کے
ساتھ موقع و محل پاکر سوتے جاگتے بھی رہے - مگر دارا کی افواج
چونکہ شام ہی سے صف آراستہ ہوکر کھڑی ہوگئی تی اسلئے اونسے
اسبات کا خوف تہا کہ اگر اس وقت صفون مین کچہہ بھی ہل چل واقع
ہوئی تو پھر از سر نو اون کا ترتیب دینا غیر ممکن ہوگا - اپنے

کل لوگون کو تمام رات مسلح اور صف بسته کھڑے رہنے پر مجبور کیا
اور اونکو ذرا آرام نہین لینے دیا۔

سکندر رات ہی کو اپنے چند رفیقون کے ساتھ غنیم کے
لشکر کا موقع اور مقام ایک نظر دیکھکر چپکے سے اپنے خیمے مین واپس
آگیا۔ اتنا رشب مین پلدینیون نے بھیرا اسبات کی کوشش کی کہ
اوس تاریک رات مین غنیم پر شب خون یا چھاپہ مار کر شب تاری کی
تاریکی سے فائدہ اوٹھایا جائے۔ لیکن ذوالقرنین نے یہ بات
نامنظور کی اور کہا کہ چوری سے فتح و نصرت حاصل کرنا میرے وقر
و وقار سے بعید اور شان شاہی کے خلاف ہے۔

اوسکو اپنے منصور اور ظفریاب ہونے کا اسدرجہ یقین تھا کہ
وہ اُس شب عالم بےفکری مین پڑکر اسقدر سویا کہ صبح کو
معمولی وقت بھی اوسکی آنکھ نہ کھلی اور ملازمان خاص کے بیدار
کرنے سے بیدار ہوا۔ بستر استراحت سے اٹھکر اوس نے
اپنی تمام افواج کو آراستہ اور مرتب کیا۔

اس لڑائی مین گویا اوس راز کی واقفیت نے یونانیون کو فتحیاب
کرایا کہ جس کا علم اونکو سائرس (کیخسرو) کی بدولت
ایک زمانہ پیشتر ہی ہو چکا تھا - یعنے وہ اس امر سے بخوبی آگاہ تھے
کہ بادشاہ کی گرفتاری یا قتل اور علم شاہی کا چھینا جانا - ایشیائی
لوگون پر فتح و غلبہ پانے کے لئے بس یہی دو تین باتین کافی ہوتی
ہین - وہ جانتے تھے کہ جہان ایشیائی لوگون کا بادشاہ زیر ہوا
اور اوس کا نشان دشمنون کے ہاتھ مین گیا - پھر وہ میدان جنگ
مین نہین ٹھہر سکتے - آخر کار سکندر اپنی تمام و کمال کوشش سے
دشمن کی فوج میسرہ کے وسط کیطرف کہ جہان دارا خیمہ ڈالے ہوے
خود پڑا تھا حملہ کی نیت سے بڑھا - اس حملہ کے وقت اوس نے اپنے
تئین ایسا ظاہر کیا کہ جیسے کوئی اپنے گروہ سے علیحدہ ہو کر بھٹک گیا
ہو - گرچہ شیدہ طور پر اوسنے تیز چالاک رجیت سوار اور پیادے
اپنے ارد گرد نگہدار رکھے تھے - اوسکو اسطرح پر تنہا دیکھکر غنیم
کی فوج میمنہ کے دور دور تک پھیلے ہوے تھے نے اوس کا

تعاقب کیا۔ سکندر کے ساتھی کہ جو گھات میں لگ رہے تھے
وہ بلائے بے درمان کی طرح متعاقبین پر اگر ٹوٹ پڑے۔
پھر باقاعدہ طور پر جنگ کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ ایرانی سواروں
نے اپنے ہتھیاروں اور جنگی رتھوں سے مقدونیہ والوں کی افواج
میمنہ پر حملہ شروع کیا۔ تھوڑی ہی دیر کی لڑائی کے بعد کہ جو بڑی
خونخواری کے ساتھ لڑی گئی تھی۔ مقدونیہ والے پسپا کر دیے گئے
اور دارا نے اپنے صفوف کو فوراً آگے بڑھنے کا حکم دیا۔
سکندر نے اپنی عقاب جیسی دوربین آنکھ سے دیکھکر اس موقع
کو اپنی مقصد برآری کے لئے غنیمت خیال کیا۔ وہ نہایت سرعت کے
ساتھ اپنی جمعیت کو لیکر غنیم پر پلٹ پڑا۔ اور اوسکی صفوف میسرہ
کو توڑتا ہوا عین وسط میں پہونچ گیا۔ سکندر کی اس غیر متوقع تقل
و حرکت نے ایرانیوں کو بالکل درہم برہم کر دیا۔ اور اون کے سواروں
نے جیسے ہی پلٹنے کی کوشش کی ویسے ہی وہ اپنی پلٹن میں غلطان
و پیچان ہوکر رہ گئے۔ اور بہت جلد تمام لشکر میں ایک اضطراری حالت

پیدا ہوکر ہلڈرچ گئی۔

دارا اپنی فوج کے مرتب کرنے کی خفیف سی کوشش کے بعد دیوانہ وار بھاگ نکلا بلاشبہ اگر سکندر کو دارا کی فوج کے مقابل جانا نہ پڑتا تو اسکو اسطرحپر اپنی جان بچاکر بھاگنے کا اور کوئی موقع نہ ملتا۔

سکندر کی فوج میسرہ کہ جو بمقابلہ پارمینو مشغول جنگ تھی اوسپر ایرانیون کی میمنہ فوج نے نرغہ کرکے اوسکو خطرہ مین ڈالدیا۔ اگر سکندر ۶۱
اپنے بہادر اور جانباز ہمراہیونکے ساتھ اوسکی مدد پر نہ پہونچتا تو اوس کے شکست کھانے اور ہزیمت اوٹھانے مین کچھہ کسر نہین باقی رہی تھی۔ میدان جنگ مین ذوالقرنین کے پہونچنے سے پہلے دارا کے بھاگ جانے کی خبر برقی رفتار سے پھیل چکی تھی۔ اوسنے موقع پر پہونچکر ایرانیون کو پوری طاقت سے بھاگتے پایا۔ جنکا تعاقب اوسنے اس گرمجوشی کے ساتھہ کیا کہ دوسرے دن وہ بمقام آربیلا پہونچ گیا کہ جسکو میدان جنگ سے ۶۰ میل کا فاصلہ تھا۔ اس جنگ مین فریقین کے نقصان کی نسبت مختلف اندازے کئے گئے ہین۔ اس بارہمین دایوڈورس کا بیان بہ نسبت اور دوسرے مورخین کے ذرا زیادہ تفاوت و تفوق

معلوم ہوتا ہے۔ اوسنے ایرانیونکے نود ہزار اور یونانیون کے صرف پانچسو آدمی ضایع ہونے کا بیان کیا ہے۔

دارا کی موت اور سلطنت فارس کا فتح ہونا

بدقسمت اور سیہ بخت دارا اپنے چند ہمراہیون کے میدان جنگ سے بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپا تھا۔ چونکہ یہ بات دارا اور اوس کے فاتح سکندر دونون مین سے کسیکے بھی سان وگمان مین نہین تھی کہ سوسا اور بابل کیسے عظیم الشان اور طاقت ور شہر بغیر کسی جنگ آزمائی کے سکندر کے زیر نگین اور تابع فرمان ہو جائین گے۔ یا آنکہ اون کی لا انتہا دولت وثروت قدرتی طور پہ فاتح کی توجہ سب سے پہلے اپنی طرف معطوف کرا لے گی۔ پس یہی باعث تھا کہ دارا کو اُن پہاڑون مین سکندر کے پرجوش تعاقب کا کچھ خدشہ اور فکر نہین تھا۔ مگر خلاف توقع یہ بات پیش آئی کہ سکندر کے آنے کی خبر مین گورنران بابل۔ اور سوسیانا اوس سے آن کر ملے اور خود بخود اوسکی اطاعت قبول کر لی۔ فاتح نے سوسا کے اُس کثیر المقدار خزانہ

پر بھی قبضہ و تصرف حاصل کیا کہ جسکو خسروان فارس نے کتنی ہی صدیون مین جمع کیا تہا - عجائبات روزگار مین سے ہارموڈیس اور ارسٹوجیٹن کی وہ نادر تصویرین بھی اوسکے ہاتھ آئین کہ جو اکزرزس کے عہد مین ایتھنز سے اوٹہاکر وہان لائی گئی تہین -

۱۳ سکندر نے اون تصویرونکو تو ایتھنز واپس بھیجدیا - اور اوس مفتوحہ خزانے کی ایک رقم کثیر یونان کی سرکش اور خودسر ریاستون کے ہموار اور تابع فرمان بنانے مین صرف کی - اہل بابل انقلاب حکومت کے گویا دل سے متمنی تہے - ایک زمانہ تو وہ تہا کہ اون کا یہ شہر دنیا بھر مین اپنی عظمت - وسعت اور سطوت کے لحاظ سے لاثانی خیال کیا جاتا تہا - اور اب یہ حال تہا کہ سلطنت فارس کی ماتحتی مین وہ کرار سکو رفتہ بروز زوال اور تنزل نصیب تہا سکندر کے آنے پر اہل بابل کے دلون مین اوسکی اگلی عظمت اور گذشتہ شان و شوکت کے عود کر آنے کی امید پیدا ہوئی - اونکو

اوسنے حیرت ناک گھبراہٹ کے ساتھ اوسکے روکنے کے لئے ایک خفیف سی کوشش کی۔

اور اُدھر مقدونیہ کی فوج جب ایکمرتبہ پہاڑ کے درے سے گذر گئی تو تو اوسنے میدان صاف پایا۔ نہ کسینے اوسکی مزاحمت ہی کی اور نہ کوئی اوسکے سامنے برسرمقابلہ نظر آیا۔ الغرض پرسی پولس بغیر کسی ہنگامہ فساد اور معرکۂ جنگ بپا ہونے کے فتح ہوگیا۔ سکندر نے اپنے لشکر مین اوسکے لوٹنے کا حکم دے دیا۔ لوٹ کھسوٹ موقوف ہونے کے بعد اوسکو خاک سیاہ کرکے سطح زمین کے ہموار بنا دیا گیا۔ اور اسطرح پر گویا ایرانیون کے اون مظالم کا انتقام لیا گیا کہ جو اونہون نے اپنے دور مین سلطنت یونان پر روا رکھے تھے۔ یا جیسا کہ اکثر مورخین کا بیان ہے کہ تھائس ایک یونانی طوائف سکندر کی منظور اور محبوب دلنواز تھی۔ ایرانی اوسکو پھسلا بہلاکر اوڑا لے گئے تھے۔ سکندر نے اس شہر کو خاک سیاہ اور برباد کرکے گویا اوس عناد کا غبار نکالا تھا۔ خیر کچھ بھی ہو مگر سکندر اپنی بقیہ زندگی بھر اس مظلوم انسان اور مشہور شہر کے تباہ و برباد کئے جانے

حسرت کے آنسو بہاتا اور دست افسوس ہی ملتا رہا - اوسکا نقصان کچھ معمولی نقصان نہ تھا کہ جو کسیقدر زرمت اور درستی کے بعد پورا ہوسکتا - پرسی پولس خواہ مذہبی لحاظ سے یا پولیٹکل خیال سے الغرض دونون نظرون سے سلطنت فارس کی دارالامارہ بننے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا تھا اوسکے سر فلک قصرون مین **زردشت** کے مقدس دساتیر اور سلطنت فارس کی مجسم و بسیط تاریخون کا کتب خانہ جمع تھا - آتشزدگی ۶۷
کے وقت وہ سب جلکر خاک سیہ ہوگیا - یہی باعث ہے کہ ایرانیون کی قدیم تاریخ اور اُنکے مذہب اور اون کی طرز حکومت پر اسدرجہ تاریکی چھائی ہوئی ہے کہ اون مین سے کسی ایک کا بھی ٹھیک ٹھیک پتا نہین چل سکتا -

پرسی پولس کے کھنڈرون مین سے سنگ تراشی کے جو چند نمونے دستیاب ہوئے ہین گو وہ زمانۂ قدیم کے کتبون کے لئے نشان ظاہر کرتے ہین - مگر تاہم اون سے ایرانیون کے اون اوضاع و اطوار کا ثبوت کہ جن کا ذکر انجیل مین کیا گیا ہے پورا پورا ملتا ہے - اور

بعض وقت وہ یونانی مورخین کے بیانات کی سچائی بھی ثابت کر جاتے ہین - افسوس کی بات ہے کہ اس قسم کی پورانی یادگارین نہ تو بڑی تعداد ہی مین ہین اور نہ دست بُرد زمانہ سے بالکل محفوظ ہین - یونانیون کے دلون مین انتقام کا خیال تو گویا پہلے ہی سے جاگزین تھا اور پھر جب اونہون نے اپنے بادشاہ کا اشارہ اوس شہر کی تباہی و بربادی کیطرف پایا تو اوسوقت اونہون نے اوسکی غارتگری اور تباہی مین کوئی کسر باقی نہین چھوڑی - اوسوقت سے اب تک سلطنت فارس مین نیرنگی زمانہ کے ہاتھون جس قدر انقلابات ہوئے اونہون نے اپنا اپنا رنگ جماکر اوس بوسیدہ اور شکستہ قدیم دارالسلطنت کے رہے سہے نشان کو صفحہ ہستی سے بہت کچھ مٹا دیا ہے - چنانچہ اب وہ ایک سنسان ویرانہ مین انسان کی ناپائدار عظمت و شوکت کی حسرتناک یادگار کے سوا اور کچھ زیادہ وقعت نہین رکھتی -

اوسکے حسرت فضا کھنڈرون کے نکبت زدہ آثار ہمکو بتلا رہے ہین کہ ایرانیون کی قدیم پبلک عمارتین تاریخی معرکون اور مذہبی رسوم کا گویا مرجع ہوتی تھین

یعنے اونکے مکانون پر علے العموم جو نقاشی ہوتی تھی وہ دو طرح کی ہوتی تی - یا تو اون کے ذریعے سے بڑے بڑے تاریخی واقعات کو حافظہ مین محفوظ رکھنے کا کام لیا جاتا تھا یا مذہبی رسوم اور دینی احکام کا چربہ اوتارکر دکھلایا جاتا تھا -

سکندر نے تمام موسم سرما ایران کی فتح کامل کرنے اور تاماری فرقون کو کہ جو سلطنت فارس کے سرحدی حصون مین آباد تھے مطیع ۶۹
و فرمانبردار بنانے مین بسر کی -

سنہ مسیحی سے تین سو تیس برس قبل جبکہ مقدونیہ والونکو دارا کے زیر علم ستیتھین اور نیز دوسرے وحشی اقوام کی ایک کثیر التعداد فوج کے فراہم ہونے کی خبر پہونچی - تو اُن کو ایک بڑے مقابلے کے لئے نہایت چستی و چالاکی سے تیار ہونا پڑا - اور یہ افواہ کہ دارا اپنی کامیابی سے مایوس اور ناامید ہوکر کسی دور دراز ملک مین جاکر روپوش ہوگیا ہے غلط ثابت ہوئی -

سکندر نے اپنی بہادر اور ظفرمند فوج کے ساتھ اوسکا سخت تعاقب کیا

لیکن مغلوب ہونے سے پیشتر وہ اپنی جان بچاکر اون پہاڑون کی گھاٹیون مین سے نکل گیا۔ کہ جنکا غیر منقطع سلسلہ بحیرہ کاسپین (بحیرہ طبرستان) کا حاشیہ بناتا چلا گیا ہے۔ سکندر نے اپنی فوجکو تازہ دم کرنے کے لئے چند سے توقف کیا۔ اور جب اوسکو دارا کی ایک تازہ مصیبت کی خبر ملی تو اوسکی پہلی عداوت رحم اور ہمدردی سے اسدرجہ مبدل ہوگئی کہ وہ اوسکی حمایت اور اعانت کے لئے پہلے سے بھی زیادہ مستعدی کے ساتھ اوٹھکڑا ہوا۔

مملکت فارس کے مختلف گورنر یا حاکم بہ پیشوائی بیسس حاکم خراسان دارا کے مقابلے مین بغاوت کا علم بلند کرکے اوس سیاہ بخت بادشاہ کو سریر سلطنت سے معزول کر چکے تھے اور اب اس کوشش مین تھے کہ جہان تک جلد ممکن ہو اوسکو اسیر کرلین۔ سکندر نے اوس آفت زدہ بادشاہ کی جان اوسکے نمکحرام باغیون کے دست ہلاکت سے بچانے کی غرض سے بڑی تیزی اور سرگرمی سے دھاوا کیا۔ اور نہایت سخت تعاقب کے بعد وہ بیسس کی فوج پر جا گرا۔

حالانکہ باغیون کی فوج تعداد مین سکندر کی فوج سے کہین بڑہی ہوئی
تہی - مگر پھر بہی اون پر اوسکی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ اوسکے
روکنے کی اون مین سے کسی نے برائے نام بہی کوشش نہین کی
بلکہ اونہون نے اپنی سلامتی اسی مین سمجہی کہ جسطرح بن پڑے وہانسے
بہاگ جائین - جب اونہون نے دیکہا کہ ہم بادشاہ کو اسیر کیے ہوئے
جس تیزی اور جس آسانی کے ساتھ بہاگنا چاہئے نہین بہاگ سکتے ۱۷
لاچار اونہون نے دارا کے زخم کاری لگاکر اوسکو تو لب سڑک
نزع کے عالم مین تڑپتا چہوڑا اور آپ ادہر اودہر بہاگ گئے -
اسوقت دارا سکرات موت مین سڑک کے کنارے پڑا تڑپ رہا تہا کہ
سکندر کے لشکر کا سپاہی اتفاقاً اودہر سے گذرا - اوسنے دارا کو
دم توڑتے - ہچکیان لیتے اور شدت پیاس سے زبان کو باہر نکالتے
دیکہا - وہ جلدی سے آب سرد کا ایک جام بہر کر لایا اور اوسمین
سے چند قطرے پانی کے اوسنے دارا کے حلق مین ٹپکائے - پانی پہونچنے

اپنے فیاض اور رحمدل فاتح کے دیدار کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور اوسکی اوس فیاضی اور رحمدلی کا شکریہ بھی بالمشافہ ادا کرنا چاہا کہ جسکا اظہار اوسنے اوسکی ماں۔ ملکہ اور تمام خاندان کے ساتھ کیا تھا۔ لیکن افسوس! صد افسوس!! اوسکی کوئی آرزو پوری نہ ہوئی۔ اور سکندر کے آنے سے پہلے اجل آکر اوسکا کام تمام کرگئی اس تین برس کے عرصے مین ایشیا کا جلیل القدر اور باعظمت بادشاہ اپنے عزوجاہ کے اعلےٰ مراتب سے ذلت وخواری کی دلدل مین گر کر تاج وتخت سے محروم کوہ وبیابان مین مارے مارے پھر کر اور آخر کار نمک حرام اور دغاباز لوگون کی قید تزویر مین طرح طرح کے عذاب سہہ کر جان سے گذر گیا۔ اور ایسا بے بس اور لاچار ہوکر مرا کہ مرتے وقت اپنی گردن پر اپنے دشمن کے ایک ادنےٰ سپاہی کا بار احسان لیکر گیا۔ پس دارا کی موت انسانی حالت کے بےثباتی اور اوس کے انقلابات کی ایک درد انگیز اور عبرت ناک مثال ہے۔

او سکے اتبا لسند اور فیا ضدل غنیم سکندر نے او سکا جنازہ بڑے تزک
واحتشام اور اعزاز کے ساتھہ اوٹھایا۔ او سکے خاندان کے لوگون سے
اوسی اعزاز واحترام کے ساتھہ سلوک کیا گیا کہ جسکے وہ بلحاظ خاندان
شاہی مستحق تھے۔

یہان تک کہ دآرا کی شہزادیون مین سے ایک شہزادی کو سکندر نے
اپنی ملکہ بناکر اوس خاندان کی اور بھی عزت افزائی کی۔ بہت سے ۷۳
باغیون اور مفسدون کو پکڑ پکڑکر او سنے دآرا کے عزیزون کے
حوالے کیا۔ کہ جو ممالک شرقیہ کے رسم ورواج کے موافق طرح طرح کی
اذیتین دے دیکر مارے گئے۔

اس واقعہ کے بعد سکندر نے شمالی ایران کے فتح اور اون یونانیون
کو مطیع فرمان بنانے کے لئے لشکرکشی کی کہ جو دآرا کی فوج مین ملازمت
رکھتے تھے۔ اور گو یا لشکر دآرا کے روح روان سمجھے جاتے تھے۔
اون مین سے وہ لوگ کہ جو سکندر کے زمانے سے پہلے ہی سے
ایرانی فوج مین ملازم تھے یونان کو واپس بھیجدیے گئے۔ اور باقی

دوسرے لوگون سے فرمائش کی گئی کہ وہ مقدونیہ کی فوج مین
اپنا نام لکھاکر اپنی حفاظت اور سلامتی حاصل کرین - یہ ایک ایسی شرط
تھی کہ جسکو اون سبھون نے بخوشی تمام منظور کرلیا -
اس مرتبہ کی فتح و نصرت کے اثنا مین سکندر کو ایک بڑی بھاری
مصیبت یہ پیش آئی - کہ اوسکو اپنے خلاف ایک خفیہ سازش کی
خبر ملی - اور اوس مین پارمینیو کا بیٹا کہ جو اب تک نہایت وفادار
اور بہادر ثابت ہوتا چلا آیا تھا وہ بھی شریک پایا گیا - علاوہ ازین
پارمینیو خود بھی اوس سے پاک صاف نظر نہین آیا - گو وہ عملی طور پر
تو اوس مین شریک نہین تھا مگر اوسکے اخفا کے جرم کا الزام اوسپر
صاف ثابت تھا - قدیم مورخین نے اس سازش کے تفصیلی حالات
قلم بند نہین کئے - اونہون نے صرف اسقدر لکھنے پر اکتفا کی ہے کہ
فوج کے عام جلسے مین سازش کرنے والون پر بغاوت اور
نمک حرامی کے الزام عاید کئے گئے اور بہ غلبہ آرا اون کو موت
کی سزا دی گئی -

الغرض سکندر اسطرح پر معرض ہلاکت سے نکلکر سنہ عیسوی سے ۳۲۹
برس قبل اون صوبہ جات کے سر کرنے کی طرف متوجہ ہوا کہ جو سیتھیا
یعنی ملک تاتار کی حدود پر واقع تھے۔ اونہین ممالک کی صحرا نورد
قومین اور خانہ بدوش لوگ ہر زمانے مین ایشیا کی بغاوت اور
فتنہ و شر کے بڑے سبب ہوا کئے ہین۔ چنانچہ ایران کے زمانہ دا
تاتاری لوگ۔ ترکمان۔ ہندوستان کے فاتح مغل اور نیز وہ
دوسری طاقتور قومین کہ جنہون نے چین کی قدیم سلطنت کو تہ و بالا
کیا تھا وہ سب انہین لوگون کی نسل مین شمار ہوتے ہین۔
یونانی لوگ تاتاریون کے ہاتھون سائرس اعظم (کیخسرو) کی ہلاکت
اور دارا گشتاسپ کی ذلت یاد کرکے چونکہ پہلے ہی سے خائف تھے
اسلئے کہ اب جو اونکو سیتھیا یا تاتار کے دہاوے کی تیاری کا
حکم دیا گیا تو اوّل تو جوش اون کی ہی ہمت نہ بندھی اور پھر منجمون نے
ایام نحوست کا بہانہ کرکے تمام فوجکو ایک عرصے تک دریاے سیحون
(جکزارٹس) پر روکے رکھا۔

آخر کار سکندر سے اور زیادہ صبر نہ ہوسکا۔ وہ اپنی فوج کو لیکر دریا سے پار اترا اور دفعتہً تاتاریون پر جا گرا۔ اونھون نے ایسی سخت شکست کھائی کہ سکندر کے سامنے اوسکی حکومت کا غاشیہ اوٹھانے کے لیے سب کے سب گردنین جھکا کر کھڑے ہو گئے۔

اسی عرصے مین اسپامینس گورنر سوگڈیانا نے سکندر کے مقابلے مین علم بغاوت بلند کیا۔ اوسکی سرکوبی کے لئے جو مقدونیہ والون کی ایک مختصر سی فوج بھیجی گئی تھی اوسکی ایک بڑی تعداد کو اوسنے تلوار کے گھاٹ اوتار کر اون کو شکست دی۔ سکندر کے پہونچنے پر اس دلیر اور منچلے گورنر نے ہرچند اپنی دلیری اور بہادری اپنے لوگون کے دلون مین پھونکنا چاہی۔ مگر اوسکی کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی۔ بمجبور وہ دشت و بیابان کی طرف بھاگا۔ اور راستے مین اپنے ہی سپاہیون مین سے کسی سپاہی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور اوسکا سر سکندر کے حضور مین بھیجا گیا۔

اکسیارٹس حاکم خراسان نے ابھی تک سکندر کے خلاف

سرا و تمار کہا تہا۔ اوسنے سوگڈیانا کے ایک پہاڑی قلعہ مین پناہ
لیکر نہایت غرور و نخوت کے ساتھہ سکندر کے مطیع و فرمان ہونے سے
انکار کیا۔ اوسکو اپنی اوس پناہ کی جگہ پر جس قدر ناز و بھروسا تہا
وہ شاید بیجا نہ تہا۔ اوسکا قلعہ ایک ایسے بلند پہاڑ پر واقع تہا کہ جسپر
ہمیشہ برف جمی رہتی تہی۔ قلعہ والون کو اوسکی بلندی اور مضبوطی پر
اس درجہ گھمنڈ اور غرور تہا کہ جبوقت اون سے قلعہ چھوڑنے اور ۷۷
اطاعت قبول کرنے کے لئے کہا گیا تو اونہون نے نفرت و حقارت کے
لہجے سے طنزاً یہ جواب دیا۔ کہ

"کیا سکندر کے ہاتھہ کبوتر پر اون والے سپاہی لگ گئے
ہین جو بیٹھا بیٹھا ہمکو دہمکیان دے رہا ہے"

سکندر کو اون کا طنز آمیز کلام سنکر پھر کچہہ تاب نہ رہی اور اسیوقت
اوس نے اپنے لشکر مین اس بات کا اعلان کرا دیا کہ جو بہادر اور
جوانمرد لوگ اوس پہاڑ پر چڑہنے کی کوشش کرینگے اور کامیاب ہونگے
اون کو بے شمار مال و زر انعام دیا جائے گا۔

امید انعام اور خواہش ناموری ان دونون نے ملکر چند لوگون کے دلون مین ایک جوش پیدا کیا۔ وہ برف مین لوہے کی میخین گاڑتے اور زینہ لگاتے قلعہ کی بلندی سے بھی زیادہ بلندی پر پہونچگئے۔

جسوقت وہ جانباز گروہ اس خطرناک مہم کے خطرات اور دشواریون پر غالب آگیا تو اوسوقت سکندر نے سوگڈیانا والون سے کہلا بھیجا کہ

"لو میرے پرون والے سپاہی بھی دیکھ لو"

یہ دیکھکر وحشی لوگ حیرت زدہ ہوگئے۔ اور اوسیوقت اپنے تئین سکندر کے حوالے کر دیا۔

اسیران جنگ مین راکسیانا۔ آکسیارٹس کی جمیلہ و شکیلہ لڑکی بھی پائی گئی۔ اور اوسکے حسن دلکش نے فاتح کو اپنا ایسا گرویدہ و مفتون بنا لیا کہ وہ ملکہ بنا کر محل شاہی مین داخل کر لی گئی۔ اور ایک حیثیت سے گویا فاتح کے تاج و تخت کی حصہ دار قرار پاگئی۔

اسپدنہ کی لشکر کشی مین سکندر نے فارس کی سلطنت قدیم کے وہ تمام شمالی و مشرقی صوبہ جات فتح کر لئے کہ جو وسعت مین انگلستان کا تین

(بحیرۂ طبرستان) سے لیکر اس بلند پہاڑ کے سلسلے تک پھیلے ہوے تھے کہ جو ہندوستان کی شمالی حد بناتا ہے۔ ان فتوحات کو صرف جنگجوئی کی ہوس اور وسعت سلطنت کی خواہش کا نتیجہ کہنا غالباً فاتح کے حق مین ایک بڑی ناانصافی ہوگی۔ چونکہ اون ممالک کے باشندے مدتہائے دراز سے ایشیا کی ترقی تہذیب کے بہت بڑے سدراہ ہوتے چلے آتے تھے۔ وہ اپنے پہاڑی قلعون مین سے نکلکر وسط ایشیا کے سیدالزون مین آتے اور کاشتکارون کو لوٹ کھسوٹ کر لیجاتے اور خود تاتاری فرقون کے شکار بنجاتے تھے۔ اسلئے ذوالقرنین نے ان وحشی اقوام کے حملے روکنے کے لئے دریاے جیحون اور سیحون کے کنارون پر فوج ڈالکر اور ان دور و درازہ مقامات مین نو آبادیان قایم کرکے باہمی میل جول کی ایک عمدہ بنیاد قایم کی تھی۔

اگر اسکے ممتاز اور مشہور و معروف بانی کی موت بے وقت نہ

تو بلا شبہ اس میل جول سے بہت کچھ مفید نتیجے نکلنے کی امید تھی۔

باقی آیندہ

راقم

مجیب احمد

ہندوستان میں پیدا شدہ مرضوں کا علاج

مفصلہ ذیل اوویہ راقم سے استعمال منگا کر دیکھو ۔

شربت مقوی اعصاب ۔ یہ سریع الاثر قابل اعتماد مصلی طاقت کیلئے جو کثرت مواشات وسکرات دلعزیلت کی بدکاریوں سے
درکثرت محنت سے ضعف دماغ معدہ وجگر پیدہ وسردرد کیلئے مفید تاثیر کی شیشہ جریان وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کرنے والے ہوں
دورکر کے شاندار مادہ انسانی کو درست کرتی ہے قیمت فی شیشی عصر ۔ سوزاک و قرحہ ۔ بنیا علی العموم ۲۰ گھنٹہ میں اعد پور ہونا جلد
اثر ہوتا ہے ۔ دو دیم جلد سوزش دور ہوتی ہے نشیشی عصر ۔ روغن ۔ خارجاً گانے سے ان عوارض کو جو سوزاستعمال و
لان قدرت حاصل ہوجاتے ہے اپنے ہاتھوں قرار خواب کرچکے ہوں فی تولہ عصر ۔ حب آتشک تلاسہ تے دوست فوراً کے بیر
ین ہوشتا دو ہفتہ کے استعمال کے لئے عصر ۔ سیرا میل ۔ دریا عرسوں کے علاوہ باون کو سفید ہونے سے روکتا ہے ۔ نزلہ ۔ زکام
شہ مثل عطسہ جنکرا دنے ادے پانی سے ہو جاتا ہے ۔ آواز بھاری ہو جاتا ہے ۔ کھانسی وغیرہ دور کرتا ہے ۔ نصف ماشہ
بھر کو بیدا نیند ہونے دنیا نیشی سے ۔ سرمہ تیمرا ۔ تقوی البصر ۔ حافظہ بنائی ۔ دنیا ۔ حالا ۔ پانی جانا ۔ خارش سرخی وغیرہ
درکرتا ہے ۔ دو ماشہ کے لئے ۔ سرمہ عجیب الاثر ۔ بلغم بات کو تحلیل کرتا ہے ۔ درد بدار سیل گرشت خون ۔ سوزش
ایاں دیکھ کرتا ہے ۔ قوت کے لئے عصر ۔ حبت دائمی قبض ۔ درد شکم قراقر نفخ ریاح زدہ کر کمی اشتہا زردی چشم رکھا دیکر گیا ہے
ن کا جانا ۔ فرالی ایام حیض ۔ جوش اسہا کا چکر آنا ۔ سنہ سے پانی جانا وغیرہ دور کرتا ہے جاڑے کے لئے عصر ۔ جاڑے
ر بادام کا خوراک ہوگا ۔ خوراک دینے کے قوت کر ۔ کرورست بنانے ہے ایک زور کے لئے

خب بواسیر۔ درد۔ ہر بیان حزن و غیر محکو دور کرتا ہے دو ہفتہ کے لئے کافی۔ روغن اشکاف کا استعمال دیکھنا ہے
اراض سرطان بذہ غدا زیر تالو کا سوزاخ ہکسدین دیکھو۔ جب از حزن مین کیڑا پڑے اور شکرت ہو مین ریم سے فائدہ
دم ہر لوٹ آزمائہ لگاتے ہی درد و ریہ بواسیر سوزن کا زخم دلون مین ہوتا ہے دو تولہ کے لئے کافی۔ حب قابض تمام قسمون
افیون کا بغیر الازندہ در گرد دنیا کے لطف سے محروم دیکھا جاتا ہے۔ اسلئے اگر چھوڑنا چاہو ملاحظہ فرما سکتے ہو مصر
خضاب زینت شباب۔ چند سنٹ مین نیا رنگ نیا ڈھنگ آثار پیری مفقود و علامات جوانی مشہود قیمت فی شیشی ہے

المشتہر

حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما اونر رسالہ حافظ صحت لاہور

کانپور کا قدرتی جوہر

(چمڑہ کی دباغت و سامان کی تیاری)

جیسا کہ تمام ہندوستان مین کانپور ہی کو یہ فوق حاصل ہے کہ مثل ولایت کے چمڑے کے [illegible] و اسباب کی تیاری اسی نظر نہین رکھتا۔ ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامان کی تیاری کی خصوصیت حاصل ہے [illegible] اقبال و بہبودی
قبت جامع کی جاتی ہے بالکل [illegible] و بہتر کہ چمڑے و پرزون کے ساتھ نہایت پائیداری سے سلائی [illegible] ہے تمام دکمان
ولایتی اوزارون سے اور نہایت ہوشیار کاریگرون سے کام لیا جاتا ہے۔ اسکا بھی پاس الخاطر رہتا ہے کہ جس [illegible] کا چمڑا لگا رہے
ہمیشہ کا ناقص ہوتا ہے ہرگز نہین رکھا جاتا بلکہ بلا خیال کسی نقصان کے نکالہ دیا جاتا ہے۔ اور سلائی [illegible]
ہوتی بلکہ ترپید کی پس جن صاحبونکو درستی یا تیاری کسی سامان چرمی کی مدنظر ہو مفصل فہرست [illegible]
طلب فرماکر طلب فرمائین اور ایک ہی آرڈر مین کارخانہ کی معاملت کا حسن و جمع معلوم فرمائین۔ [illegible]
کے ہر قسم کا اسباب مثلاً بیسی گڑیان و کلارک و تیتریں۔ چوتہ ساختہ کانپور۔ بوٹ گرگابی و موزہ [illegible]
میز برتن وغیرہ آبادی و کڑا و قابی و دیگیں ہر قسم کا دبرتن مسی و عطر و غیرہ جس قسم کی ضرورت [illegible]
ایجنٹ کانپور و نیمی کی فہرست طلب فرمائین فہرست سے جس چیز کو پسند کی کمیشن بھیجی مین [illegible]
کو سے [illegible] فرماکر طلب فرمائین انشاء اللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے ایک آنہ فی روپیہ کی [illegible]

المشتہر

کرم الٰہی سوداگر مچھلی بازار

زرچندہ رسالہ حسن

اصل قیمت بسالانہ ۱۲/

" ششماہی ۷/

کم بضاعت شائقین اور طالب علمون اور انجمنون سے نصف تصفیہ تحریری۔

کل خط و کتابت بنام عالی جناب نواب عماد نواز جنگ بہادر خواہ راقم ہونی چاہئے۔

حسن

بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۳۳ء

بقیہ

حالات زندگی سکندر اعظم ذوالقرنین — از جناب مولوی مجیب احمد صاحب تمنائی — (۱) صفحہ

زراعت قیاسی (حصہ اوّل) — از جناب مولوی سید علیمین صاحب لکھنوی (۳۶)

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھاپا گیا

بقیہ

النظر فی حیات ذی القرنین

یعنی

(سکندر اعظم کے حالات زندگی پر ایک تحقیقانہ نظر)

(سلسلہ کیلئے نمبر گذشتہ ملاحظہ ہو)

ہندوستان پر حملہ

اس تھوڑے سے عرصے میں سکندر کو جو اس قدر بے شمار فتوحات اور وسیع سلطنت حاصل ہوئی۔ تو قدرتی طور پر اوسکے دل میں اپنے ذاتی اعزاز اور برتری کا ایک بہت بڑا خیال پیدا ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے لئے اس تعظیم و تکریم کا دعوے کرنے لگا کہ جسکو یونانی لوگ صرف اپنے دیوتاؤں اور معبودوں کے لئے مخصوص کئے ہوئے تھے۔

جب سے سکندر کو فتح مصر کا فخر حاصل ہوا تھا اوس وقت سے اوس کے خوشامدی اور باد فروش لوگ اوسکو

جیوپٹر[۵۱] (دیوتا) کا بیٹا کہہ کہکر سلام کرنے لگے تھے۔ اس قسم کی لغو خوشامد کہ جو آجکل کے کانوں کو عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے۔ سکندر اوسکو بھی کچھ خاطر میں نہ لاتا تھا۔ اور اس سے بڑھکر وہ اسبات کا خواہشمند تھا کہ لوگ اوسکے خیالی ہرکلس اور فرضی بکیس[۵۲] کا ہمسر بلکہ اون سے بھی افضل و برتر خیال کریں۔

یونانیون کو ایشیائی لوگون کی طرح بادشاہ کے قدمون پر گر کر قدمبوس ہونا اور آداب عبودیت بجالانا نہایت ناگوار گذرتا تھا وہ اپنے پیارے اور نہایت عزیز بادشاہ کو روز بروز ایران قدیم کے جابرانہ رسم و رواج کیطرف میلان طبع ظاہر کرنے اور اپنے وطن اصلی کے سادہ طور طریقون سے منحرف ہوتے دیکھکر بہت تلملاتے تھے۔

سکندر کا ایرانی لباس اختیار کرنا کہ جو ظاہراً تالیف قلوب کی پالیسی پر مبنی معلوم ہوتا تھا وہ بھلا یونانیون کیسے خود پرست اور مغرور لوگون

---

[۵۱] جیوپٹر۔ دیوتاؤن کا سردار [۵۲] بکیس شراب کا دیوتا۔ ۱۲

کو کہ جو اپنی قوم کے سوا دنیا کی اور تمام اقوام کو وحشی اور ناشائستہ خیال کرتے تھے کب گوارا ہوسکتا تھا۔ چونکہ مفتوحہ قوم کی تالیف قلوبی اور سہیل مآب کی مصلحت کا خیال کبھی اونکے دل مین گذرتا ہی نہ تھا اسلیے اون کے نزدیک بادشاہ کا مغلوب قوم کی وضع و قطع بنانا شان شاہی کے خلاف اور باعث تحقیر اور سمجھا گیا۔ اور اوسکی اون سب باتون کی نسبت سکندر کے لشکر مین اکثر سرگوشیان ہونے لگین۔

وہ خود غرض کپتان کہ جو تمام اعزاز و اکرام شاہی کو اپنے ہی حد تک محدود رکھنا چاہتے تھے۔ سکندر کی نظر عنایت ایرانی عمائدین پر پڑتے دیکھکر آتش رشک و حسد سے بھڑک اوٹھے۔ اونہون نے سکندر اور اوسکے باپ کا باہم مقابلہ کرکے سکندر کو بے فیض اور بے اثر ثابت کیا۔ یہانتک کہ خود اپنی فتوحات کو بھی وہ ایک حقیر اور کم وقعت چیز سمجھنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ ان فتوحات کا باعث زیادہ تر دشمنون کی بزدلی اور کمزوری تھی نہ کہ سکندر کی جوانمردی و بہادری۔ علاوہ ازین اوسکے لشکر مین چند فرید دہر فلاسفر اور فصیح و بلیغ اسپیکر بھی موجود تھے۔ کہ جنکو وہ اپنے

علم دوست ہونے کی وجہ سے نہایت عزیز رکھتا تھا۔ لیکن اون کو اپنے
علم و فضل اور قدرت تقریر پر اسقدر ناز اور غرہ تھا کہ اپنے تئین
وہ روئے زمین کے بادشاہون سے بھی اعلے اور برتر سمجھتے تھے
اونھین میں ارسکیلس ارسطاطالیس کا ایک تیز طبع شاگرد کالستھنز
بھی تھا کہ جو اپنے استاد کے برخلاف سلطنت جمہوری کا بڑا حامی اور
جابرانہ اصول کو قایم کرنے والا تھا۔

باوجود اسکے کہ سکندر کی فرمانروائی مین جھگڑے و فساد کے اسقدر
عناصر ترکیب پائے ہوئے تھے مگر پھر بھی وہ بے خوف و ہراس روز بروز
خسروان فارس کی خودنمائی اور اونکے عیش و نشاط کو اختیار کرتا جاتا
تھا۔ اور دن بدن اوسکے حلیم مزاج مین غیظ و غضب ترقی پذیر ہوتا تھا۔
ایرانیون کا دسترخوان انواع و اقسام کے لذیذ و لطیف کھانون کے
لحاظ سے تمام دنیا مین مشہور تھا۔ اور بادہ نوشی کو وہ لوگ اسدرجہ
دوست رکھتے تھے کہ خسروان فارس مین داراگشتاسپ نے اپنے
عہد مین جہان اپنی اور کارنمایان اور فتوحات کندہ کرائی تھین

وہاں اوسنے اپنے دور ساغر چلانے کی ہمت و بہادری کا حال بھی
کندہ کرایا تھا۔

بدقسمتی سے سکندر اُن کی ہمسر تباہ و برباد کن علاوت اختیار کرنے
پر بھی ورغلانا گیا۔ اور آخر کار بدست شراب ہوکر ایک مرتبہ اُس سے
ایک ایسا کام صورزد ہوا کہ اگر چشم انصاف سے دیکھا جائے تو وہ اوسکے
پاک صاف اور فرق البھرک زندگی پر گویا ایک بڑا بھاری بدنما دھبہ ہے
لارڈس کہ جس نے سکندر کو دودھ پلایا تھا اوسکا
بھائی کلیٹس۔ سکندر کا بڑا رفیق و ہمدم اور ہر وقت کا ساتھی تھا
چنانچہ گرانیکس کی لڑائی مین ناظرین دیکھہ ہی آئے ہین کہ سکندر
کی جان اوسیکی جانبازی نے بچائی تھی۔ علاوہ ازین اوس اور
آربیلا کے محاربات عظیم مین بھی اوسکی خدمات نہایت عزت اور
قدر کی نگاہ سے دیکھی جاچکی ہین۔

ایک شب کا ذکر ہے کہ سکندر شراب کے نشے مین چور تھا کلیٹس نے
اپنی گذشتہ خدمات کے گھمنڈ پر جرات کر کے اوسکو بہت کچھہ لعنت

ملامت کی اور اوسکو اوسکے باپ کے مقابلے مین نہایت ذلیل وحقیر بیان کیا۔ ایرانیون پر جو فتوحات حاصل ہوئین تھین اونکو اپنے اور دوسرے سپاہیون کی بہادری وجوانمردی کے ساتھہ منسوب کیا۔ بادشاہ کے تیور بدلتے اور حاضرین جلسہ کے سنہ بنانے سے بھی اس کمبخت کی ہرزہ درا اور یاوہ گو زبان بند نہ ہوئی۔ یہان تک کہ سکندر غصے سے دیوانہ ہوگیا۔ اور فرط غضب سے خنجر کا ایک ہاتھہ مارکر اس بیباک اور گستاخ سپاہی کو ہمیشہ کے لیے خموش کردیا۔

سکندر اوسکو قتل کرکے نہایت پشیمان اور پژمردہ خاطر ہوا۔ اور چاہتا تھا کہ وہی خنجر اپنے گلے پر چلائے۔ حاضرین نے بمشکل اوسکو روکا وہ سراسیمہ جلدی سے اپنے کمرے مین گھس گیا۔ اور مارے رنج وقلق کے تین روز تک برآمد نہین ہوا۔ اسکے بعد بڑی مشکل سے طبیعت قابو مین آئی اور غم بتدریج غلط ہوا۔

اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصے بعد خاصگان شاہی کی ایک سازش جو سکندر کے قتل کے لئے کی گئی تھی دریافت ہوئی۔ اس مین

کالستھنز کی شرکت ایک سرغنا کی حیثیت سے پائی گئی - بلاشبہ اوسکی تعلیم اور اوسکے اصول ہی صاف یہ بتلا رہے تھے کہ ایسا کام اوسکی طبیعت سے کچھ بعید نہین -

کالستھنز گرفتار ہوا اور قید خانہ مین قتل کیا گیا - باقی دوسرے قیدی شاہی تشہیر کے ساتھ تہ تیغ بے دریغ کئے گئے -

سنہ ء سے (۳۲۷) برس پیشتر جو سکندر نے مغربی ہندوستان پر حملہ کشی کی - وہ گویا اوسکی آخری مگر سب سے اہم جنگی مہم تھی - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان مین اوس راستے سے داخل ہوا ہوگا کہ جو اب قندہار کے راستے سے مشہور ہے - اور اوس زمانہ مین ہندوستان سے اصفہان کو تمام کاروان اوسی راہ سے آتے جاتے تھے -

سکندر کو اون پہاڑی سلسلے طے کرنے مین کہ جو شمالی ہندوستان کی حدبندی کرتے ہین جس قدر تکلیفین اور صعوبتین برداشت کرنی پڑی تھین شاید اونکے بیان کرنے مین سورخین قدیم

نے کسیقدر مبالغہ سے کام لیا ہو۔ لیکن زمانہ حال کے سیاحون نے جو اوس ملک کے چشم دید حالات لکھے ہین وہ نقشے مرتب کئے ہین اُنکے دیکھنے سے بھی کم سے کم اتنا تو ظاہر ہوتا ہے کہ سکندر کی فوج کو جو خطرات اور مشکلات اس موقع پر پیش آئی ہونگی اس سے پہلے اور سکو اونکے جیلنے اور بھگتنے کا کبھی اتفاق نہ پڑا ہوگا۔

دریاے سندہ کے غربی جانب کے اکثر صوبہ جات تو سکندر کی پہلی اطلاع پر ہی اوسکے مطیع و فرمان ہوگئے تھے۔ لیکن اورنوس کے ایک مضبوط اور دشوار گذار چٹان جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ اوس نے ہرقلس اور بیکس کی بہادری کو بھی کچھ نہین مانا تھا وہ اوسکے مقابلے کو خم ٹھوک کر تیار کھڑی تھی۔

یہ مقام کہ زمانہ حال کے سیاحون نے جسکا اب تک کچھ حال نہین کہا قدیم مورخین نے اوسکی نسبت لکھا ہے کہ وہ دریاے سندہ کے کنارہ پر ایک پہاڑی ہے۔ اور اوس مین جانے کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ جو پہاڑی کو کاٹ کر بنایا گیا ہے۔ اوسکی چوٹی کے قریب

صاف و شفاف پانی کا ایک شیریں چشمہ ہمیشہ رواں اور دواں رہتا ہے
اور اسکے اردگرد کی زمین اسدرجہ کمائی ہوئی ہے کہ جو ہزارہا آدمیوں کی
سخت محنت کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ پہاڑی ہر طرح سے محفوظ
تھی لیکن سکندر نے پھر بھی اوسکو اس حکمت عملی سے تسخیر کر لیا کہ
جیسے اس سے پیشتر قلعہ سوگدیانا فتح کیا گیا تھا۔ یعنے پہاڑی کے سامنے
اوسنے حزو صف ارائی کر کے غنیم کو تو ادھر متوجہ کر لیا۔ اور پس
پشت ایک دستہ فوج بھیجکر چپکے سے پہاڑی پر چڑھا دی۔

وہاں سے سکندر دریاے سندھ کیطرف بڑھا۔ اور اوس کو
کشتیون کے پل کے ذریعے سے عبور کیا۔ اوسکے قرب وجوار کے
صوبہ جات کو فتح کر کے فاتح نے ہیڈسپیز (دریاے جہلم) دریاے
سندھ کی سب سے بڑی شاخ کیطرف کوچ کیا۔

موسم گرما شباب پر تھا۔ ہندوستان کے کل دریا پہاڑون کی برف
پگھل پگھل کر بہنے سے بڑے زور و شور کے ساتھ رواں تھے۔ چنانچہ
دریاے جہلم کی طغیانی نے ہندوستان کے جلیل القدر راجہ پورس کی

ہمت بندھائی اور سکندر کی مدافعت کے لئے بہت سی فوج جمع کرکے دریا کے اوس پار آ پڑا۔

سکندر کو اپنے مقابلے مین اس قدر بے شمار فوج پڑی دیکھکر عبور دریا ہونے سے ایک قسم کی مایوسی ہوئی۔ اوسنے سامان رسد فراہم کرکے یہ ظاہر کیا کہ جب تک اور عمدہ موسم نہ آئے اوسوقت تک آگے بڑہنا ملتوی سمجھا جائے۔ لیکن سکندر نے جب اسپر بھی غنیم کو اوسیطرح جما ہوا پایا تو اوسنے یہ نئی حکمت عملی اختیار کی کہ ہر رات کو لب دریا مختلف مقامات پر سوارون کی ٹکڑیان بھیجتا۔ اور اون کو سمجھا دیتا کہ قرنا کی آواز اور نعرۂ جنگ اسطرح بلند کرنا کہ گویا یہ معلوم ہو کہ تم فوراً ہی دریا کو عبور کرنا چاہتے ہو۔

پورس نے اوّل اوّل تو اونکے مقابلے مین ہر ایک مقام پر اپنی فوج بھیجی۔ مگر جب اوسنے دیکھا کہ فعل شور سے سوائے ابلہ فریبی کے اور کچھ مطلب نہین ہے۔ اور فوج موقع پر پہونچکر ناحق ہلکان ہوتی ہے۔ تو اوسنے تمام گھاٹون کی حفاظت اور نگہداشت

یک لخت موقوف کردی اور اسطرح پر گوہا سکندر کا مقصد پورا ہوا۔
اوسنے غنیم کو غافل پاکر چپکے چپکے دریا سے عبور کر جانے کی تیاری
کی۔

جہان اسوقت فریقین کی فوجین پڑی ہوئی تہین اوس مقام سے
ذرا اوپر بڑہکر دس میل کے فاصلے پر دریا مین کچھ موڑ تہا اور وہین
اوسکے بیچون بیچ ایک بڑا سا جزیرہ واقع تہا کہ جسکو گنجان جہاڑیون ۱۱
اور جھنڈون نے بالکل چہپا رکھا تھا۔ سکندر اپنی نصف فوج لیکر
اوس جزیرے کیطرف بڑہا۔ اور باقی نصف فوج کو اپنے جرنیل
کراٹیوس کی ماتحتی مین وہین چہوڑا اور اوسکو سمجہادیا کہ غنیم کی
فوج کے سامنے اپنی تمام فوج کو لیے اڑے کھڑے رہنا۔ تاکہ اوسکی
کل توجہ ادہر ہی مصروف رہے بالآخر سکندر نے اوس موڑ کو پہنچکر
ایک شب کو جبکہ چار و نطرف گھٹا ٹوپ اندھیرا چہایا ہوا تہا اور باد
و باران کا سخت طوفان بپا تھا۔ دریا کو عبور کر کے جزیرے پر
جا قبضہ کیا۔ اور صبح نمودار ہونے پر اوسنے اپنی فوج سمیت دریا کے

باقی ماندہ حصے کو عبور کرنے کی تیاریاں شروع کردیں۔ ادھر ہندوستانی مخبروں اور جاسوسوں نے پورس کو ذوالقرنین کی اس پیشقدمی کی اطلاع دی۔ لیکن وہ کرائیٹوس کے دام تزویر میں اسدرجہ پھنسا ہوا تھا کہ اوسنے مخبروں کے کہنے کا ذرا اعتبار نہ کیا اور سمجھا کہ شاید وہ دھوکے سے مجھکو دوسری طرف متوجہ کرانا چاہتے ہیں۔

بہرکیف اوسنے اپنے بیٹے کو چند مضبوط اور دلاور سوار ساتھ دیکے کر دفع غنیم کے لئے روانہ کیا لیکن اوسکے پہونچنے سے پہلے سکندر بہمہ وجوہ دریا کے پار اوتر آیا تھا۔

سکندر نے اپنے رسالہ کمپنیں کے ساتھ ہندوستانیوں پر حملہ کیا۔ پورس کا بیٹا مارا گیا۔ اور اوسکے ساتھ کے سوار بآسانی بھگا دئے گئے۔

ہندوستان کے نہایت بہادر اور پنجیلے راجہ پورس نے اپنی جان اور اپنے تاج و تخت کے بچانے کے لئے بڑی ہنرمندی اور خوش سلیقگی سے میدان جنگ آراستہ کرکے نہایت دلیری و بہادری کے ساتھ جنگ لڑنے کی تیاریاں شروع کیں۔ اوسنے اپنے ہزار سواروں

اور جنگی رتھون کو یمین و یسار تقسیم کر کے سامنے ہاتھیون کی قطار اور پیچھے بے شمار پلٹنون کی نا ممکن الدخول صفین باندہ کر ایستادہ کین۔ اور ادہر سکندر نے بھی جانب چپ سوارون کی زیادہ تعداد جمع کر کے ہندوستان کی فوج میمنہ پر پلٹ پڑنے کی تیاری کی۔ اور بقیہ سوار کونس کی ماتحتی مین دیکر اوسکو غنیم کی فوج کے دوسرے سرے پر اوسیطرح حملہ آور ہونے کی ہدایت کی۔

۱۳ چونکہ پورس نے عمدہ عمدہ سوارونکی ٹکڑیان اوس جانب سے ہٹاکر سکندر کے مغلوب کرنے کے لئے اپنی جانب منگائی تہین اسلئے سب سے پہلے کونس کو فتح نصیب ہوئی۔ اوسنے صرف اپنے مقابل کی فوج ہی کو درہم برہم نہین کیا بلکہ وہ اوسکا تعاقب کرتا ہوا پورس کے دوسرے بازو کی فوج تک بھی جا پہونچا۔ سامنے سے تو اوسپر سکندر حملے کر ہی رہا تہا اب پیچھے سے بھی اسنے حملہ شروع کر دیے۔ ہندوستانی سوار حملہ رو کنے کی کچھہ خفیف سی کوشش کے بعد ہاتھیون کی قطار کے پیچھے بھاگ کر پناہ گزین ہوئی۔ اسوقت سکندر کی پلٹن آگے بڑہی۔ اور

پورس نے ہاتھیون کو حملہ کا حکم دیا - اوّل ہی ریلہ مین ہاتھیون نے مقدونیہ
والون کی صفین درہم برہم کر دین - مگر سکندر کے جو سوار کمین مین
لگے بیٹھے تھے اونھون نے نکلکر ہاتھیون پر سخت حملہ کیا اور آخر کار اونکو
پیچھے ہٹا دیا - ہاتھیون کے پلٹتے ہی پورس کی فوج مین ایسی درہمی
برہمی مچی کہ سوار پیادون مین اور پیادے سوارون مین مخلوط ہو گئے
ہاتھیون نے کچھ تو زخمی ہونے کے سبب سے اور کچھ ہاتی بانون کے
ضایع ہو جانے سے جو بے انکس رہ گئے تھے اسوجہ سے بھی چک چک کر
فوج مین اور بھی انتشار پیدا کر دیا

کراٹیوس بھی اپنی تازہ دم فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے سکندر
سے آملا - ہندوستانی فوج نے یون تو پہلے ہی سے بھاگنا شروع
کر دیا تھا لیکن اب غنیم کی تازہ فوج اوتر آنے سے اوس مین ایک عام
بھگدڑ پڑ گئی - اور مقدونیہ والون نے ہندوستان کی منتشر فوج پر گر کر
اور بھی پریشان کر دیا - لیکن پورس بذات خود نہایت جوانمردی اور
بہادری سے اب تک لڑائی کو سنبھالے رہا - وہ اپنے غیر معمولی تن

دلتوش اور چمکتے ہوئے زرہ بکتر کے ساتھ ہاتھی پر بیٹھا ہوا غنیم کی پلٹن کیطرف بڑھا۔

سکندر نے حسب عادت اپنے دلیر اور بہادر دشمن کی جان بچانے کی غرض سے ایک قیدی کی معرفت اوسکو یہ پیام بھیجا کہ وہ اپنے تئیں میرے حوالے کردے۔ چونکہ اسوقت پورس زخمون کے مارے لہولہان ہوگیا تہا اسلیے جب اوسنے دیکہا کہ مین زیان خون اور تکان کیوجہ سے بے دم ہوا جاتا ہون تو وہ اپنے تئیں فاتح کے حوالے کردینے پر راضی ہوگیا۔

جسوقت وہ سکندر کے حضور مین لایا گیا تو اوسوقت اوس مین وہی پاس عزت کا خیال اور دلیری قایم تھی کہ جسکے باعث وہ ہمیشہ سے مشہور انام رہا تہا۔ چنانچہ اس موقع پر اون دونون کے باہم جو سوال و جواب ہوئے وہ یہ تھے۔

سکندر "تم اپنے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کرانا چاہتے ہو"

پورس (سنجیدہ دلیری کے ساتھ) "مثل ایک بادشاہ کے"۔

سکندر ۔ "اسکے سوا بھی تمہاری اور خواہش ہے؟"

پورس ۔ "نہین ۔ بس وہی ایک لفظ میری تمام خواہشات کا مجموعہ ہے"

سکندر اوسکو اپنا ہم خیال اور ہم طبیعت پاکر بہت خوش ہوا ۔ اور اوسنے اوسکو اپنی غیر معمولی عنایات و نوازشات سے ممتاز کیا ۔ یہان تک کہ اوسنے اوسکے ملک مین کچھ اور زیادہ حصہ شریک کرکے اوسکو ستر کردیا ۔ اور اوسکی عوض مین پورس آئندہ کے لئے سکندر کا رعیت سے بھی زیادہ وفادار دوست بنکر رہا ۔

اسکے بعد سکندر نے کیتھین فرقون کو مطیع فرمان بناکر منگاڈہا کی وسیع اور زور آور سلطنت کی فوج کے ارادے سے دریاے ہیفیسس (ستلج) کیطرف قدم بڑہایا ۔ سکندر اپنے خیال مین تو گویا اس وسیع سلطنت کو فتح کرچکا تہا اور اب عملی طور پر اوسکے ظہور کا آرزومند تہا کہ اتنے ہی مین اوسکا لشکر ستربابی اور نافرمانی کی وبا مین مبتلا ہوگیا ۔ اور بالاتفاق سبون نے آگے بڑہنے سے انکار کیا ۔

سکندر اون پر غالب آنے کی بے سود کوشش کے بعد دریائے جہلم
کو واپس ہونے پر مجبور ہوا۔ کہ جہان اوسکی فوج کا کچھ حصہ پہلے ہی سے
پڑا ہوا سمندر کے راستے سے لوٹنے کے لئے جہازون کے بیڑے کی تیاری
مین مصروف تہا۔

جہلم کے دونون کنارون پر بہت سی جنگجو اقوام مثل مانی اور اکسیڈراسی
کے کثرت سے آباد تہین۔ اگرچہ اونکے پاس بہت سے مستحکم ومضبوط
قلعے اور بہادر دلیر اور جنگ جو لوگ موجود تھے۔ مگر سکندر کی مشہور ومعروف
دلیری سے اون کی کوئی چیز بھی ٹکر نہین کہا سکتی تہی۔ البتہ اس لشکر کشی
کے آخری دور مین سکندر کو بہت سی ایسی لہمین پیش آئی ہین کہ جو یقین و
اعتبار کی حد سے بڑہی ہوئین اور بہ نسبت بہادری کے زیادہ تر ناعاقبت اندیشی
اور جلد بازی کا نتیجہ معلوم ہوتی ہین۔ اون مین سے یہان صرف ایک
مشہور مہم کے بیان پر اکتفا کی جاتی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی ہندوستانی شہر کے قلعہ کی تسخیر کے
وقت سکندر نے مع اپنی فوج کے چڑہنا شروع کیا۔ ابھی وہ خود ہی

۱۷

فصیل پر تنہا پہونچنے پایا تھا کہ جو اوسکے ساتھیون کے بوجھ سے زینہ
ٹوٹ پڑا۔ اور وہ دشمنون کے مقابلے مین تنہا کھڑا رہ گیا۔ اوسوقت
اوسنے اپنی سلامتی کا ذریعہ صرف بہادری اور جوانمردی کو خیال کرکے
بے خوف وہراس ہوکر قلعہ کے اندر ایک جست لگائی اور دیوار سے
پشت لگاکر دشمنون سے مقابلہ کرنے کو کھڑا ہوگیا۔
اوسپر حملہ کرنے والون مین جو سب سے آگے تھے اونکو تو اوسنے سب سے
پہلے اپنے خنجر سے قتل کیا۔ باقی دوسرے لوگ اسقدر پیچھے ہٹ گئے کہ اوسکے
ہتھیار کی زد اون تک نہ پہونچ سکتی تھی۔ اور وہ دور ہی سے اوس پر
تیر برسائے جاتے تھے۔ آخرکار اون کا ایک تیر سکندر کی زرہ بکتر کو
توڑتا ہوا اوسکی ہڈی مین جاکر پیوست ہوا۔ مگر یہ خیر گذری کہ اوسیوقت
اوسکے تین جان نثار ساتھی وہان پہونچ گئے اور اونہون نے اوس کو
دشمنون کے دوسرے نشانے سے بچا لیا۔
اون مین سے ایک تو اوسیوقت مارا گیا اور باقی دو سخت مجروح ہوئے۔
سکندر خود بھی بدن سے خون نکلجانے کے باعث نہایت مضمحل اور

اور ناتوان ہوگیا تھا بہتر ہوا کہ اتنے مین اوسکے بہادر سپاہی زینہ کی
مرمت کرنے کے بعد دیوار پر چڑھکر قلعہ کے اندر اوتر آئے - وہ اپنے
عزیز اور پیارے بادشاہ کو خون مین تر بتر دیکھکر نہایت گرمجوشی سے
اوسکے انتقام پر آمادہ ہوئے - اور اس شدّومدّ کے ساتھ دشمنون پر
جھپٹے کہ اونکو کہین پناہ نہ لینے دی یہان تک کہ اونکی عورتین اور ننھے
ننھے بچے بھی اونکے سامنے سے زندہ بچکر نہین نکلے -

19

گو سکندر کا زخم بڑی مشکل سے خشک ہوا لیکن درد اور تکلیف کی شدّت
مین اوسکو اپنی فوج کی ہمدردی اور دلسوزی سے ذرا تسکین اور تسلی
ہوتی رہتی تی - اوسکی فوج کا ہر ایک سپاہی اوسکی صحت یابی اور حصول
تندرستی کا دل سے تمنی و آرزومند تھا - جس روز اوسنے غسل صحت کیا
اوسروز لشکر مین عام طور پر بڑے بڑے جشن کئے گئے اور بے انتہا خوشیان
منائی گئین -

اس مہم عظیم کے سر ہونے کے بعد سکندر اپنے لشکر سمیت دریائے سندھ
کے راستے سے روانہ ہوا - اثنائے راہ مین اوسکو آس پاس کی ہندوستانی

اقوام پر اور بھی بہت سی فتوحات حاصل ہوئین اور بالآخر سنہ عیسوی سے (۳۲۵) برس پیشتر اوسکو اور اوسکے ساتھیون کو اوس سمندر کی صورت نظر پڑی کہ جسکے وہ مدت سے آرزومند تھے اور اسطرح گویا اونکی محنت ٹھکانے لگی۔

سکندر کی ہندوستان سے مراجعت اور وفات +

ذوالقرنین کو اپنے شروع زمانہ سے یونان اور جنوبی ایشیا کے درمیان تجارتی تعلق پیدا کرنے کا کس قدر خیال تھا اور اس غرض خاص کے لئے جو راہ اوسنے تجویز کی تھی وہ وہی تھی کہ جو بعد مین مصر اور ہندوستان کے درمیان قایم ہوئی۔ وہ دریائے سندھ کی شاخون پر چند بندرگاہ بنانے کا انتظام اور نیارکس کی سرداہی مین ایک بیڑہ جہازون کا دریائے سندھ کے دہانے اور خلیج فارس کے درمیانی ساحلون کے معائنہ کے لئے روانہ کرکے خود ملک فارس کو براہ خشکی مگر دریائے سندھ کے کنارے کنارے اسلئے عازم ہوا کہ جہازون کے بیڑے سے بھی قطع تعلق نہ ہونے پائے۔ اور مختلف اقوام جو ساحل سندھ پر آباد تھین وہ بھی مسخر ہوجائین۔

کرمان اور ہندوستان کے مابین جو بلوچستان کا ایک لق و دق جنگل واقع
تھا وہ سکندر کے لشکر سے بڑی مشکلون اور بہزار دشواریون سے طے کیا گیا
سر پر آفتاب کی تمازت۔ قدمونکے نیچے جلتے بھنتے بالوکا ایک وسیع سمندر
اور شدت پیاس سے زبانون کا منہ سے باہر نکلے پڑنا۔ اور حدت و یبوست
کے باعث اونٹون کا کھڑا ہونا۔ اگرچہ یہ سب اس قسم کی تکلیفین تھین
کہ اس سے پہلے اب تک اونھون نے جو جو مصیبتین اور تکلیفین اوٹھائی تھین وہ
کل گویا اُن کے آگے گرد و ہیچ تھین۔ مگر جب اونھون نے اپنے بادشاہ کو
بھی اپنی اس زحمت و تکلیف مین اپنا ساتھی اور شریک پایا۔ اور یہ صعوبتین
اوسکو کسیطرح کے حزن و ملال کے آثار ظاہر کئے بغیر سہتے دیکھین تو اونکے
دل بھی بڑہے اور وہ بھی اونکو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر گئے۔
بہزار دقت و دشواری جدا جدا کر کے وہ خلیج فارس پر پہونچے۔ اونکے
پیچھے ہی پیچھے نیارکس بھی جہازونکے بیڑے کے ساتھ وہان لنگر انداز
ہوکر اون سے آن ملا۔ اور یہان سے تمام لشکر نے جلوس نصرت کے ساتھ
بڑے تزک و احتشام سے کرمان کیطرف کوچ کیا۔ اور جب اوسنے ایک مرتبہ

۲۱

پھر اس سرسبز و شاداب اور جانے پہچانے ملک مین قدم رکھا تب وہ سمجھا
کہ ہان اب ہماری محنت ٹھکانے لگی۔ اور مصائب سفر کا خاتمہ ہوا۔

ایران مین مراجعت فرما ہونے کے بعد ذوالقرنین نے بڑے
افسوس کے ساتھ یہ خبر سنی کہ اوسکے غیاب مین سائرس (کیخسرو) بانی
سبانی سلطنت فارس کا مقبرہ کھودڈالا گیا۔ اور قبر سے اوسکی بوسیدہ ہڈیان
نکالکر نہایت شرمناک طریقے سے اوسکی بے عزتی اور بے حرمتی کی گئی چونکہ
بانی سلطنت فارس کی خو بو اور طرز زندگی حوذ اوسی جیسی تھی اسلئے سکندر
کے دل مین اوسکی بڑی عظمت و عزت تھی۔ اور اوسکی یادگار کے ساتھ
وہ بہت محبت و الفت رکھتا تھا۔ چنانچہ اسوقت اوسنے بڑی دلسوزی کے
ساتھ سائرس (کیخسرو) کے مقبرے کی از سر نو مرمت و درستی کرائی۔
اور ہنگام تباہی و بربادی وہ جن لوگونکی تولیت مین تہا اون کو سخت سخت
سزائین دین۔

اراکین و عمائدین ایران کے ساتھ سکندر نے جو تالیف قلوبی اور
میل ملاپ کی عاقلانہ پالیسی اختیار کی تہی اوسنے بہت عمدہ اثر اور مفید

نتیجے پیدا کئے۔

تمام معزز گروہ اور سربرآوردہ لوگ اُس سے ایسا خلوص اور محبت رکھتے تھے کہ گویا وہ انہین کے ابنائے ملک مین سے تھا۔

رابطۂ اتحاد بڑھانے اور مضبوط کرنے کی غرض سے سکندر نے دارا کی شہزادی اسٹیٹیرا سے رشتہ مناکحت جوڑا۔ اور اپنے چند جرنیلون کو ایران کے معزز اور شریف خاندانون کے ساتھ رشتۂ دامادی وابستہ کیا۔

ایرانیون اور یونانیون کے مابین یہ شادیان بڑی دھوم دھام سے رچائی گئین۔ ۲۳

یورپ کی تہذیب و شائستگی نے ایشیا کی ٹیپ ٹاپ مین ملکر جو سین پیدا کیا تھا وہ آنکھونکو نہایت ہی عجیب و غریب معلوم ہوتا تھا۔ ان شادیون کی تقریب مین اُن تمام لوگونکو قیمتی قیمتی انعامات تقسیم کئے گئے کہ جنہون نے میدان جنگ مین اعلے درجے کی شہرت و ناموری حاصل کی تھی۔ اسی موقع پر سکندر نے اپنی سپاہ کا تمام قرضہ ادا کر کے اُن سب کو بار قرضے سے بھی سبکدوش کیا۔

باوجود ان بخششون اور نوازشون کے سکندر کی فوج کی وہ نفرت ذرا کم نہ ہوئی
کہ جو اوسکو اپنے بادشاہ کے مشرقی طور طریقے اختیار کرنے کی وجہ سے
پیدا ہوگئی تھی ۔ مقدونیہ والون کی آتش غضب اوسوقت اور بھی بھڑک اوٹھی
جبکہ اونہون نے دیکھا کہ تیس ہزار نوجوان ایرانیون کی ایک جماعت شمالی
صوبہ جات سے جمع کرکے اور یونانیون سے فنون جنگ کی تعلیم دلاکر جمعیت
باقاعدہ مین بھرتی کی گئی ہے ۔ اس نئی فوج کے سپاہی "اپیگونی"
لقب سے ملقب کیے گئے تھے ۔ یہ لقب اونکو اون بہادرون کے نام سے
اخذ کرکے دیا گیا تھا کہ جنہون نے تاریخ یونان کے قصون اور فسانے بہرے
ہوئے زمانے مین شہر تھیبس کو سر کیا تھا ۔

آخرکار مقدونیہ والون کی بے اطمینانی یہان تک بڑہی کہ بدول ہوکر اونہون
نے ایک خطرناک غدر مچادیا کہ جو بڑی مشکل سے فرو کیا گیا ۔

لیکن سکندر ایسے پست حوصلہ کا آدمی نہین تہا کہ اپنے سپاہیون کی بغاوت
اور سرکشی سے حزن زدہ ہوکر اونکے قابو مین آجاتا ۔ اسموقع پر اوسنے
استقلال اور اعتدال دونون سے یکسان کام لیا ۔ باغیون کے سرغناؤنکو

اوسنے نہایت سخت سزائین دین اور باقی دوسرے لوگون کے ساتھہ نہایت
مسامحت اور ملاطفت سے پیش آیا۔

اس ہنگامہ کے فرو ہوتے ہی سکندر نے ایسے جنگ آزمودہ اور خدمت
رسیدہ سپاہیونکو کہ جو یا تو پیرانہ سالی کے باعث یا زخمی ہونے کیوجہ سے
آیندہ کیلیے ناقابل خدمت ثابت ہوے بہت سا انعام واکرام دیکر اپنے
عزیز الوجود جرنلون مین سے ایک مشہور جرنل کراٹیرس کی سپردگی مین ۲۵
یونان کو واپس بھیجدیا۔

پھر اسکے تھوڑے ہی عرصے بعد سکندر کا ہمدم وہمراز دوست ہیفیسٹن کہ جو
اوسکی تمام مہمات وفتوحات مین اوس کا ہمرکاب وہم عنان رہا تھا
وہ فوت ہوگیا۔ اس سانحہ سے اوسکو اسقدر رنج ومدمہ ہوا کہ اگر اوسکو
سچ سچ ہی بیان کیا جائے تب بھی ناظرین کو شاید مبالغہ آمیز ہی معلوم ہوگا
اسموقع پر ہمکو صرف اسقدر کہنا کافی ہے کہ جیسے پیٹرا کلوس کی موت
سے اکلیز کا متاثر ہونا ہومر شاعر نے بیان کیا ہے بس اوسیطرح
اوسکے قدم بقدم چلنے کی آرزو رکھنے والا سکندر بھی اپنے دوست ہیفیسٹن

کی مفارقت سے متاسف و متالم ہوا۔ یہان تک کہ چند روز تو اسی امر مین
مشتبہ رہا کہ وہ اوس صدمۂ جانکاہ سے جان بر بھی ہوسکے گا یا نہین۔

ایران اور مڈیا کے مختلف صوبہ جات کا از سر نو انتظام
و بندوبست کر کے سکندر نے شہر بابل جانے کا عزم کیا کہ جسکو اپنی
وسیع سلطنت کے پایہ تخت بنانے کی اوسکو مدت دراز سے آرزو تھی
اثنار راہ مین سکندر کے پاس ربع مسکون کے اون تمام حصون سے
ایلچی اور سفیر آئے کہ جو اوس زمانے مین آباد اور دریافت تھے۔ حتے کہ
مستند و معتبر مورخین کے بیان کے مطابق روم کبیر جیسی عظیم الشان
سلطنت کیطرف سے بھی ایک سفارت اوسکی فتوحات عظیم پر اظہار
تہنیت اور اوس سے اتحاد و دوستی پیدا کرنے کی غرض سے بھیجی گئی تھی
جب یہ سفارت اوسکے پاس پہونچے تو اوسکے دہم مین یہ بات نہین تھی کہ
یہ لوگ جو اسوقت میرے سامنے دست بستہ کھڑے اظہار تہنیت
کر رہے ہین یہ وہ نمونہ ہین اون لوگون کے کہ جو تھوڑے ہی سے زمانہ
گذرنے پر میرے تاج و تخت کے وارث اور میری آبا کی سلطنت کے

تباہ و برباد کرنے والے ہونگے۔

سنہ مسیحی سے تین سو تیئیس برس قبل تک بابل کی وہی عظمت و شان تھی کہ جسکے باعث وہ عجائبات روزگار مین سے ایک اعجوبہ شمار ہوتا تھا۔

دریاے فرات اپنے نادر اور خوبصورت پل کی ندرت اور خوبصورتی پر فخر کرتا اور لہرین مارتا ہوا شہر کے بیچون بیچ بڑے زور شور سے بہ رہا تھا۔ معبد بیلوس کے سرکشیدہ منار اپنے کلسون کی باریک باریک اور تیز تیز لوکون سے سنان کا دھوکہ دے کر آسمان کو دزار رہے تھے۔ شاہان بابل کے سرفلک قصر اور لہلہاتے ہوے سرسبز باغات اپنے بانیون اور مالکون کی ثروت اور سامان عیش پر حسرت کے ساتھ نظر واپسین ڈال رہے تھے گویا یہ بابل کی عظمت اور عروج کا آخری وقت تھا۔ سکندر کے ورود کے وقت ہی بابل کا عروج اس حد کو پہونچ چکا تھا کہ جس کے بعد زوال کی امید کی جا یا کرتی ہے ابھی بہت صدیان نہین گذرین

کہ وہ عظیم الشان اور بے مثل شہر بالکل ہی ویرانہ اور کھنڈر کیصورت ہوگیا ہے۔ کوسون اوسکے منہدم آثار پھیلے پڑے ہین اور اون پر یاس وحسرت برس رہی ہے۔

جیسے ہی سکندر شہر بابل کے قریب پہونچا ویسے ہی قالدیا کے منجمون اور کاہنون کی طرف سے چند لوگ اوس سے آکر ملے اور اپنے معبود ہیلوس سے خوف دلاکر اوسکو شہر مین داخل ہونے سے مانع آئے۔ چونکہ معبدون کے اخراجات کے متعلق جو رقم معین تھی اوسکو وہ لوگ اپنے عیش وآرام مین اوڑاتے تھے۔ اسلئے اونکو خوف پیدا ہوا کہ کہین سکندر کے آنے سے اونکی تمام قلعی نہ کھل جائے۔ اونھون نے جھوٹی اور ناگوار پیشین گویان سنا سناکر ذوالقرنین کو شہر مین داخل ہونے سے باز رکھنا چاہا۔ علاوہ ازین اور بہت سی دوسری بد شگونیان اور نحوستین بیان کرکے اوسکے سد راہ ہوئے۔ لیکن سکندر نے اون کی ایک بات نہ سنی اور اپنا کوچ برابر جاری رکھا۔ یہان تک کہ شہر بابل مین اوسی دروازے سے داخل ہوا

کہ جو بالخصوص مہلک اور نامسعود بیان کیا گیا تھا۔

جو جو باتین اور تدبیرین ذوالقرنین نے اپنی زندگی کے اخیر سال مین سوچی تھین بلاشبہ وہ اوسکے اعلے جی نیس لینے فہم و فراست کی ایک بدیہی دلیل تھی۔

اُسی سال اوس نے دریائے فرات پر جہاز رانی کا ایک بڑا کارخانہ قایم کیا۔ بحیرہ کاسپین (طبرستان) مین جہازون کا بیڑہ چھوڑا۔ بہت سے شہرون کی بنیادین ڈالین۔ اور تجارتی سنڈیون کے لئے ایسے مقام تجویز کئے کہ جنکے ذریعے سے رود نیل۔ دریائے ٹیگرس۔ اور دریائے سندھ کے درمیان تجارتی تعلق پیدا ہونیکی قوی امید کی جاتی تھی۔ اور اوسی زمانے مین اوسنے جزیرہ نما عرب کے حملہ کی تیاریان شروع کین کہ جسپر قابض و مسلط ہونیکو وہ اپنے بڑے بڑے مقاصد کی کامیابی کے لئے نہایت ضروری اور لازمی خیال کرتا تھا۔ ۲۹

سکندر کی ہمیشہ سے یہ عادت تھی کہ جب کبھی وہ کسی نئی مہم پر

جاتا تھا تو اوس سے پہلے وہ اپنے جلیل القدر عہدہ داروں اور افسروں کو مدعو کرکے جلسۂ دعوت اور جشن منعقد کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس دفعہ بھی اوسنے مہم عرب کے خیال پر جلسہ دعوت منعقد کیا کہ جو اپنی شان و شوکت مین تمام گذشتہ جلسون سے بڑھا ہوا تھا۔

اسموقع پر سکندر حد سے زیادہ شراب پی گیا تھا اور جلسہ برخاست کرکے اپنے آرام گاہ کو جانا چاہتا تھا کہ سیڈنس باشندہ تھیسلی اوسکر اپنے قیام گاہ پر ایک دوسرے جلسۂ دعوت مین بلا کر لے گیا۔ یہان جو اور زیادہ بے اعتدالی کی گئی تو اوسکی وجہ سے سکندر کو زور کا بخار چڑھ آیا۔ حالت بخار مین اوسکو مہم آیندہ کا خیال اگر طبیعت مین خلجان سا پیدا ہونے لگا۔

تین دن تو یہ نوبت پہونچی کہ زبان بند۔ کلام ترک۔ اور حواس معطل ہوگئے۔ چہرے پر مردنی اور بے رونقی چھاگئی۔ ان علامتون سے صاف ظاہر ہوگیا کہ وہ اب کوئی ہی گھڑی کا مہمان ہے۔۔۔ اور سیوقت اوسکے پسندیدہ اور مرغوب خاطر رسالے اوس کے

حضور مین آخری سلام کے لئے حاضر کئے گئے - زبان مین اگرچہ طاقت باقی نہین رہی تھی تاہم اوس نے ہاتھ کے اشارے سے سب کے سلام لئے اور اون سب کو یاس وحسرت بھری نگاہ کے اشارے سے خیرباد کہا - اوس حالت مین اوس نے اپنی انگلی سے انگشتری اوتارکر پرڈیکاس کے حوالے کی - اور پھر ذرا دیر کے بعد (۲۴) برس کی عمر مین ملک عرب کی بجائے ملک عدم کو کوچ کیا - ۳۱

سچ فرمایا ہے -

"کل من علیہا فان ویبقی وجہہ ربک ذوالجلال والاکرام"

اور

"تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام"

تتمہ اور سکندر کی طبعی خصوصیات

ذوالقرنین کی طرز زندگی اور اوسکی طبعی خصوصیتین تمام دوسرے فاتحین سے نرالی اور بالکل جدا ہین - اسلئے ہمکو متعجب نہ ہونا چاہیئے - کہ بعض مورخین نے اوسکو

نوع انسان کے لئے بلاے بے درمان اور بعض نے بنی انسان کا بڑا
محسن اور خیراندیش تسلیم کیا ہے ۔ ممالک شرقیہ مین اوسکی سلطنت
بالاستقلال قایم ہوجانے سے سامان تہذیب اور لوازمات معاشرت
مین جس ترقی اور اصلاح کی امید ہوسکتی تھی اوس سے ہرگز انکار
نہین ہوسکتا ۔ جب ہم اسبات پر غور کرتے ہین کہ اوس نے ۳۲
سال کی عمر مین اپنا کسقدر مفید اثر پیدا کیا تھا تو اوسوقت یہ کچھ
آسان بات معلوم نہین ہوتی کہ ہم اون فائدون اور اوسکی
مفید باتون کا اندازہ کرسکین ۔ کہ جو طویل العمر ہونے کی حالت مین
اوس سے ظہور پذیر ہوتین ۔ ایشیائی اقوام کی وحشیانہ عادت کو
بدل ڈالنا ۔ اور اونکے ناشائستہ اور غیر مہذب خصائل و اطوار مین
یونان کی تہذیب اور شائستگی پیدا کردینا بلاشبہ اوسکی یہ مہم
وآرا پہ فتح حاصل کرنے یا سلطنت فارس کو سر کرنے سے کہین زیادہ
اہم اور قابل افتخار تھی اور غالبًا اس قسم کی حیرت ناک کامیابی اوس
بہادرانہ جوش اور غلامفرانہ زیرکی کا نتیجہ تھی کہ جو سکندر مین

ارسطاطالیس کی تعلیم کی برکت سے باہم مخلوط تھے۔

ایشیا کے وسیع میدانون پر زمانۂ قدیم اور زمانۂ حال مین اور بھی بہت سے حملہ آورون کا گذر ہوا ہے لیکن اون کی رفتار بادسموم کی رفتار سے بہت بلتی جلتی ہوتی تھی۔ چنانچہ صرف ویران اور اوجڑے ہوئے مقامون سے اون کے گذرنے کا پتہ چلتا ہے۔

سکندر کی آمد اور اوسکا گذر بھی ہر کہین فتنہ وفساد سے توخالی نہین ہوتا تھا۔ کیونکہ قاعدے کی بات ہے کہ حملہ آور فوجون کے ۱۳۰
ساتھ ملک مین طرح طرح کی آفتین اور مصیبتین نازل ہوا ہی کرتی تھین۔ مگر تاہم اوسکے مشہور ومعروف حملہ آور انہ خصوصیت اپنی یادگار مین ایسے شہرون کی بنا ڈالی گئی تھی کہ جو خود اوس کی سرپرستی مین بنا ہوئے تھے۔ علاوہ ازین خاص خاص دریاؤن پر تجارتی منڈیان۔ یا دساوری نظام قایم ہونا۔ زراعت کو ترقی دینا۔ اور ایشیا کی خانہ بدوش وصحرا نورد قومون کو باہم میل جول کے ساتھ زندگی بسر کرنیکا طریقہ سکھلانا یہ سب باتین نقش قدم کیطرح سکندر کے

جلد ۔ ۔ ۔

زراعت قیاسی

دیباچہ

ظاہر ہے کہ ملک ہندوستان کے تمام کاروبار کا مدار زراعت پر ہے۔ بیشک زمانہ دراز کے تجربے سے ہندوستان کا ادنے سے ادنے کاشتکار بھی زراعت کے متعلق ہر ایک اصول کو عملی طور سے بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ اور ہر حصے میں ملک ہندوستان کے دہان قدرتی اور انسانی حالات موجودہ کی مناسبت سے اونکی عملی کاشتکاری بہت ہی مکمل اور اوس حد تک بے نقص ہے۔ لیکن اب ہندوستان کی حالت بھی اس قدر بدلتی جاتی ہے کہ صاحبان غور و فکر کو فن زراعت کے نئے اصول کے انکشاف کی علمی طور سے ضرورت معلوم ہونے لگی ہے۔ اسکی ضرورت اس وجہ سے بھی ماننا پڑی ہے کہ آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ تجارت کی راہیں وا اور فراخ ہوتی جاتی ہیں اور

اور امن و امان زیادہ حاصل ہوتی جاتی ہے۔ پس ان کے
علے قدر مراتب ہندوستان کے کسان بھی زمین سے زیادہ پیداوار
حاصل کرنے کے لئے مجبور ہوتے جاتے ہین۔ اور جس قدر زمین کی
قوت نامیہ کو زیادہ نچوڑتے جاتے ہین اوسی قدر وہ کمزور ہوتے جاتے
ہے۔ اب اس مقام پر پہونچکر عملی کاشتکاری ڈگمگانے لگی ہے اور
زمین کو جو یہ روگ ضعف کا لگ چلا ہے اب اوسکی اصلاح مزاج
کے لئے ڈاکٹرون کی ضرورت معلوم ہونے لگی ہے۔

گورنمنٹ نے بھی اس ضرورت کو تسلیم کر لیا ہے اور جا بجا علمی زراعت
کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اسباب اور مواد مہیا کئے ہین۔ اور یہ اسباب
اور مواد ضرور بڑھتے جائینگے۔ اب اسکے ساتھ ہی اس فن اور
علم کی کتابون کی بھی ضرورت اوٹھہ کھڑی ہوئی ہے گو یورپین
زبانون مین ان کا ایک کافی ذخیرہ دنیا مین موجود ہے اور تمام ابتدائی
اور انتہائی مسائل اس علم کے اون مین موجود ہین لیکن تو بھی
ہمارے مطلب کو کافی نہین ہین کیونکہ اون مین ہندوستانی آب و ہوا

پیداوار اور ضرورتون کی بحث بتاذ۔ غیر مکتفی بلکہ یون کہنا چاہیے کہ
بہی نہین۔ اور یورپی زراعت کے مسائل اور اصول کا تتبع بے سوچے
سمجھے ہم ہندوستان مین کرنے لگین تو یقینی ہم بجائے بہلائی کرنے کے
بہت کچہہ مغالطہ مین پڑجائین گے۔ خیر اگر یہ مان بہی لین کہ انگریزی
کتابین انگریزی خوانون کی راہبری کو کافی ہین تو انگریزی نہ جاننے
والون کو تو یہہ سہولت بہی حاصل نہین۔ کوئی رسالہ ابہی تک شاید
ایسا نہین ملیگا کہ جس مین تمام اون علوم کے مسائل ایک جا پر مل سکین
جن کا دخل علم زراعت مین مان لیا گیا ہے اور بغیر اون کے جانے
کوئی شخص زراعت اور زمین کے امراض کی شناخت اور تشخیص کا
پکے طور سے دعوے نہین کر سکتا ہے۔ یا اہل بصیرت کی نگاہ مین
جنچ نہین سکتا ہے۔

راقم کو یہ ضرورت اوسوقت سے معلوم ہوئی جبکہ وہ ۱۸۸۵ء
مین سرکاری تجربے کے فارم کا سوپرنٹنڈنٹ مقرر ہوا۔ اوسی زمانے
سے بذریعہ رسالہ مفید المزارعین کے جسکی ترتیب کا اہتمام بہی راقم کے

سپرد تھا مختلف مضامین اپنے تجربے کے موافق اور کتب مبسوطہ سے
اخذ کرکے شایع کرتا رہا اور جب سے بحکم گورنمنٹ ممالک مغربی شمالی
اور اودھ کے پونا کالج آف سائنس مین اس علم زراعت کی تکمیل کے لئے
بھیجا گیا اوسوقت سے ترتیب اس رسالۂ زراعت قیاسی کی شروع
کردی جسکا خرد اوّل بطور نمونہ کے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے ۔

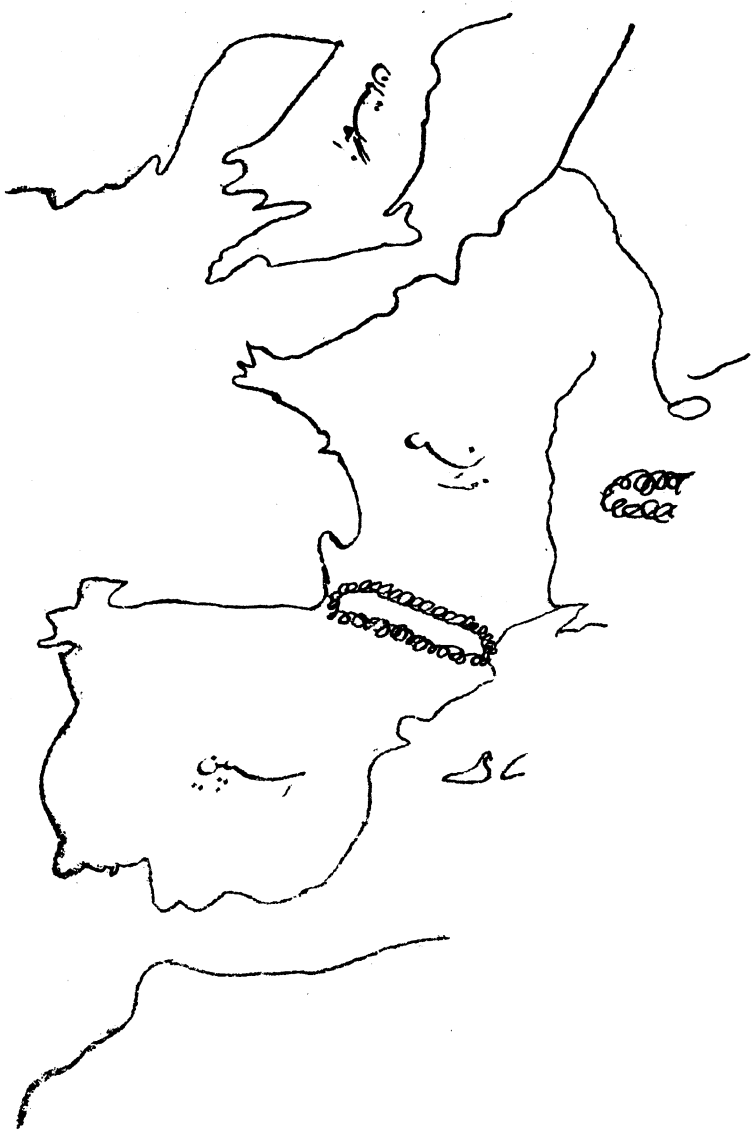
یہ کتاب دو حصون مین تقسیم ہوئی ہے ۔ ان دونون
حصون کے اکثر اجزا مرتب ہو چکے ہین اور جو باقی ہین اون کا سامان
موجود ہے صرف مضامین کا ترتیب دینا باقی ہے ۔

حصہ اوّل مین علمی اور حصہ دوم مین عملی فن زراعت کا بیان ہے
حصہ اوّل مین یہ مضامین ہین (الف) جیالوجی (ب) کمسٹری (ج)
بائنی (د) اور انیمل فزیالوجی و اناٹومی کسیقدر تفصیل سے
لکھے گئے ہین ۔

حصہ دوم مین (الف) مٹیون کی ساخت اور اون کے طبعی
خواص وغیرہ کا بیان ہے (ب) آلات کشاورزی (ج)

کھاتین (د) آبپاشی (ہ) اجناس (و) اسباب کمزوری
وتدابیر ترقی آراضیات (ز) غور و پرداخت مویشیان (ح)
فارم اور اوس کا انتظام (ی) کھانا و باغبانی کے ضروری
مسائل بیان ہوے ہین فقط

سید علی حسین لکھنوی



زراعت قیاسی

حصّہ اوّل

مبادی اور مسائل ضروریہ

تعریف ۔ زمین کو کاشت کرکے اوسکی پیداوار سے فائدہ اوٹھانا زراعت ہے ۔

۴۲ موضوع ۔ اس علم کا زمین کی اصلاح بغیر تدبیر معیشت از پیداوار زمین ہے ۔

غرض ۔ اس علم کی یہ ہے کہ ایک معین قطعہ آراضی سے نہایت کفایت کے ساتھ قلیل تر مدت مین بکثرت اجناس پیدا کیے جائین اور کھیتون کی مٹیون کی قوت کو استراری نقصان بھی نہ پہونچے

زراعت مین کھیتی ۔ باڑی ۔ باغبانی ۔ اور ہر قسم کی پیداوار آراضی جو کاشت سے حاصل ہو ونیز ان جانورونکی پرورش اور اونکی پرداخت شامل ہے

کہ جو زمین کی پیداوار کہاتے اور انسانونکو فائدہ پہونچاتے ہین
مزارع کو بالخصوص خواص طبعی اور اجزاے ترکیبیہ اون اجناس کے جو وہ
بوتا ہے اور زمینونکے جن پر وہ پیدا ہوتے ہین اور کہاتون کے جو وہ
دیتا ہے یا اوسکو دینا چاہئے معلوم ہونا ضروری ہے اور نیز اوسکو اپنے
جانورون کی خصلت اور بناوٹ اور غذا کی نوعیت سے جسکی ضرورت اونکو
ہے اور دودہ کے اجزاے ترکیبیہ اور خواص سے واقف ہونا لازمی ہے

کہتار مٹی کہتار مٹی اصطلاح زراعت مین کہیت کے اوپر کے سطح
کی مٹی کو کہتے ہین کہ جو کاشت کرنے کی غرض سے جوت کر نرم کی جاتی ہے

کابس[1] مٹی - اوس مٹی کو کہتے ہین کہ جو جوتی ہوئی مٹی یا ہل کے
نیچے رہتی ہے - ان دونون قسم کی مٹیون کے درمیان کوئی خط
یا نشان امتیازی نہین ہے -

بوئی ہوئی فصل کو زراعت یا کاشت اور عمل زراعت فراغت
یا کاشتکاری اور کرنے والیکو مزارع یا کاشتکار کہتے ہین -

---

[1] - کابس - ایک خاص مٹی کا نام بہی ہے لیکن یہان اصطلاحاً اوس مٹی سے مراد ہے کہ جسمین قوت
نمو بغیر غلہ کم ہوتی ہے یا نہین ہوتی -

فارم ۔ انگریزی اصطلاح کے بموجب فارم سے مراد ایسا قطعہ زمین یا چک ہے جو خندق یا تارون سے محصور اور ایک کاشتکار کی کاشت مین ہو اور کاشتکار مع اپنی مویشیون کے اوس مین رہتا بھی ہو۔

انگریزی مین فارم کا لفظ ایسے ہر کارخانے کے واسطے بھی استعمال ہوتا ہے کہ جسکا تعلق زراعت سے ہو مثلاً

کیٹل فارم (مویشی خانہ) یہ ایسا کارخانہ ہے جس مین مویشی بغرض ترقی نسل وغیرہ پالے جاتے ہین۔ ۱۴

ڈیری فارم ۔ (دودھ کا کارخانہ) یہ ایسا کارخانہ ہے ۔ کہ جس مین دودھ ۔ دہی ۔ گھی ۔ مکھن ۔ اور پنیر فروخت کے واسطے بنایا جاتا ہو

گراس فارم (چری کی کاشت) ایسا کارخانہ یا مزرعہ ہے جہین مویشی کے لئے گھانس اور چارہ بویا جاتا ہے۔

اسیطرح کلچر کے معنے بونا یا پیدا کرنے کے ہین۔ مثلاً سری کلچر (ریشم پیدا کرنا) اپی کلچر (شہد پیدا کرنا) پیسی کلچر (مچھلیون کا پیدا کرنا اور اونکی نسل کو ترقی دینا۔

فن زراعت یا تو تجربی ہے یا قیاسی

زراعت تجربی ۔ فن زراعت کے ایسے عملی طریقے سے مراد ہے جسکی بنا بلحاظ واقفیت مقام خاص اور موسم کے محض تجربے پر ہو اور یہ تجربے خواہ ذاتی ہوں یا سمعی۔

زراعت قیاسی ۔ اون اصول اور قوانین کو عمل میں لانے سے مراد ہے جنکی بنا عقل پر ہو اور اونکی تصدیق اور توسیع تجربات سے ہوتی ہو

زراعت قیاسی تجارت کے اصول پر کی جاتی ہے تاکہ اوس سے تا حد امکان انتفاع ہو۔

فن زراعت سے پورا پورا فائدہ جب ہی ممکن ہے کہ زراعت کرنیوالا یہ جانتا ہو کہ خرچ ۔ وقت اور محنت ہر ایک ان میں سے زر ہے اور کفایت اصلی منافع ہے ۔ سرمایہ ۔ وقت ۔ اور محنت کے مناسب صرف کا نام کفایت ہے۔

زراعت سے پورا پورا فائدہ اوسوقت تک نہیں ہو سکتا ہے جبتک مزارع اپنے کاروبار کی حیثیت کے موافق خرچ نہ کرے اور ساتھ ہی

اوسکے اوسکی محنت اور وقت کی بھی شرکت نہ ہو۔

علم (سائنس) کی معمولی تعریف یہ ہوسکتی ہے۔ علم ایک باقاعدہ بیان ایسے آثار طبیعہ کا ہے جو باہم تجربات اور قیاسات سے منسلک ہوں اور جنکی بتدریج توسیع اور تصدیق ہوتی رہے۔

فن زراعت ہین دستگاہ عمل ہے اور علم زراعت ہین تکمیل مندرجہ ذیل گیارہ علوم کے اوسقدر مسائل پر عبور ہونے سے ہوتی ہے کہ جن کا تعلق خاص فن زراعت سے ہے۔

۴۶

وہ گیارہ علوم یہ ہین۔

نمبر شمار	نام علم		متعلقات علم	مناسبات علم
	انگریزی	اردو		
۱	جیالوجی	علم طبقات الارض	متعلق زمین	
۲	کمسٹری	" کیمیا		
۳	وٹیبل فزیالوجی	" خواص جراح نباتات	" حیات نباتات	مناسبات باہمی درمیان
۴	باٹنی	" نباتات	" نوعیت وتقسیم نباتات	

نمبر	نام علم		متعلقات علم	مناسبات علم
	انگریزی	اردو		
۵	اینمل فزیالوجی	علم خواص جوارح نباتات	متعلق حیات حیوانات	زمین و نباتات وحیوانات
۶	زوالوجی	〃 حیوانات	〃 اقسام و خواص فی روح	
۷	میٹورالوجی	〃 قیاس الموسم	〃 آب و ہوا۔ موسم و فصل	
۸	ہائیڈاسٹیٹکس	〃 سکون سیال	〃 آب۔ نکاسی آب و آبپاشی	مناسبات باہمی
۹	نیوماٹکس	〃 ہوا	〃 ہوا۔ و حرکت ہوا و انتظام آمد و شد ہوا۔	درمیان زمین
۱۰	میکینکس	〃 میکانات (جر ثقیل)	〃 آلات و کل	ونباتات وحیوانات
۱۱	انجینیرنگ	〃 تعمیرات	〃 عمل زراعت	

جزو دوم

جیالوجی

جیالوجی۔ مشتق ہے الفاظ یونانی جی ارض و لوگاس بحث سے۔

جیالوجی وہ علم ہے جس میں زمین کے طبقات کی ساخت اور ترکیب سے

بحث ہوتی ہے - اس علم سے ہمکو ٹیون کی تقسیم وتنویع اون کے ماخذ
ومبدار اون اجسام سے کہ جو سخن زمین کی ترکیب مین داخل ہین - اونکی
جماعت - اونکی باہمی حیثیت - ترتیب وامکنہ - ونیز خواص طبعی مجربات
کہ جن پر ہماری آراضی واقع ہین معلوم ہوتی ہین -

علم جیالوجی سے ہمکو یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ کون ٹی کس
نبات کے لئے مناسب ہے اور کس حد تک یہ مناسب ہے اور کس قسم کے
عمل کیضرورت ہے - مگر جیالوجی نفسہ ایک مرکب علم ہے جس کا مدار علم
کمسٹری پر ہے - حواس کا اصل اصول ہے - بغیر مدد کمسٹری اس علم
سے صحیح معلومات کا ہونا مشکل ہے -

مسٹر پیج نے اس علم کی توجیہ مین لکھا ہے کہ ہمارا سیارہ (زمین)
مختلف پہاڑون سے بنا ہے اون کے پتھرون کے مادون کی جانچ اونکی
ظاہری صورتون اور باہمی مناسبت محل وقوع مین تطبیق اون کی
طبیعت اور ساخت کی تحقیق اور اون کے نظام عام کے قانون کا
تفحص کا نام علم جیالوجی ہے - ان صاحب نے اس علم کے تین اہم اغراض

یہ لکھے ہین۔

غرض اوّل۔ مبنیہ ہے۔ جس سے قیاس پتھرون کے ظاہری صورتون کا اون کے میل یا رنگ سے ہوتا ہے۔

غرض دوم۔ قیاسیہ ہے۔ جس سے آثار طبیعہ کے دریافت کا شوق طبیعت مین پیدا ہوتا ہے۔

غرض سوم۔ عملیہ ہے۔ جس سے کرۂ زمین کے معدنیات سے بحث ہوتی ہے اور اون کی دستیابی کے طریقے معلوم ہوتے ہین اور اون کا استعمال مفید اور بکار آمد مقاصد کے لیئے دریافت ہوتا ہے۔

مسٹر ونز نے ۱۸۹۶ء مین اس علم کی ترتیب عالمانہ طریقے سے کی۔ انگلستان کے ولیم اسمتھ نے جو زیادہ تر اسٹریٹا (طبقہ) اسمتھ کے لقب سے مشہور ہین اس علم کی تکمیل کا راستہ کھولا۔ اور فاسل یا جانورون کا (اجرام حیوانی و نباتاتی جن مین حیات آگئی ہے) انکشاف کیا جو اس علم کی ترقی کی کنجی ہے۔ من بعد بڑے بڑے ماہرین علم خواص الاشیاء مثلاً کویئر۔ برانگنیرڈ۔ ڈشائرز۔ سرجارلس لائل۔ میکلاک۔

ڈاکٹر ٹنگلینڈ - ڈلابیش - سٹرر اور ڈرک مرچیسن وغیرہم اسکی تفتیش
مین سرگرم رہے ہین۔

اس علم کا جسقدر تعلق زراعت سے ہے اوس کی سمجھ مین آنے کی
غرض سے اس موقع پر یہ بیان ہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک
زمانہ ایسا ہی تھا جبکہ ہمارا سیارہ (زمین) کے مادے مشتعل حالت مین
تھے۔ اور تمام کرہ مثل دیگر سیارون کے سوزتھا۔ فرض کیا جائے کہ
لوہے کے گولے کو اتنی دیر تک سخت اور تیز آگ مین رکھین کہ وہ
پگھلنے کے ایسی حالت مین ہو جائے تو وہ دہکتا ہوا نکلے گا۔ جس قدر
اوسکی گرمی نکلتی جائے گی اوسیقدر وہ ٹھنڈا اور بستہ ہوگا۔ ظاہر ہے
کہ اوسکا بیرونی سطح بہ مقابلہ اندرونی حصے کے زیادہ ٹھنڈا اور بستہ ہوگا
جب وہ اتنا ٹھنڈا ہو جائیگا کہ اوسکی گرمی ہاتھ کو ناگوار نہ معلوم ہو
تو بھی عقل سلیم باور کرتی ہے کہ اوسکے اندرونی حصے مین بہ مقابلہ سطح
کے بدرجہا زیادہ حرارت ہوگی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جسقدر یہ گولہ
بڑا ہوگا اوسی نسبت سے اوس کے اندر کی گرمی زیادہ مدت تک قایم

رہے گی - ایک گولہ ایسا فرض کیا جائے کہ جسکا قطر ۸۰۰۰ میل کا ہو
اور جس کا مادہ شدت حرارت سے کسی وقت مشتعل حالت مین ہو
لیکن سرد ہوتے ہوتے اب ایسی حالت پر پہونچ گیا ہو کہ اوس کا
بیرونی سطح کئی میل تک سرد ہو گیا ہو تو بھی بالکل یہ قرین قیاس
معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے اندر مرکز کے قریب بہت ہی سخت اور
تیز حرارت باقی ہوگی اور ایک مدت بعید از قیاس اوس بقیہ حرارت
کے خارج ہونے کو چاہیے ہوگی - بعینہ یہی حال ہمارے کرۂ زمین
کا ہے جسکے سطح سے قریب ۴۵ میل کے نیچے ایسی حرارت ہے کہ جس کا
قیاس ہی نہین ہوسکتا ہے تو اوس حرارت کا کہ جو اوس کے
مرکز کے قریب ہے ذکر ہی فضول ہے - کسی زمانے مین زمین کے
مادے دہکتی ہوئی حالت مین تھے - ایک زمانہ نامعلوم مین جب
اوسکے سطح کی حرارت زائل ہوئی تو سطح کے مادے سرد ہوکر
پہاڑ یا پتھر ہوگئے - اسکے بہت ثبوت ہین -
یقین تو ہے کہ یہ ہر شخص نے دیکھا ہوگا کہ شہاب ثاقب جس کو ٹوٹا ہوا

تارا کہتے ہین اکثر رات کو مثل دہکتے ہوئے گولے کے آسمان سے زمین
کی طرف آتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ زمین پر گر کر اور سرد ہوکر مثل پتھر
کے سخت ہوجاتا ہے۔ دُنیا کے اکثر مقامات پر یہ گرے ہین۔
بلرام پور واقع صوبہ اودہ مین بھی کچھ زمانہ ہوا کہ ایک شہاب ثاقب
گرا تھا۔ ہندوستان کی تاریخون مین اِن کے گرنے اور سرد حالت
مین ملنے کا ذکر ہے۔ ان سے لوہے کا نکلنا اور اوس لوہے کی تلوار
۵۲ بنانے کی حکایتین زبانی اب تک سننے مین آتی ہین۔ امریکہ مین
یہ بعض بعض مقامات کثرت سے پائے جاتے ہین۔ ماہرین علم کمسٹری
نے بادا کمسٹری ان کی تفریق کیمیائی کی ہے۔ کوئی دھات ایسی
نہین ہے کہ جو ان مین نہ پائی جاتی ہو۔ اکثرون مین سونا اور
چاندی اور بعض بعض مین ہیرے کی کنیان بھی پائی گئی ہین۔
ان شہاب ثاقبون سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ شدت حرارت
سے ارضی مادے اور دھاتین روشن ہوجاتی ہین۔ اور ٹھنڈے
ہونے پر مثل پتھر کے سخت ہوجاتی ہین ایسے مادے اس دُنیا

کی جوالامکھی (آتش فشانی) پہاڑون سے ہی نکلتی ہیں۔ اور ابتدا اگر تمام دنیا کے مادے ایسے ہی حالت مین تھے جو سرد ہوکر اب ہمکو پہاڑون اور پتھرون کی صورت مین نظر آتے ہین۔ آتشفشان پہاڑون کے دہنہ (کرٹر) سے دھوان نکلا کرتا ہے۔ اور بعض بعض روشن سیارون سے شعلے اور شاؤ سے جبکہ مادے کا خروج (اریشن) ہوتا ہے تو رقیق مادے (لاوا) مثل سیل آب خارج ہوکر بہنے لگتے ہین۔ ٹھنڈے ہونے پر معمولی پتھر اچٹان بن جاتے ہین۔ بھونچال یا زلزلے کا آنا بھی زمین کی اندرونی حرارت کے باعث سے ہے۔ اسی حرارت کے زور سے بعض مقامات کی زمین دہس جاتی ہے۔ اور بعض مقامات کی اونچی ہوجاتی ہے۔ مثلاً ساحل سویڈن فی زمانہ آہستہ آہستہ اونچا ہوتا جاتا ہے۔ ایک صدی مین قریب چار فیٹ کے اونچا ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے ایک حصہ ملک اطالیہ کا خلیج بائی کے قریب بہ حساب ایک انچ ہر سال دہستا جاتا ہے۔

جب زمین کا سطح سرد ہوکر منجمد ہوا تو مثل موجودہ پہاڑون کے چٹانون کے سخت - کہین اونچا اور کہین نیچا تہا - ہوا اور پانی شدت حرارت سے غیر محسوس حالت مین تھے - اعتدال مین آکر سطح زمین تک موجودہ شکل مین پہونچے - ان کے اثر سے اوس منجمد اور ٹھوس سطح کی ترکیب مین تغیر پیدا ہوا -

جب ہم پرانے زمانے کی عمارتون کو اور قدیم زمانے کی قبرونکے کتبون کو دیکھتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پتھرون پر کچھ کندہ تہا ۵۴
مگر اب اس قدر مٹ گیا ہے کہ پڑہا نہین جاتا ہے - یہ کیون ؟ صرف اس وجہ سے کہ پتھر گھس گئے یا ٹوٹ گئے - پتھرون کے گھسنے یا ٹوٹنے کا سبب کیا ہے ؟ اسکا سبب قدرتی قونون کا اثر ہے جو بدیر لیکن نہایت موثر ہوتا ہے - ذیل مین چند قدرتی قونون کا ذکر کیا جاتا ہے جو پتھرون کے توڑنے اور مٹیون کے بنے کے باعث ہین -

(۱) پانی (۲) ہوائے محیط الارض (۳) تبدیل موسم یا

تغیر حرارت (۴) نباتات وحیوانات (۵) کوہ آتش فشان

پہلی قدرتی قوت پانی ہے - اس مین چار خاصیتین بہت موثر ہین

اول خاصیت - اس مین توڑنے اور کاٹنے کی ہے - جس مقام

پر پانی بہتا ہے - یا ٹکراتا ہے - وہان اسکی رگڑ یا ٹکر سے پہلے

نشان پڑتا ہے - پھر نالیان یا گڑھے - اور بالآخر قعر پڑ جاتے ہین

سخت سے سخت چیز جو اس کے بہاؤ مین پڑ جاتی ہے یا لہرون مین

آجاتی ہے تو ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے - اسطرح پتھرون کے

ٹوٹنے اور گھسنے سے مٹی بنتی رہتی ہے -

دوسری خاصیت - پانی مین محلول کرنے کی ہے - بہت اجزا

پتھرون کے اپنی اصلی حالت مین یا دوسری چیزون کے ساتھ ہی

ترکیب پانے سے مثل نمک یا شکر کے حل ہو کر یا مثل رنگون کے

گھل کر پانی مین مل جاتے ہین - ایسے مادون کو پانی پتھرون سے

جدا کر کے اپنے ساتھ لے لیتا ہے -

دریا کا پانی اگر گلاس مین لیکر تھوڑی دیر تک رکھا جائے تو جو مادے

اوس مین گھل کر مل گئے ہین ٹھہر کر تہ نشین ہو جائین گے ۔ گو وہ
دیدہ بادی النظر مین تم کو پانی کے ساتھ مخلوط نظر نہ ہی پڑے ۔
اگر وہ پانی کسی ظرف مین آگ پر جلا دیا جاوے تو جو مادے اوس
مین محلول ہون گے وہ بھی نکل آئین گے ۔ آب تقطیر بھی اس
حالت سے مستثنےٰ نہین ہے ۔ اسیطرح پتھرون کے قابل حل مادے
کثرت کے ساتھ اون سے جدا ہو کر اور پانی کے ساتھ بہکر دوسری
جگہہ جمع ہوتے ہین اور آب برارشی بناتے ہین ۔ لیکن محلول
مادون کا زیادہ تر حصہ (جو عموماً نمک ہوتے ہین) سمندر مین
پہونچتا ہے جو ایک قوی سبب اوس کی شوریت کا ہے ۔
تیسری خاصیت پانی کی وہ ہے جب کہ وہ شدت برودت سے
جمتا ہے ۔ علم طبیعات کا مسئلہ مسلمہ ہے کہ کل چیزین حرارت کے
اثر سے پھیلتی ہین ۔ اور برودت کے سبب سے سمٹتی ہین ۔
باستثنائے پانی کے جو برودت پانی سے جمنے کی حالت مین
اپنی اصلی جسامت سے ۱/۱۰ حصہ زیادہ پھیل جاتا ہے ۔ جب یہ

۵۶

جمتا ہے تو کوئی چیز اس کے پھیلنے کو مزاحم نہین ہو سکتی ہے۔ بم کے گولے مین سوراخ کر کے اگر پانی اوس کے پورے جوف مین بھر دیا جائے اور سوراخ خوب مضبوط بند کر دیا جائے۔ اور یہ گولہ اس قدر برف مین رکھا جائے کہ اندر کا پانی یخ ہو کر بستہ ہو جائے۔ پانی بستہ ہوتے ہی گولے کو توڑ کر اپنے پھیلنے کے لئے جگہ کرے گا جب پانی چٹانون کے شگافون یا سوراخون مین بستہ ہوتا ہے تو اون کو توڑ کر پاش پاش کر دیتا ہے۔ دنیا کے جن قطعات مین برف کثرت سے گرتی ہے وہان کے پتھر اسیطرح ٹوٹتے اور ریتی بننے کا سبب ہوتے ہین۔

شمالی قطب اور ہمالیہ وغیرہ پہاڑون پر جہان برف بمقدار کثیر جمع ہو جاتی ہے اور آفتاب کی تمازت سے پگھلتی ہے تو برف کے پہاڑ کے پہاڑ حرکت کرنے لگتے ہین۔ ان برف کے پہاڑون کو انگریزی مین گلیشیرز کہتے ہین۔ ان کی رَو مین بڑے بڑے پتھرون کی پڑ کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہین

اور بولڈر سوائل (پتھریلی قسم کی مٹی) بنے کے باعث ہوتے ہین
جب یہ پگھل کر پانی ہوتے ہین تو انہین سے سوتے۔ چشمے اور
دریا بہرتے ہین۔ موسم گرما مین گنگا وغیرہ دریاؤن کا پانی اسی
سبب سے بڑہ جاتا ہے۔ اور نہر گنگ مین جو مٹی بہہ کر آتی ہے
اور تہہ نشین ہوتی ہے وہ انہین برف کے پہاڑون کے بنائے
ہوئے ہین جسکو انگریزی مین سلٹ کہتے ہین۔ اس مین کروڑ
زمینون کے سبز اور شاداب کرنے کی قوت بہت ہوتی ہے
یعنے بطور کہاد استعمال ہوسکتی ہے۔ ۵۸

چوتھی خاصیت۔ پانی کی اوسکے اجزاے ترکیبیہ کی وجہ سے
ہے۔ پانی مرکب ہے دو لطیف عنصر اکسیجن اور ہیڈروجن
سے کل مقدار پانی مین بہ اعتبار حجم ایک حصہ اکسیجن اور دو
حصہ ہیڈروجن ہے۔ اور باعتبار وزن کے ۱۶ حصے اکسیجن اور
دو حصے ہیڈروجن ہے۔ ۱۸ پونڈ[1] پانی مین ۱۶ پونڈ اکسیجن کا

[1] پونڈ قریب ۴۰ تولہ یعنے ادہ سیر یا ایک رطل کے برابر ہوتا ہے۔

اور ۲ پونڈ ہیڈروجن کا وزن ہوتا ہے۔ ان مین آکسیجن نہایت قوی اور اکال چیز ہے۔

معدنیات اسکے اثر سے محفوظ نہین رہ سکتے ہین۔ دوسری چیزونکے ساتھہ اس مین ترکیب پانے کی طبعی خاصیت ہے۔ مثلاً لوہے کی چیز کو جلا دیکر کسی مرطوب مقام یا مرطوب آب و ہوا مین رکھین تو اوس پر سرخ زنگ کی ایک چیز جم جائے گی۔ جسکو مورچا یا زنگ کہتے ہین۔

یہ مورچا کیا چیز ہے؟ یہ دراصل اوسی لوہے کا اوپری حصہ ہے جس کے ساتھہ آکسیجن مل گئی ہے۔ جن پتھرون مین لوہے کا انس ہوتا ہے آکسیجن اون کے لوہے کے ساتھہ مل کر کشتہ یا سفوف بنا دیتی ہے جسکو کیس کہتے ہین اور جسکو بسبب اصلی لوہے کے زیادہ جگہ چاہئے ہوتی ہے۔ جو لوہا ایک وقت مین پتھرون کا جزو تھا آکسیجن کے ملنے سے اون سے علیحدہ ہوا اور مقدار مین بڑھا۔ پس پتھرون کے ٹوٹنے کا باعث ہوا۔

اسیطرح اور بی چیزین ہین جن سے آکسیجن اور کاربونک ایسڈ گاس (کوئلہ کا ترشہ بصورت بخار) ترکیب پاکر قابل حل ہو جاتے ہین۔ پانی مین ایک خاصیت یہ اور بی ہے کہ جس جگہ اوس مین زور ہوتا ہے وہان کی چیزون کو رگڑتا۔ توڑتا۔ اور اوکھیڑتا۔ اور ہٹاتا ہوا اپنے ساتھ لاتا ہے۔ اور جہان اسکا زور کم ہوجاتا ہے وہان پر اپنے بوجھ کو ہلکا کرتا ہوا آگے بڑھتا ہے ۶۰
پانی خواہ بارش کا ہو یا جھیلون کا۔ دریاؤن کا ہو یا سمندر کا۔ اپنی اصلی حالت مین ہو یا شبنم۔ اوس۔ کہرا۔ پالہ۔ یا برف کیصورت مین ہو اپنی خاصیتون کی وجہ سے پتھرون کے توڑنے مین نہایت موثر قوت ہے۔

دوسری قدرتی قوت ہوائے محیط الارض ہے۔ ہوا دو عنصر لطیف سے مشتمل یا مخلوط ہے نہ کہ مرکب۔ ان مین سے ایک عنصر کا نام نیٹروجن ہے جو کل ہوائے محیط کا ۴/۵ حصہ اور دوسرے کا نام آکسیجن ہے جو ۱/۵ حصہ ہے۔ علاوہ ان کے کرۂ ہوا مین پانی بصورت بخار

ملا ہوا ہے - ہر دس ہزار حصۂ ہوا مین ۴ فیصدی کاربونک ایسڈ (کوئلہ کا ترشہ) بصورت بخار ہوتا ہے - علاوہ ان کے اور چیزون کے بخارات بھی خفیف مقدار مین پائے جاتے ہین - اس ترشہ مین ایک جزو کوئلہ (کاربن) اور دو جزو آکسیجن کے ہوتے ہین - چونا - سجی - اور جواکھار وغیرہ کے ساتھ ترکیب پانے کی خاصیت اس مین بالذات ہے - ہوا کی قوت میکانی اور کیمیائی پتھرون کے توڑنے مین بہت موثر ہے - اسکی قوت میکانی سے پتھر گھستے اور فرسودہ ہوتے ہین اور اوسکے (جزائے مشتملہ آکسیجن اور اکسائڈ آف کاربن وغیرہ کے کیمیائی اثر سے پتھر ترکیب اور صورت مین بدلتے رہتے ہین -

تیسری قدرتی قوت تغیر موسمی یا حرارت کی کمی وبیشی ہے - یہ سب جانتے ہین کہ معدنیات گرم ہونے سے پھیلتے اور سرد ہونے سے سکڑتے ہین - پہیہ پر چڑھانے کے واسطے لوہار جب لوہے کو بند یا ہال بناتا ہے تو پہیہ کے بیرونی محیط سے ہال کو کسقدر چھوٹا رکھتا ہے

آگ مین لال ہونے سے یہ بال اسقدر بڑہ جاتا ہے کہ پہیہ پر بآسانی
اجاتا ہے اور ایکبارگی پانی ڈالنے سے ٹھنڈا ہوکر اتنا سکڑتا ہے
کہ لکڑی کے اندر پیوست ہوجاتا ہے۔ اسیطرح دُنیا کے کل معدن
حرارت سے بڑہتے اور برودت سے سکڑتے ہین۔ یہ ظاہر ہے کہ کوئی معدن
جلد اور کوئی بدیر گرم ہوتا ہے۔ کوئی اپنی حرارت کو بسرعت اور کوئی
بتدریج دفع کرتا ہے۔ لیمپ کی چمنی کا ٹوٹنا ایک عام بات ہے۔ زیادتی
حرارت کے باعث اوسکا کل جسم پھیلا ہوتا ہے۔ جب اسکے ایک حصہ پر ۶۲
سردی پہونچتی ہے تو وہ حصہ بباعث سردی باہر کی جانب سے سکڑتا ہے
اور حرارت کیوجہ سے اندر کی جانب پھیلتا ہے۔ اس سکڑنے اور پھیلنے کا نتیجہ
یہ ہوتا ہے کہ جس نقطہ پر یہ دونون متضاد قوتین متقابل ہوتی ہین وہان
کے اجزا مین صدمہ مقابلہ سے افتراق واقع ہوتا ہے یعنے بال یا دراڑ
پڑجاتی ہے۔ سخت سے سخت پتھر کو خوب گرم کرکے پانی مین ڈالنے
سے اوسکا ٹوٹ جانا اسی سبب سے ہے۔

ہندوستان مین عمارتی پتھرون کی کان کے کھودنے والے جنکے پاس

باروت یا کاٹنے کے الات نہین ہوتے ہین سخت اور جامد پتھر کو
خوب گرم کر کے پانی ڈالدیتے ہین ایکبارگی سردی پہونچنے سے وہ ٹوٹ گیا
ٹکڑے نکال لیے۔

پتھر مختلف المزاج معدنیات سے مرکب ہوتے ہین۔ گرم ملکون مین جب
آفتاب سمت الراس پر آتا ہے اور حرارت ۱۲۰ درجہ تھرمامیٹر فارن ہیٹ
سے بڑہجاتی ہے تو اس زیادتی حرارت سے پتھرون کے بعض اجزا
کم اور بعض زیادہ گرم ہونے سے نسبتاً کم وبیش پھیلتے ہین۔ ایسی
حالت مین جب کبھی ان پر دفعتاً ایسی سردی پہونچتی ہے کہ یہ فوراً سرد ہون
تو حدت اور برودت کی کشمکش سے وہ ٹوٹ جاتے ہین۔ جسطرح سرد
ملکون مین برف پتھرون کے توڑنے اور مٹیون کے بنانے کی زیادہ تر
باعث ہوتی ہے۔ اوسیطرح گرم ملکون مین تغیرات موسمی سبب ہوتے
ہین۔ ہندوستان مین کوہ ہمالیہ کی چوٹیون پر پانی یخ ہونے یا برف
کے پہاڑون کی حرکت کرنے سے پتھر ٹوٹتے ہین اوسیطرح میدانون مین
شدت حرارت سے بہ امداد پانی مٹیان بنتی ہین اور باریک ہوتی رہتی ہین

چوتھی قدرتی قوت نباتی اور حیوانی ہے - یہ بات یقیناً ہر شخص نے
دیکھی ہوگی کہ پرانی بخیتہ عمارتون یا پہاڑ کی چٹانون کی دراڑون اور
سوراخون مین پانی کی تری کے سبب سے پہلے سبز کائی پیدا ہوتی ہے
پھر ماس (بھکڑی) اور لیکن قسم کے نباتات پیدا ہوتے ہین - جب
یہ مرکر اور سڑکر وہان رہ جاتے ہین تو اوس حصے مین نباتی مادہ
کا جزو بھی شریک ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ اچھی گھاسین ۶۴
یا بڑے قسم کی نباتات کی پیدایش ہوتی ہے - نباتی مادے اور
نباتی تیزاب اور نباتات کی جڑین پتھرون مین پیوست ہوکر
اونکو توڑ دیتی ہین - نباتی مادون کی وجہ سے کیڑے مکوڑے پیدا
ہونے لگتے ہین جو اپنے رہنے کے واسطے پتھرون مین جگہ بناتے
ہین - یہ کیڑے پتھرون کے بعض اجزا علی الخصوص چونا کھاتے ہین
جو ہضم ہوکر فضلہ کیصورت مین خارج ہوتا ہے - بحری کیڑون مین زیادہ
اور بری کیڑون مین کمتر فاسفورس کا جزو ہوتا ہے جو اونکے
فضلون مین شریک رہتا ہے اور اسطرح قدرتی طور پر فاسفٹ آف لائم

زیادہ بڑتا ہے۔ جب یہ کیڑے مرتے ہین تو اونکے مادے (مردے) بھی شریک ہوجاتے ہین۔ نباتات کی جڑین اور کیڑے اوّل تو خود ہی پتھرونکے توڑنے کے باعث ہوتے ہین دوسرے جڑون کے منفذون اور کیڑون کے سوراخون کے اندر ہوا اور رطوبت کو زیادہ مقدار مین داخل ہونیکو راستہ ملتا ہے۔ سوم انکے مادونکے ترشے اور نیز آب پتھرونکے توڑنے مین قدرتی قوتون کی مدد معاون ہوتے ہین۔

پانچوین قدرتی قوت آتشفشانی پہاڑ ہین۔ جنکی وجہ سے زمین کے اندرونی ارضی مادے رقیق ہوکر اوپر آتے ہین اور سرد ہوکر چٹانین بنجاتے ہین زلزلون سے پتھر اور چٹانین شق ہوجاتی ہین اور ٹوٹ کر پاش پاش ہوجاتی ہین۔

انہین قوتون کی کشمکش اور اثرون سے زمین کا سطح جو کسی زمانے مین سنگ سلاخ ہو رہا تھا فرسودہ ہوکر ٹکڑے ہوا اور یہہ ٹکڑے ریزے بنے اور ریزے گھسکر ذرے ہوئے۔ جو پانی کی پہونچ یا اثر سے نیچے اونچے سطح زمین اور جو پانی کے ساتھہ بہکر سمندر مین پہونچے وہ وہان تہہ بہ تہہ

جبکہ انہین عناصر کے اثر اور تغیر و تبدل کیمیائے سے پیدا ہوے اور پانی کی داب اور اپنے بوجھ سے دبکر اور منجمد ہوکر دوسرے قسم کے پہاڑ ہوگئے ایک زمانۂ دراز کے بعد سطح آب تک پہونچے اور زمین کے اوسی اندرونی عمارت کی قوت نے اونکو ایسا اونچا کر دیا کہ ناواقف علم جیالوجی کو اس امر کا باور کرنا مشکل ہوگیا کہ کسی زمانے مین یہ زیر آب تھے۔

کیا یہ بات عام فہم سے بعید نہین ہے کہ کوہ ہمالیہ جو دنیا مین سب سے اونچا پہاڑ ہے اور سطح سمندر سے ۲۹۰۰۲ فیٹ بلند ہے ایک زمانہ مین سمندر کے اندر تھا۔ ایسا ہونے مین کوئی شک نہین ہے کیونکہ اوسکے جرم مین اور نیز اوسکے سطح پر جابجا اب تک آب شور کی چیزین مثلاً گھونگے اور سیپیان بکثرت موجود ہین۔

ڈاکٹر ٹی کوب اپنی مینوال آف جیالوجی مین لکھتے ہین کہ ایک دریائے گنگا ہے جو ہر سال تخمیناً ۳۵۵۳۶۱۴۶۴ ٹن یا قریب قریب ۹۹۵۰۱۲۰۰۰ من صلب مادے بہاکر سمندر مین لیجاتا ہے جبکا اندازہ سر جارلس لائل یہ بتلاتے ہین کہ اس وزن سے تقریبا

۴۶

پریمڈ اعظم (منارہ مصری) کے برابر ۶۰ پریمڈ تیار ہو سکتے ہین۔
مصر کا پریمڈ اعظم گیارہ ایکڑ کے رقبہ پر ہے جسکی بلندی ۵۰۰ فیٹ ہے
اسکا اندازہ ڈاکر کوک دوسری طرح یون تبلاتے ہین کہ ۳۷۹ جہازونکا
بیڑہ ہو اور ہر ایک جہاز پر ۱۰۰۰ ٹن یا ۲۷۰۰۰ من مٹی بھر کر روزانہ
سمندر مین پہونچائی جائے تو دریا گنگا کے یومیہ کام کے اوسط کے
برابر ہو۔ اسطرح دنیا کے ایک حصے مین پہاڑ گھستے اور نابود ہوتے
ہین اور دوسری جانب سے اور تیار ہوتے رہتے ہین

ماہرین علم جیالوجی کی اصطلاح مین پتھر کل انہی اجسام معدنی کو خواہ
وہ نرم ہون یا سخت کہتے ہین جو زمین کی ساخت مین داخل ہین۔
اس تعریف کی رو سے مٹی۔ بالو چکنوٹ اوسیطرح پتھر ہین کہ جسطرح
سخت سے سخت پتھر جیسے بلور اور بلوا پتھر ہین۔
دنیا کے پہاڑونکو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مین بے شمار
پرتین تہہ بہ تہہ تلے اوپر جمی ہوئی ہین اور بعض مین گھسے ہوئے
سنگریزون کے ٹکڑے شامل ہین۔ اس قسم کے پہاڑ یا تو آبی

(اگنیس Agneous) یا وردی (سڈیمنٹری Sedementary یا طبقی (اسٹرافائڈ Stratified) ہین - دو اول الذکر قسمین باعتبار ساخت کے ہین اور آخر الذکر باعتبار تہون یا طبقون کے ہین - ایک اور ہی قسم پہاڑ کی ہے جسمین کوئی علامت پانی کی نہین پائی جاتی ہے - اگر اون مین ریزے ہین تو وہ پانی کے گھسے ہوئے نہین ہین بلکہ بصورت بلور یا قلم ہین جنکے دیکھنے سے ایسا پایا جاتا ہے کہ گویا آگ کے اثر سے پگھل کر منجمد ہوگئے ہین - نہ تو ایسے پہاڑون مین فاسل (نباتی وحیوانی متحجر مادّے) ہونے کی کوئی علامت پائی جاتی ہے اور نہ کسی قسم کی نباتی یا حیوانی مادون کا اثر اون مین ملتا ہے - اس قسم کے پہاڑونکو جیالوجسٹ (ماہرین علم طبقات الارض) اگنیس Agneous آتشی) پہاڑ کہتے ہین -

٦٨

دریاؤن کے پانی کے ساتھ جو مادّے سمندر مین پہونچتے ہین وہ تہہ بہ تہہ جمع ہوتے ہین - جس قدر انکا حجم بڑہتا ہے ویسا ہی

اونکا لنگر بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ ثقل یا بوجھ سے یہ مادے دبتے
اور اونکی تہین کثیف ہوتی جاتی ہین۔ علاوہ دباؤ کے جو آبی مادے
ان مین ہوتے ہین حرارت کے باعث سے اون مین تغیر کیمیائی
پیدا ہوتا ہے اور ذرات کے چسپیدہ ہونے کے لیے مصالحہ کا
کام دیتے ہین۔ یہ مصالحہ زیادہ تر غیر آبی چیزون مثلاً چونے
یا لوہے کے کشتے سے بنتا ہے۔ وہی زمین کے اندر کی حرارت
مادون کے پگھلنے اور مخلوط و ممزوج ہونے مین مدد دیتے ہین۔ بعض ۶۹
تو شدت حرارت سے جکڑ ایسے ہم ہو جاتے ہین کہ بادی النظر مین
ان مین اور آتش الاصل پہاڑون مین کچھ فرق نہین معلوم ہوتا ہے
اس قسم کے پہاڑ کو مٹا مارفک راک کہتے ہین جیسے ماربل (مرمر)
باقی اقسام مین ملوا اور دودہیا قسم کے پتھر ہین۔ ایسے پہاڑونکے
تھونمین بحری جانور خواہ مردہ خواہ زندہ دبکر رہجاتے ہین۔
اونکی ہڈیان پتھرونکے تھونمین باقی رہجاتے ہین یا اونکے
نشان قایم رہتے ہین۔

دُردی (Sedimentary) پہاڑون مین بلواپتھر Sand stone سینڈ اسٹون
کانگ لومریٹ (Conglomerate) گڈر یا پتھر - جسمین گسے ہوئے پتھرونکے
ٹکڑے شامل ہون) لائم اسٹون Lime stone جوئی پتھر) چاک اسٹون
(Chalk-stone کھریا پتھر) اور ماربل (Marble مرمر) باعتبار
اپنی قماش اور ساخت کے مختلف قسم کے پتھر ہین - نیس (Gneiss تیلیا)
قسم کے پتھرون کی ساخت مین کوارٹز Quartz بلور) فلسپار (Felspar رامچ
اور مِنکا (Mica ابرک) مثل گرنائٹ (Granite خارہ)
کے داخل ہین - اس مین سختی بھی ویسی ہی ہے تو بھی اسکی اصل آبی ہے -
جو پہاڑ اگنیس یعنے آتش الاصل ہین وہ دو قسم کے ہین - آتش فشانی
(وُالکینک Volcanic) یا آتشی (پلوٹانک Plutonic) ہین
قسم اوّل مین وہ سب پہاڑ شامل ہین جنکے مادون کا خروج پگھلی ہوئی حالتمین
ہوا - لیکن وہ یا تو سطح کے پاس یا اوسکے قریب اگر سرد ہوئے - برخلاف اسکے
قسم دوم مین وہ سب پہاڑ شامل ہین کہ جنکے مادّے سطح زمین کے قریب نہین بلکہ
تہکم زمین مین بہت اندر مختلف اسباب ثقل سے سرد ہوئے - ناوا یعنے وہ

رقیق مادہ جو کوہ آتشفشان پہاڑون سے نکلتا ہے ایک عمدہ مثل قسم اول کے ہے۔ بسالٹ (Basalt) دوسری مثال اسکی ہے۔ گرنائٹ قسم کے پہاڑ پلومانک کی مثال ہے۔ گرنائٹ ثلاثی قسم کا پتھر ہے جسمین تین معدن ہین (۱) کوارٹز (۲) فلسپار (۳) میکا اور گرین اسٹون مین ہارن بلنڈ واجائٹ یا میکا اور فلسپار شامل ہین۔

آتشی اور آتشفشانی پہاڑونکے پتھرونکی ساخت مین یہ فرق ہے کہ آتشی پہاڑونکے مادے چونکہ تہ تکم زمین مین بہت اندر سرد ہوے ہین جہان ہوا کا اثر تک نہ تھا اس سبب سے انکے پتھرون مین داغ۔ چھالے۔ پھپولے (آبلے) مطلق نہین ہوتے ہین۔ برخلاف اسکے آتشفشانی پہاڑونکے پتھرون مین پھپولونکے علاوہ میل کے داغ اور خطوط امتیاز یہ بھی پائے جاتے ہین۔

اس قسم کے پہاڑونکی دو بہت بڑی قسمین ہین (۱) ٹراکائٹ اور (۲) لیا ٹک ٹراکائٹ قسم کے پتھر کھردرے ہوتے ہین اسی وجہ سے اس قسم کا یہ نام پڑا ہے۔ اسکی ترکیب مین ایک قسم کا فلسپار جسکو سنی ڈائن Sanidine کہتے ہین اور ہارن بلنڈ۔ میکا اور کوارٹز داخل ہین۔

پیومس (Pumice کرنڈ) بھی اسی قسم مین ہے۔

ہندوستان کے دکھنی حصے مین پہاڑ عموماً ٹراپ (Trap) قسم کے ہین۔ ملک دکن مین بلگام سے لیکر گوا تک اور بمبئی سے تا امرکنٹک ..... ۲ مربع میل کے رقبہ مین اسی پہاڑ کا سلسلہ ہے۔ ملک مالوا مین اسی ٹراپ کی ایک اور قسم بہت زیادہ ہے۔

معدنیات کا بیان

آزوئک (Azoic جند) پہاڑونکے دھاتی معدن

آزوئک پہاڑ انسان کے واسطے بہت مفید ہے کیونکہ اس سلسلہ مین بہت بیش قیمت معدنون اور قیمتی پتھرونکے (جواہرات کی) کانین ہین۔ آزوئک پہاڑ کے سلسلے مین بمقام ڈناؤ واقع میسور سونے کی کان ہے۔ سونا ممالک متوسط مین سمبل کے قریب نکلتا ہے۔ اس سلسلہ پہاڑ سے جو دریا گذر کر مہاندی سے ملا ہے وہ تھوڑا سونا بہا کر لیجاتا ہے۔ تانبے کی کانین کڈاپا۔ بلاری اور کرنول واقع احاطہ مدراس مین پائی جاتی ہین۔ لیکن چھوٹے ناگپور والی کانین بڑی ہین ممالک متوسط کے اکثر مقامات پر نرسنگہ پور مین اور راجپوتانہ مین اجمیر

کے متصل اور ریاست راجپوتانہ مین اکثر مقامات پر تانبے کی کانین ہین - سیسہ
کی کانین کڈاپا - کرنول - اور بلاری (احاطہ مدراس مین) اور بھاگلپور ضلع
رائے پور مین اور نیز ہوشنگ آباد مین - اور راجپوتانہ مین الور اور اجمیر اور
نیز اودے پور مین ہین - ان مین سے سب سے عمدہ کان
اجمیر کی ہے جو شہر کے قریب تاراگڈہ پہاڑ کے دامن مین واقع ہے - ہیرا بند بنا جل
پہاڑ کے سلسلے مین کرنول اور ممالک متوسط مین سمبل پور کے متصل اور واگراگڈہ
کے قریب ضلع چاندا مین اور ضلع باندا مین بہ تعداد پنا اور دیگر مقامات مین
جیسے حیدرآباد مین ہیرے کی کانین اور قدیم زمانہ کی کھودی ہوئی کانون کا
نشان موجود ہے - گولکنڈہ کسی زمانے مین بہت بڑا بازار تھا اور شاید ہیرا
تراشنے کیلئے مشہور تھا نہ کہ ہیرے کی کان کے واسطے - کرنڈ اور تامڑا یہ دونون
چیزین بھی آزوئک پہاڑ مین پائی جاتی ہین - کرنڈ بہت بکار آمد چیز ہے - سبک
ہونیکے باعث سے اکثر پانی پر تیرتا ہے - صرف یہی ایک معدن ہے کہ جو سختی مین
ہیرے پر سبقت لیگئی ہے - اگر یہ معدن خالص اور شفاف ہو تو چنی اور نیلم
زمرد وغیرہ بہت بیش قیمت جواہرات کی صورت مین ہوتی ہے - اور

اگر ناقص حالت مین ہو تو کرنڈ ہے ۔

راجپوتانہ مین اکثر جواہرات کی کانین ہین اور جی پور مین تامڑا بہت نکلتا ہے

تیھر کا کوئلہ ۔ یہ دراصل متحجر لکڑی ہے ۔ معدن یا تیھر سے اسکو کوئی تعلق نہین

ہے ۔ دنیا مین پہلے نباتات پھر حیوانات پیدا ہوئے ہین ۔ نباتی زمانہ جسکو جیالوجی

کاربونی فیرس یعنے کوئلہ کا زمانہ کہتے ہین جب تھا تو اوس زمانہ مین جنگل کے

جنگل سمندر کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے ۔ مٹی وغیرہ کے بوجھ سے دبے اور

کیمیائی تغیرات کے وقوع سے ایک مدت مدید مین اسصورت مین ہوگئے ۔

اون علامتون کی جو کانون مین مثل نباتون اور پھلون کے ملنے سے بہت بڑا ثبوت

اسکے اصل کی لکڑی ہونیکا یہ ہے کہ پورے طور پر جلجانے اور راکھ ہوجانے پر جو

اجزا انکے راکھ مین پائے جاتے ہین وہ وہی ہین جو قریب قریب لکڑیون کے راکھ

مین پیدا ہوتے ہین ۔ ہندوستان مین تیھر کے کوئلے کی کانین اکثر مقامات پر ہین

جنمین سے مندرجہ ذیل مقامات بہت مشہور ہین ۔ اوّل تو وہ حصہ بنگال کا ہے

جنمین سے ہوکر دریائے دمودا اور اوسکی معاون ندیان بہتی ہین وہان

اتبک ۱۲۰۰ میل کے رقبے مین تیھر کے کوئلہ کی چٹان پائی گئی ہے ۔ اسی

اسی مقام کا ایک حصہ رانی گنج ہے جسمین ۵۰۰ میل کے رقبہ مین اچھے کوئلہ کا قطعہ ہے اور باقی ناقص کوئلہ کا ہے۔ علاوہ انکے برار۔ چاندا سنگارینی واقع ملک حیدرآباد۔ وآروہ متصل ناگپور۔ کرہا ضلع بلاسپور اور آسام مین بکثرت پتھر کے کوئلے کی کانین ہین۔

جمادات

مندرجۂ ذیل اجزا معدنیات مین علاوہ دھاتونکے قریب قریب کل پتھرونکے ترکیب مین پائے جاتے ہین۔

سلیکا (بالو) کے مرکب۔ الیومینا (پنڈول) ترشہ وکشتہ آہن چونا میگنیشیا پٹاش (جواکھار) اور سوڈا (سجی) چونکہ تمام پتھرونکے جزمین اور مٹیونکے اجزاے ترکیبہ مین داخل ہین۔ اس سبب سے انکا بیان جسقدر متعلق زراعت ہے کسیقدر تفصیل کے ساتھہ لکھا جاتا ہے۔ تاکہ شائقین فن زراعت کو اس علم مین مدد ملے۔ سلیکا (بالو) بلور پتھر مین عموماً ایک جز ہوتا ہے۔ یہ الومینا کے ساتھہ مرکب ملتی ہے۔ مٹیون مین بہ مقدار کثیر ہوتی ہے۔ مٹیون کی ساخت پر اسکا اثر مکانی زراعت کیواسطے

بہت مفید ہے کیونکہ اسکے سبب سے وہ ملایم ہوجاتی ہین اور اون کے
مسامداری بڑہ جاتی ہے۔ نہ صرف سخت چکنوٹ مٹیون کی روان کرنے
یعنے مسامدار کہنے کی ضرورت سے بلکہ مٹیون کے دیگر اجزائے ضروریہ
مثل چونا ٹپاش۔ سوڈا وغیرہ کے ساتھہ ترکیب پاکر انکو نباتات کیلیئے
بکار آمد بنانیکی ایک خاص خاصیت اسمین ہو۔ اس سبب سے اسکا مٹیون مین
ہونا لازمی ہے۔ یہ مزروعہ مٹیو نمین کسی نہ کسی مقدار مین ضرور ہوتی ہے
لیکن دوسری مٹیون مین نہین ہوتی ہے۔ بلوا یا بھوڑ مٹیو نمین اسکی مقدار ۷۶
بہت زیادہ ہوتی ہے بوجہ گرم مزاج ہونے کے جو کہات کہ اسمین دیجاتی
ہے اوسکی اجزا کو متفرق کرکے آمونیا (نوسادر کی روح) کو قبل اسکے
کہ نباتات کی جڑون مین آمونیا کے اخذ کرنے کی قوت آے منتشر کردیتی ہے
ذرے بلور کے یعنے بالو چکنی مٹی مین ملتے ہے تو وہ مرکب مٹی زراعت
کے واسطے بہت عمدہ ہوجاتی ہے۔ الیومینیا (چکنی چھوئی۔ یا پنڈول)
جسمین بالو نام کو بھی نہ ہو آفتاب کی حرارت سے خشک ہوکر مثل اینٹ کے
سخت ہوجاتی ہے۔ جب تر ہوتی ہے تو رطوبت کو مدت تک اپنے مین

قایم رکھتی ہے جسکے باعث سے پانی اور ہوا کو داخل ہونیکا راستہ نہین رہتا ہے - اسیطرح خشک حالت مین لبتگی کے باعث اور تر ہونے پر رطوبت کے سبب گرمی و ہوا اوس مین رہنے نہین پاتی ہے جسکا زمین مین ہونا لابدی ہے - ہوا اور حرارت کا بلا تکلف میٹون مین گذر ہونا ضروری ہے کیونکہ انہین کے اثر سے حیوانی اور نباتی مادے سڑ اور گل کر مٹی کے جز ہو جاتے ہین - انکے ترشے چونیکے ساتھہ ملکر مفید نمک بناتے ہین - لیبگ صاحب لکھتے ہین الیومینا جب چونے کے ساتھہ ملتی ہے تو سلیکیٹس کے نمک بنتے ہین - پروفیسر جانسٹن اور لیان پلیفیر کی تحقیقات سے اب بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ سلیکیٹس کے ممکونکی تیاری کیواسطے چونے کا سلیکا کے ساتھہ ترکیب پانا کافی ہے - ترشہ وکشتہ آہن - لوہا اپنے ان دونون حیثیتونسے میٹون مین بمقابلہ چونے کے بہت زیادہ ہوتا ہے - شایقین فن زراعت کو ترشہ آہن اور کشتہ آہن کے فرق کو بخوبی سمجھہ لینا چاہیے - ترشہ آہن نباتات کے حق مین سم قاتل ہے کیونکہ اسمین آکسیجن کا صرف ایک ہی جز ہوتا ہے - یہ زیادہ تو کالس مٹی مین ہوتا ہے - برخلاف اسکے کشتہ آہن ہے جو نباتات کی غذا کا ایک

ضروری جزو ہے - یہ کتھا متی یعنے سطح کے اوپری حصے مین ہوتا ہے کیونکہ
ہوا کے اثر سے اسمین دو جز اکسیجن کے مل جاتے ہین مثل الیومنیا کے اسمین بھی
ہوا سے محیط سے آمونیا جذب کرنے کا خاصہ ہے - اور نباتی مادون کی
تفریق مین مدد دیتا ہے - چونا الکی یعنے کہار ہے یہ زیادہ تر گندک
اور شورہ کے تیزابون کے لیکن کثرت سے کوئلہ کے ترشہ کے ساتھ بصورت
کنکر پایا جاتا ہے - اگر کنکر تیزاب مین پھینکدیا جائے تو کوئلہ کا ترشہ جدا
ہوکر ہوا مین ملجائیگا - جو چیز باقی رہجائیگی وہ کلس - قلی - یا کلی ہے - چونا
پانی مین ایک حد تک محلول ہوجاتا ہے - لیکن پتھر یا کنکر پانی مین حل نہین
ہوتا ہے - پھونکا ہوا چونا - کہلا ہوا رکہین تو ہوائے محیط سے کوئلہ کے ترشے
کو جذب کرکے مثل کنکر یا پتھر کے سخت ہوجائیگا - چونا مٹیون کے سلیکیٹس کو
گلاکر اوسکا تیزاب (سلیسک ایسڈ) اپنے مین لیکر سلیکیٹس آف لائم بنجاتا ہے
اور پودہون کی نرمی یعنے پٹھے کی مضبوطی کیلئے سلیکا کو تیار کردیتا ہے
اور خود مفید نمک بنجاتا ہے -

منگنیز یا (منگنیشیا) یہ ایک معدن مثل چونے کے مفید ہے - اسکے مرکب اکثر

کلورین (نونارن) کے ساتھہ ملے ہین۔ یہ معدن ڈولومائٹ پتھر مین بہت ہوتی ہے اور چونے کے مرکبات کے ساتھہ میٹون مین اور نباتات کی راکھہ مین اکثر پائی جاتی ہے۔ وہ دہات جسکو کینیٹ کہتے ہین اوسمین اسکا کلورائڈ بمقدار کثیر ہوتا ہے۔ پٹاش (جو اکثر) میٹون اور نباتات کی راکھہ کا جزو اعظم ہے۔ اناج کی نرمی یعنے پیرون مین مکبرتہ ہوتا ہے۔ پٹاش کسی نہ کسی صورت مین قریب قریب سب قسم کے میٹون اور پتھرونمین ہوتا ہی۔ پٹاش پانی مین قابل حل ہے سونے یا چاندی کیطرح گھڑیون تیزاگ پر پگھلتا ہے اور سانچونمین ڈہل سکتا ہے۔ سوڈا (سجی) الکلی ہے اور نمک پٹاش سفید اور پانی مین قابل حل ہی۔ میٹون اور پتھرونمین ہوتا ہے مگر مزروعہ نباتات کی راکھہ مین نہین پایا جاتا ہے۔ کہانیکے نمکونکا جزو اعظم ہے سمندر کے پانی اور بحری نباتات کی راکھہ مین بہت کثرت سے ہے۔ پنجاب کی لونا نامی گھاس مین بمقدار کثیر ہے جس سے سجی نکلتی ہے۔ سوڈا بھی گلانے سے گلتا ہے اور تیز آنچ پر رکھنے سے بخار ہوکر اوڑ نے لگتا ہے۔

حصہ دوم مین تحت بیان میٹونکی اصلیت اور ساخت وغیرہ اس علم کے بعد دیگر مسائل کا بیان دوسری طرح ہوگا فقط

راقم
سید علیحسین

اشتہارات

فیروزالدین کی بنظیر شہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور ستی دوائیان

جوب خیری یعنے "فیروز نرد ائین پلز ٹانک" انسان کی صحت سلسلہ اور مترطبیہ دوائی جسکو ہندوستان ہر نے مفید نامہ سے اس دوائی نے میڈیکل افسران حکما اور عام سلک سے بڑی تصدیق حاصل کی ہے کہ جسمانی کمزوری ضعف باہ ضعف دماغ ضعف دماغ - لقوہ - اور سرنگ - سرعت انزال وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانیکلیے اور خصوصیت کے ساتھ ہیجانہ بنظیر اثر کے ساتھ جو انیکی غلط کاریون اور ذاحتیاطیون کے نقص دور کرنیمین بنظیر ہین - اون لوگون کو دوبارہ جوانے ملکہ شباب کا لطف دکھانیوالی ہے خلوکرت مجامعت یا ..... نے بالکل نکما کردیا ہو - دنیامین اگر کوئی عیش کی دوائی ہے تو یہ ہے بکس ۸ گولی

عبہ روغن طلا - اکسیر برائے نامردی ستی اعصاب وغیرہ شیشی لعا - **جوہر عشبہ** یعنی تریاق برائے آتشک فسادات خون درد کہنہ - خارش پھوڑا پھنسی وغیرہ شیشی کلان لعا خورد **عبہ فیروز بام** - اکسیر برائے دمہ - کھانسی تر و خشک نزلہ زکام آواز بیٹھ جانا شیشی خورد ۱۲ کلان **عبہ تب تلی** کا علاج اکسیر ہے - گولیان ۱۲ عرق **عبہ** ہزاروان الیوس مرلیض خدا وند تعالے فضل سے صحت یاب ہوئے ہین - تھوڑے عرصہ کے مریض کیلئے یہ گولیان کافی ہین پرانے مریض کیلئے دولون چاہئین **جوہر تب** جاوہرا عرق مشہور ہے ایک شیشی سے ۶ مریض صحت پاتے ہین شیشی ۱۲ **حب بواسیر** بادی ہو یا خونی اکسیر ہین فی بکس **عبہ فیروز سہرب** اسکے استعمال سے عادات افیون وچانڈو وغیرہ بغیر تکلیف چھوٹ جاتی ہے نہ اسمین زہر ہے نہ رنڈاپہ ہے صرف لوٹی ہوئی تپ تپا رکھتی ہے شیشی **عبہ جوالہ** سوزاک وقرحہ - اس مرض موذی کیلئے اکسیر ہے شیشی لعا **باڈی گارڈ** دوائی ہیضہ وبد ہضمی شیشی **عبہ** .....

دیکھو تازہ شہادت - جناب ڈاکٹر حسین شاہ صاحب رائے بہادر سول سرجن و سپرنٹنڈنگ میڈیکل افسر ضلع جھنگ ۲۶ اکتوبر ۹۲ء کو آنکھ جوہر عشبہ چند مریضون مین آزمایا گیا عمدہ مصفی خون نکلا ہے **جناب** ڈاکٹر حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ صدر سیالکوٹ ۲۴ اکتوبر ۹۲ء - آپکی جوب خیری تجربہ کیگئین - اب مین کہ سکتا ہون کہ بیشک یہ گولیان ضعف باہ کیلئے جاسکہ جوانیکی غلط کاریون کے سبب نامردشدہ کیلئے نہایت مفید ہین - **گورنمنٹ عالیہ** انگلشیہ کالور مین فوجی اعلی سے اعلی عہدہ دار جناب بلیک صاحب بہادر - ۱۱ نومبر ۹۲ء مقام ڈلہوزی (ترجمہ خط انگریزی) برائے مہربانی بوتل کلان فیروز بام و پلز ایسی بھیجدیجئے درحقیقت تمہارا فیروز نام وتہ کھانسی کیلئے نہایت مفید ہے **جناب** منشی دوست محمد خانصاحب - از مقام جوہر کانہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۱۰ نومبر ۹۲ء کو تحریر فرماتے ہین - جناب کی فرمایش معاملگی اور راستبازی کی مین جہانتک تعریف کرون صحیح اور درست ہے آپکی راستبازی سے ہزارہا بندگان خدا فیضیاب ہوئے ہین جنمین سے ایک ادنے یہ شکر گذار ہی ہے بیشے آپکی جوب خیری و عبہ روغن طلا و جوہر سوزاک کا ضرور تاً دوستون مین استعمال کیا - یہ سب ایسی سریع التاثیر اور بنظیر ثابت ہوئین کہ بیان نہین کرسکتا مین نے اپنی تمام عمرمین ایسی کوئی دوائی نافع نہین پائی آپکی تعریف مین جہانتک کرون لاریب درست ہی - مجھے بھی فائدہ ہو گیا -

المشتہر (فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر پنجاب)

ہندوستان مین پیدا شدہ مرضون کا علاج

(مندرجہ ذیل اودیہ راقم سے استحانا منگا کر دیکھو)

شربت مقوی اعصاب - یہ سرلہا فاخر قابل اعضا وصلبی طاقت کیلئے جو کثرت فواحشات وسکرات وطفولیت کی بدکاریون وکثرت محنت سے ضعف دماغ معدہ وجگر و دل و سر و کمر قبض تار کی چشم ہریان وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کرنیوالے ہون دور کرکے شباب وعادۂ انسانی کو دست کرتا ہے **بعیت** شیشی لعہ **سوزاک** وقرحہ نیا علی العموم ۴۸ گھنٹہ مین اور پرانا جلد زائل ہوتا ہی - درد و ریم علی سوزش دور ہوتی ہی **غشیشی** صمہ **روغن** خارجا لگانیسے اون عوارض کو جو سوء استعمال وخلاف قدرت عامل ہونیسے انپر ہاتھون تا

خواب کر چکے ہوں فقیہ لہ للعہ حب آشک بلاسنہ وقتی دست دور کرکے دوبارہ نہیں پہونتا دو ہفتہ کی استعمال کیلئے للعہ ہیرا سہاگہ دلربا خرنبو کی علاوہ بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ زکام زیرش علت حنکو اونی اونی بالو نسے ہوجاتا ہے۔ آواز بھاری ہوجانا کھانسی وغیرہ کو دور کرتا ہے ضعف دماغ دلبر کو پیدا نہیں ہونے دیتا تپشی سے سرمہ مجیرا سقوی بصر حافظہ بینائی دہند جالا پانی جانا خارش سرخی وغیرہ دور کرتا ہے دو بلاسہ کیلئے سے سرسنون عجیب الاثر ہلتے دانت کو مضبوط کرتا ہے درد بدبو مسل گوشت خورہ مشورہ نکلی خواہ دفع کرتا ہے ۴ تولہ کیلئے عہ رحب دایمی قبض درد شکم قراقر نفخ ریاح درد کمر کمی انتہا زدی چشم دل کا دھڑکنا ہاتھ پاؤں کا جلنا خرابی ایام حیض عرق النساء کھانسی سے پانی جانا وغیرہ دور ہوتا ہے چار ریزن کیلئے عہ رحب دیابطیس تشنگی بار بار آنا پیشاب کا لاغری کھوالی دشکر کو دور کرکے توانگر پیدا کرتا ہے جگر کو درست بناتا ہے اکسیتولہ کیلئے ۵ عہ حب لواسیر درد جریان خون وغیرہ کو دور کرتا ہے دو نقطہ کیلئے عہ روغن اعجاز اسکا اعجاز دیکھنا ہے تو امراض سرطان بدہضمی نزلہ تالو کا سوراخ ہنکنا دین دیکھو جب زخم نہیں کیڑا پڑے اور کرم جریان ریم سے ناک میں دم ہو تو آزماؤ لگاتے ہی درد دور بدبو کافور ہو زخم دونوں میں ہتر ہاتے دو تولہ کیلئے عاجت قایم مقام انہیں کہنا بیوالا زندہ در گور دنیا کے لطف سے محروم دیکھا جاتا ہے اسلئے اگر چھوڑنا چاہو ملا تکلف چھوڑ سکتے ہو مہمہ خضاب زینت شباب چندیت میں نیا رنگ نیا ڈھنگ آثار پیری مفقود علامات جوانی تنہو قیمت شیشی ۳ المشتہر حکیم ڈاکٹر غلام نبی فرید تاالحکما ایڈیٹر رسالہ فاصحا ہو

کانپور کا قدرتی جوہر (چمڑہ کی دباغت وسامان کی تیاری)

جیسا کہ تمام ہندوستان میں صرف کانپور ہی کو یہ فوق حاصل ہے کہ مشتمل ولایت کے چمڑے کی دباغت واسباب کی تیاری میں اپنا آپ نظیر ہے ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامان کی تیاری کی خصوصیت حاصل ہے۔ یعنی جنکی اول و بعد کی قیمت چار گنا تی ہے بالکل اعلیٰ درجہ کے چمڑے و پیزار ون کے ساتھ دباغت کا سامان سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہے اور تمام دکان ولایتی اوزار رکھنے اور نہایت ہوشیار کاریگر رکھنے کام لیا جاتا ہے اسکا بھی پورا لحاظ رہتا ہے کہ جس جس مقام کا چمڑا جائز کی جس کا ناقص ہوتا ہے ہرگز نہیں کہا جاتا بلکہ بلا خیال کسی نقصان کے نکالدیا جاتا ہے اور سلائی بھی کسی پیزے پر سوت کی نہیں ہوتی بلکہ تیدکی اس حسن صاحبو کو درستی یا تیاری کسی سامان چرمی کی مدنظر ہو مفصل فہرست اردو یا انگریزی کا رخانہ ہذا کی طلب فرماکر طلب فرماوین اور ایک ہی آڈر میں کارخانہ کی معاملت کا حسن وقبح معلوم فرماوین۔ علاوہ اسباب چرمی کے ہر قسم کا اسباب مثلاً جیبی گھڑیاں وکلاک وٹیم جس حوتہ ساختہ کانپور لوٹ گورنگاں دھونہ وگیٹس وپیتلہ وتوسدان ونیز ہر قسم مراد آبادی وکپڑا ولائتی ودیسی ہر قسم کا وترین سبی وعطر وغیرہ جس قسم کی فروخت ہو دوسرے سوداگر و کمیشن ایجنٹ کانپور وبمبئی کی فہرست ملاکر اوس فہرست کی جس چیز کو میری کمیشن ایجنسی میں منگانا منظور ہو اوس چیز کے نمبر فہرست مذکور سے ارقام فرماکر طلب فرماوین انشاء اللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے ارزپیہ کی تخفیف سے ارسال ہوگی۔

نامی ومعتبر کارخانہ عطر لکھنؤ

عرصہ دراز سے یہ کارخانہ بہ نیکنامی و بحال وصفائی معاملت کے شہرت پذیر ہے ونیز اسناد و سرٹیفکیٹ وتمغہ درجہ اوّل کے حاصل کئے ہوئے ہے اسکے مال کے عمدہ ہونیکی دلیل یہی ہے کہ ایک مرتبہ طلب فرماکر امتحان کیا جائے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے بذریعہ ویلیو پی ایبل یا نقد قیمت آنے پر تعمیل ہوسکتی ہے۔ علاوہ ان عطروں کے اور عطر بھی جنکی فہرست علیحدہ ہے طلب فرماکر ملاحظہ فرمائیں۔

عطر موجودہ کارخانہ

خاکہ تولہ عہ للعہ ر	چنبیلی تولہ عہ ر عہ	کیتکہ تولہ للعہ ر عہ	موتیا تولہ ر عہ للعہ عہ	بنداق سوگرہ تولہ ر عہ	حس تولہ ر عہ
شاہ الم تولہ عہ ر	چمپا تولہ عہ ر	کیوڑہ ر عہ	گلاب گلاب تولہ عہ ر	مشی تولہ عہ ر	سہاگ تولہ عہ ر
سولہ تولہ عہ ر	روح حس تولہ ر	مجموعہ تولہ عہ	عروس تولہ عہ	موتیا الہ آبادی للعہ	عطر شہناز تولہ عہ
اگر تولہ ر	گولاب جوہر دار تولہ	ایضاً غیر دار تولہ	تمام خوشبودار تولہ	تمام دیگر تولہ	عطر جوہی تولہ عہ

حسن

بابت ماہ جون ۱۸۹۳ء

صفحہ

کتب خانہائے اسلامی از جناب مولانا محمد شبلی صاحب نعمانی (۱)

(اس مضمون کے صلہ میں ایک اشرفی نذر دی گئی)

حالات عمارات بیجاپور از جناب نواب علی محمد خاں بہادر (۲۹)

تعلیم جبری " " مترجمہ محمد عبدالواجد صاحب " (۴۷)

در مطبع مفید عام آگرہ بتہتمام محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم طبع شد

۱۸۹۳ء

اسلامی کتب خانے

اسلامی قدیم کتب خانون کی یہ ایک نہایت اجمالی تاریخ ہے۔ اگرچہ اس امر سے کسی شخص کو انکار نہین ہوسکتا کہ تصنیف و تالیف اور علمی ذخیرون کا مرتب و محفوظ رکھنا مسلمانون کا قومی شعار تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانون کے عہد مین جس کثرت سے جابجا کتب خانے اور دار العلم پائے جاتے تھے شاید دنیا کی تاریخ مین اوسکی نظیر نہین مل سکتی تاہم یہ سخت تعجب ہے کہ کتب خانون کے حالات مین آج تک کوئی کتاب بلکہ مضمون تک نہین لکھا گیا جغرافیہ کی کتابون مین کسی شہر کا حال لکھتے ہین تو ہر قسم کی عمارتون کا ذکر کرتے ہین۔ لیکن کتب خانون کا نام تک نہین آتا یہی خیال ہے جسنے مجھکو اس مضمون کے لکھنے پر آمادہ کیا۔ اگرچہ مین تسلیم کرتا ہون کہ عنوان کے لحاظ سے مضمون کو نہایت مفصل اور بسیط ہونا چاہیئے تھا لیکن جن واقعات کو قدمانے نظر انداز کردیا ہو اونکے متعلق نہایت مشکل سے کچھ اجمالی حالات مل سکتے ہین اور مفصل تو بالکل نہین ملتے۔ اسلیے مجبوراً ہمارے ناظرین کو اسی پر قناعت کرنی چاہیئے۔

یہ مضمون اگرچہ بظاہر عنوان کی حیثیت کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے لیکن اوس سے دو اور مہتم بالشان مسئلون کا فیصلہ ہوسکتا ہے جو تعلیم یافتہ ملکون مین مدت سے زیر بحث

ہین اور جنکی نسبت بڑے بڑے مشہور مصنفون نے تعصب آمیز غلطیان کی ہین۔ وہ مسئلے یہ ہین (۱) مسلمانون نے غیر قومون کی یادگارون کے ساتھہ کیا سلوک کیا؟ (۲) مسلمانون نے غیر قومون کے متعلق جو تاریخی حالات لکھے وہ کہان تک قابل اعتبار ہین؟۔

اسلام مین کتابون کے جمع کرنے اور کتب خانہ کی صورت مین ترتیب دینے کا زمانہ اگرچہ دولت بنی امیہ کے عہد سے شروع ہوتا ہے لیکن اس امر کی تحقیق کے لیے کہ جو خزانہ دولت بنی امیہ کے عہد مین جمع ہوا اوسکا سرمایہ کہان سے آیا ہوگا۔ ہمکو اس سے پیشتر زمانہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ عرب مین شعر و شاعری اور انساب کا چرچا اگرچہ نہایت قدیم زمانہ سے ہے مگر تحریر کا مطلق رواج نہتھا۔ سب سے پہلے جنسے اس فن کی بنیاد ڈالی وہ قبیلہ طے کے تین شخص تھے یعنی مرامر۔ اسلم۔ عامر۔ ان لوگون نے ایک جامع ہوکر حرفون کی شکل اور وضع قرار دی اور حروف ہجا اوس ترتیب سے مقرر کیے جیسے سریانی زبان مین تھے ان لوگون سے حیرہ والون نے سیکھا۔ حیرہ والون کا ایک شاگرد جسکا نام بشر بن الولید تھا اور دومۃ الجندل کا رئیس تھا کسی کام سے مکہ معظمہ گیا۔ وہان سفیان (امیر معاویہ کے باپ) سے ملاقات ہوئی۔ سفیان نے اوس سے اس فن کے سیکھنے کی درخواست کی چنانچہ سفیان اور ابو قیس بن عبد مناف دو شخص اوسکے شاگرد ہوئے اور چونکہ یہ دونون تجارت کے ذریعہ سے طائف آیا جایا کرتے تھے۔ طائف مین بھی تحریر کا رواج ہوگیا۔ بشر نے مصر اور شام مین بھی بہت لوگون کو شاگرد کیا اور رفتہ رفتہ اکثر قبائل مین تحریر کا رواج ہوگیا یہان تک کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو صرف ایک قبیلہ قریش مین ۱۷ شخص صاحب قلم

عرب مین تحریر کی ابتدا کب ہوئی

موجود تھے جنمین یہ حضرات بھی تھے - عمر بن الخطاب - علیؓ بن ابیطالب - عثمان بن عفان ابو عبیدہ بن الجراح - عورتون مین بھی اس فن کا رواج ہوچلا تھا چنانچہ حضرت عمر کے گھرانے مین شفا بنت عبداللہ اور حضرت حفصہ لکھنا پڑھنا جانتی تھین - مدینہ منورہ مین بھی اسلام سے پہلے تحریر کا رواج تھا جسکے موجد یہود تھے[1]

اس سے بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اشعار و قصاید جو عرب کی تمدن و معاشرت کی اصلی تصویر ہین اور جو اب تک زبانی روایت ہوتے آتے تھے قلمبند ہونے لگے اور انکی حفاظت کا بڑا ذریعہ نکل آیا چنانچہ سات مشہور قصیدے جو معلقات کے نام سے مشہور ہین آب زر سے لکھے گئے اور کعبہ پر آویزان کیے گئے -

اسلام کے آغاز یعنی جناب رسالت پناہ کی عہد وفات تک جو تحریری سرمایہ وجود مین آیا وہ قرآن مجید کی متفرق سورتین - رسول اللہ کے نامہاے مبارک - صلح حدیبیہ وغیرہ کے معاہدے - شعرا کے قصاید تھے - آنحضرت کے بعد اگرچہ تحریر و کتابت کو زیادہ وسعت ہوئی لیکن امیر معاویہ کے زمانہ تک جو کچھ سرمایہ وجود مین آیا وہ زبان یا مذہب کے متعلق تھا - امیر معاویہ نے جب دمشق مین تخت سلطنت پر اجلاس کیا تو ایک عیسائی طبیب جسکا نام ابن اثال تھا دربار مین حاضر ہوا اور امیر معاویہ نے اوسکی بہت قدر کی - اوسنے انکے استعمال کے لیے طب کی بعض کتابین عربی زبان مین ترجمہ کین اور یہ پہلا اضافہ تھا جو عرب زبان کے سرمایہ مین ہوا - اگرچہ اسکے بعد عرب کا تحریری سرمایہ برابر ترقی کرتا گیا

عرب کی زبان مین غیر قوموں کے علوم کا اضافہ

[1] یہ تمام تفصیل فتوح البلدان بلاذری کے حالہ مین مذکور ہے ۱۲

لیکن یہ پتہ لگانا مشکل ہے کہ ان تحریرون کو ایک منتظم کتب خانہ کی صورت مین کس نے جمع کیا اور اس اولیت کا فخر کس کو حاصل ہے۔ ہمارے مورخین تو ان باتون کو مہتم بالشان نہین سمجھتے کہ اونکے لیے جداگانہ عنوان بنائین۔ البتہ کہین کسی ضمنی تذکرہ مین کچھہ ذکر آجاتا ہے تو اوس سے کچھہ کچھہ پتہ چلتا ہے۔ علامہ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا مین حکیم ماسرجویہ کے حال مین لکھا ہے کہ "حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ماسرجویہ کی ایک کتاب جو اوسنے سریانی زبان سے عربی زبان مین ترجمہ کی تھی خزانۃ الکتب (کتب خانہ) مین پائی اور کتب خانہ سے نکلوا کر اوسکے نسخے نقل کرائے"۔ اس تصریح اور نیز اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ کتب خانہ کا طریقہ اس عہد سے پہلے قائم ہو چکا تھا۔ غالبًا اول جس شخص نے اس طریقہ کی بنا ڈالی وہ خالد بن یزید بن معاویہ تھا۔

عمر بن عبدالعزیز کا کتب خانہ

مؤرخ بن خلدون کو تو تعجب اور انکار ہے کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ مین ایسا مذاق علمی کہان پیدا ہو سکتا تھا اور اسلیے انکے نزدیک خالد کے واقعات افسانہ سے زیادہ رتبہ نہین رکھتے۔ لیکن علامہ ابن الندیم نے اسکی نسبت لکھا ہے کہ "خالد بن یزید حکیم کے لقب سے پکارا جاتا تھا وہ خود فاضل تھا اور بلند ہمتی کے ساتھہ علوم کی محبت رکھتا تھا۔ اوسکو صنعت کا خیال آیا تو اوسنے اون یونانی فلاسفرون کو جمع کیا جو مصر مین رہا کرتے تھے اور فصیح عربی بولتے تھے۔ ان لوگون کو اوسنے حکم دیا کہ علم صنعت مین جو جو کتابین یونانی اور قبطی زبانون مین ہین اونکے ترجمے عربی زبان مین کرین"۔ یہی مؤرخ ایک دوسرے موقع پر لکھتا ہے کہ "خالد کے لیے طب۔ نجوم۔ کیمیا کی تصنیفات عربی زبان مین ترجمہ کی گئین"۔ خالد خود بھی مصنف تھا اور اوسکی تصنیفات

خالد بن یزید کا علمی لقب

مین سے جو کتابین صاحب ابن الندیم کے زمانہ تک موجود تھین اور خود اس مؤرخ کی نظر سے گذرین
اونکے یہ نام ہین - کتاب الحرارت - کتاب الصحیفۃ الکبیر - کتاب الصحیفۃ الصغیر

ان دو باتون کے ثابت ہونیکے بعد یعنی یہ کہ دولت امویہ مین حضرت عمر بن عبد العزیز
کے زمانہ سے پہلے شاہی کتب خانہ قائم ہو چکا تھا - اور یہ کہ خاندان اُمیّہ مین اوّل جس
شخص نے قدیم تصنیفات کی جستجو اور تلاش کی وہ خالد بن یزید تھا - یہ قیاس یقین کے
قریب پہونچ جاتا ہے کہ کتب خانہ کی اوّل جسنے بنیاد ڈالی وہ یہی خالد تھا - خالد کے بعد
تالیفات اور تصنیفات کو بے انتہا ترقی ہوئی - اشعار عرب - لغت - انساب - ایام العرب
غزوات - سیر - تفسیر - حدیث - فقہ - کلام وغیرہ کے متعلق ایک بڑا سرمایہ پیدا ہو گیا -
خلیفہ منصور نے غیر زبانون کی سیکڑون کتابین عربی مین ترجمہ کرائین - یہانتک کہ
خلیفہ ہارون الرشید نے اوس عجیب و غریب عظیم الشان دار العلم کی بنیاد ڈالی جس کا
نام **بیت الحکمۃ** تھا -

بیت الحکمۃ

یہ بیت الحکمۃ دو حصون مین منقسم تھا - ایک کتب خانہ کے لیے خاص تھا اور دوسرا
غیر زبانون کے ترجمہ کے لیے - اس عظیم الشان کتب خانہ مین عربی زبان کے علاوہ
ہندی - فارسی - یونانی - قبطی - کالڈی - زبانون کی بیشمار کتابین مہیا کی گئین تھین -
یحییٰ بن خالد برمکی نے جو ہارون الرشید کا وزیر اعظم اور خلافت عباسیہ کا چشم و چراغ تھا -
ہندوستان مین قاصد بھیجے اور بڑے بڑے نامی پنڈت اور حکیمون کو دربار مین بلایا -
یہی پنڈت تھے جنکی وجہ سے ہندوستان کا بہت بڑا سرمایہ علمی بغداد مین پہنچا - فارسی

تصنیفات زیادہ کثرت سے فراہم ہوئین کیونکہ خاندان برامکہ فارسی الاصل تھا اور انکو اپنی زبان اور علوم کے ساتھہ نہایت محبت اور شیفتگی تھی - اسی کا اثر تھا کہ کتب خانہ کے افسر فارس کے خاندان سے تھے - ہارون الرشید نے کتابونکی فراہمی اور تدوین کے ذوق مین نہایت بے تعصبی سے کام لیا جسکا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ **علان شعوبی** کو بیت الحکمہ مین ترجمہ و کتابت کی خدمت پر مقرر کیا حالانکہ یہ شخص ہمیشہ **عرب** کی ہجو گوئی مین مصروف رہتا تھا اور قبایل عرب مین سے ہر قبیلہ کے عیوب مین الگ الگ کتاب لکھی تھی -

مامون الرشید نے اپنے عہد مین اس کتب خانہ کو نہایت ترقی دی اور بہت سے ایرانی علما اوسکے مہتمم اور افسر مقرر کیے - جنہین اکثر مثلاً سہل بن ہارون - سعید بن ہارون وغیرہ شعوبی[۵۱] تھے جو عرب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اونکے عیوب کی پردہ دری کرتے رہتے تھے - اس سے یہ نہین خیال کرنا چاہیے کہ **مامون** کو قومی حمیت کا پاس نہ تھا - لیکن مشکل یہ تھی کہ فارس کی تصنیفات کے زیادہ تر واقف کار بھی **شعوبی** تھے اور اسلیے اونکے انتخاب سے چارہ نہ تھا -

مامون الرشید کا فارسی تصنیفات کے ساتھہ مزید اہتمام

اسکے سوا مامون رشید کو فارس کے ساتھہ ایک خاص تعلق بھی تھا - وہ مان کیطرف سے فارسی الاصل تھا - فضل بن سہل جو اوسکا وزیر اعظم اور خلافت کا بانی تھا فارسی تھا - اوسکے اکثر درباری بھی فارسی نسل سے تھے - ابتداے خلافت مین جب وہ مرو مین رہا کرتا تھا فارسی اثر اوسپر اسقدر غالب آگیا تھا کہ فارسی ہی تصنیفات پیش نظر رکھتا تھا اور وضع لباس

[۵۱] شعوبی ایک عجمی فرقہ تھا جو عرب کی تحقیر و مذمت کرتا تھا - اور انکے عیوب کی پردہ دری کرنا اپنا فرض جانتا تھا -

طریق انتظام بلکہ خیالات مین بھی فارسیون ہی کی تقلید کرتا تھا۔ یہانتک کہ اردشیر کی تزک کو دستور العمل قرار دیا تھا۔ اس لحاظ سے یہ تعجب کی بات نہین کہ اوسنے فارسی تصنیفات کی طرف زیادہ توجہ کی لیکن وہ اور زبانون کی تالیفات کے بہم پہنچانے مین بھی بڑے شوق سے مصروف رہا۔ یونانی کتابون کے جمع کرنے اور اونکے ترجمہ کرانے مین اوسنے جو تعجب انگیز کوششین کین اونکو ہم گذشتہ تعلیم اور المامون مین مفصل لکھہ چکے ہین۔

مامون نے اس عظیم الشان کتب خانہ مین عرب جاہلیۃ کے زمانہ کا بھی بہت کچھہ سرمایہ جمع کیا تھا۔ جاہلیون کے قصائد اور اشعار کے علاوہ اوس زمانہ کے خطوط۔ دستاویزات۔ معاہدے۔ جہانتک مل سکے۔ نہایت کوشش سے فراہم کیے تھے۔ اُسکے کتب خانہ مین عبد المطلب بن ہاشم کے ہاتھہ کا لکھا ہوا قرضہ کا ایک رقعہ موجود تھا جو چمڑے پر لکھا ہوا تھا اور اوسکے یہ الفاظ تھے۔ حق عبد المطلب بن ہاشم من اھل مکۃ علی فلان بن فلان الحمیری من اھل ونزل صنعا علیہ الف درھم فضۃ کیلا بالحدیدۃ ومتی دعاہ بھا اجابہ شھد اللہ والملکان۔

جاہلیۃ کے زمانہ کی ایک دستاویز

ابن ابی الحریش جو ایک مشہور جلد ساز تھا کتب خانہ مین جلد سازی کے کام پر مامور تھا مامونی کتب خانہ کی وسعت اور کتابونکی کثرت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ باوجود اسکے کہ بغداد پر اکثر تباہیان آئین اور انقراض زمانہ سے اوسکے علمی خزانے ہمیشہ برباد ہوتے رہے۔ تاہم اس کتب خانہ کی بچی کھچی بہت سی کتابین ساتوین صدی ہجری تک موجود تھین جو خوش قسمتی سے علامہ ابن ابی اصیبعہ کو ہاتھہ آئین۔ علامہ موصوف نے اِن کتابون کا ذکر

حنین بن اسحٰق کے ترجمہ مین کیا ہے اور لکھا ہے کہ اون پر حنین کے ہاتھہ کی تحریرین تھین اور مامون کا طغرا بنا ہوا تھا۔

مامون کے عہد سے کتابون کے جمع کرنے کا شوق تمام بغداد مین پھیل گیا۔ اکثر وزرا و امرا بلکہ عام علما بڑی بڑی کتب خانے رکھتے تھے اور کتابون کے مہیا کرنے مین بیدریغ روپیہ صرف کرتے تھے۔ فتح بن خاقان۔ متوکل باللہ کے وزیر نے جو عظیم الشان کتب خانہ جمع کیا تھا اور جسکا مہتمم علی بن یحییٰ منجم تھا اوس زمانہ مین عموماً بے نظیر خیال کیا جاتا تھا۔ محمد بن عبدالملک زیات جو خلیفہ واثق باللہ کا وزیر تھا کتابون کی نقل و کتابت و ترجمہ پر ہمیشہ دس ہزار روپیہ صرف کرتا تھا۔ ابن الندیم نے کتاب الفہرست مین لکھا ہے کہ علامہ واقدی نے جب وفات کی تو چھ سو قمطر کتابین چھوڑین اور ہر قمطر دو آدمیون کا بوجھ تھا۔ حالانکہ مرنے سے پہلے وہ اپنے کتب خانہ کا ایک حصہ دو ہزار اشرفیون کو بیچ چکے تھے۔"

چوتھی صدی کے کتب خانے

یہ شوق برابر ترقی کرتا گیا یہانتک کہ چوتھی صدی مین تمام ممالک اسلام مین جابجا کثرت سے کتب خانے تیار ہو گئے چنانچہ اس صدی کے بعض مشہور اور نادر کتب خانون کا ذکر ہم کسیقدر تفصیل کے ساتھہ کرتے ہین۔

حکم مستنصر کا کتب خانہ

اس زمانہ مین غالباً سب سے بڑا کتب خانہ جو تیار ہوا وہ اسپین کا کتب خانہ تھا جسکو حکم مستنصر نے قائم کیا تھا۔ مؤرخ بن خلدون و صاحب نفح الطیب نے اس کتب خانہ کی جو کیفیت لکھی ہے وہ درحقیقت تعجب انگیز ہے۔ حکم خاندان بنی امیہ کا (جو اسپین مین حکومت کرتے تھے) ایک مشہور خلیفہ تھا۔ اوسکی سلطنت نہایت وسیع اور منتظم تھی۔ وہ بہت بڑا وسیع النظر عالم تھا اور

کتابون کے جمع کرنے کا اسقدر شایق تھا کہ ملک کا خراج اوسکے مصارف کے لیے کافی نہین ہوتا تھا۔ اسپین۔ شام۔ مصر۔ بغداد۔ فارس۔ خراسان کے اضلاع مین اسکے سیکڑون گماشتے اور سوداگر اس کام پر مامور تھے کہ نادر اور عمدہ قدیم وجدید کتابین بہم پہونچائین۔ علامہ ابوالفرج اصفہانی نے جب کتاب الاغانی ختم کی تو حکم نے خاص قاصد بھیجا کہ قبل اسکے کہ یہ کتاب اون ممالک مین شایع ہو ہمارے کتب خانہ مین آجاے"۔ چنانچہ چار ہزار روپیہ پر یہ کتاب خریدی گئی اور سب سے پہلے حکم کے کتب خانہ مین داخل ہوئی قاضی ابوبکر ابہری کی تصنیف بھی اسیطرح بہم پہنچائی گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کتب خانہ چار لاکھ کتابون پر مشتمل تھا۔ مورخ ابن خلدون و ابن الابار نے تصریح کی ہے کہ صرف اشعار و قصاید کے مجموعون کی جو فہرست مرتب کی گئی تھی وہ آٹھ سو اسّی صفحون مین تھی"۔ حکم کو نایاب کتابون کے بہم پہونچانے کے ساتھ اونکی درستی اور زیب و زینت کا بھی شوق تھا۔ اس غرض سے اوسنے نہایت نامور اور باکمال خوشنویس مصحح۔ جلدساز۔ جمع کیے تھے اور اونکو پیش قرار تنخواہین دیتا تھا۔ اگرچہ یہ کتب خانہ خود حیرت انگیز تھا لیکن بانی کتب خانہ کی وسعت نظر اوس سے زیادہ تعجب انگیز ہے۔ مورخون نے بیان کیا ہے کہ انمین سے اکثر کتابین اوسکی نظر سے گذری تھین اور اون پر اوسنے مفید حاشیے چڑھائے تھے۔ ہر کتاب کے شروع مین وہ مصنف کا نام و نسب۔ مولد و وفات لکھتا تھا اور ایسے عجیب و غریب نکتے اور فواید درج کرتا تھا جنکا پتہ اوسکی تحریر کے سوا اور کہین نہین مل سکتا تھا۔ (حکم نے سنہ ۳۳۶ ہجری مین وفات پائی)

اسلامی دنیا کا دوسرا حصہ جو عباسیون کے زیر نگین تھا اسمین دولت عباسیہ کے ضعف کی وجہ سے طوایف الملوکی ہو گئی تھی اور ہر جگہ الگ الگ تاج و تخت کے دعویدار پیدا ہو گئے تھے۔ **بخارا** مین سامانی خاندان کی حکومت تھی۔ **جرجان** مین قابوس بن وشمگیر فرمانروا تھا۔ **شام** کے اضلاع بنو حمدان کے ہاتھ مین تھے **شیراز** آل بویہ کا پایۂ تخت تھا **مصر** مین فاطمین فرمانروا تھے۔ لیکن یہ عجیب اتفاق تھا کہ یہ سب صاحب علم تھے اور اہل علم کے نہایت قدردان تھے۔ انمین سے ہر ایک نے بڑے بڑے کتب خانے قایم کیے تھے۔ اور بیشمار کتابین جمع کی تھین

نوح بن منصور کا کتب خانہ

نوح بن منصور نے (بخارا کا بادشاہ اور بڑی سطوت و جبروت کا بادشاہ تھا) جو کتب خانہ قایم کیا تھا وہ اوس زمانہ مین بہت سی حیثیتون کے لحاظ سے بے نظیر خیال کیا جاتا تھا۔ علامہ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ اس عدیم المثل کتب خانہ مین ہر علم و فن کی کتابین تھین اور اونمین بہت سی ایسی تھین جنکا پتہ اس کتب خانہ کے سوا اور کہین نہین ملسکتا تھا۔ شیخ بوعلی سینا نے اپنے حال مین بیان کیا ہے کہ "فلسفہ وغیرہ کی کتابین جو مین نے یہان دیکھین کہین نہین دیکھی تھین اور نہ اورون نے اونکو دیکھا ہوگا"۔ بوعلی نے اس کتب خانہ کی صورت یہ بیان کی ہے کہ "ایک بہت بڑا مکان ہے جسمین بہت سے کمرے ہین۔ ہر کمرے مین متعدد صندوق ہین جسمین کتابین اوپر تلے رکھی ہوئی ہین۔ ہر فن کے لیے جدا کمرہ ہے"۔

عضد الدولہ کا کتب خانہ

عضد الدولہ کی سلطنت نہایت وسیع تھی اور اوس زمانہ مین سب سے زیادہ ممالک اوسی کے قبضہ اختیار مین تھے۔ فارس سے لیکر موصل و جزیرہ تک اوسکا عمل تھا اور خود بغداد

مین اوسکے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تھا - وہ قابلیت حکومت کے ساتھہ بہت بڑا شاعر تہا اور علوم و فنون مین کامل دستگاہ رکہتا تھا - اوسنے شیراز مین ایک عالیشان کتب خانہ قایم کیا جسمین اسبات کا التزام کیا تہا کہ جسقدر کتابین شروع اسلام سے اوسکے عہد تک تصنیف ہوچکی تہین سب مہیا کیجاوین - افسوس ہے کہ باستثنائے **علامہ بشاری** - کے کسی مورخ نے اس کتب خانہ کا حال نہین لکہا - علامہ مذکور کی یہ عنایت بہی اسوجہ سے ہے کہ کتب خانہ مذکور اُس عجیب و غریب عمارت کا ایک حصّہ تہا جسکی نسبت **علامہ بشاری** کا بیان ہے کہ "مینے تمام ممالک اسلامیہ مین ایسی عمارت نہین دیکہی اور مین قیاس کرتا ہون کہ وہ بہشت کے نمونہ کے موافق بنائی گئی ہے" - علامہ بشاری نے شیراز مین عضد الدولہ کے شاہی محل کا جہان ذکر کیا ہی لکہا ہے کہ "مینے تمام مشرق و مغرب مین ایسی عجیب و غریب عمارت نہین دیکہی" - اسی عمارت مین یہ عظیم الشان کتب خانہ بہی تہا جسکی صورت مصنف نے یہ بیان کی ہے کہ "ایک نہایت لمبا مکان ہے اور اوسمین ہر طرف متعدد کمرے ہین جنمین بہت سی الماریان دیوار سے لگی کہڑی ہین - یہ الماریان تین تین گز چوڑی اور قد آدم اونچی ہین لکڑی عموماً منقش اور مذہب ہے - ہر فن کے لیے جدا کمرہ ہے اور اوسکی جداگانہ فہرست ہے کتب خانہ کے اہتمام و نگرانی کے لیے وکیل اور خزانچی و محاسب مقرر ہین اور بجز معزز آدمیون کے کسی شخص کا وہان گذر نہین ہوسکتا" -

سیف الدولہ کا کتب خانہ

سیف الدولہ - تیغ و قلم دونون کا مالک تہا اور اسقدر علم دوست تہا کہ بقول امام ثعلبی کے اوسکے دربار مین جسقدر شعرا اور اہل کمال جمع ہوئے خلفائے عباسیہ کے سوا کبہی کسیکے

دربار مین نہین جمع ہوے - حکیم ابو نصر فارابی اوسیکے دربار کا وظیفہ خوار تھا - سیف الدولہ کو فن ادب کیطرف زیادہ میلان تھا اسلیے اوسنے اپنے کتب خانہ مین زیادہ تر اسی فن کی کتابین جمع کین - چنانچہ فن ادب کا ذخیرہ جسقدر اس کتب خانہ مین مہیا ہوا اور کہین نہین ہوا ہوگا -

محمد بن ہاشم اور اوسکا بھائی کہ دونون فن شاعری مین ممتاز تھے اس کتب خانہ کے مہتمم اور افسر تھے -

مصر کا مشہور اور بینظیر کتب خانہ

اگرچہ یہ تمام کتب خانے بجاے خود بڑے بڑے دارالعلوم تھے لیکن ان سبکا سرتاج اور اسپین کے نامور کتب خانہ کا حریف مقابل - فاطمین مصر کا کتب خانہ تھا جسکے حالات علامہ مقریزی نے کسیقدر تفصیل سے لکھے ہین -

یہ کتب خانہ شاہی محل کا ایک حصہ تھا اور چالیس جداجدا کتب خانون پر مشتمل تھا جنمین سے ایک کتب خانہ مین صرف علوم قدیمہ یعنی فلسفہ وغیرہ کی اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) کتابین تھین بعض مورخون نے دعوی کیا ہے کہ کل اسلامی دنیا مین اسکی برابر کوئی کتب خانہ نہ تھا - اس امر مین کہ اوسکی کتابونکی مجموعی تعداد کیا تھی مورخون کے مختلف اقوال ہین ابن الطویر نے دو لاکھ - ابن ابی واصل نے ایک لاکھ تیس ہزار اور ابن ابی طے نے چھ لاکھ ایک ہزار بیان کی ہے - غالبا یہ اختلاف اسوجہ سے ہوگا کہ ابن ابی طے وغیرہ نے ایک ہی کتاب کے مختلف نسخون کو الگ الگ کتاب شمار کیا کیونکہ اس کتب خانہ کی یہ بھی ایک خصوصیت تھی کہ ایک ایک کتاب کے مختلف نسخے موجود تھے اور ہر نسخہ کسی خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھا چنانچہ ایک دفعہ خلیفہ عزیز باللہ کے دربار مین کتاب العین کا ذکر آیا تو اوسکے حکم سے داروغہ

کتب خانہ نے کتاب مذکور کے تیس نسخے کا لکر پیش کیے جنمین سے ایک خود مصنف یعنی خلیل بن احمد بصری (موجد نحو) کے ہاتھہ کا لکھا ہوا تھا۔

اکثر کتابین مطلا و مذہب اور جلدین عموماً زرین تہین۔ قدیم یادگارون کا یہ اہتمام کیا گیا تھا کہ مشہور خوشنویس مثلاً ابن مقلہ و ابن البواب کے قلم کے تراشے جمع کیے تھے اور انکو صندوقون مین نہر کر نہایت احتیاط سے رکھا تھا۔ **بطلیموس** کے ہاتھہ کا بنایا ہوا کرہ جسپر ۲۲۵۰ برس گذرے تھے اس کتب خانہ مین موجود تہا۔ ایک اور کرہ تہا جسکو ابوالحسن صوفی نے عضد الدولہ کے لیے بنایا تہا اور جو پندرہ ہزار روپے کو خریدا گیا تہا۔

کتب خانون کے قایم کرنے کا شوق سلاطین اور والیان ملک پر محدود نہ تہا بلکہ اس زمانہ کے اکثر علما اور عہدہ داران ملکی کتب خانون کو لازمۂ عزت سمجھتے تھے۔ ابو نصر سہل بن مرزبان نے جو نیشاپور کا ایک نامور امیر تہا اپنی تمام دولت کتابون کے جمع کرنے مین صرف کردی اور صرف کتابونکی تلاش و جستجو مین اکثر بغداد کا سفر کیا اور نادر کتابین بہم پہونچائین۔ صاحب بن عباد کو جب نوح بن منصور نے وزارت کے لیے بخارا مین طلب کیا تو اوسنے عذر لکھہ بہیجا کہ "مجھکو ضروری ساز و سامان کے ساتھہ لانے مین بڑی زحمت ہوگی اور صرف کتابون کے لادنے کے لیے چار سو اونٹ درکار ہونگے"۔ اسی زمانہ مین محمد بن الحسین بغدادی نے جو کتب خانہ قایم کیا وہ نادر اور نایاب کتابون کے اعتبار سے عموماً بےنظیر تسلیم کیا جاتا تہا۔ علامہ ابن الندیم بغدادی نے باوجود اس وسعت نظر کے اعتراف کیا ہے کہ "مین نے ایسا کتب خانہ کمین نہین دیکہا"۔

نادر اور قدیم یادگارون کا کتب خانہ

اس علمی خزانہ کے حالات بہت کم معلوم ہین۔ جسکی وجہ مورخین کی بےپروائی کے سوا یہی ہے

کہ خود محمد بن حسین بانی کتب خانہ نے اوسکو گمنامی کے پردہ مین رکھنا چاہا تھا وہ کسی سے اوسکا ذکر تک نہین کرتا تھا اور درحقیقت جو نایاب علمی یادگارین اوسکے کتب خانہ مین موجود تھین اوسکے لحاظ سے یہ احتیاط و بخل بیجا بھی نہ تھا۔ علامہ ابن الندیم نے لکھا ہے کہ مینے بڑی مشکلون سے محمد بن الحسین تک رسائی حاصل کی اور جب اوسکو میری طرف سے اطمینان ہوگیا تو ایک دن اوسنے ایک بڑا تھیلا نکالا جسمین قدیم عرب کے اشعار و قصاید اور بہت سے پرانی دستاویزات اور تحریرین تھین۔ یہ قصاید اور تحریرین چمڑون پر اور خراسانی۔ مصری چینی۔ شامی کاغذ پر تھین۔ مین نے اونکو خوب اُلٹ پلٹ کر دیکھا۔ کہنگی کی وجہ سے اونکی ہیئت بدل گئی تھی اور جابجا سے حرف اوڑ گئے تھے۔ اونمین جو مجموعے یا اجزا تھے اون پر اکثر علما کے دستخط اور سندین تھین۔ انمین ایک قرآن مجید خالد بن ابی الہیاج کے ہاتھہ کا لکھا ہوا تھا جو حضرت علیؑ کی صحبت مین رہا کرتے تھے حضرت علیؑ و امام حسنؑ و حسینؑ کے ہاتھہ کی متعدد تحریرین تھین اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے جو خطوط سلاطین و سرداران قبائل کے نام لکھوائے تھے وہ اصلی خطوط موجود تھے۔ نحو و لغت مین۔ اصمعی ابن الاعرابی۔ سیبویہ۔ فراء۔ کسائی۔ وغیرہ کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی کتابین اور رسالے تھے۔ اسیطرح حدیث مین سفیان بن عیینہ۔ ثوری۔ اوزاعی۔ وغیرہ کے ہاتھہ کی تحریرین تھین۔

علامہ ابن الندیم کا بیان ہے کہ اسی کتب خانہ کی بدولت مجھکو اسبات کا علم ہوا کہ فن نحو ابو الاسود دؤلی کی ایجاد ہے وہ لکھتے ہین کہ مینے چار ورق کا ایک رسالہ دیکھا جو چینی کاغذ پر لکھا ہوا تھا اور جسکے شروع مین یہ الفاظ تھے۔ فیھا کلام فی الفاعل والمفعول من ابی الاسود الدؤلی بخط

یحییٰ برمکی ۱۲ - اس تحریر کے نیچے چند قدیم علماے نحو کے دستخط تھے -

ایران کی قدیم کتابون کی تلاش

قدیم کتابونکی تلاش وجستجو مین جو مسلمانونکو شغف اور اہتمام تھا وہ درحقیقت حیرت انگیز ہے - اوس زمانہ مین قدیم سے یہ روایت چلی آتی تھی کہ اسلام سے پہلے ایرانیون مین جب علوم وفنون کی ترقی تھی تو اونکو یعنی ایرانیون کو یہ خیال آیا کہ کتابونکو ایسی حفاظت سے رکھنا چاہیئے کہ زمانہ دراز تک فنا نہونے پاوین - اس غرض سے وہ تمام علمی کتابین ایک درخت کی چھال پر جسکو فارسی مین خدنگ اور عربی مین توز کہتے ہین اور جو نہایت مضبوط ہوتی تھی لکھوایا کرتے تھے - جب اس قسم کا ایک بڑا سرمایہ جمع ہوگیا تو اونھون نے اصفہان کے اضلاع مین سے قہندز مین ایک بڑا کتب خانہ بنوایا اور یہ تمام کتابین وہان رکھوادین - کیونکہ تمام ایران مین آب وہوا کے اعتدال کے لحاظ سے اس سے بہتر کوئی مقام نہ تھا - اسلام کے دور تک - اگرچہ انقراض زمانہ کی وجہ سے اس کتب خانہ کا نام ونشان نہین رہا تھا لیکن چونکہ یہ روایت عموماً مشہور تھی اسلیے اکثر شائقین بالخصوص اصفہان کے عہدہ داران ملکی ہمیشہ اوسکی تلاش وجستجو مین رہتے تھے چنانچہ مختلف وقتون مین کچھ کچھ سرمایہ ہاتھ آیا - ابومعشر فلکی نے لکھا ہے کہ "ہمارے زمانہ سے بہت پہلے کا واقعہ ہے کہ اس عمارت کا ایک حصہ ڈھ گیا اور اوسمین نہایت قدیم زمانہ کی بہت سی کتابین نکلین جو قدیم فارسی زبان مین تھین چنانچہ جو لوگ اس زبان کو جانتے تھے اونھون نے اوسکو پڑھا" - ابن الندیم نے بیان کیا ہے کہ "سنہ ۳۵۰ ہجری مین اسی عمارت کے ایک اور حصہ مین بہت سی کتابین نکلین لیکن کسی سے پڑھی نہین گئین" - ابن الندیم نے اس روایت کے بعد لکھا ہے کہ جو کچھ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا وہ یہ ہے کہ ابن العمید نے سنہ ۳۴۰ ہجری مین بہت سی

کتابین بغداد مین بھیجین جو اصفہان کی شہر پناہ سے صندوقون مین رکھی ہوئی ملی تھین یہ کتابین یونانی زبان مین تھین اور چونکہ چمڑے پر لکھی ہوئی تھین نہایت متعفن ہوگئی تھین - مدت تک اونکو دھوپ دیگئی تب جاکر درست ہوئین - یوحنا وغیرہ نے جو یونانی زبان جانتے تھے ان کتابون کو پڑھا اور اونکے مضامین پر اطلاع حاصل کی -

اسپین مین کتب خانہ کا ہونا شرف اور امارت کا لازمہ خیال کیا جاتا تھا

فارس - عراق - شام مین جس اہتمام اور شوق سے ہزارون کتب خانے قایم ہوئے اسپین نے اُس سے بھی زیادہ فیاضیان دکھائین - قرطبہ (کارڈوا) مین یہ عام دستور ہوگیا تھا کہ ہر امیر ایک جدا کتب خانہ قایم کرتا تھا - اور اس بات کی سخت کوشش کرتا تھا کہ اوسکے کتب خانہ مین ایسی نایاب کتابین ضرور ہون جو اور کہین نہ پائی جاوین - یہ طریقہ - لازمۂ امارت خیال کیا جاتا تھا اور اُمرا اسپین کتب خانون کے قایم کرنے پر مفاخرت اور حوصلہ آزمائیان کرتے تھے - یہ طریقہ اسقدر عام ہوگیا تھا کہ جو امر التعلیم یافتہ نہین ہوتے تھے اونکو بھی فخر و نمود کے لحاظ سے ایسا کرنا پڑتا تھا - مورخ مقری نے اسپین کی تاریخ مین جہان اس واقعہ کا ذکر کیا ہے ایک حکایت نقل کی ہے کہ "اس زمانہ مین حضرمی ایک عالم تھے جنکو مدت سے ایک کتاب کی تلاش تھی - اتفاق سے ایک دن وہی کتاب نیلام ہو رہی تھی انہون نے خریدنا چاہا لیکن ایک اور شخص اوسکے دام بڑہاتا جاتا تھا یہانتک کہ قیمت - کتاب کی حیثیت سے بہت بڑہ گئی - انہون نے تعجب سے پوچھا کہ شاید آپ اس کتاب کے بڑے نکتہ شناس اور قدردان ہین - اوسنے کہا مین تو جاہل شخص ہون لیکن چونکہ یہ کتاب میرے کتب خانہ مین نہ تھی اسلیے جس قیمت پر ملے گی مین اسکو ضرور خریدون گا"

اسپین کا ایک قصہ

اس زمانہ مین کتابونکی قدردانی کی یہ نوبت پہنچی تھی کہ ابوعلی قالی (المتوفی ۳۷۹ھ) کے پاس جمہرۃ العرب کا ایک نسخہ خود مصنف کے ہاتھہ کا لکھا ہوا تھا جسکی قیمت تین سو مثقال سونا ملتا تھا لیکن اونہون نے کتاب کو الگ کرنا گوارا نہ کیا۔

اگرچہ تمام ممالک اسلامیہ مین نہایت کثرت سے جابجا کتب خانے قایم ہوگئے تھے لیکن تیسری صدی بلکہ چوتھی صدی کے آغاز تک کسی پبلک کتب خانہ کا پتہ نہین ملتا۔ جن کتب خانون کا اوپر ذکر ہوا وہ لوگون کے ذاتی کتب خانے تھے۔ غالباً سب سے پہلے

پہلا پبلک کتب خانہ

جسنے اس عمدہ طریقہ کی بنیاد ڈالی وہ سابور بن اردشیر ایک امیر تھا جسنے ۳۸۲ھ مین بغداد مین ایک دارالعلم بنوایا اور بہت سی کتابین عام لوگون کے مطالعہ کے لیے وقف کین اسکے بعد ۳۹۵ ہجری مین حاکم بامراللہ نے جو فاطمی خاندان سے مصر کا فرمانروا تھا ایک بڑا عظیم الشان عام کتب خانہ تعمیر کیا۔

مصر کا دارالعلم

یہ کتب خانہ جسکو مورخین نے ہمیشہ دارالعلم کے نام سے یاد کیا ہے بڑی شان و شوکت سے کھولا گیا اور بہت سے قرار مینجمین۔ اطبا۔ اُدبا۔ رسم افتتاح مین حاضر ہوئے اور کتابون کی سیر کی۔ مکان بڑے ساز و سامان سے آراستہ کیا گیا تھا اور تمام دروازون اور گذرگاہون پر پُرتکلف پردے لٹکائے گئے تھے۔ کتابون کے مطالعہ اور نقل اور کتابت کی عام اجازت تھی اور اس غرض سے کاغذ۔ دوات۔ قلم۔ وغیرہ خود کتب خانہ کی طرف سے ہمیشہ مہیا رہتا تھا۔ بہت سے فقہا۔ اطبا۔ منطقیین۔ ریاضی دانون کی تنخواہین مقرر کی گئین کہ ہمیشہ کتب خانہ مین حاضر رہین اور اپنی معلومات کو ترقی دین چنانچہ ایکبار ۴۰۳ھ ہجری

مین حاکم بامراللہ نے اِن بزرگون کو مناظرہ کے لیے طلب کیا اور دیر تک صحبت کے بعد ہر ایک کو انعام اور خلعت عطا کیے سنہ ۴۰۵ھ مین اوسکے دایمی مصارف کے لیے بہت سے مکانات اور دکانین وقف کین۔

پبلک کتب خانون کا عام رواج

اِس زمانہ سے پبلک کتب خانون کا طریقہ عام ہوگیا اور تمام ممالک اسلامیہ مین سیکڑون ہزارون کتب خانے قایم ہوگئے کتب خانون کی کثرت کا ایک سبب یہ بھی ہوا کہ اسی زمانہ کے قریب مدرسون اور یونیورسٹیون کی بنیاد پڑی اور ہر مدرسے کے ساتھ کتب خانہ کا ہونا ایک لازمی بات قرار پائی۔ نظام الملک جسنے نظامیہ بغداد کی بنیاد ڈالی اوسنے عام حکم دیدیا تھا کہ "تمام اسلامی ممالک مین جہان جس جگہ کوئی ممتاز عالم ہو اوسکے لیے ایک مدرسہ اور مدرسے کے ساتھ ایک کتب خانہ تعمیر کیا جاے" چنانچہ اوسکے زمانہ مین سیکڑون ہزارون مدرسے اور کتب خانے قایم ہوگئے اور یہ طریقہ عموماً رواج پذیر ہوگیا۔ مدرسون کے سوا مسجدین بھی اس غرض کے لیے استعمال کی جانے لگین اور اوسیکا بقیہ اثر ہے کہ آج قسطنطنیہ وغیرہ مین جسقدر مشہور مسجدین ہین ہر ایک کے ساتھ ایک بڑا کتب خانہ بھی ضرور ہے۔

پہلے سوال کا جواب

کتب خانہ کی اس اجمالی تاریخ بیان کرنے کے بعد ہمکو اون سوالات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جنکو ہم آغاز مضمون مین لکھ آئے ہین انمین سے سب سے اہم سوال یہ ہے کہ مسلمانون نے دوسری قومون کی علمی یادگارون کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ پروفیسر سیشو جو زمانۂ حال کا جرمنی عالم ہے اور جسنے ابوریحان بیرونی کی کتاب الہند پر نہایت محققانہ دیباچہ لکھا ہے کتاب الہند کے دیباچہ مین لکھتا ہے کہ "مسلمانون نے کبھی قدیم باتون کی کچھ پروانہ کی اور

اسوجہ سے قدیم قوموں کی نسبت جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ افسانہ کے قریب قریب ہوتا ہے"۔

پروفیسر مذکور عربی زبان میں کامل مہارت رکھتا ہے اور مسلمانوں کے متعلق اوسکی معلومات کچھ کم نہیں اسلیے یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ وہ مسلمانوں کے اوس اہتمام و توجہ کا منکر ہوگا جو اونھوں نے یونان کی علوم و تصنیفات کیطرف مبذول کی۔ اس لحاظ سے غالباً اوسکا یہ اعتراض ہندوستان فارس۔ بابل کی نسبت ہوگا۔

فارس کی علمی تاریخ

اس سوال کے حل کرنے کے لیے ہمکو نہایت اختصار کے ساتھ فارس کی علمی تاریخ بیان کرنی چاہیئے۔ موجودہ وسایل علمی سے جہانتک معلوم ہوسکا ہے فارس میں علوم و فنون اور اسباب تمدن کا ظہور جمشید کے زمانہ میں ہوا اور اسی زمانہ میں ہیئت و ہندسہ و جغرافیہ و تاریخ کی کتابیں لکھی گئیں۔ ضحاک نے گو جمشید کی سلطنت کو برباد کردیا لیکن علمی سرمایہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچایا بلکہ مشتری کے نام پر ایک نیا شہر آباد کرکے برجون کی تعداد کے موافق بارہ محل بنوائے اور ان محلوں میں علمی کتابیں جمع کیں۔ اس زمانہ سے اسکندر کے زمانہ تک گو بڑے بڑے انقلابات ہوئے جنمیں ان خزانوں کا برباد ہونا بھی ایک ضروری امر تھا لیکن چونکہ تمدن و تہذیب کو ترقی تھی اسلیے جو سرمایہ فنا ہوتا تھا بجاے اوسکے دوسرا پیدا ہوجاتا تھا۔ یہانتک کہ اسکندر یونانی کا زمانہ آیا۔ اس نامور شاہنشاہ کے عجیب و غریب کارناموں نے اگرچہ اوسکے عیوب کو بالکل چھپا دیا ہے تاہم مورخوں کی نگاہ سے یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ اوسنے فارس کے تمام علمی خزانوں کو برباد کردیا۔ کتابیں جلادیں۔ پتھر کی چٹانیں اور سلیں جن پر کتبے اور تاریخی واقعات کندہ تھے توڑ پھوڑ کر برابر کردیے۔ البتہ اتنا کیا کہ کتابوں کو جلانے

سے پہلے جہانتک ممکن ہوا یونانی زبان مین اونکے ترجمے کرائے اور اونکو اسکندریہ بھیجدیا اسکندر کے بعد ایک مدت تک فارس مین طوایف الملوکی رہی اور علوم وفنون کے ساتھ کچھہ اعتنا نہین کیا گیا یہانتک کہ ساسانیون کا دور شروع ہوا اور اردشیر بابکان نے طوایف الملوکیون کو مٹاکر ایک وسیع سلطنت قایم کی - اردشیر نے علوم وفنون کو دوبارہ زندہ کیا اور ہندوستان روم چین سے علمی ذخیرے جمع کیے - اردشیر کے بعد اوسکا بیٹا سابور اور سابور کے بعد نوشیروان عادل نے علوم وفنون کو اور بھی زیادہ ترقی دی -

ان واقعات سے ظاہر ہوگا کہ اسلام کا قدم جب فارس مین پہنچا تو جو کچھہ علمی ذخیرہ وہان موجود تھا - ساسانیون کے زمانہ کا تھا اور ہم دعوی کرتے ہین کہ مسلمانون نے جہانتک اونکے امکان مین تھا اس ذخیرے کو بڑے اہتمام اور بڑی جد وجہد سے محفوظ رکھا -

ابتداے فتح اور انقلاب سلطنت کے ہنگامہ مین اگر کوئی سرمایہ خود بخود برباد ہوا ہو اور ایسا ہونا قدرتی بات ہی تو اوسکے ہم ذمہ دار نہین ہین - اسکے ساتھہ اسبات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے کہ جس زمانہ (یعنی ابتداے خلافت عباسیہ) تک مسلمانون کو اپنے ہی علوم وفنون کی تدوین وترتیب کا خیال نہ تھا اوسکی نسبت یہ توقع رکھنی عبث ہے کہ وہ دوسرون کی زبان اور علوم پر توجہ کرتے - اسلام مین باقاعدہ اور منتظم طور پر علمی کارخانون کی ابتدا خلیفہ منصور کے عہد مین ہوئی اور یہی زمانہ ہے جب حدیث فقہ تفسیر پر اوّل اول کتابین لکھی گیین - مسلمانون کی علمی فیاضیون کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ عین اوسوقت جبکہ اون کو اپنے مذہبی علوم کی حفاظت وترتیب کا اہم کام پیش تھا اوسوقت وہ غیر قومون کی علمی

یادگارون کے بہم پہنچانے مین بھی مصروف تھے۔

خلیفہ منصور نے ایک طرف تو امام مالک کو بُلا کر حدیثون کے جمع کرنے اور ایک کتاب مستقل لکھنے کی ہدایت کی - دوسری طرف ایرانیون کی سب سے قدیم اور مفصل تاریخ کا جسکا نام **ببلیکین** تھا اور جو فارسیون کے نزدیک ایسی ہی عزت رکھتی تھی جیسی کہ ہندؤن کے نزدیک مہابھارت - ترجمہ کرایا -

فارسی تصنیفات کے مترجم

مسلمانون مین ایک گروہ کثیر گذرا ہے جو صرف فارسی تصنیفات کے ترجمہ مین مصروف تھا جنمین سے چند نامور شخصون کا ذکر علامہ ابن الندیم نے کتاب الفہرست مین کیا ہے - اور وہ یہ ہین - فضل بن نوبخت - عبداللہ ابن المقفع - موسیٰ بن خالد - یوسف بن خالد - علی بن زیاد - حسن بن سہل - احمد بن یحییٰ البلاذری - جبلہ بن سالم - اسحٰق بن یزید - محمد بن الہجم البرمکی - ہشام بن القاسم - موسیٰ بن عیسیٰ الکردی - زادویہ اصفہانی - محمد بن بہرام - بہرام بن مروان شاہ - عمر بن الفرخان -

فارس کے علوم وفنون مین سے شاید ہی کوئی ایسا فن رہا ہو جسکی تصنیفات نہین مہیا کی گئین اور اسی پر نہین اکتفا کیا گیا بلکہ اونکے ترجمے بھی شایع کیے گیے -

فارسی فن تاریخ کی کتابین

چنانچہ فن تاریخ مین رستم واسفندیار نامہ - بہرام نامہ - شہرزاد بابرویز - کارنامہ نوشیروان تاج نامہ - دارا دبت زرین - خدائے نامہ - بہرام ورجاوند - نامہ نوشیروان - سلیکتگین -

فن اخلاق کی کتابین -

فن اخلاق مین - زادوفروخ - موبد موبدان کی کتاب - الحکم والآداب - مجموعہ اردشیر - نامہ بداہود بن فرخ زاد -

فن سپہگری مین چوگان و گوے - بہرام گور کی کتاب فن تیر اندازی مین - اور سب سے بڑی مفصل کتاب جسمین قلعون کی فتح کی تدبیرین - قواعد جنگ - جاسوسی و دید بانی و حملہ آوری کے آئین منضبط تھے اردشیر کے عہد مین اوسکے استعمال کے لیے تصنیف ہوئی تھی - ترجمہ کیا گیا -

فن حرب کی کتابین

اسیطرح فن طب - بیطاری - فلسفہ - منطق وغیرہ مین بہت سی کتابین ترجمہ کی گئین - کتابون کے علاوہ شاہان فارس کے خطوط - فرامین - توقیعات - بڑی تلاش سے بہم پہنچاے گئین - اور اونکے ترجمے کراے گیے چنانچہ نوشیروان - ہرمز ابن نوشیروان - اردشیر - موبد موبدان - بزرجمہر کے خطوط و فرامین کا ذکر کتاب الفہرست مین کسیقدر تفصیل کے ساتھہ مذکور ہے - ناول اور قصے گو مسلمانون کو چندان مرغوب نہ تھے تاہم اونکی طرف سے بھی بے پروائی نہین کی گئی - اون مین سے جن کتابون کا عربی زبان مین ترجمہ کیا گیا وہ یہ ہین - ہزار داستان - یوسفاس - چند خسرو - مرزبن - افسانہ - روزبہ - شغال و خرس - سک زمانہ - شاہ و زنان - فرودنامہ -

شاہان فارس کے فرامین اور توقیعات

فارسی زبان کے ناول اور قصے

الف لیلہ جس سے زیادہ آج تک دنیا مین کوئی ناول مقبول نہین ہوا اور جو یورپ کی تمام زبانون مین ترجمہ ہوگیا ہے فارسی ہی ناول کا ترجمہ تھا جسکا نام ہزار افسانہ تھا اور جو بہمن کی بیٹی ہما کے لیے تصنیف کیا گیا تھا - مسلمانون کی یہ نہایت دیانت داری ہے کہ انہون نے کتاب کا نام بھی نہین بدلا اور اوسی قدیم نام کا لفظی ترجمہ الف لیلہ کر دیا - لیکن چونکہ اونہون نے بعض قصے اضافہ کیے اور بالخصوص طرز بیان کو نہایت رونق دی اسلیے **لیلۃ** کا لفظ اوسپر

الف لیلہ اصل مین فارس کا ایک ناول ہے

اور اضافہ کیا اور الف لیلۃ ولیلۃ نام رکھا۔

فارس کے بانیان مذہب کی تمام کتابین اسلامی کتب خانون مین موجود تھین اور اگرچہ اونمین سے اکثر اسلامی عقاید کے خلاف تھین تاہم مزید تحقیقات کے لحاظ سے اونکے ترجمے کرائے گئے۔ مانی جسنے سابور بن اردشیر کے زمانہ مین پیغمبری کا دعوی کیا تھا اوسکی سات کتابین عربی مین ترجمہ شدہ موجود ہین۔ انکے علاوہ اوسکے اور اوسکے پیرؤن کے ۷۶ رسالے عربی زبان مین ترجمہ کیے گیے۔ ہندوستان کے علوم وفنون کے ساتھ بھی کچھ کم اعتنا نہین کیا گیا خلیفہ منصور ہی کے زمانہ سے ہندو علما بغداد کے دربار مین جمع ہونے شروع ہوے۔ یہانتک کہ خاندان برامکہ نے ایک ہندو طبیب کو اپنے مشہور ہسپتال کا مہتمم اور افسر مقرر کیا۔ اِن علما کی بدولت اور نیز اون مسلمانون کے وجہ سے جنھون نے تحقیقات علمی کے لیے ہندوستان کا سفر کیا۔ سنسکرت کی اکثر عمدہ تصنیفات بغداد کے کتب خانون مین جمع ہوئین اور اونمین سے پاکھر۔ راجہ۔ سکھہ۔ داہر۔ امکر۔ رنگل۔ جبھر۔ امدی۔ جاری۔ مانک۔ سالی۔ نوکسل۔ روسا۔ رای۔ کپیل۔ براہمہر کی تصنیفات کا ترجمہ عربی زبان مین ہوا۔

سنسکرت کی جو کتابین جہتا کی گئین وہ نجوم۔ طب۔ بیطاری۔ سپہگری۔ اخلاق۔ فلسفہ۔ مذہب۔ ناول اور ڈراما کے متعلق تھین۔ ہم اِن کتابون کے نام اور پتے بتا سکتے ہین لیکن اس مختصر آرٹکل کیلیے یہ تفصیل شاید موزون نہو۔

اِن واقعات کے معلوم ہونیکے بعد بعض یوروپین مورخون کا یہ قول کہ "مسلمانون نے غیر قومون کی تاریخ و واقعات کی طرف توجہ نہین کی" غالباً اعتبار کے قابل نہ خیال کیا جاویگا

فارس کے بانیان فارسی کی کتابین

سنسکرت کی تصنیفات

البتہ ایک معترض یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر یہ واقعات صحیح ہین تو آج اون کتابون کا پتہ کیون نہین چلتا۔ اس سوال کا جواب ایک پُر درد داستان ہی اور نہایت مجبوری سے ہم اوسکو مختصراً بیان کرتے ہین۔

کتب خانونکی بربادی کے اسباب

کتب خانونکی تباہی اور بربادی کا بہت بڑا سبب اسلامی حکومت کا بہت سے حصون مین تقسیم ہوجانا اور نئی نئی حکومتون کا پیدا ہونا اور مٹ جانا تھا۔ دولت عباسیہ کے ضعف کے ساتھ جو سلطنتین قایم ہوگئین اونھون نے بیشمار علمی ذخیرے پیدا کیے لیکن جب فنا ہوئین تو قریباً اپنی تمام یادگارون کو اپنے ساتھ لیتی گئین مصر کا مشہور اور بے نظیر کتب خانہ دولت فاطمیہ کی تباہی کے ساتھ برباد ہوا اور تعجب و افسوس یہ ہے کہ صلاح الدین فاتح بیت المقدس جو فاطمیون کو مٹاکر مصر کا بادشاہ ہوا اوسنے خود اس کتب خانہ کو برباد ہونے دیا۔ بہت سی کتابین بے احتیاطی سے پہلے ہی ضائع ہوگئین اور جو بچین ایک دلال کی

مصر کے کتب خانہ کی بربادی

معرفت جسکا نام ابن صورۃ تھا۔ برسون تک نہایت بیقدری کے ساتھ بکتی رہین۔ صلاح الدین کے وزیر قاضی عبدالرحیم نے البتہ جہان تک ہوسکا کتابونکی حفاظت کی چنانچہ قاہرہ مین جو مدرسہ تعمیر کرایا اُسمین قریباً ایک لاکھ کتابین وقف کین جنمین اکثر بلکہ قریباً کل اسی برباد شدہ کتب خانہ کی تھین۔

تاتاریون کا کتب خانون کو برباد کرنا

ان تباہیون پر بھی بہت کچھ علمی سرمایہ باقی رہ گیا تھا لیکن تاتار کے فتنہ نے اسکو قریباً بالکل نیست و نابود کردیا۔ بغداد کے بعض مورخون نے تو یہانتک مبالغہ کیا ہے کہ تاتاریون نے بغداد کے کتب خانے جب برباد کیے اور تمام کتابین دریا مین پھینکوادین تو

دجلہ کا پانی کالا ہوگیا - لیکن اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ اس فتنہ مین بیشمار کتابون کا نام و نشان جاتا رہا -

تاتار کا سیلاب بغداد پر محدود نہ تھا بلکہ ترکستان - ماوراالنہر - خراسان - بلاد جبل - فارس - عراق - جزیرہ - شام - ان تمام مقامات سے گذرا اور جہان گذرا تمام علمی یادگارون کو مٹاتا گیا -

ہلاکو خان کا صدر خانہ

موخ کتبی نے محقق طوسی کے حال مین لکھا ہے کہ "ہلاکو خان نے محقق موصوف کے اشارہ سے جو صدر خانہ - مراغہ مین بنوایا اوسمین ایک عظیم الشان کتب خانہ بھی تھا جسمین بغداد - شام - جزیرہ کی لٹی ہوئی کتابین رکھی گئین اور اونکی تعداد چار لاکھہ سے زائد تھی" - اگر بچی کھچی کتابون کی یہ تعداد تھی تو معلوم نہین کہ غارت شدہ کا کیا شمار ہوگا -

ان ممالک کا تو یہ حال ہوا **اسپین** مین باوجود انقلاب سلطنت کے بہت کچھہ ذخیرہ موجود تھا لیکن وہ سب عیسائیون کے نذر ہوا جنھون نے کتابون کے برباد و تباہ کرنے مین وہ ناموری حاصل کی جو کبھی کسی قوم کو نہ حاصل ہوئی ہوگی - خود یورپ کے مورخین علانیہ اسکا اعتراف کرتے ہین اور اونکے بیان سے ثابت ہے کہ کمی لاکھہ کتابین اس انقلاب مین برباد ہوئین بلکہ قصداً برباد کی گئین -

اسپین مین باوجود عربی کتب خانہ کی فہرست

اسپین کے کتب خانہ کا بقیہ اب بھی اسپین کے شاہی محل مین موجود ہے - قریباً سو برس ہوے کہ پروفیسر کاسیری نے اونکی ایک مفصل فہرست لیٹن زبان مین تیار کی - یہ فہرست جو دو ضخیم جلدون مین ہے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ مین موجود ہے اور

خود ہماری نظر سے گذری ہے چونکہ اوسمین جابجا عربی اصل عبارتین بھی ہین مین نے اُس سے فائدہ اوٹھایا اور بعض نئی معلومات حاصل کین۔

اگرچہ ان انقلابات پر بھی اسلامی ممالک خصوصاً قسطنطنیہ اور مصر مین بڑے بڑے کتب خانے موجود ہین اور مین انشاء اللہ اپنے سفرنامہ مین انکے حالات تفصیل کے ساتھ لکھون گا۔ لیکن افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ قدما کی تصنیفات جنسے اصول فن کی تحقیق ہوسکتی تھی اکثر ناپید ہین۔ جو کچھ موجود ہے زیادہ تر اخیر زمانہ کی پیداوار ہے یا قدیم زمانہ کی وہ تصنیفات ہین جو زیادہ تر عام قسم کی کتابین کہی جاسکتی ہین۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ جو کتابین عام مذاق کے موافق ہوتی ہین اُنھی کو زیادہ رواج ہوتا ہے اور تمام ممالک مین پھیلجاتی ہین۔ اس قسم کی کتابون پر کسی خاص شہر یا سلطنت کے فنا ہونے سے چندان اثر نہین پڑتا کیونکہ اونکے بیشمار نسخے ہر جگہہ موجود ہوتے ہین اور وہ سب فنا نہین ہوسکتے۔

قدیم تصنیفات کا ضائع ہوجانا

مسلمانون نے فلسفہ اور علوم قدیمہ مین اگرچہ بہت کمال حاصل کیا لیکن ان علوم کی تعلیم عام نہ تھی بلکہ وہ ایک خاص دایرہ تک محدود تھے۔ یہانتک کہ اسپین مین عین اوس زمانہ مین جب فلسفہ اوج کمال پر تھا عوام کے سامنے فلسفہ کا نام نہین لیا جاسکتا تھا اس سبب سے فلسفیانہ تصنیفات کے نسخے کثرت سے متداول نہ تھے جسکا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ جب کسی بڑے دارالعلم پر زوال آیا تو اس قسم کا ذخیرہ بالکل ناپید ہوگیا۔ غیر قومون کی ترجمہ شدہ کتابین بھی اسیوجہ سے اکثر ضائع ہوگئین فلسفہ و علوم قدیمہ پر موقوف نہین۔ اسلامی علوم کی وہ کتابین بھی جو مذاق عام کے موافق نہ تھین اور جنکو دقت مضامین کی وجہ سے قبول

عام حاصل نہ تھا اکثر برباد گئین - حالانکہ یہی کتابین تہین جو علم وفن کی جان تہین - مین نے خود قسطنطنیہ اور مصر مین متعدد کتابین دیکہین جو مسلمانون کے لیے مایۂ ناز ہین اور جنکے نسخے تمام دنیا مین ایک دو سے زیادہ موجود نہین اگر خدانخواستہ یہ نسخے معدوم ہوجائین تو اون کتابون کا نام ونشان دنیا سے جاتا رہے - مین نے قسطنطنیہ مین اکثر لوگون سے پوچہا کہ "ان کتابون کو چہپواکر شائع کیون نہین کیا جاتا" جواب ملا کہ بازار مین ان کتابونکی مانگ نہین -

ہندوستان مین بھی نادر اور عمدہ کتابون کا یہی حال ہے - کاش خدا قوم کو توفیق دیتا کہ یورپ کیطرح ایک خاص جماعت قایم ہوتی اور اون کتابون کے چہاپے جانے اور شائع کیے جانے کا انتظام ہوتا کہ جو کچہہ بچا بچایا رہ گیا ہے وہ تو برباد نہونے پائے

شبلی نعمانی

بیجاپور کی عمارات

شہر بیجاپور منجملہ اون نامور اسلامیہ تخت گاہونکے ہے جہان ایک عرصہ تک آفتاب حکومت بڑے کروفر سے چمکنے کے بعد ہمیشہ کے لیے قعر گمنامی مین غروب ہوگیا اور اپنے پیچھے پس ماندون کو عظیم الشان آثار حکومت گذشتہ پر حسرت زدہ دل کے ساتھہ ماتم کرنے کیلیے چھوڑا - جن ممالک کو کسی وقت تخت اسلام سے عزت تھی آج وہان بجز چند عمارات کے علانیہ اور کوئی اثر گذشتہ عظمت وشان کا نہین پایا جاتا - منجملہ ایسے ممالک کے ایک بیجاپور ہے جو دوسو برس تک عادل شاہیون کا جلوہ گاہ حکومت رہا - جہان آج بجز چند ہیبتناک عمارتون کے اونکے سُراغ دینے والی کوئی چیز نہین اور خوف ہے کہ یہ باقیماندہ آثار بھی زمانہ کی معمولی سخت گیر ہاتھون سے جلد نیست ونابود ہوجاوینگے -

قبل اسکے کہ ہم کسی عمارت کا جو آج باوجود ہزارہا علمی اور انجنیری ترقیون کے تمام دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتی اور جسکی ساخت عمارت پر آج بڑے بڑے مبصرین انگشت بدندان ہین ذکر کرین مناسب ہے کہ کچھہ تھوڑا سا حال ہم اوس عجیب وغریب شخص کا بیان کرین - جو اس سلطنت کا بانی مبانی ہوا -

یوسف اوس ترکی حکومتی درخت کا ایک نرویدہ شاخ تھا جسکے زیر سایہ اب بھی یورپ

ایشیا اور افریقہ مین کرورہا بندگان خدا پرورش پانے کا فخر رکھتے ہین - اس یوسف کے حالات زندگی برعائت نام بہت کچھہ حضرت یوسف علیہ السلام سے مشابہ ہین جو ذیل کی کیفیت سے ظاہر ہوگا -

سلطان مراد شہنشاہ روم کے انتقال واقعہ ۱۴۵۱ء کے بعد سلطان محمد اورنگ نشین تخت عثمانیہ ہوے سلطان محمد کے کئی بھائی تھے منجملہ اونکے ایک یوسف نامی نہایت خرد سال تھا - جسکو اپنے بھائی والی حکومت اور دوسرے مشیران دولت سے اطمینان نہ تھا اسکی مان نے اوس اضطراب کی حالت مین ایک سوداگر خواجہ عمادالدین گرجستانی بردہ فروش سے ایک حسین لڑکا جو اتفاق سے بہت کچھہ اس یوسف سے مشابہ تھا خرید کرکے اپنے یوسف کو حوالہ بردہ فروش کیا اور خفیہ طور سے بہت کچھہ مال و اسباب دیا کہ اوسکے معصوم بچے کی حفاظت اور پرورش ہوتی رہے اوسی شب کو سوداگر رخصت ہوکر مقام سواہ مین جو اوسکا مستقر تھا چلا آیا -

مصنوعی یوسف کسیطرح صبح ہوتے ہوتے مرگیا اور مشہور کیا گیا کہ شہزادہ یوسف نے جان دی - یوسف کی مان بتقاضاے محبت مادری ہر سال تحفہ تحایف سوداگر مذکور کو سواہ مین بھیجتی رہی اور وقتاً فوقتاً اپنی مامان وغیرہ کو بھیجکر چشم دید حالات و خیریت فرزند دریافت کرتی رہی - رفتہ رفتہ یہ راز کسیقدر افشا ہوا اور شہرت ہوئی کہ ایک شہزادہ سواہ مین چھپا ہوا ہے مگر یہ راز زیادہ تر سربستہ ہی رہا اور تفتیش کنندہ گورنر خود چند روز کے بعد راہی ملک بقا ہوگیا - آئندہ کے خطرات کے لحاظ سے سوداگر نے سواہ چھوڑکر قاسم مین سکونت

اختیار کی - مگر چند روز قیام کے بعد سوداگر مذکور پھر سواہ مراجعت کرنے کو تھا کہ یوسف نے اپنے رویاے صادقہ کا ذکر کرکے بجاے سواہ کے ہندوستان چلنے پر اپنے پروریش کنندہ سوداگر کو آمادہ کیا - یوسف نے دیکھا کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو خضر کہتا ہے سواہ جانے کی ممانعت کرتا اور ہندوستان جانے کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اوس ملک مین تمہاری کل خواہشات اور مقاصد پورے ہونگے اور بعد مختلف اور متعدد مصائب و تکالیف کے تم ایک سلطنت کے بانی مبانی ہوگے - اس رویا کی پوری کیفیت تو یوسف نے نہین بیان کی تھی مگر سوداگر نے معمولی تجارتی لحاظ اور شہزادہ کی تکمیل خواہش سے ہندوستان کا سفر ۸۶۴ھ ہجری مین اختیار کیا اور رفتہ رفتہ بیدر پہنچا -

چونکہ اس نامور سوداگر کو سلطان محمد بہمنی کے دربار مین پہلے سے بہت کچھ رسوخ تھا لہذا بادشاہ کے مصاحبون مین یوسف ترکی کو جو نہایت درجہ حسین اور ڈیل ڈول مین غایت درجہ موزون تھا جگہ دیگئی - یہ ابتداے بنیاد آئندہ ترقیات کا زینہ ہوئی - یوسف فن سپاہگری مین کامل تھا اور بڑے بڑے شہ زورون کو میدان جنگ مین سلطان محمد اور دیگر امراے دولت کے روبرو ایسا نیچا دکھلایا اور دوسرے ایسے ایسے کمالات کیے جس سے بادشاہ کی نظرون مین روز بروز امتیاز پیدا کرتا اور مدارج ترقیات پے در پے طے کرتا گیا - جس سے اوسکے بہت سے دشمن بھی ہوگئے جو مشرقی دربار کا لازمی نتیجہ ہے - اتفاق سے انہین دنون مین تلنگانہ مین ایک بلوہ ہوا چونکہ بغاوت سخت تھی اور بہت سے اہل دربار یوسف سے حسد کرتے تھے لہذا اونہون نے مناسب موقع دیکھکر بادشاہ وقت سے عرض معروض کرکے یوسف

کو بغاوت فرو کرنے اور انتظام و تسلط کے لیے بھیجدیا جسکو وہان بخلاف امید اہل غرض بڑی کامیابی ہوئی مگر درباریون نے اون عرائض کو جو یوسف نے اپنے مہمات کے متعلق وقتاً فوقتاً بھیجے تھے چھپا رکھا اور بادشاہ کے روبرو پیش نہ کیا بلکہ یہ مشہور کیا کہ خود یوسف نے اون اضلاع پر خود مختارانہ قبضہ کرکے تخت حکومت کا ارادہ کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب سے گیا ہے ایک عریضہ بھی نہین گذرانا - مگر رفتہ رفتہ بادشاہ کو یوسف کے خیرخواہون سے اسکے خلاف خبر ملی اور ایک خاص آدمی باطلاع حالات واقعی بھیجا گیا اور خود یوسف کی طلبی ہوئی چنانچہ جب وہ واپس آیا تو بادشاہ نے اوسکا استقبال کیا اور اوسکی کامیابی پر بڑی مسرت ظاہر کی چند دیہات جاگیر مین انعام دیے اور بخطاب "عادل خان" بیجاپور کا گورنر مقرر کردیا - چونکہ آخر زمانہ مین حکومت سلطان محمدؒ نہایت ضعیف ہوگئی تھی - یوسف عادل خان نے بامداد فوج ترک و مغلیہ دارالسلطنت سے اپنا مضبوطی کے ساتھ قطع تعلق کرکے ۱۴۸۹ء مین بیجاپور مین مستقل حکومت قائم کی -

سلاطین عادل شاہی مین تعمیرات کا بڑا شوق تھا اور ہر بادشاہ اپنے پیش رو سے سبقت لیجانیکی کوشش کرتا تھا - آج اونکی یادگار مین صفحہ دنیا پر بجز چند مضبوط اور نفیس مقابر اور مساجد کے کچھ باقی نہین ہے اور قبل اسکے کہ دنیا سے اونکے اٹھ جانے کا آخری پیام آئے وہ "موتوا قبل ان تموتوا" پر لحاظ کرکے پہلے ہی سے اپنے نفیس مقبرہ کے حوالہ ہوجاتے تھے - ان کل عمارات کے سردر پر ہلالی نشان ہے جو سلطنت روم کا قومی مارک ہے اور جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یوسف ترکی ہی تھا اور اپنے قومی اور خاندانی نشان کو اپنے

سلسلہ قایم رکھا تھا۔

عمارات بیجاپور جو اونکے بانیون نے ثواب شہرت یا دوامی خوابگاہ کے لیے بنائی ہین آج اونکی عجیب حالت ہے کوئی مسجد ہوٹل کا کام دیتی ہے کسی محل مین کلکٹر صاحب کا دفتر ہے کسی مقبرہ مین انجنیر صاحب فروکش ہین - کوئی یون ہی کھنڈر پڑی ہے - غرض جو ویران اور بیکار ہین اونکا حسرتناک منظر اور جو کچھ کام دیسکتی ہین اونکا دلشکن مصرف ہے۔

آج بیجاپور بمبئی پریسیڈنسی مین بلحاظ آبادی وہ رتبہ رکھتا ہے جو کسی زمانہ مین خود بیجاپور کا کوئی محلہ بھی نہ تھا وہان کے مسلمان باشندے باستثنائے چند گمنام مشایخ یومیہ خوارون کے عام تاریکی - مفلسی اور کس مپرسی کی حالت مین ہین مین نے سالگذشتہ کی ایک چار روزہ تعطیل بیجاپور مین صرف کی اور تمام مشہور مقامات کی جو اپنے ٹوٹے پھوٹے موجودہ حالتون سے اپنے عظیم الشان بانیون کا پتہ دیتے ہین حسرتناک سیر کی - جو دلچسپی کے وسائل آج وہان موجود ہین اُنہین درحقیقت ایک ہفتہ مین بھی آدمی مشکل دیکھ سکتا ہے مین اون مین سے چند کو آج ہدیہ ناظرین کرتا ہون -

گول گنبد - یہ مقبرہ محمد عادل شاہ کا ہے بیجاپور مین سب سے بڑی اور نہایت شاندار عمارت ہے - عمارت کے لحاظ سے اس بادشاہ کے وقت مین بیجاپور اپنے کمال عروج کو پہنچ گیا تھا - عیش و عشرت نے اوسکی دیوارون کے اندر اپنا مسکن بنالیا تھا بادشاہ اور اوسکے اُمرا نہایت عیش و طرب سے بسر کرتے تھے - جب کوئی بادشاہ یہان کا مسند نشین ہوتا تو وہان یہ رواج ہوگیا تھا کہ بادشاہ وقت جلوس سے اپنے مقبرہ بنانے کا آغاز کرے

تاکہ وہ اپنے انتقال سے پیشتر ہی اپنا مقبرہ اپنی آنکھون سے دیکھہ لے چونکہ یہ ایک جبلی بات ہے کہ انسان ایسے کامون مین دوسرون پر اپنی برتری چاہتا ہے اسلیے ہر ایک بادشاہ چاہتا تہا کہ وہ اپنی قبر ایسی بنا جاے کہ اوسکے اگلے اور پچھلے اوسکی برابری نکر سکین اور اوسکا نام سب سے بلند رہے - محمد عادل شاہ اس بات مین سب پر فوقیت لے گیا نہ اوسکی سی عمارت بنانے مین کسی نے اوس سے پہلے کوشش کی اور نہ اوسکے بعد - محمد شاہ کے باپ براہیم ثانی نے اپنا مقبرہ بنایا تہا کہ جسکا نظیر دکن بہر مین نظر نہین آتا - مقبرہ کی بوٹہ کاری اوسکی شاندار مینار اوسکی عمارتی اجزا کا تناسب اوسکے گرداگرد باغات اور عربی کے کتبے ایسے دلکش ہین کہ آنکھین اسکے نظارہ سے نہین تہکتین - اس سبب سے محمد عادل شاہ کو نہایت فکر ہوئی اور سوچنے لگا کہ وہ ایسی عمارت کے مقابلہ مین کیونکر سبقت لیجاے معمار اور گلکارون نے اوسکے باپ کی قبر پر اپنے ہنر و فن کا کمال ختم کر دیا تہا اور اوس سے عمدہ کوئی کام نہین بنا سکتے تھے - محمد عادل شاہ کے واسطے صرف ایک بات باقی رہگئی تہی - یعنی بجاے صفت کے کلانیت سے کام لے اور عمدگی تو جیسی تہی ویسی ہی رہے مگر مقبرہ ایسا عظیم الشان بنے کہ کوئی اوسکا ہم پلہ نہو سکے اس نے اپنے ایک عظیم الشان مقبرہ کی بنیاد قائم کی جسکے آگے ہم کہہ سکتے ہین دنیا کی تمام عمارتین سرنگون و شرمسار ہونگی اس وقت مین یہ عمارت اس اُجڑے دیار مین موجود ہے جو زبان حال سے اپنے بانی کی عظمت و شوکت کو یاد دلا رہی ہے - اس عمارت کو بیرونی جانب سے بنظر سرسری دیکہو تو ایک مکعب کی شکل معلوم ہوتی ہے جسکے اوپر ایک عظیم الشان گنبد نصف کرہ رکہا ہوا ہے

اور چارون کونون مین سے ہرایک پر ایک ہشت پہلو برج بنا ہے جنکے اوپر چھوٹے چھوٹے گنبد ہین - سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس عظیم الشان عمارت مین اوپر جانے کا اندرونی راستہ ہی اور وہان بڑی ہنرمندی سے ایک بیضی مدور برآمدہ صداے بازگشت کا بنایا ہے اس مقام پر آگے کیطرف بغرض محافظت ایک ہموار اونچی دیوار چارون طرف کھچی ہوئی ہے - دروازے اور کھڑکیان چھوٹی ہین اور دیوار کے نقش و نگار امتداد زمانہ سے بخوبی نمایان نہین ہین - مگر گوشہ کے برجون کی یہ کیفیت نہین ہے - ہر ایک برج کی سات منزلین ہین اور ہر ایک منزل مین سات سات کھڑکیان ہین - کارنس کے اوپر گنبد مین روشنی کی غرض سے صاحبان انگریز نے جابجا جالی دار روشن دان بنا دیے ہین - عمارت کی چوڑائی کے مقابلہ مین گنبد کا قطر کسیقدر چھوٹا معلوم ہوتا ہے ہر ایک گوشہ سے ایک پیچدار زینہ جہان سے کہ برج کا آغاز ہے بنا ہے - اس زینہ سے ہر ایک منزل مین جانے کے واسطے راستہ بنا ہوا ہے اور آخر کو اوس جہت پر جاکر ختم ہوجاتا ہے یہان سے دیوار کے اندر ہوکر اوس برآمدہ مین پہونچتے ہین جو گوشون اور گنبد کے درمیان مین ہے اور مقام اس گنبد کا سب سے زیادہ عجیب اور نہایت پر حکمت اور لطف انگیز ہے - یہ گنبد ایک نصف کرہ ہے جسکا قطر اندرونی ۱۴۴ فیٹ ۵ انچہ کا ہے اسکے بنیاد کی جگہہ پر اوسکی مٹائی ۱۰ فیٹ اور انتہاے بلندی ۹ فیٹ ہے اس حساب سے قطر بیرونی بنیاد پر ۱۴۴ فیٹ ہوا - سطح کسی جگہہ پر ٹھیک نہین ہے کیونکہ جب مساحت کیجاتی ہے تو مختلف مقامات پر کچھہ فرق آجاتا ہے - وہ جگہہ جو اس گنبد کے نیچے ہے ۱۲۵ فیٹ ۵ انچہ مربع ہے

جسکا رقبہ ۱۸۳۳۷ فیٹ ہوا۔ ہر ایک طرف پر دو طرفہ ستون کے باہم اوپر ملنے سے جو محرابین بنی ہین اور جو دیوارون کے پائین فرش سے کچھ آگے کو نکلی ہوئی ہین اگر اونکے نیچے کی زمین کو جو ۲۲۸ مربع فیٹ ہے اس تعداد سے خارج کردین تو خاص گنبد کے نیچے کا رقبہ ۱۸۱۰۹ مربع فیٹ ہوگا۔ یہ اتنی بڑی تعداد ہے کہ روے زمین پر کہین اسقدر زمین کسی گنبد کے نیچے نہین ہے اسکے بعد رومتہ الکبریٰ مین پانتھین کا گنبد ہے جسکے نیچے ۱۵۸۳۳ مربع فیٹ رقبہ اراضی ہے۔ کرسی سے کل بلندی اس عمارت کی ۱۹۸ فیٹ ۶ انچہ ہے اسمین وہ لکڑی شامل نہین ہے جو سر گنبد مین ابتک لگی ہوئی ہے مگر جس زمانہ مین اوسپر طلائی کلس لگا ہوا تھا اوسوقت وہ بھی عمارت کا ایک حصہ تھا اور اس وجہ سے اوسکی بلندی مین ۸ فیٹ اور اضافہ کرنا چاہیئے جسکو ملاکر کل ارتفاع ۲۰۶ فیٹ ۶ انچہ ہوتا ہے قبر کے مقام سے اندرونی ارتفاع چھت تک ۱۷۸ فیٹ ہے اور برآمدہ سے فرش زمین تک ۱۰۹ فیٹ ہے۔

اس عظیم الشان مقبرہ مین وہی محرابی طریقہ کام مین لایا گیا ہے جو علی العموم مسلمانون کا ایجادی طریقہ کہا جاتا ہے اور تمام بیجاپور کی عمارات مین بکثرت اس طریقہ کو کام مین لائے ہین اور بہت ہی بڑا فائدہ اوس سے اوٹھایا ہے۔ یورپین قیاس کے بموجب تو ایسی عمارت کی کوئی حد نہین ہوسکتی جو اس قاعدہ کے بموجب بڑی سے بڑی بنائی جاے۔ لیکن اس امر مین بڑا شک ہے کہ اوس سامان سے جو معماران بیجاپور کو بہم پہنچ سکتا تھا اوس سے وہ اس سے بڑی عمارت بھی بغیر خطرات حوادثات کے بنا سکتے یا نہین اس گنبد بنیاد کی

نسبت تو اونکو کچھہ دقت نہ پڑی کیونکہ اونہون نے وہ زمین منتخب کی جہان پتھر کا چٹان سطح زمین تک تھا جسکے اوپر اونہون نے تمام عمارت کی بنیاد قایم کی۔

اِس قبہ کے نیچے جو ایک بلند چبوترہ بنا ہوا ہے اوسپر سلطان محمد شاہ کے پوتے اور اوسکی چھوٹی زوجہ عرش بی بی اور خود سلطان مع اوسکی محبوبہ مسماۃ رمبا اور اوسکی دختر اور اوسکی پہلی بیگم کی ترتیب وار مشرق سے مغرب کو قبرین بنی ہوئی ہین اصل قبرین ٹھیک انہین کے نیچے جہان اونکے جسم مدفون ہین تہ خانون مین ہین انمین جانیکے واسطے مغربی دروازے کے نیچے ایک زینہ بنا ہوا ہے سلطان کی قبر پر ایک چوبی شامیانہ نما ڈھانچہ کھڑا ہے۔

وہ عجیب لطف انگیز برآمدہ جسکا ہمنے پیشتر ذکر کیا صدائے بازگشت کے لیے ایک مرقع حیرت ہے یہ نرش زمین سے ۱۰۹ فیٹ کی بلندی پر گنبد کے نیچے اندر کی جانب چارون طرف ۱۱ فیٹ چوڑا برآمدہ ہے اسکی پشت کی دیوار وہی ہے جو گنبد کی دیوار ہے جب اس مکان کے اندر کوئی داخل ہوتا ہے تو اوسکو اپنے پیرون کی آواز بازگشت سُنکر نہایت تعجب ہوتا ہے لیکن جب وہ اس برآمدہ پر جاتا ہے تو اور بھی زیادہ اوسکو صدائین آنے لگتی ہین ایک آدمی کے پیر کی آواز اسقدر متواتر آتی ہے گویا فوج کی ایک رجمنٹ چل رہی ہے۔

چارون طرف سے عجیب خوفناک آوازین اور خطرناک شور و فغان اوٹھتے ہین اور ایسا سنائی دیتا ہے کہ کوئی دیوارون مین ہماری نقلین کر رہا ہے اور اگر چلا کر کبھی قہقہہ لگائین

تو یہ سیدن آوازین اوسکا اوسیطرح جواب دیتی ہین نہایت ہی آہستہ آواز بھی ایک طرف سے دوسری
طرف بخوبی چلی جاتی ہے اور قبہ کے پورے قطر کی وسعت مین نہایت آہستگی کے ساتھ
ایک دوسرے سے گفتگو ہوسکتی ہے غرضکہ ایک مرتبہ کوئی تالی بجاے تو دس مرتبہ سے زیادہ
صداے بازگشت آتی ہے اسطرح کے اور بھی مکانات ہین جہان آواز بازگشت کئی مرتبہ
آتی ہے چنانچہ پانتھین مین اور کراسس کے مقبرے مین جسمین بیان ہے کہ آٹھ مرتبہ
آواز آتی ہے علی ہذا سینٹ پال کے گرجے مین - لوگ کہتے ہین کہ اس مکان کے
معمارون نے تعمیر سے پیشتر یہ تجویز کرلیا تھا کہ اسمین ایسی آوازین پیدا ہون مگر یہ قرین قیاس
نہین کیونکہ بیجاپور کی دوسری عمارت کی بہ نسبت بجز گلانی کے اسمین کوئی بات زیادہ نہین
کیگئی ہے بلکہ صداے بازگشت قبہ کی گلانی کے سبب سے بطور ایک قدرتی نتیجہ
کے پیدا ہوگیا ہے - چھوٹے چھوٹے گنبدون مین گونج تو پیدا ہوتی ہے مگر اونکے
قطرونکی خردی کے سبب سے آواز بازگشت نہین پیدا ہوتی کیونکہ آواز بازگشت کے پیدا
ہونیکے واسطے ضرور ہے کہ آواز کرنیوالے اور دیوار مقابل کے درمیان کم از کم ۵۰ فیٹ کا
فاصلہ ہو تاکہ پہلے کی آواز معدوم ہوتے ہی دوسری آواز کان پر پہنچکر جدا اثر ظاہر کرے
اور معلوم ہو کہ یہ پہلی آواز سے جدا آواز ہے جسکو صداے بازگشت کہتے ہین لیکن جب
اس سے قطر کم ہوتا ہے تو صداے بازگشت پہلی آواز کے فرو ہونے سے قبل ہی آجاتی
ہے اور اصل و بازگشت صداؤن مین تضاد واقع ہونے سے تمیز نہین ہوسکتی اور جب فاصلہ
۵۰ فیٹ سے زیادہ ہوتا ہے تو اوسوقت آواز معکوس بخوبی صاف سنائی دیتی ہے اور

کئی بار لوٹتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور جسقدر دور ہوا وسیقدر تکرار ہوا کرتی ہے۔ گنبد پر سے تمام شہر بہت اچھی طرح سے نظر آتا ہے جنوب مغرب مین سب سے اچھی اور شاندار عمارت جامع مسجد ہے اور اُس سے کچھ آگے بڑھکر مغرب کو مصطفی خان کی مسجد اور آثار محل مع اپنے وسیع صحن کے اور بہت سی عمارات اندرون قلعہ ہین جنمین سے سب سے بہتر اندمحل سمجھا جاتا ہے۔ سیدھی مغرب مین پہلے تو ناتمام روضہ علی عادل شاہ ثانی کا ہے جسمین صرف محرابون کا ڈھانچ بنا ہوا ہے اوسکے بعد نہایت بلند حیدر بُرج معہ پُرانی دکھنی عیدگاہ کے ہے اس سے بھی کچھ آگے روضہ ابراہیم کے گنبد اور مینار نظر آتے ہین اور اس درگاہ کا سفید گنبد اور سرائے (جواب جیل خانہ ہے) اور میسیون اور گرد نواح کی عمارتین دکھلائی دیتی ہین مشرق کو دور فاصلہ پر ناتمام مقبرہ جہان بیگم اور مقبرہ عین الملک ہے۔

مقبرہ کے اندر تین طغرے فارسی زبان مین نہایت خوبصورت لکھے ہوئے ہین ہر ایک سے سنہ وفات سلطان محمد نکلتا ہے مجھکو اسوقت صرف ایک طغرا یاد ہے۔

عاقبت محمد محمود شد

۱۰۶۷ھ

مقبرہ کے پیچھے یعنی شمال کو جو عمارت کہ اور بڑھائی گئی ہے کہتے ہین کہ وہ جہان بیگم ملکہ محمد عادل شاہ کی آرام گاہ تھی لیکن کسی غرض سے وہ بنائی گئی ہو مگر نہ تو وہ مکمل ہوئی اور نہ اوسمین کسی نے کبھی سکونت اختیار کی ہے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بڑی عمارت بن چکی تھی اوسکے بعد یہ عمارت اوسمین بڑھائی گئی ہے۔ گول گنبد کی دیوارین بناوٹ

یقین ہوتا ہی کہ معماروں نے پہلے چاروں محرابین بنائی تہین اور بعد اوسکے خالی جگہون مین دیوارین بنادی ہین اس سبب سے اس قسم کی عمارت جسکا ہم ذکر کرتے ہین کسی وقت اگر اوسمین زیادہ کردیجاے تو کچھہ دقت نہوگی کیونکہ بڑی محرابون کی بھرتی کو نکال کر بغیر تخفیف اور عمارت کے اوسمین عمارت زیادہ ہوسکتی ہے۔ اس عمارت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ مقبرے کے واسطے اوسکی تعمیر مقصود تہی۔

گول گنبد کے آگے جنوبی جانب اوسکا بڑا دروازہ ہے اسپر نقارخانہ رہا کرتا تہا اور اوقات معینہ پر نوبت بجا کرتی تہی معلوم ہوتا ہے کہ اسکی عمارت کی تکمیل نہین ہوئی کیونکہ اوسکی مینارین چہت سے زیادہ بلند اور بغیر بنی ہوئی پڑی ہین۔

مغرب کی طرف چبوترہ پر ایک نہایت موزون مسجد بنی ہوئی ہے نہایت افسوس کی بات ہے کہ اسلامی مسجد اسوقت انگریزونکا ہوٹل ہے جہان خداے وحدہٗ لاشریک کا نام لیا جاتا تہا وہان آج ناپاک محرمات کا استعمال کیا جاتا ہے جسکے دیکھنے سے مجھے کمال رنج ہوا۔ یہ بہت خوشنما عمارت ہے جسکا چبوترہ بہت گہرا پاکیزہ نازک اور مینارین نہایت موزون بنی ہوئی ہین حسب دستور عمارتہاے بیجاپور زینہ جو چہت پر جاتا ہے وہ کنارون کی دیوارون مین بنا ہوا ہے اور دیوار کے اندر ہی اندر اوپر چلا گیا ہے احمدآباد کی عمارتون مین زینے اسطرح کے نہین ہین بلکہ وہ مینارون کے اندر بیچدار گہومتے ہوئے جاتے ہین۔

یہان پر مقبرہ کے ساتہہ دو چیزین ضرور بنائی جاتی ہین۔ ایک مسجد دوسرے حوض مگر اس عمارت مین بجاے ایک کے دو حوض ہین ایک تو مقبرے کے بڑے دروازہ کے قریب اور دوسرا مقبرہ

اور مسجد کے درمیان واقع ہے۔ اس مسجد کی عام وضع اور اوسکی خوبصورتی اور موزونیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گول گنبد جو بالکل صاف بنا دیا گیا ہے اور اوسپر کسی قسم کی گلکاری اور نقاشی وغیرہ نہین کی گئی ہے تو اوسکا سبب یہ نہ تھا کہ معمار عمدہ نہ مل سکے بلکہ قبر کے گرد و نواح اور چھجے اور مینارون کے چھوٹے چھوٹے چھجون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے اچھے کاریگر کام کر رہے تھے اور عمدہ عمدہ نقاشی موجود تھے۔ اس عمارت کو دیدہ و دانستہ اسلیے صاف اور سادہ بنایا ہے کہ اوسکی عظمت حبشہ کے سامنے باقی سب عمارات زاویہ خمول مین چھپ جائین

جامع مسجد۔ بیجاپور مین سب سے بڑی عمارت یہ جامع مسجد ہے بشرطیکہ اسکا صحن شامل کیا جائے اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یورپین سیاح مسجد سے محض دالان ہائے مسجد مراد لیتے ہین حالانکہ صحن مسجد ہمارے خیال مین کسیطرح مسجد سے جدا نہین ہوسکتا اسکا رقبہ ۵۴۲۵۰ مربع فیٹ زمین ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان مربع ستونون سے تمام مسجد کے طول مین ۹ اور عرض مین پانچ حصے کیے ہین اور اس حساب سے ۴۵ حصے چاہیئے تھے مگر درمیان مین ۹ دَر بغیر ستون کے ہین یعنی ۱۲ ستون گویا نکال لیے ہین جس سے وسط مین ایک خوشنما مربع قطعہ نکل آیا ہے۔ یہ وضع خاص اسی مسجد مین دیکھی گئی۔ اس مربع قطعہ کے اوپر جسکے چارون طرف ستون ہین وہ خوشنما گنبد ہے جو یورپین نظرون مین اس سے عمدہ گنبد تمام بیجاپور مین نہین ہے۔

تناسب کے لحاظ سے جامع مسجد کا گنبد بیجاپور مین علی العموم سب سے زیادہ موزون مانا جاتا ہے۔ گنبد کی حیثیت سے یہی اصلی گنبد ہے اور باقی سب نقلی ہین۔ شاید یہ اس

سبب سے ہے کہ وہ یورپین کے مذاق کے موافق بنا ہوا ہے کیونکہ حباب آسا قبہ مسلمانون کی عمارات کی وضع ہے جو ممالک عیسوی سے غیر سمجھا جاتا ہے دستور کے بموجب یورپین گنبد کردی ہوا کرتے ہین اور چونکہ جامع مسجد کا گنبد کردی ہے اسی سبب سے یورپین لوگ بہ نسبت پیازی یا حبابی گنبد کے اوسکو زیادہ پسند کرتے ہین - مگر یہ طریقہ استدلال بجاے خود درست نہین ہے مشرقی طریقہ سے جو بہترین گنبد عمارت ہاے بیجاپور مین ہے وہ امین الملک کی درگاہ کا گنبد ہے - مسجد کے اندر سواے نقش محراب کے اور بالکل صاف اور سادہ ہے عمارت مین ایسی سادگی برتی گئی ہے جس سے بالکل سنجیدگی برستی ہے دیوارون اور ستونون پر صرف سفید قلعی ہے - عقبی اور بازوون کی دیوارون مین چھوٹی چھوٹی کھڑکیون کی قطار ہے جسمین نہایت عمدہ سنگین کام اقلیدس کے قواعد کے بموجب کیا گیا ہے - محراب کے روبرو ایک بڑا موٹا پردہ پڑا رہتا ہے جب اوسکو اوٹھا دیا جاتا ہے تو نہایت عالیشان اور خوبصورت مطلا کام محراب مین دکھلائی دیتا ہے - علاوہ محراب کے اوسکے قرب وجوار مین رنگین زمین پر نہایت دلکش طلائی کام کیا ہے - اس کام مین قبرون اور مینارون کی تشکلین خوشنما جلا نیکی رکابیان زنجیرین اور طاقچہ گلدان وغیرہ بنائے گیے ہین - ایک قطعہ بے ثباتی عالم اور ناپایداری عمر دنیا کی طمع خیز اور اضطراری حالت کی نسبت نہایت خوبصورتی سے لکھا ہے اور چارون طرف سے پھول پتیان حروف کے درمیان آئی ہوئی ہین -

مسجد کی تعمیر کی ابتدا ۱۰۳۷ھ مین علی عادل شاہ اول نے کی تھی محراب کی نقاشی اور رنگ سازی سو برس کے بعد سلطان محمدؒ کی تجویز سے ہوئی محمد عادل شاہ رنگینی اور

نقاشی کا نہایت شوقین تھا چنانچہ آثار محل کو اوسی نے زیب و زینت دی اور غالباً کمتگی نامی مقام پر بھی اوسی کے حکم سے رنگ آرائی کیگئی ہے ست منزلی عمارت یعنی مقبرہ محبوب علیشاہ مسماۃ رمبا کی نقاشی بھی اوسی نے کرائی - علی اوّل اور ابراہیم ثانی کے زمانہ مین مقابر پر نقش و نگار اور رنگ آرائی کا رواج ہوگیا تھا لیکن صرف علم ہندسہ کی اشکال اور معمولی بیل بوٹے تھے - مسجد کے فرش مین نہایت عمدگی اور احتیاط سے گچ کاری کیگئی ہے اور باریک سیاہ خطوط سے خانے بنائے گیے ہین کہ جسمین ایک آدمی بیٹھکر اپنی نماز ادا کر سکے - ان کُل خانونکی تعداد ۲۲۵۰ ہے یہ سب خاص مسجد مین ہین اور مسجد کے بازوون مین نہین ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بازوون کی ساخت نماز کے مقام کیواسطے نہین تجویز ہوئی ہے - کہتے ہین کہ یہ تجویز شاہنشاہ اورنگ زیب کے حکم سے ہوئی ہے اور اوسی نے شرقی جانب مین پہاٹک بھی تعمیر کرایا ہے -

مسجد کے گرد ایک پٹا ہوا بہت بلند راستہ چارون طرف بنا ہوا ہے اور اسی کی محرابین باہر کی طرف سے جابجا دکھائی دیتی ہین اگر یہ نہوتین تو دیوار بالکل صاف اور سادہ نظر آتی - یہ مسجد ہمارے شہر حیدرآباد کی مسجدون سے بہت بڑی ہے اسوقت مسجد کا یہ حال ہے کہ بمشکل دس پانچ آدمی یہان نماز پڑھتے ہین

توپ ملک میدان

شہر پناہ کی مغربی طرف سب سے بڑی دمدمہ پر ایک عظیم الشان ملک میدان توپ پڑی ہوئی ہے - اس سے بھی ایک بڑی آہنی توپ لنڈا قصاب نامی دمدمہ پر ہے جو بیجاپور مین

سب سے بڑی توپ ہے۔ اس آہنی توپ اور اور بہت سی توپون سے ملک میدان اس امر
مین مختلف ہے کہ ملک میدان گھنٹہ بنانیکی دہات یا اس قسم کی دوسری دہات سے بنی ہوئی ہے
جس سے توپین بنائی جاتی ہین۔ یہ توپ نہایت ہموار مرغن اور طویل ہے۔ دہانہ طوالت کے
لحاظ سے کسیقدر بڑا معلوم ہوتا ہے۔ اندر اندر پیچھے سے دہانہ تک پیچ کھاتی ہوئی آئی ہے
کہ اُس سے بظاہر نشانہ اندازی درست نہین ہوسکتی۔ نیل بھی مناسبت کے لحاظ سے چھوٹا
ہے۔ اور غالباً اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر نیل وسیع ہوتا تو اس موقع پر توپ کی سطح مین کمی
آجاتی حالانکہ بجای سطح کے دہان پر زیادہ مضبوطی کی ضرورت ہے۔ توپ کے ڈھلنے کے بعد اوس پر
جڑاؤ کام کیا گیا ہے اور اسواسطے دہات کی پہلیان لگی ہوئی ہین۔ توپ کا مُنھہ اژدہے
کی صورت کا بنایا گیا ہے جسکے جبڑے کھلے ہوئے ہین اور دونون طرف تیز دانت ہین اور
دانتون مین دونون جانب ہاتھی دبے ہین ناک کی نوک آگے کو نکلی ہوئی ہے اور چھوٹے
چھوٹے کانون مین سوراخ ہین اور اسطرح ان سوراخون سے توپ کی نقل وحرکت مین
اوزارون کے لگانے وغیرہ سے مدد لیجاتی ہے۔ اس توپ پر نہایت عمدہ نستعلیق
حروف مین تین مقام پر کندہ ہے۔ اول کندہ سے توپ ڈھالنے والے محمد بن حسن رومی کا
پتہ لگتا ہے۔ دوسرے سے تاریخ ساخت ۹۵۶ ہجری نکلتی ہے اسکے ساتھہ ابوالغازی
نظام شاہ کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ اور تیسرا کندہ ایک خوشخط قطعہ ہے جو حسب الارشاد شاہنشاہ
اورنگ زیب اوسپر کندہ کیا گیا ہے جس سے تاریخ فتح بیجاپور ۱۰۹۷ھ نکلتی ہے۔ اس
توپ کی طوالت (۱۴) فیٹ سے زیادہ ہے اور زیادہ سے زیادہ عرض تقریباً ۲ فیٹ ہے

اسوقت مبصرین فن کا یہ قیاس ہے کہ اس توپ سے ممکن نہین ہے کہ نہایت قریب بہی سیدہا نشانہ لگایا جاسکے۔ مگر باوجود اسکے ایسی حیرت انگیز کہانیان اوسکی قادر اندازی کی مشہور ہین کہ عقل حیران ہوتی ہے منجملہ اوسکے ایک کو یہان پر ہم نقل کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ اورنگ زیب نے جب اس شہر کا محاصرہ کیا تہا تو سکندر عادل شاہ نے دیکہا کہ اورنگ زیب بیٹہا ہوا روضۂ ابراہیم کے حوض پر وضو کر رہا ہے۔ سکندر نے یہ موقع مناسب سمجہکر اپنے گولندازون کو حکم دیا کہ ملک میدان سے اوسپر فیر کرین مگر چونکہ گولندازون کو بادشاہ کا قتل کرنا منظور نہ تہا اور سکندر کا راضی رکہنا بہی ضرور تہا لہذا جہانتک ممکن ہوا اورنگ زیب کے قریب نشانہ تاکا اور اوس لوٹے کو جس سے بادشاہ وضو کر رہا تہا اُڑا دیا۔ جب یہ خیال کیا جاے کہ یہ مسافت نصف میل سے کم نہین ہے اور توپ کی ساخت قادر اندازی کے لیے بظاہر درست نہین تو یہ مثال اس غرض سے لکہہ رکہنے کے قابل ہے کہ لوگ ایسی جہوٹ باتون پر بہی یقین کیا کرتے ہین غالباً یہ توپ گراپ چہوڑنے کے واسطے کام مین لائی جاتی تہی چنانچہ یہ بات اوسکی سوراخ کی بناوٹ سے بہی قرین قیاس ہے۔ لکہتے ہین کہ تہیلیون مین پکے پیسے بہر کر اوس سے چہوڑی جاتے تھے یہ امر عقل کے خلاف نہین معلوم ہوتا اگر ایسا ہو تو کچہہ تعجب نہین ہے۔

ملک میدان احمدنگر مین ڈہالی گئی تہی اور بہت سی نظام شاہی جنگون مین اس سے کام لیا گیا تہا ۱۶۳۲ء مین برنڈہ کی جنگ مین یہ مشہور و معروف توپ بیجاپور والون نے مخاصمین سے چہین لی اور بطور نشان فتح کے بیجاپور مین لے آئے تھے مگر یہ عظیم الشان

پُرانی توپ بڑی بے قدری کے ساتھ ۱۸۵۴ء تک پڑی رہی سنہ مذکور مین کمشنر صاحب ستارہ نے بیجاپور کی ناکارہ اشیا کے فروخت کا حکم دیا چنانچہ جب تحصیلدار مقامی نے نیلام کیا تو سب سے زیادہ بولی اس توپ کی ڈیڑھ سو روپیہ کی ہوئی !!! مگر جب تحصیلدار نے دیکھا کہ اسقدر مالیت کے واسطے ڈیڑھ سو روپیہ کوئی چیز نہین ہے اسلیے اوسنے کمشنر کو اسبارہ مین رپورٹ کی کہ صرف گرد و نواح کے نہین بلکہ دور دراز مقامات کے لوگ اسکی بڑی تعظیم کرتے ہین اسپر اسسٹنٹ کمشنر نے فروخت موقوف کردی اور کہا کہ توپ کو اسیطرح رکھا جاے اسکے بعد یہ بھی تجویز ہوئی تھی کہ ولایت کے عجایب خانہ مین اوسکو بھیجدیا جائے مگر قسمت مین کچھ اور تھا وہ جسیی اور جس جگہ تھی اوسیطرح وہین اپنی قدیمی جگہ پر پڑی ہوئی ہے

عماد نواز جنگ

تعلیم بالجبر

اصطلاح تعلیم بالجبر کی یہ تعریف ہے کہ از روے قاعدہ سرکاری لڑکون کے والدین عموماً اس امر پر مجبور ہین کہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم کراوین — ہم اس قاعدہ کو اس بنا پر قبول کرتے ہین کہ بادشاہ کا یہ حق ہے اور اوسکا فرض ہے کہ جو لڑکے اوسکی عملداری مین ہین اون تمام لڑکون کی تعلیم کی حفاظت کرے یہ قاعدہ سب سے پہلے ایتھنس[۵۱] اور اسپارٹا[۵۲] کی جمعیت مقننہ مین ظاہر کیا گیا جہان کہ سولن[۵۳] نے ایک قاعدہ ایجاد کیا جسمین والدین پر یہ حکم تھا کہ وہ اپنی اولاد کو علم موسیقی اور ورزش جسمانی کی تعلیم کراوین اور مزید علیہ یہ حکم تھا کہ اگر والد اپنے ولد کو کوئی مفید فن نہ سکھلاوے تو ولد پر لازم نہین کہ عالم پیری مین اپنے والد کی مدد کرے — اسپارٹا مین جمعیت مقننہ کے مطابق تمام لڑکون کی پوری تعلیم کا خود ملک ذمہ دار ہوا ہر ایک لڑکے کی تعلیم سات برس کی عمر کے بعد سے شروع ہوئی — رومۃ الکبریٰ مین حکومت ملکی نے لڑکون کی تعلیم سے کچھ بھی فائدہ نہین اوٹھایا کیونکہ یہان کی تعلیم ماؤن کی نگرانی مین چھوڑ دیگئی تھی — جس زمانے مین کہ رومی سلطنت کا تنزل ہو رہا تھا ممالک یورپ کے کسی کسی ملک مین تعلیم اطفال کے لیے کچھ کچھ

---

۵۱ یونان کا ایک تخت ہے — ۵۲ یونان کا ایک مشہور شہر ہے — ۵۳ حکیم الحکماے یونان تھا —

فکر کی گئی تھی۔ صرف مذہبی طلبا اور شرفا و امرا کی اولاد گرجای یا خانقاہون یا علما کے مدارس مین تعلیم پاتے تھے مگر رعایا کی جماعت کثیر محض بے تعلیم رہتی تھی۔ شارلیمین[۵۱] کے مجموعۂ قوانین نے تمام والدین پر یہ جبر کیا تھا کہ اپنی اولاد کو خانقاہ یا محلہ کے مدرسہ مذہبی مین بھیجین تاکہ علم مذہبی بقدر ضرورت حاصل کرین۔ ان مدارس مین نوشت وخواند وعلم حساب وقاعدۂ زبان اور موسیقی کی بھی تعلیم ہوتی تھی مگر ان ابواب مین سے کسی باب کے متعلق جبر نہین تھا۔

تعلیم عام کے طفیل سے ایک یہ فائدہ جدیدہ نمودار ہوا کہ پندرھوین صدی مین اعلیٰ درجہ کی تعلیم سرسبز ہوگئی۔ اوس زمانے کے ایک سے زیادہ مورخان تعلیمات نے یہ دعویٰ کیا کہ حکومت ملکی کو چاہیے کہ اس فائدہ کو پہچانے اور جاری کرے کہ والدین اس امر پر مجبور کردیے جاوین کہ اپنی اولاد کو مدرسہ مین بھیجین۔ لوتھر[۵۲] نے کہا کہ "مین نے اس قاعدہ پر نظر کی ہے یہ قاعدہ افسران ملکی کا فرض منصبی ہے کہ اپنی رعایا کو مجبور کرین کہ وہ اپنی اولاد کو مدارس مین بھیجین تاکہ خاص وعام کو عمدہ تعلیم یافتہ وفقہا وحکما ومعلمین اور دوسرے افسر نصیب ہون"۔ اور سیکسنی[۵۳] کے جدید قانون ملت واقع ۱۵۲۸ء مین جس پر پہلے ملاک تہمین نے اتفاق کیا تھا یہ امر مجوز ہوا کہ علما کو چاہیے کہ لوگون کو اپنی اولاد کو مدارس مین بھیجنے کیلیے تنبیہ کرین تاکہ لوگ اسقدر تعلیم پاسکین کہ ملک وملت مین تعلیم دینے کے قابل ہوجاوین۔ ورٹمبرگ[۵۴] کے قانون ملت واقع ۱۵۵۹ء نے خبردار کیا کہ گڈریون کو چاہیے کہ اپنے

---

۵۱ شاہ فرانس معاصر ہارون الرشید کا نام ہے صلع قوم تھا ۱۲ ۵۲ لوتھر پروٹسٹنٹ مذہب کا بانی نہایت بڑا دینی عالم مقرر۔ اور اگوالعزم جرمنی کے ایک صوبہ کا رہنے والا تھا ۱۲ ۵۳ صوبہ جرمنی ۱۲ ۵۴ صوبہ جرمنی ہے ۱۲

ہمسخنسون کو اقل مرتبہ سال مین دوبار اس امر کی تنبیہہ کرین کہ اپنی اولاد کو مدارس مین بلا انفصال بھیجا کرین - ایسی ہی خبرداریان جرمن کی دوسری ریاستونمین بھی کی گئین اور قاعدہ جبر نہین اختیار کیا گیا مگر مذہبی کتاب سوال وجواب کی تعلیم کے متعلق جو اتوار اور دوسری تعطیل کے ایام مین کلیسیا مین دیجاتی تھی وقت پر حاضر باشی کا انتظام ہوا اور جو لڑکے حاضر نہو کر اس علم مذہبی کو حاصل نکرتے اور گلیون مین آوارہ پائے جاتے تھے اون لڑکون کے والدین پر جرمانہ کیا جاتا تھا - ۱۶۴۰ء مین جنرل سٹینیو[۵] یعنی مجلس عامۂ ورٹم برگ نے اس فرض منصبی کو کہ تمام لڑکون کو مدرسہ مین بھیجا جاوے قبول کیا اور یہ ارادہ کیا کہ تمام والدین جنکی اولاد حاضری مین ناکامیاب ہوئی جرمانہ کرے بہرحال اس بندوبست کا اجرا نہایت مشکل معلوم ہوا اور رجدید فرامین شاہی ۱۶۷۶ء و ۱۶۷۲ء و ۱۶۷۹ء مین والدین کے فرض منصبی کی یاددہی کے لیے صادر ہوئے قاعدۂ اولی جسمین لڑکونکی عمر شراکت مدرسہ مقرر تھی ڈیوک آف برن زک ہی کا مجوزہ تھا اور نہون نے والدین اور سرپرستونکو یہ حکم دیا کہ اپنی اولاد کو چھ برس کی عمر سے مدرسہ مین بھیجین اگرچہ تعلیم بالجبر کی طرفداری مین آہستہ آہستہ ترقی ہوئی مگر اوسکی تحریک تمام جرمنی ریاستون مین اب قائم ہوچکی - ملک پرشیا[۵] مین یہ قاعدہ ۱۷۳۲ء مین جاری ہوا اور میوریہ[۵] پالاتین کہ ممالک موخرہ مین سے ہے ۱۸۰۲ء مین رواج پایا - تعلیم بالجبر انیسوین صدی کی ابتدا سے ممالک جرمنی مین دستور عام ہوگئی - اور یہ ایک عجیب وغریب واقعہ ہے کہ تمام خوفناک جنگ وجدال مین جو بہ سبب

---

[۵] یورپ کا ایک ملک ہے جرمن کے قریب ۱۲ [۵] جرمن کا صوبہ ہے ۱۲

جمعیت مقنن تعلیمات کے ہوئی کسی فریق نے کوئی سخت مزاحمت اس قانون کی
نہین کی کہ حکومت ملکی یہ دعوی کرسکتی ہے یا اوسکو یہ دعوی کرنا چاہیئے کہ والدین پر لازم
ہے کہ اپنی اولاد کو کسی قسم کا علم سکھلاوین — قانون کی یہ قسم آسٹریا[۵۱] مین اونیسوین
صدی مین ان اصول پر شروع ہوئی کہ حاکمون کو چاہیئے کہ فہرستین اون تمام لڑکون کی
جنکی عمر کا چھٹا سال شروع ہوا ہو سالانہ دو دفعہ اساتذہ مدرسہ کے پاس ارسال کرین
اور اساتذہ کو چاہیئے کہ ماہانہ غیر حاضری کی فہرستین حاکمون کے پاس بھیجین - اگرچہ
مدرسہ کی حاضری استحکام کے ساتھہ ترقی پذیر ہوئی تاہم تعداد اون لڑکون کی جو درپے تعلیم
تھے بہت زیادہ تھی - بعد اوس مصیبت ناک جنگ کے جو ۱۸۶۶ء مین پرشیا سے
ہوئی حکومت آسٹریا نے بہ تعمیل ایک جدید قاعدۂ تعلیم جو قاعدۂ پرشیا کے مشابہ تھا جاری
کیا جسمین قاعدۂ تعلیم بالجبر کی تعمیل کے واسطے سخت تاکید تھی بعض اضلاع مین یہ نہایت
مشکل معلوم ہوا کہ ایک کافی تعداد مدرسین اور مدارس کی مقرر کیجاوے - اور لڑکون کو
حاضری پر مجبور کرین بہرحال تختہ جات حاضری مدارس سے یہ ظاہر ہوا کہ ترقی باستحکام
ہورہی ہے اور اس قاعدہ کی کوئی معقول مخالفت نہین کیگئی جو جلدی سے اب جاری ہوچکا
اضلاع سوئٹزرلینڈ[۵۲] مین صرف باستثنائے جینیوا[۵۳] اور ممالک سکانڈی نویا[۵۴]
مین قواعد جرمن کے مشابہ قوانین جاری کیے گیے اور خصوصاً ڈنمارک[۵۵] نے قاعدہ

---

۵۱ یورپ کا ایک ملک ہے ۱۲ ۵۲ یورپ کا ایک ملک ہے ۱۲ ۵۳ سوئٹزرلینڈ کا ایک بڑا شہر ہے ۱۲
۵۴ یورپ کا ایک ملک ہے ۱۲ ۵۵ ملک یورپ ۱۲

تعلیم بالجبر کو ۱۸۱۴ء سے نہایت زوردار اور موثر بنا دیا اور اسطرح اوسکی کل آبادی کی ایک مشہور اور بہاری اوسط تعلیم کو موجود کر دیا - سب سے پہلے **فرانس** مین طریقہ مدارس عامہ کو قانون تعلیمات واقع ۱۸۳۳ء نے مرتب کیا - بہرحال نہ اس قانون سے اور نہ پچھلے قوانین سے قاعدہ تعلیم بالجبر کا فائدہ حاصل ہوا اور حاضری مدارس خصوصاً گئی اضلاع کے مدارس مین بہت کم ہونے لگی لہذا **لوئی نپولین** نے قاعدۂ جبر کو پسند کیا اور **یم ڈرنی** وزیر تعلیمات عامہ ۱۸۶۳ء سے ۱۸۶۹ء تک اوس قاعدہ کے نہایت شوقین حامیون مین سے ایک حامی رہا - مگر جو سعی اس قاعدے کو جمعیت مقننہ فرانس مین داخل کرنے کے لیے ہوئے تھے اونکو ترک کر دینا پڑا کیونکہ زوردار مزاحمات درپیش ہوے - ظہور سلطنت جمہوری کے بعد ۱۸۷۰ء مین سرگرم و پرجوش رفقاے تعلیم جبریہ مین سے ایک رفیق **جولس سمن** نامی تعلیمات عامہ کا وزیر مقرر ہوا اور یہ جدید قاعدہ تعلیم کو جو اسکے مدنظر تھا ظاہر کر دیا مگر **نیشنل سمبلی** یعنی جمعیت قومی نے اس قانون کو اختیار کرنے سے انکار کیا چنانچہ پندرہ مین سے تیرہ ممبرون نے اس قانون کے خلاف رائے دی فرانس مین **لبرل** نے عموماً اس قاعدے کی حمایت کی اور فریق **کیتھولک** نے مخالفت کی - **انگلستان** مین عام رائے نے ہمیشہ بڑے زور سے اس امر کی مخالفت کی کہ حکومت ملکی معاملات مدارس مین مداخلت کرے - بہرحال ایک قابل یاد ترقی تعلیم بالجبر مین ۱۸۷۰ء مین اوس قانون سے ہوئی جسکو **ولیم اڈورڈ فارسٹر** نے ترتیب دیا تھا اور جسکے مطابق ایک ہی سال مین انگلستان اور ویلس کے ہر ایک لڑکے کی

تعلیم کا انتظام ہونیوالا تھا۔ سوال حاضری بالجبر پر پارلیمنٹ مین سب سے پہلے بحث کیگئی اور بالآخر یہ معاملہ متفرق سکول بورڈس یعنی جمعیت ہاے مدارس پر چھوڑ دیا گیا جنکو ایسی حاضری کے جاری کرنے کا یقینی آزاد اللہ اختیار حاصل ہے۔ مگر ایسا نظر آتا ہے کہ حامیان جبر کا ارادہ ہے کہ جب تک اس قاعدے کو کامل طور پر جاری نکرین تب تک ہرگز مطمئن نہون لورپول منیچسٹر اکسفورڈ مین قوانین جاری ہو گئے کہ لڑکونکو مدارس عامہ مین حاضری کے لیے مجبور کرین۔ میلین پارلیمنٹ نے ۱۸۷۱ء مین ایک جدید قانون پاس کیا جسکے مطابق ہر ایک جگہ ابتدائی تعلیم بلا اجرت قرار پائی اور حاضری مدارس لڑکون پر بالجبر تھی **بلجیم** اور **ندرلینڈس** مین ہر ایک محلہ دار از روے قانون اس امر پر مجبور ہے کہ ہر ایک مدرسہ عامہ کی نگہبری کرے اور **بلجیم** مین مفلس لڑکون کو اونکے والدین کی درخواست پر بمعافی ماہوار تعلیم دیجاتی ہے مگر اب تک ان دونون ملکون مین سے ایک نے بھی قاعدۂ تعلیم جبریہ کو تسلیم نہین کیا۔ **روس** مین پیٹر اعظم نے یہ چاہا تھا کہ تعلیم جبریہ کر دیجاوے مگر اوسکی رعایا کی بغاوت نے جنہون نے تعلیم کا نام ذاتی بربادی رکھا تھا اوسکی اس تدبیر کو روک دیا اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ روس اب تک **یورپ** کے اون ممالک مین محسوب ہے جو نہایت کم تعلیم یافتہ ہین ۱۸۷۵ء مین تقریباً چھیاسی باشندون مین ایک طالب علم ہوتا تھا۔ **سلطنت عثمانیہ** نے ۱۸۶۹ء مین اس قانون کا اشتہار دیدیا کہ ہر ایک محلہ مین ایک مدرسہ قایم کر دیا جاوے اور تمام اولاد خواہ لڑکے ہون یا لڑکیان اوس مدرسہ مین حاضر رہین مگر ۱۸۷۵ء کے اخیر تک کسی قسم کی کوشش اس قاعدہ کی تعمیل مین نہین

ہوئی تھی۔ **یونان** مین ۱۸۳۴ء مین مدارس از روے قانون جرمن یعنی طریقہ تعلیم جبریہ قایم ہوے۔ اس قانون کے چھٹے فقرہ سے تمام اولاد پر جنکی عمر پانچ برس سے بارہ برس تک ہو لازم تھا کہ **کومیونل سکول** یعنی مدرسہ مذہبی مین حاضر ہون۔ ہر ایک گھنٹہ کی بابت جسمین لڑکا غیر حاضر ہو والدین پر جرمانہ ہو مگر یہ جرمانہ عمل مین نہین آیا اور ۱۸۷۰ء کی مردم شماری سے یہ معلوم ہوا کہ صرف تینتیس فیصدی نوجوان مرد اور صرف سات فیصدی نوجوان عورت لکھنے پڑہنے کی لیاقت رکھتی ہین **اسپین** اور **پورچگل** مین بہی تعلیم جبریہ کے قوانین ہین مگر یہ قوانین یہان کامل طور پر جاری نہین ہوے۔ **امریکا** مین اس حق کا کہ تمام اولاد کو مدارس مین حاضر کرنا چاہیئے بہت زمانہ پیشتر بعض انگریزی باشندون نے دعوی کیا تھا حالانکہ یہ افسران ملکی کا حق تہا **جی نارتھروپ** معتمد تعلیمات عامہ ملک **کنگ ٹکٹ** اپنی سالانہ رپورٹ واقع ۱۸۷۱ء مین کہتا ہے کہ ملک **کنگ ٹکٹ** انصافاً یہ دعوی کرسکتا ہے کہ وہ دنیا کے اون ممالک مین سے ہے جنمین قاعدہ تعلیم بالجبر کی اول بنیاد پڑی وہ کہتا ہے کہ کنگ ٹکٹ کا مجموعہ قوانین جو ماہ مئی ۱۶۵۰ء مین منظور ہوا اوسمین حاضری بالجبر کی اشد تاکید ہے اور اوسکے بموجب کسیقدر ضروری ترمیم کے ساتھ مسلسل جاری ہے یہانتک کہ ۱۸۱۸ء مین اس مجموعہ قوانین پر نظر ثانی کیگئی۔ عام رائے نے اسطرح دل سے اس قاعدہ کو منظور کیا اور اسطرح کلیۃً تعلیم عام کی ضرورت پر یقین کیا کہ قاعدہ حاضری بالجبر قائم ہوگیا مگر کنگ ٹکٹ کے بیرونی سمت مین اس قاعدہ کے جاری کرنے مین کم توجہ ہوئی اور بلکہ خاص کنگ ٹکٹ

مین بھی اس قاعدے کے جاری کرنے مین صریح مشکل پیش آئی تھی کیونکہ جب جلاوطنون
کا گروہ اونیسوین صدی مین وہان داخل ہوا تھا تو معتدبہ تعداد طلبہ مدارس کے جلاوطنون کی
اولاد کی وجہ سے زیادہ ہوگئی لہذا ۱۸۶۹ء مین ایک جدید قاعدہ منظور ہوا جسمین اہل حرفہ پر
یہ حکم تھا کہ جن لڑکون کی عمر چودہ برس سے کم ہو اور کسی عام مدرسہ مین جو اقل مرتبہ سال مین تین
مہینے تک حاضر نہین رہے انکو نوکری نہین دینی چاہیئے۔ معتمد مدارس نے ایک نائب
مقرر کیا تاکہ وہ قاعدۂ حاضری بالجبر کے اجرا کا اہتمام کرے - اور جو پہلی معتبر ترقی حاضری
مدارس کی ہوئی اوس ترقی کا باعث کچھ اسی قاعدہ کے اجرا کو ٹھہراتے ہین - اس
قاعدہ سے ارکان جمعیت مدارس کا یہ فرض منصبی تھا کہ جو لڑکے اہل حرفہ کے کارخانون
مین نوکر ہین اون لڑکون کے حالات دریافت کرین اور اگر اس قانون کے خلاف اونمین
کوئی بات پائین تو اوس قصبہ کے بڑے پنچون کو اطلاع کردین **مساچسٹ** مین پہلے
قانون تعلیمات نے ۱۶۴۲ء مین ہر ایک قصبہ کے منتخب اشخاص کو اس نگرانی کا حکم دیا کہ
اونکے ہم نشین اور محلہ دار اپنی اولاد اور چیلون کو اسقدر تعلیم دین کہ وہ انگریزی زبان اور عمدہ
قوانین کو پڑھ سکین - اگر ان احکام مین سے ایک حکم بھی ترک کردیا جاوے تو اون
منتخب اشخاص کو چاہیئے کہ اوس تارک پر بیس شلنگ کا جرمانہ کرین ۱۸۳۴ء مین یہ ممانعت
ہوئی کہ جن لڑکون کی عمر پندرہ برس سے کم ہو اگر وہ سال ماقبل مین تین مہینے تک مدرسہ مین
حاضر نہین تھے تو کارخانون مین کوئی کام نہ کرین - موجودہ قاعدۂ مدارس والدین اور
سرپرستون کو اس امر پر مجبور کرتا ہے کہ اپنی ذمہ داری مین اون لڑکون کو جنکی عمر آٹھ اور

چودہ برس کے درمیان ہو۔ ہر سال بیس ہفتے مدرسے بھیجین اور کوئی شخص مدارس عامہ مین سے بسبب قومیت یا خاندان یا مذہب کے خارج نہ کیا جاے۔ قصبہ جات اور شہرون کو اس امر کی رغبت دلائی گئی ہے کہ شرابخوار والدین کی اولاد اور یتیمون کی تعلیم کی خبرداری کرین۔ **مین** واقع امریکہ مین قانون مدارس ملکی قصبہ جات مین اسطرح نافذ ہے کہ جن لڑکون کی عمر (۶) اور (۱۷) برس کے درمیان ہو اونکی باقاعدہ جبریہ مدرسہ مین حاضری ہو اور جو شخص اس قاعدہ سے انحراف کرے اوسپر جرمانہ کیا جاوے جو بیس ڈالر سے زیادہ نہو **نیو ہامشیر**[۵۱] مین ایک قانون ماہ جولائی ۱۸۷۱ء مین پاس ہوا جسکا یہ مقصد ہے کہ تمام والدین اور سرپرستون یا مالکون کو چاہیئے کہ جس لڑکے کی عمر آٹھہ اور چودہ سال کے درمیان ہو اور وہ کسی مدرسہ عامہ سے دو میل کے فاصلہ کے اندر رہتا ہو تو ایسے لڑکے کو ہر سال اقل مرتبہ بارہ ہفتہ مدرسہ مین بھیجین۔ ایسے ہی قوانین اوسی سال اور چند ممالک متصلہ مین نافذ ہوے **نواڈا**[۵۲] مین ایک قانون ماہ فیبروری ۱۸۷۳ء مین منظور ہوا جس سے والدین اور سرپرست اس امر پر مجبور ہین کہ ہر ایک لڑکے کو جسکی عمر آٹھہ اور چودہ برس کے درمیان ہو کسی مدرسہ عامہ مین اقل مرتبہ سولہ ہفتے فی سال بھیجین۔ اون مین سے اقل مرتبہ آٹھہ ہفتے سلسلہ وار ہونا چاہیئے اگر یہ انتظام اولیاے طلبا کی طرف سے ممکن نہو تو اونکو اطمینان دلانا چاہیئے کہ طلباے مقامی کی کس طرح تعلیم ہوتی ہے یا کسی معقول وجہ سے معتمدان جمعیت نے اوسکو حاضری کی معافی دی ہے جو شخص اس قانون سے انحراف کریگا اوسکے لیے

---

[۵۱] ملک امریکا ۱۲ [۵۲] ملک امریکا ۱۲

سزای جرمانہ مقرر ہے جو پہلی دفعہ پچاس شلنگ سے کم اور سو شلنگ سے زیادہ نہین اور کل پچھلی دفعات پر سو شلنگ سے کم اور دو سو شلنگ سے زیادہ نہوگا ۔ ۱۸۷۴ء مین کلیفورنیا[۵۱] اور نیوجرسی[۵۲] اور نیویارک[۵۳] کے جمعیت ہای مقنن نے قوانین جبریہ منظور کیے ۔ عموماً مضامین ان قوانین کے اون ہی قواعد کے مشابہ ہین جنکا اوپر بیان ہوا ۔ عمر تعلیم یعنی وہ عمر جسمین ہر ایک لڑکا زیر تعلیم رہتا ہے نیوجرسی مین آٹھ برس سے تیرہ برس تک مقرر ہے کلیفورنیا اور نیویارک مین آٹھ سے چودہ تک ۔ ہر سال حاضری مدارس کی مدت مین کچھ اختلاف ہوتا ہے ۔ نیوجرسی مین بارہ ہفتے ہین جنمین سے چھ ہفتے سلسلہ وار ہونی چاہئین ۔ نیویارک کے مدرسہ روزانہ مین چودہ ہفتے مقرر ہین ۔ مگر جو مدارس اتوار کو ہوتے ہین انمین اٹھائیس ہفتے معین ہین ۔ اور کلیفورنیا مین دو ثلث اوس مدت مین سے جسمین مدارس عامہ کھلے رہتے ہین اور جسمین اقل مرتبہ بارہ ہفتے سلسلہ وار ہونی چاہئین مقرر ہے قانون نیویارک مین ابواب تعلیمی کی بھی تصریح ہے ۔ وہ ابواب یہ ہین (۱) املا نویسی (۲) عبارت خوانی (۳) خطاطی (۴) قاعدہ زبان انگریزی (۵) جغرافیہ (۶) علم حساب یہ بھی حکم ہے کہ اس عمر کے کسی لڑکے کو نوکری نہین دی جائے گی جب تک وہ نوکر رکھنے والے کے پاس اس مضمون کا صداقت نامہ پیش نکرے کہ سالگذشتہ مین اس لڑکے کو اس قسم کی تعلیم دی گئی تھی ۔ اس قانون سے انحراف کرنیوالے پر پچاس شلنگ کا جرمانہ مقرر ہے ۔

---

[۵۱] ملک امریکا ۱۲ [۵۲] ملک امریکا ۱۲ [۵۳] ملک امریکا ۱۲

دوسرے متعدد ملکون مین قوانین جبریہ کا اجرا بالعجلت و استحکام ہو رہا ہے اور سالانہ رپورٹون مین قوانین جبریہ کی موافقت مین مخالفون کا قطعی جواب دیا ہے بہرحال معلمان و مقننان امریکا کی آزاد رائے تعلیم بالجبر کے بارہ مین مسلسل جاری ہے۔ آنریبل اڈورڈ سیرنگ منتظم ملکی تعلیمات عامہ واقع وس کان سن اپنی سالانہ رپورٹ بابت ۱۸۷۲ء مین راے ظاہر کرتا ہے کہ جو مشکلات قانون جبریہ کی حسب خواہش اجرا مین درپیش ہین وہ کثیر اور تقریباً غیر مغلوب ہین لہذا ایسے قانون کی موقوفی کا احتمال غالب ہے اور وہ ایسے قانون کے انجام و مآل کو دیکھنے کی ترغیب دیتا ہے وہ یقین کرتا ہے کہ ایسے قانون کا یہ نتیجہ ہے کہ ہمارے آزاد دساتیر کے جوہر و خلقت کو کم و بیش بالضرور روک دیگا اور یہ قانون تھوڑا بہت بالضرور غیر امریکائی ہے وہ سمجھتا ہے کہ صرف اس حقیقت سے کہ ایک چھوٹا حصہ ملک کے اطفال کا ابتدائی تعلیم ایسی نہین پاتا ہے جیسے کہ مدارس عامہ مین دیجاتی ہے۔ تو اس سے ملک کو کچھ خطر نہین۔ اور وہ بیان کرتا ہے کہ یہ خیال جہالت کا نتیجہ ہے۔ مگر ایک سرگرم مدعی تعلیم جبریہ آنریبل ایچہ ڈی میجر کارٹی منتظم ملکی تعلیمات عامہ کان ساس اپنے سالانہ رپورٹ واقع ۱۸۷۳ء مین بعض عام اعتراضات متعلقہ حاضری بالجبر کا اسطرح جواب دیتا ہے (پہلا اعتراض) "ایسے قانون سے ایک جدید جرم کا وجود پایا جاتا ہے" مین جواب دیتا ہون کہ ایسا ہی چاہیئے کیونکہ درحقیقت کسی لڑکے کو جہالت مین پالنا ہی جرم ہے اور اطفال کے ساتھ ایسا ہی سلوک یعنی تعلیم بالجبر چاہیئے۔ (دوسرا اعتراض) یہ قانون والدین کی آزادی

مین مداخلت کرتا ہے پہر مین وہی جواب دیتا ہون کہ ایسا ہی چاہیے - کیونکہ گو کچھ ہی ہو
یہ وہ ضروری فرائض ہین جسکے والدین ادا کرنے پر پابند ہین پس گورنمنٹ اسطرح فرائض
والدین ادا کرتی ہے جو نہایت قیمتی ہین خاصکر جب والدین غیر مستطیع ہون (تیسرا اعتراض)
حکومت اس قانون سے ایک جدید طاقت کے ناحق گھمنڈ کا دعویٰ کرتی ہے - اسکا جواب
یہ ہے کہ قرنطینہ اور ہی چین کے انتظامات وقواعد اشیاے مضر کی کمی وانحطاط کے
واسطے زمانۂ وبائی مین کیا کیا نہین ہوتا اور اوسکی تکمیل پر کیسا کچھہ گھمنڈ کیا جا سکتا ہے -
جہالت ظاہر ہے کہ کیسی مضر شے ہے یہ جسمانی وبا سے بھی زیادہ تر ویران کن ہے
قوم کا اصلی قانون ذاتی تحفظ ہے (چوتھا اعتراض) یہ قانون غیر امریکائی ہے اور ہماری
آزاد دساتیر کا مخالف ہے - اِس سوال کو نہایت ہی ناپسند طرز مین بیان کرنے کے لیے
یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیا تم کو جوان کو توالی کی ضرورت ہوگی تاکہ اطفال کو مدرسہ مین
کھینچ لیجاوین ؟ مین جواب دیتا ہون کہ ہان اگر چند سال بعد اس قانون سے یہ فائدہ ہو
کہ وہ قید خانہ کو کھینچے جانے سے محفوظ رہین -

چونکہ اسطرح ایک بڑا اختلاف قاعدۂ تعلیم بالجبر مین موجود ہے لہذا موافقون اور مخالفون
کے درمیان اس امر پر پورا اتفاق ہے کہ موجودہ قواعد تعلیم کے اوضاع واطوار و نتایج پر نظر کرین
جو طرف سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ قواعد موجودہ غیر کافی ہین - متعدد قواعد مین وہ ذرایع نہین ہین
جو کہ قوانین جبریہ مین موجود ہین اور ایسی حالتون مین یہ اطلاع دینی کہ فلان قاعدہ سے کچھہ
فائدہ ہوا یا کچھہ بھی فائدہ نہین ہوا انتظام ملکی پر لازم و واجب ہے - اسطرح ایک مجلس مین

جو ماہ دسمبر ۱۸۷۴ء مین ہوئی تھی ملکی کمشنران و منتظمان مدارس نے یہ بیان کیا کہ۔

نیویارک کا قانون ملکی تعلیم کے لیے ناقص اور غیر موثر ہے اور باتفاق یہ ارادہ کیا گیا کہ جمعیت مقننہ سے یہ سوال کیا جاوے کہ آیا جمعیت مقننہ نتائج مطلوبہ کو بخوبی محفوظ رکھہ سکتی ہین یا نہین۔

قواعد امریکا تعلیم جبری مین اون قواعد یورپ کے مطابق ہین جنمین اوس عمر کی قرارداد کا ذکر ہے جسمین حکومت ہر ایک لڑکے کو جبراً تعلیم دے گی۔

ایک مورخ جرمن کا رُوملن نامی یہ بحث کرتا ہے کہ یہ سوال کرنا حکومت کا حق ہے کہ ہر فرد کسی قسم کی تعلیم پاتا ہے یا نہین؟ اور اسکی نگرانی کرے مگر اس حق سے حکومت کو یہ اختیار نہین کہ کسی زمانہ دراز تک والدین کے اختیار کو جو اولاد پر ہے غصب کرلے اگرچہ اوس اختیار کا چھین لینا افسران ملکی کو ضروری بھی نظر آسکے مگر اس قاعدہ سے صرف از روے انصاف حکومت کو یہ حق ہے کہ علم کی ایک مقدار معین جو واسطے ادائے خدمات کے ضروری سمجھی جاوے رعایا کو سکھلائے۔ لہذا وہ بحث کرتا ہے کہ ہر ایک لڑکا بلا کسی تعین عمر کے علم مطلوب جو حکومت سکھلانا چاہتی ہے حاصل کرتی ہے مدرسہ عامہ سے خارج کردیا جاوے۔

اس دعوی حکومت ملکی کا کہ تعلیم جبری ہوجاوے کچھہ مدت تک **کیتھولک** چرچ سخت منکر و مخالف رہا اوسکا دعوی تھا کہ مذہب ہی کو حق تعلیم منجانب خدا عطا ہوا ہے۔ بہرحال بعض کیتھولک مورخین نے یہ قبول کیا ہے کہ حکومت ملکی کو حق تعلیم جبری بشرائط

افسران ملت حاصل ہے کیتھولک کی ابتدائی سیک لوپیڈیا اسکی یون تعریف کرتی ہے کہ (۱) فرین کیتھولک کے والدین ساکن جرمنی نے تسلیم کرلیا ہے کہ مدرسہ کی تعلیم اونکی اولاد کے لیے فائدہ مند ہے اور نظر بحالات موجودہ نہایت ہی ضروری ہے ہمیشہ افسران مذہب نے اس معاملہ مین کسیقدر کوتاہی کی ہے لہذا ملک بشراکت ملت حاضری مدارس کو جبری کردیتا ہے۔ (۲) حکومت جس تعلیم کے دینے کا دعوی کرتی ہے وہ تعلیم محدود بالضرورت ہونی چاہیئے اور عبارت خوانی وخطاطی وچہار قواعد ابتدائی علم حساب ومذہب تک محدود رہنی چاہیئے۔ یہ بالکل غیر ضروری ہے کہ سات یا آٹھ برس تک تعلیم جبری کی جاے اور روزانہ پانچ یا چھ گھنٹے ہوا کرے (۳) حکومت کو یہ حق نہین حاصل ہے کہ تحصیل علم معہودہ کے لیے مقام کی تشریح کرے۔ مقام کا تقرر والدین ہی کی راے پر محمول کرنا چاہیئے (۴) مدارس خانگی یہ دعوی نہین کرسکتے کہ افسران ملکی کی نگرانی سے بالکل خارج ہین۔ مدارس خانگی پر لازم ہے کہ بشراکت ملک وملت کام کرین فقط

مترجمہ کمترین محمد عبدالواحد

اطلاع بخدمت خریداران رسالہ حسن

رسالہ حسن جو ماہوار زیر نگرانی و سرپرستی عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر حیدرآباد دکن سے نکلتا ہو اس مہینے سے چند عالی درجہ قدردانوں کی فرمائش سے مطبع مفید عام آگرہ سے چھاپنے کے فن میں مسلم اور نہایت پسندیدہ ہو شائع ہوتا ہو تاکہ اسکے اولوالعزم ناظرین کو خوبی مضامین کے ساتھ لوازم طبع کا بھی پورا لطف حاصل ہو چونکہ حیدرآباد کے مطابع سے باوجود کوشش ممکن نہین ہوا اس سے ہمکو اپنا حیدرآباد کا خاص مطبع بیکار کردینا پڑا اور اخراجات کی تخفیف ہوئی۔ ہمکو امید ہو کہ ہمارے اولوالعزم ناظرین بلحاظ کثرت و جدت اخراجات دفتر اپنا اپنا زر بقایا اوذمہ کے محصول ارسال کرینگے اور اس علمی پرچہ کی روز بروز ترقی کرکے اپنی قوم کو ہر قسم کے مختلف علوم و فنون کے اشاعت کی ہر وقت ضرورت ہو اس سے فائدہ اٹھانیکا موقع دینگے مطبع مفید عام آگرہ کو رسالہ کے دیگر تعلقات سے کوئی بحث نہین ہو اسلیے بلا خط کتابت و ترسیل زر سب دستور سابق حیدرآباد مین نواب صاحب موصوف کے نام آنی چاہئے

چندہ سالانہ سال تمام ۵ کم آمدنی والون سے ۴ علاوہ اجرت اشتہار فی قطعہ فی صفحہ ایک روپیہ

الراقم ۔ محمد یوسف منیجر رسالہ حسن حیدرآباد دکن

جلوہ بزم

حسن

بابت ماہ اگست سنہ ۱۸۹۳ء

مضمون غدر سنہ ۱۸۵۷ء از جناب شریف الدین صاحب .. (۱) صفحہ

بقیہ تذکرۃ الشاہیہ از عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر (۲۵)

مراسم شادی مسلمانان آگرہ از جناب محمد باسط علی خانصاحب اکبرآبادی (۴۱)

در مطبع میمنہ عام آگرہ بہتمام محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم طبع شد

سنہ ۱۸۹۳ء

سنہ ۱۸۵۷ء

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ

ہندوستان کی تاریخ مین سب سے بڑا تعجب خیز اور حیرت انگیز واقعہ غدر سنہ ۱۸۵۷ء کا ہے جسکو اسوقت تک صرف ۴۰ سال ہو چکے ہین سن رسیدہ بڈھے ہین جنکی آنکھون کے سامنے یہ پُر شور ہنگامہ گذر چکا ہے بہت کچھ حالات بیان کر سکتے ہین لیکن اونکی جھوٹی سچاریون کے افسانے اونکے جہل اور ناقابل یقین جہانمردی کے قصے نہ اس قابل ہین کہ مذہب کان اوسکو سن سکین اور نہ اونکے سن لینے سے کسی قسم کے فائدہ کی امید کیجا سکتی ہے۔

اس بڑی جماعت مین صرف ایسے لوگ بھی ہین جنھون نے اوسوقت کارنمایان کیے لیکن حلال ایمانداری سے اپنے متعلقہ فرائض کو انجام دیا اور کامیابی حاصل کین مگر اونکی معلومات کا دائرہ بھی اونہین واقعات تک محدود ہے جو اونکے ہاتھون سرزد ہوئی۔ سچ یہ ہے کہ شورش اور جوش ہندوستانیون کو تھا۔ ظلم و خونریزی جو انگریزون کے لیے جائز رکھی گئی یہ سب باتین اون سے معلوم ہو جائینگی لیکن بالکل معاملات کی کافی واقفیت اونکے بیانات سے حاصل نہین ہو سکتی۔

غدر کے ایسے پُر شور ہنگامہ کیلیے جو اسباب واقعی ہونگے وہ اونکو معلوم ہین اور نہ یہ ممکن ہے

کہ اونکی زبان سے سننے والون کو معلوم ہوسکین - ہان صرف اسقدر کہ جو بی لگے ہوئے کارتوس غدر کے باعث ہوئے -

غدر کے بعد سے بہ تدریج تعلیم کو ترقی ہوتی گئی یہان تک کہ ۳۶ سال کی مدت مین بہت سے کالج اور یونیورسٹیان بنگئین صدہا ہزارہا ہندوستانی اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کرکے اعلیٰ مراتب کو پہنچگیے -

اس تعلیم نے علم کا شوق نئی نسل مین بہت کچھ پیدا کردیا اور علوم مختلفہ کی واقفیت کا ذوق بکثرت ملک مین پھیل گیا -

تاریخ دنیا کے علوم مین میرے نزدیک سب سے بڑا اور سب سے زیادہ مفید علم ہے - ہمارے وہ بزرگ جنھون نے حیات ابدی اختیار کرلی ہے اور جنکا خون ہماری رگون مین جوش مار رہا ہے اور جو ہمکو آمادہ کر رہا ہے کہ ہم بھی ویسے ہی بنین جنکو مرے ہوئے صدیان گذر گئین اون سے ملنے اور اونکی وہ باتین سننے کے لیے جو مدتون کے تجربات کا نتیجہ ہین صرف ایک علم تاریخ ہے دوسرا کوئی نہین -

جن لوگون نے ملک فتح کیے - جنھون نے مذہب کو ترقی دی اور جنھون نے علوم وفنون کی بنیاد ڈالی اور اپنی مضبوط کوششون سے اون علوم کو دنیا کے مختلف حصون مین پھیلایا اونکی روحین زندہ ہین جو تاریخ کی کتابون سے نکلکر اون راہون کی طرف اشارہ کر رہی ہین جو اونکے زیر قدم آچکی ہین اور جنپر چلنے سے ہم بھی ویسے ہوسکتے ہین جیسے کہ وہ تھے -

خلاصہ یہ کہ سب سے زیادہ بیش قیمت علم تاریخ ہے جسنے ہمیشہ سے دنیا کے ہر حصے مین

بہت کچھہ دلچسپی پیدا کی اور ایک ملک سے دوسرے ملک ایک قوم سے دوسری قوم مین پہنچکر نئی نئی ترقیان کین - خصوصاً اس روشن زمانے مین جبکہ تعلیم کی پاک کرنین اپنی صاف روشنی سے ساری دنیا کو روز روشن کیطرح منور کرتی جاتی ہین تاریخ بہت کچھہ ترقی کر رہی ہے مگر باوجود اس ترقی کے اب تک ہمارے پاس ایسا کافی سامان نہین ہے جسکے ذریعہ سے ہم قدیم واقعات کی پوری واقفیت حاصل کرسکین - شاید یہی وجہ ہے کہ ہندوستانیون کی گذشتہ بدبختی نے غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات کو بھی یکجا نہین کیا اور نہ ایسے عظیم الشان حادثہ کے وقوع کے اسباب ظاہر کیے اور یہ کیونکر ہوتا کیونکہ وہ لوگ خود ناواقف ہونگے - انگریزی تاریخین اپنے مظالم و مصائب کا حال بہت کچھہ بتا سکتی ہین مگر افسوس کہ اسباب غدر کی واقفیت سے وہ بھی محروم ہین ایسی حالت مین ہم کیا کرسکتے ہین سوا اسکے کہ انہین کتابون کے مضامین اور غدر دیکھنے والون کے بیانات سُنکر ایک جدید رائے بجائے خود قائم کرلین یا انہین دانشورون کے خیالات سے اتفاق کرلین جنہون نے مصیبت جھیلکر اس جانب غور کیا ہے -

ہمکو اسوقت یہ دیکھنا ہے کہ غدر کیون ہوا ہندوستانیون کو ایسی سخت شورش کیلیے ہوئی اور انگریزون پر اس قسم کے مصائب کیون گذرے - اس اہم مسئلہ پر غور کرتے وقت ہمکو پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ اوس زمانہ مین انگریزون کے خیالات کیا تھے - اور معاملات کیسے - اسمین کوئی شک و شبہہ نہین کہ انگریزی حکومت کو قائم ہوئے اوسوقت ۵۰ سال کا زمانہ گذر چکا تھا - بہت سے ہندوستانی ملکون جزیرون پہاڑون اور جنگلون پر انکا قبضہ ہوچکا تھا اور بہت کچھہ قوت و استحکام سلطنت کو پیدا ہوگیا تھا - یہی وجہ تھی کہ بڑے بڑے عہدہ دار انگریز جو تعلیم یافتہ اور

مہذب کہے جاتے تھے اپنے زور و قوت پر متکبر اور مغرور ہو گیے تھے - اونکا کبر و نخوت ہندوستانیون کی ملاقات یا طرز معاشرت اور طریق سیاست سے بہت کچھ ظاہر ہوتا تھا - اونکے اخبار اون کی میگزین علانیہ اور فخریہ لکھا کرتے تھے کہ "تمام اگلے اہل مذہب اور عالم کے بڑے بڑے بادشاہ جنکی نیتین ملکت ہند پر لگی ہوئی تہین کسیطرح اس ملک پر قابض نہین ہو سکتے تھے مگر دولت برطانیہ نے عقل کی مدد اور کوشش کی مضبوطی سے جہان گردی اور دریانوردی کر کے عمدہ تدابیر اور مفید افکار سے اس ملک پر قبضہ کر لیا -

یعنی دنیا کی بادشاہتین اس تمنا مین تہین کہ علاوہ موروثی سلطنتون اور محروسہ ملکون کے دوسری ولایتون یا ملکون کا ایک ٹکڑا ہی اگر ہاتھ لگے تو اوسپر کسی عمارت کی بنیاد ڈالین یا کسی شہر کو احاطہ سلطنت مین داخل کرین مگر دولت انگریزی نے سہل وسائل سے ایک وسیع ملک کو اپنی سلطنت مین داخل کیا اور پانسو کروڑ آدمیون پر عمدہ اصولون اور تدبیرون سے حکومت اور بادشاہت کی "

یہ متکبرانہ خیالات انگریزون کے تھے اور معاملات کی حالت یہ تھی کہ غدر سے تھوڑے ہی پیشتر ہندوستان کی بعض ریاستون مین دست اندازی کی گئی رئیس معزول کیے گیے اونکے ملک چھین لیے گیے -

مثلاً سلطنت اودھ کے نزاع کا مسئلہ ہے کہ واجد علی شاہ کی عیاشی اور ناچ رنگ نے ملک مین اندھیر ڈالدیا ملک کا انتظام خاطر خواہ نہو سکا ملک ضبط کیا گیا اور واجد علی شاہ کلکتے بھیجدیے گیے -

مگر معاملات کا اندازہ کرنیوالے اور انگریزی حکام کے خیالات کی جانچ کرنیوالے اگر اسکو ظلم نہ سمجھین گے کہ ملک چھین لیا گیا تو کیا وجہ ہے کہ ان دلشکن باتون کو بھی بالحاظ چھوڑدین ملک کی ضبطی کے ساتھ جو کچھ محل و مکان بادشاہی تھا سب ضبط ہوگیا اور نیلام کردیا گیا اودہ کا ملک لیکر صرف پندرہ لاکھ سالانہ پنشن واجد علی شاہ کی مقرر کی گئی - اور جب بادشاہ کے مان بھائی انگلینڈ پہنچکر ملکہ معظمہ کے سامنے بعض مظالم کے دادخواہ ہوئے تو اونکی فریاد پر لحاظ کرنا کیا معنی کسی نے سنا تک نہین یہانتک کہ اون دونون مصیبت زدہ نے اپنی بیش قیمت جانون کو فرمانروائے انگلستان کے نذر و تصدق کر ڈالا -

ریل اور تار کے جاری کرنے بھی کیون اس قسم کی کوششین کیگئین کہ انگریزی طرز معاشرت کا اثر بھی ملک پر ڈالا جاے جبکہ ہندوستانی دوسری قسم کی تعلیم پائے ہوئے تھے اور دفعتاً اس راہ پر آنیوالے نہ تھے -

علاوہ سلطنت اودہ کے اور ممالک اور ریاستین جو اوسوقت ضبط کیگئین اور جو بیجا اصول بعد ضبطی صوبجات کے اختیار کیے گیے یا جو برتاؤ بعد کو دیسی ریاستون کے ساتھ ہوا وہ انگریزون کے خیالات اور غلط اندیشیون کا پورا ثبوت ہین -

صرف اس خیال پر کہ سکھ لوگ جب تک ذرا بھی ذی اختیار رہینگے بے فساد کیے ہوئے بازنہ آوینگے اور ہمیشہ کے لڑائی جھگڑون مین صدہا ہزار ہا جانین ناحق تلف ہوا کرینگی ملک پنجاب کی ضبطی کا حکم صادر کیا گیا جو ۲۹ مارچ کو لاہور مین جاری اور مشتہر ہوا اور پانچ لاکھ روپیہ بطور پنشن دلیپ سنگھ کیلیے مقرر ہوا اور فرخ آباد مین رہنے کا حکم دیا گیا - مول راج کو دریاے شور کی

سزا ہوئی۔ شیر سنگھ اور چتر سنگھ کو کلکتے مین نظر بند رہنے کیلیے حکم ہوا اور تمام خزانہ ولوتپ خانہ ملک پنجاب کا سرکار کے قبضے مین آیا جسمین مشہور ہیرا کوہ نور بھی تھا جو ملکہ معظمہ کے زینت تاج ہونے کیلیے بطور نذر لندن بھیجا گیا۔

اسیطرح برہما کی جنگ عظیم الشان جو چھوٹی سی بات پر ہوئی اور اوسکا نتیجہ بھی صوبہ پیگو کی ضبطی ہوا۔ یہی معاملات بعض اور راجاؤن اور رئیسون کے ساتھہ پیش آئے جو اہل ہند کے خیالات کو گورنمنٹ کیطرف سے برہم کردینے کیلیے بخوبی کافی تھے۔

مین اسبات کو آزادی کے ساتھہ کہدینے مین ذرا بھی تامل نہین کرتا کہ غدر کی بنیاد لارڈ ڈلہوزی کے ہاتھون پڑی۔ ڈلہوزی غیر منتظم۔ پست ہمت۔ طماع۔ کوتہ اندیش۔ اور سخت مزاج گورنر تھا۔ عہدہ گورنری کے لیے جس قسم کا مدبر۔ دور اندیش۔ عاقل۔ ذی علم۔ تجربہ کار۔ اور رحمدل آدمی کی ضرورت تھی اسکے خصائل اور اخلاق بالکل ان اصولون کے خلاف تھے۔

لارڈ ڈلہوزی کے اصول معدلت اور طریق سیاست نے ہندوستانیون کے خیالات مین بہت کچھہ برہمی پیدا کی اور جسقدر جان و مال ہندوستانیون یا انگریزون کا برباد ہوا اوسکا بڑا سبب ڈلہوزی کی کارگزاریان ہین۔ وہ رئیس اور بھلے آدمی جو تمام تر سرکار کے ساختہ پرداختہ تھے اور جنکی تمناؤن پر گورنمنٹ انگریزی نے ملک ہند مین سلطنت و حکمرانی حاصل کی اور جس سرکار کی نسبت ہمیشہ وہ لوگ خیر خواہی ظاہر کرتے رہے اس آتش فساد کے فرو کرنے مین ذرا بھی مدد نہ کرسکے بلکہ اولٹی آگ بھڑکانے مین شریک ہوگیے۔

کیا معزول شدہ رئیسون اور راجاؤن کے اپنی ریاستون اور ملکون پر دوبارہ قابض ہونے کی تمنا اور وقتاً فوقتاً اپنے حقوق کا اظہار ایسا نہ تھا جیسا کہ اظہار حقیت کیلیے انگلینڈ والے اپنے بادشاہ چارلس سے لڑے۔ کیا آزادی کی تمنا وہ تمنا نہ تھی کہ جسکے لیے اہل فرانس اپنے شاہنشاہ لوئیس سے منحرف ہو گیے تھے۔

گورنمنٹ سے اتحاد کی آرزو آرزو نہ تھی جسنے اطالیہ کی سلطنت قائم کرائی تھی۔ مگر نہین یہ کیسے ہو سکتا تھا ہندوستان تو وحشیون کا ملک ہے ہندوستانی غیر مہذب غیر تعلیم یافتہ تھے اونہین وہ بات کہان جو یورپ یا یورپ والون کو حاصل ہے۔ ہندوستانی تختہ مشق ہمیشہ محمد شاہ تغلق کے ایسے ظالم بادشاہ کی جوتیان سیدہی کرتے رہے۔ اور نادر شاہ کے ایسے خونریز اور سفاک فرمانروا کی اطاعت مین گردن جھکائے رہے اونمین یہ شورش کہان پیدا ہو سکتی تھی کہ گورنمنٹ کی مخالفت مین علم بغاوت بلند کرین اور یورپ والون کا سا جوش و خروش یا بہادری دکھا سکین۔ افسوس یہی خیالات انگریزی حکام کے تھے جنہون نے آفت ڈھائی۔

انصاف ہمکو اس کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ اگر ان خیالات سے وہ بگڑتے نہین تو اونکی آزردگی ہرگز بیجا نہ تھی۔ اور کانشینس ہمسے زبردستی کہلواتا ہی کہ اگر علانیہ نہ بگڑتے تو ان باتون سے بگڑا ماننا قابل اعتراض نہ تھا۔

بلاشبہہ لارڈ ڈلہوزی کی غلط اندیشیون اور انگریزی حکام کی رائے اور خیالات ضرور اہل ہند کے برہمی کا کافی ذریعہ تھے اور جن خیالات سے اونکی مخالفت کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا

وہ بیشک انگریزی حکام کی ناعاقبت اندیشی سے پیدا ہو گئے تھے۔

ایسے نازک وقت مین جبکہ قلوب مین کشیدگی اور دلون مین ناراضی پھیلی ہوئی تھی ایک بڑا ستم یہ ہوا کہ **الفنسٹن ریفل** جو فوج مین تعلیم کے لیے تقسیم کیا گیا اون کے کارتوسون مین چربی کی آمیزش کا شبہہ ہوا جس پر فوج والون نے کہا کہ یہ چربی سور اور گائے کی ہے۔

عام خیالات کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستانی فوج کا یہ بالکل وحشیانہ خیال تھا اور اسکی کوئی اصلیت نہ تھی لیکن نہین۔ ایمان۔ ہمکو غور کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ ایک ایسی افواہ جو فوراً مشہور ہوئی اور جسنے ہندوستان کے ہر گوشہ مین غدر کر دیا کہانتک بے اصل ہو سکتی ہے۔ ضرور کچھ اصلیت ہے۔ ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ درحقیقت اِن کارتوسون پر چربی لگائی گئی تھی یا نہین اور اگر چربی تھی تو کس چیز کی۔

یہ کارتوس ولایت سے طیار ہو کر ہندوستان مین آئے تھے جہان چربی کا استعمال بہت زیادہ ہوتا تھا بھیڑ اور بکری کی چربی گران قیمت تھی اور اسیوجہ سے کم مستعمل۔ غالباً انہین جانورون کی چربی ہو جو انگلستان مین زیادہ رائج ہو اور انگلستان سے کلکتے وغیرہ مین انگریزون کے درمیان آیا کرتی ہو۔

گریز۔ انگریزی مین چکنائی کو کہتے ہین خواہ از قسم چربی ہو یا تیل۔ انگلستان مین بجاے چکنائی کے اکثر چربی کام مین آتی ہے کیونکہ تیل بہی اکثر چربی ہی کا نکالا جاتا ہے۔ اور گھی کا تو نام ہی نہین جانتے۔ تیسی۔ سرسون وغیرہ کا تیل ہوتا ہے لیکن گران بکتا ہے۔ الحاصل سرکار نے جسطرح بجاے توڑہ دار بندوقون کے پتھر کلا اور بجاے پتھر کلے کے

توپ دار بندوقین فوج مین جاری ورائج کین اوسیطرح ایک نئی قسم کی بندوق یعنی الفلڈ ریفل جاری کی اوسکے چلانے کی ترکیب یہ تھی جسکی ہدایت کارخانہ انگلستان سے ہوئی تھی کہ ان بندوقون کی نلی تنگ ہوتی ہے اسلیے اوسکے کارتوسون پر گریز کا استعمال ضروری ہے کیونکہ شاید کارتوس بیچ ہی مین اٹک رہے - اسلیے کلکتے کے میگزین والون نے مطابق دستور ولایت کے چربی کارتوسون پر لگادی -

چربی کے کارتوسون نے جسوقت تھوڑا تھوڑا اثر فوج مین پیدا کردیا تھا اوسوقت بنگال احاطہ کے انسپکٹر جنرل توپخانہ کو ایک چٹھی لکھی گئی جسمین دریافت کیا گیا تھا کہ کارتوس مین کس چیز کی چکنائی لگائی جاتی ہے اگر استعمال چربی کا ہے تو کیا بھیڑ بکری کی چربی کام آتی ہے یا گاے بیل اور سور کی چربی بھی اوسمین ملائی جاتی ہے - اسپر انسپکٹر جرنل نے لکھا کہ "چکنائی چربی اور موم کی لگائی جاتی ہے اور چربی کیلیے ایک آدمی کو ٹھیکہ دیدیا گیا ہے مگر اوس سے ایسی کوئی شرط نہین ٹھہری کہ وہ گاے اور سور کی چربی اوسمین نہ ملائے - شروع مین جو کارتوس گورون کی پلٹن کے لیے بنائے گیے تھے شاید اوسی مین سے کچھ دمدمے کے لیے بھیجدیے گیے -

انسپکٹر جرنل نے یہ بھی لکھا کہ "ہمکو اسکا افسوس ہے کہ ہندوستانی سپاہیون کے لیے بے چربی کے کارتوس نہین اور نہ ہمکو اس بات کا خیال رہا -

الغرض یہ خیال بالکل غلط نہین ہوسکتا ہے کہ کارتوسون مین سور اور گاے کی چربی نہ تھی اور اگر یہ امر تسلیم بھی کرلیا جاوے کہ درحقیقت سور اور گاے کی چربی شامل نہ تھی تو جس حالت مین

کہ یہ امر مسلّم ہے کہ چربی ضرور تھی کو کسی چیز کی ہو پس اگر ہندوستانیون کو اس قسم کا شک ہوا یا اوسکے استعمال سے کراہت معلوم ہوئی تو نہ کوئی محل تعجب ہے نہ اعتراض۔

۲۲ جنوری ۱۸۵۷ء کو کپتان ریٹ نے ستر ہوین پلٹن کے اپنے کمانڈنگ افسر میجر بابٹین کو اس مضمون کی رپورٹ کی کہ یہان دمدمے مین جو القلڈ ریفل بغرض تعلیم دیا گیا ہے اوس سے ہندوستانی سپاہی بہت گھبرا رہے ہین اور کسی بدمعاش نے یہ بھی افواہ اُڑا دی ہے کہ کارتوسون مین گائے اور سور کی چربی لگی ہے اور سپاہیون کو اس افواہ کا اسوجہ سے یقین ہو گیا ہے کہ کسی خلاصی نے میگزین کے ایک سپاہی سے پانی کا لوٹا مانگا تھا جب اوسنے نہ دیا تو خلاصی نے کہا کہ کیون صاحب لوٹا دینے مین تو بخوف جانے دھرم کے آپ یہ انکار کرتے ہین لیکن جب سور اور گائے کی چربی لگے ہوے کارتوس دانت سے کاٹین گے تو فرمایئے کہ آپکی کیا ذات رہجائیگی۔

اور کل بھی رات کیوقت اکثر سپاہی مجھسے کہتے تھے کہ یہ افواہ تمام ہندوستان مین پھیلگئی اب جسوقت ہم لوگ اپنے گھرون کو جائینگے کوئی ہمارے ساتھہ کھانا نہ کھائے گا اور نہ پانی پیے گا مین نے اگرچہ اونکو بہت کچھہ سمجھایا کہ بھیڑ کی چربی اور موم اسمین لگا ہوا ہے مگر سپاہیون نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین لیکن ہمارے بھائی بند نہ مانینگے۔ اگر آپ اجازت دین اور ہمکو ترکیب بتا دین تو ہم بازار سے مصالحہ لاکر اوسکو اپنے ہاتھہ سے بنالین گے۔

دو ایک دن کے بعد جب پریڈ پر سپاہیون سے پوچھا گیا تب بھی سپاہیون نے یہی کہا کہ ہم لوگون کو اسمین چربی کا شبہہ ہی ہمکو اجازت ہو کہ ہم لوگ بجاے چربی کے کارتوسون پر تیل اور موم لگا وین۔ جرنل ہیرسی نے اس مضمون کی رپورٹ ڈپٹی ایجوٹنٹ جرنل کو کی اور سپاہیونکی

درخواست کا ذکر اوسمین کرکے اوسکی منظوری اصرار کے ساتھ طلب کی وہان اسقدر تساہل ہوا کہ تین روز تک یہ مسئلہ زیر بحث رہا بعدہٗ ملیٹری ڈپارٹمنٹ مین سکرٹری کے پاس بھیجا گیا وہان سے ۲۷ جنوری کو جواب آیا کہ گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل جنرل ہیریسی کی تجویز کو منظور کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ جہان جہان القاٹر ریفل بندوقین تقسیم ہوئی ہین وہان کے سپاہیون کو اوسکے استعمال کرنیکا اختیار دیا گیا ہے - مگر وہ رسے سہل انکاری کہ اس اشتہار کی اشاعت بھی فوراً نہوی اور اوسی وقت بگڑ بیٹھ نہ کیا گیا حتی کہ غدر ہوگیا اور ہندوستانی سپاہیون نے اپنا کام شروع کردیا -

دمدمے والون نے بہرامپور والی اونیسوین پلٹن کو اپنے ساتھ ملالیا اور ۱۹ فروری کی رات کو اس پلٹن کے سپاہی یکایک پریڈ پر جاکر اکھٹا ہوگیئے اور کرنل مچل کمانڈنگ افسر اسبات کے سنتے ہی دو توپ اور ایک سوانشی گورے جو چھاونی مین موجود تھے لیکر پریڈ پر گیے اور پلٹن کے سپاہیون سے اسکا حال دریافت کیا تو اونہون نے صاف جواب دیا کہ ہمنے سنا ہے کہ آپنے ہم لوگون سے لڑنے کیلیے گورون کی فوج درصورت انکار کرنے کاٹنے ان کارتوسون سے طلب کی ہے اسلیے ہم لوگون کو یہ اضطراب ہوگیا ہے - کرنل مچل نے ان لوگون کو بخوبی سمجھایا اور اون سے اوسیوقت ہتیار رکھوالیے اور کارتوس بھی منگوا کر اونکو دکھلائے بہت سے کارتوسون کی نسبت تو اونہون نے مانا کہ اونمین چربی نہین ہے لیکن بہتون کی نسبت اونہون نے کہا کہ انمین چربی لگی ہوئی ہے - اسپر کرنل مچل نے کہا کہ اب بندوق کے بھرتے وقت کارتوس دانت سے نہین کاٹنے پڑینگے بلکہ ہاتھہ سے توڑ کر بھرنے ہونگے - الحاصل سپاہیون نے

اسیوقت راضی ہوکر بدستور اپنا کام شروع کردیا جب اس مضمون کی اطلاع گورنر جنرل† کو ہوئی تو اونہون نے اونیسوین پلٹن کو بارکپور مین بلاکر اوسکا نام کاٹ دیا۔ سب سپاہی اور افسر ہندوستانی دفعتاً موقوف ہوگیے اور سب کے ہتیار پریڈ پر تمام فوج کے روبرو رکھوا لیے گیے۔

گورنر جنرل کی اس سوء تدبیری اور بےغوری نے اب تمام فوج کو اور بھی بددل کردیا اور اونکے خیالات مین زیادہ بےچینگی آگئی جسکا نتیجہ فوراً یہ ہوا کہ بارکپور کی چونتیسوین پلٹن کے ایک سپاہی نے اپنے افسر پر ہتیار چلایا اور جو سپاہی وہان موجود تھے اونہون نے اپنے افسر کے بچانے سے بھی اغماض کیا۔ اسپر گورنر جنرل نے سات کمپنیان اوس پلٹن کی موقوف کردین اور ایک سپاہی اور ایک جمعدار کو حکم پھانسی کا دیا اور ستر ہوین پلٹن کے دو سپاہیون کو بجرم سازش کالے پانی بھیجدیا۔

یہ باتین اور بھی سونے پر سہاگہ ہوگئین۔ لارڈ کیننگ کو خیال تہا کہ اس سخت برتاؤ سے اہل ہند کے دلون پر انگریزی گورنمنٹ کی جانب سے کچھہ رعب و ہراس پیدا ہوجائیگا مگر برعکس اوسکے ان باتون کا نتیجہ اوسکی امید دن کے بالکل خلاف ہوا۔ یہانتک کہ میرٹھہ مین ۹ مئی کو جسوقت قواعد کے لیے کارتوس تقسیم ہوے تو تیسرے رسالے کے ۸۵ سوارون نے اونکے لینے سے بالکل انکار کیا تب اون سوارون کیواسطے ۹ مئی کو کورٹ مارشل سے پابزنجیر ہوکر بامشقت چھہ برس سے دس برس تک قید رہنے کا حکم ہوا اور اونکو جیلخانہ مین بھیجدیا۔

† اسوقت مین عہدۂ گورنری پر بجاے ڈلہوزی کے لارڈ کیننگ آگیا تہا اور اس قسم کی تہدید اور تشدد اوسی سے واقع ہوتا گیا۔

اِس ذلت کو فوج والے برداشت نکرسکے اور ۱۰ مئی کو اتوار کے دن شام کیوقت چھاؤنی کے سب ہندوستانی سپاہیون نے بلوہ کردیا اور لین مین آگ لگادی اور یورپین عورتون اور بچون کو جو سامنے آتا گیا برابر قتل کرنے لگے رسالے کے سوارون نے جیلخانہ مین جاکر اپنے ساتھہ کے سوارون کو چھڑالیا اور تمام قیدیون کو رہا کردیا شہر کے بدمعاش بے فکرون نے ان لوگون کے ساتھہ ملکر پورا غدر برپا کردیا۔

الغرض یہ پُر شور حادثہ انگریزی قوم کی بداقبالی۔غرور اور بیجا نخوت کا نتیجہ تھا جسکا کافی ثبوت اون واقعات سے ملیگا جو ہم آئندہ لکھین گے۔

اوّل غلطی لارڈ ڈلہوزی کی تھی جسنے اپنی شدت طمع مین ہندوستان کی مختلف ریاستون پر قبضہ کرکے وہان کے رئیسون کو معزول کرکے سلطنت کا دشمن بنالیا اور سارے ہندوستان مین آگ لگاکر خود تو ٹھنڈے ٹھنڈے انگلینڈ کا سفر کیا اور ساری مصیبت لارڈ کیننگ کے سر ڈالی۔

ڈلہوزی نے پنجاب پر قبضہ کیا۔برہما پر قبضہ کیا۔اودھ کو ضبط کیا۔ناگپور کو لے لیا۔تنجور جہین لیا۔جھانسی پر تسلط ہوا۔برار نظام حیدرآباد سے لیا گیا۔

انگریزی مورخین ڈلہوزی کی نسبت کہتے ہین کہ یہ ایماندار اولوالعزم اور دور اندیش گورنر تھا مگر اِس رائے کی وقعت کچھہ اسکے واقعات پر غور کرنے سے بخوبی ہوسکتی ہے۔

جس قسم کے کام ملکی فلاح و بہبودی کے اوسنے کیے اون سے چشم پوشی نہین ہوسکتی ہم مانتے ہین کہ اوسنے ریل۔تار جہاز وغیرہ ہندوستان مین رواج دیکر ہم لوگون پر ایک دائمی احسان

کیا ہے مگر مختلف صوبجات کی ضبطی بھی ایک سنگین مسئلہ ہے گو وہ نیک نیتی سے ہوا ہو مگر جو نقصانات اوسکے اِس فعل سے بعد کو پیدا ہوے وہ اوسکے تمام کارنامون پر پانی پھیرنے والے ہین۔

ڈلہوزی کے ہندوستان چھوڑنے پر اوسکے قائم مقام لارڈ کیننگ نے آکر جس قسم کی عمارت کی بنیاد ڈالنی چاہی وہ ضرور عمدہ تھی مگر افسوس تقدیر کا خراب تھا جو بدنامیان ڈلہوزی کے لیے معین وہ اسکی تقدیر کے ہاتھون اسکے نامۂ اعمال مین لکھی گئین۔

سچ ہے کہ اضطراب کیوقت آدمی باولا ہوجاتا ہے۔ ڈلہوزی نے جو آگ ہندوستان بھر مین لگادی تھی اوسکا بجھانا مشکل تھا اوسکے انگلینڈ پہنچتے ہی اوس آگ کے شعلے بلند ہوگیے لارڈ کیننگ نے لاکھ بجھانا چاہا مگر نہ بجھ سکے سارے ملک مین چہار طرف پھیل گیے اور تمام انگریزی عملداری کو خاک سیاہ کرڈالا۔ اور سچ تو کسطرح کیننگ گھبرا گیا اوس سے جو کچھ واقع ہوا وہ بجوا سی سے ہوا جو حرکت کی وہ آگ کی اور بھی بھڑکانے والی تھی۔ وہ بجاے اسکے کہ تالیف قلوب سے کام لیتا سختیان کرنے لگا جس سے شورش کو ترقی ہوتی گئی اوس سے ہندوستانیون کی دلدہی نہوسکی وہ فوج پر جو بقاء ملک کا ذریعہ ہے تشدد کرنے لگا۔ اوسکو دیکھنا چاہیے تھا کہ ڈلہوزی کے کرتوتون نے سارے ملک کو دشمن بنادیا ہے فوج کیلیے جو پالیسی اختیار کرنی چاہیے تھی وہ دوسری ہی تھی۔ حکمت عملی۔ خاطرداری اور مہربانی سے برتاؤ کرنا تھا نہ کہ ظلم و سختی۔ جو پولیٹکل مصلحتون کے اوسوقت خلاف تھی۔

فوج سے مخالفت کرنا گویا اون معزول شدہ رئیسون اور راجاؤن کا زور بڑہانا تھا جو اپنی

ریاستون سے علیحدہ ہوکر اب موقع کی گھات مین تھے۔ آخر یہی ہوا کہ اونکو ایک بڑی فوج اپنا دلی بخار نکالنے کیلیے ملگئی اور علانیہ کھل کھیلے۔

کیننگ مستقل مزاج نہ تہا نہ اُسکے تیز مزاج مین حلم و تحمل تہا بلکہ وہ جلد باز اور غصہ ور تہا اوسکی غلطیان بہیم ہوتی گیئن وہ فوج کی شورش دیکھہ دیکھہ کر اوسکو برابر موقوف کرتا گیا اور سزائین دیتا گیا جسکا نتیجہ آخر الامر اوسکے لیے بہت زہریلا ہوا۔

ڈاکٹر اسمائیل - کہتا ہے کہ "اعلیٰ درجہ کا چالچلن قائم کرنے کے لیے ہمیشہ اپنے نفس کی نگرانی - طبیعت کی پابندی - اور مزاج پر خود اختیاری حاصل کرنیکی بہت ضرورت ہے - اگرچہ اسکے عملدرآمد مین بہت سے اسباب مانع و سدراہ ہونگے چندروزہ ناکامی کا سامنا ہوگا طرح طرح کی فتنون اور مشکلون کا مغلوبانہ طور پر مقابلہ ہوگا لیکن انسان کو دلجمعی اور مستقل مزاجی سے کام لینا چاہیئے اور مؤخرانہ کامیابی سے مایوسی اور ناامیدی نکرنا چاہیئے -

مہربانی اور خاطرداری ہر وقت مین بہت کارآمد ہے اور ہر مشکل مین کامیابی کیلیے مہربانی اخلاقی فلسفہ کا اصل الاصول ہے - خاطرداری - مہربانی - اور فیاضی شریفانہ چالچلن کے لیے بنی نوع مین زیادہ کارآمد ہے یہ ایسی عمدہ صفتین ہین کہ بغیر کوڑی پیسے کے ہم سارے عالم کو خرید سکتے ہین -

الغرض کیننگ کی طرف سے بہی سوء تدبیری اور عجلت ہوتی گئی جسکا نتیجہ بددلی اور بدگمانی ہوتا گیا - ایسے نازک وقت مین فوجی حکام بہی جسقدر تھے اونکی عقلین ماریگئی تہین وہ تو یہ جانتے تھے کہ ایک فوجی گورا ہندوستانی فوج پر اسطرح حکومت کرسکتا ہے جسطرح گلہ بان اپنی بہیڑ بکری

کے غولون پر حاکم ہوتا ہے۔

سول سروس کے عہدہ دار بھی جسقدر تھے اتفاق وقت سے اس قسم کے خیال کے لوگ اکٹھے ہو گیے تھے اور اکثر فوجی حکام ہی اوسوقت عدالتون مین مامور تھے۔

ان لوگون کے خیالات اور معاملات نے غدر کو اور بھی بڑہایا جو حرکت کی وہ انوکہی مثلاً غدر کی کیفیت سُنکر کلکٹر گورکہپور نے اپنا خزانہ حفاظت کے لیے اعظم گڈہ بہیجدیا اور اعظم گڈہ کی کلکٹر نے اسی بنارس روانہ کرنا چاہا تو پلٹن والے جنکے پہرے مین وہ خزانہ تہا اس بات پر ناخوش ہو کر باغی ہو گیے۔ بنارس مین اسکی خبر ہوتے ہی ۴ جون کو کرنل نیل نے یہ مناسب جانا کہ ہندوستانی سوار سپاہیون سے ہتیار لے لیے جاوین اوسوقت بنارس مین ایک پلٹن ہندوستانی اور ایک سکھون کی اور ایک رسالہ موجود تہا جب انکو پریڈ پر بلاکر حکم ہتیار رکہدینے کا سنایا گیا تب وہ بہری تو بین اور گورون کی فوج دیکہکر گہبرا گیے چاہا کہ اپنے افسرون پر حملہ کرین لیکن بہت سے تو وہین گورون کے ہاتہون مارے گیے اور باقی جو بچے وہ جونپور کی راہ سے اودہ کو چلے گیے انکے جانے سے جونپور مین بہی فساد ہو گیا اور اودہ مین اس غدر نے اپنا اثر کیا بنارس کا یہ حال سُنکر ۶ جون کو الہ آباد مین سپاہیون نے بلوہ کر دیا۔

الغرض ابتدائی غلطیان تمامتر انگریزی حکام سے ہو گئین جنکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ سارے ملک مین غدر مچگیا۔ امن و آسایش کی زندگی مصیبت مین پڑ گئی جان و مال کا نقصان ہوا وہ بڑا شور ہنگامہ قیامت برپا ہوا کہ الامان الامان۔ گہرون کے دروازے بند بیٹہنا دشوار اور کچہہ یہین تک نہین بلکہ جو کچہہ ہونا چاہیے تہا سب کچہہ ہوا یہانتک کہ ہندوستان کی تاریخ مین غدر سب سے

بڑا واقعہ ہوگیا۔

خلاصہ یہ کہ ان تمام واقعات پر نظر کرنے سے یہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ غدر کے اسباب کچھ ہی ہون لیکن سب سے بڑا بین اور معتبر سبب خود انگریزی حکام کی غلط پالیسی ہوئی ہے یا اونکا بیجا غرور و نخوت خدا کو ناپسند ہوا ہو۔

متواتر غلطیان کچھ قصداً کچھ سہواً انگریزی قوم کی جانب سے ہوتی گئین جسکا نتیجہ خود انہین کیلیے جانکاہ ہوا۔

لارڈ ڈلہوزی نے اس قیامت خیز ساخہ کی بنیاد ڈالی لارڈ کیننگ اپنی سوء تدبیری سے اوسکو منہدم نکر سکا اوسکی تمام تدبیرین اولٹی پڑین۔ فوج سے عاقل و دوراندیش حکام علیحدہ ہوگئے سول لائین مین ایسے ہی غلط اندیش عہدہ دار بہرتی ہوے جنہون نے ملکر غدر کو ہاتھون ہاتھ بڑہایا۔

ہندوستانیون پر یہ الزام کہ انہون نے ظلم کیا بالکل غلط ہے جو کچھ ہوا وہ سب انگریزون کے ہاتھون اون پر ہوا۔ وہ لوگ اخبارون اور رسالون مین جو مغرورانہ مضامین شائع کیا کرتے تھے اوسی غرور کی پاداش مین ایک غیبی مار تھی جو منجانب اللہ نازل ہوئی اور حاکم حقیقی نے دکھا دیا کہ جس ملک اور جس قوم کو تم اپنا مفتوح جانکر بزدل اور کمزور تصور کرتے ہو وہ ایک آن مین تمکو ایسی سخت دقت اور مصیبت مین مبتلا کر سکنے کی قدرت رکہتی ہے

ہندوستانی ناشائستہ اور غیر مہذب تو تھے ہی جو کچھ کیا وہ اونکی ناشائستگی کا سبب تھا مگر تعلیم یافتہ مہذب اور عاقل لوگ کیون ایسے ہوگیے جنہون نے اپنے ہاتھون اپنے

پیرون پر کلہاڑی ماری ۔

مین اس امر سے انکار نہین کرسکتا کہ ہندوستانیون نے ظلم کیا مگر مین اوس ظلم کو تعجب کی نگاہ سے نہین دیکھتا ہان افسوس کی نظر سے ۔ اونہون نے جو کچھہ کیا وہ اونکو لازم نہ تھا مین اس موقع پر بعض مختصر واقعات اس قسم کے درج کرنا چاہتا ہون جنسے معلوم ہوسکتا ہے کہ لارڈ ڈلہوزی نے جن رئیسون اور راجاؤن کے ملک لیے تھے اونہون نے کیا کیا اور کسقدر صدمہ اون لوگون کے دلون پر ملک چھن جانیکا تہا ۔

وہ لوگ باغی فوج کے سرغنہ بنے تھے ۔ وہ لوگ اپنی ریاستون کے چھن جانے کا پورا بدلا انگریزون سے لینے والے تھے اور بہت سخت مصیبتون مین انگریزون کو مبتلا کرنے والے ۔

میرے دعوی کی تصدیق کے لیے مندرجہ ذیل واقعات ہین جنکو پڑہکر غدر کے پُرشور ہنگامے کا اندازہ اور معزول شدہ رئیسون اور راجاؤن کا سلوک جو انگریزون کے ساتھہ ہوا معلوم ہوسکتا ہے ۔

باغی فوج جب لوٹ مار کرکے میرٹھہ سے بلا مزاحمت چاندنی رات مین روانہ ہوکر دوسرے روز دوپہر کو دہلی پہنچی تو خوب لوٹ مار کی اور جو کچھہ میرٹھہ مین کیا تہا وہ یہان بہی کیا ۔

بہادر شاہ خاندان تیموریہ کا معزول بادشاہ جو لال قلعہ مین قید تہا باغیون کا سرگروہ بنا اور ایک فوج جرار پیدل اور سپاہیون اور شہر کے بدمعاش بے فکرے لوٹیرون کی بڑی جماعت ساتھہ لیکر تمام انگریزی فوج و حکام و تمام انگریزی سوداگرون ملکی

عہدہ دارون اور اونکی میمون اور بچّون کا قتل عام کرڈالا اور اس قلع وقمع کے بعد آخر خود بادشاہ بن بیٹھا۔

کانپور مین جب سپاہیون نے بلوہ کیا تو اونکا سرگردہ **نانہاراؤ** تھا جو بعد وفات باجی راد کے سرکاری پنشن سے ناامید ہوکر بٹھور مین پڑا ہوا تھا اور انگریزون کی جانب سے دلی عناد رکھتا تھا موقع پاکر باغیون کا شریک ہوگیا اور سخت سخت مظالم کیے۔ صدہا ہزارہا میمون اور بچّون کو قتل کیا چنانچہ ۱۴ جون کو فتحگڈہ سے کچھ انگریز گنگا کے راستہ سے نانہاراؤ سے پیشتر چلے آتے تھے اونکو گرفتار کرکے تہ تیغ بیدریغ کرڈالا اور کانپور کی انگریزی فوج سے جھوٹا قول وقرار کرکے جب اونہون نے مورچے چھوڑ دیے تو سبکو قتل کرڈالا۔

۱۸ جون کو فتحگڈہ مین بلوہ ہوا نواب **تفضل حسین خان** رئیس فرخ آباد وہان کے بلوائیون کا سرغنہ تھا جسکو مدت سے انگریزون سے مخالفت تھی۔

اودہ مین برجیس **قدر** واجد علی شاہ کا بیٹا از سرنو مسند بادشاہت پر بیٹھا مگر بوجہ کم سنی اوسکی مان بانی فساد ہوئی۔ ۳۰ جون کو سر **ہنری لارنس** صاحب چیف کمشنر اودہ نے لکھنو سے تھوڑی دور نکلکر بمقام چنہٹ باغیون کا مقابلہ کیا مگر چونکہ تعداد باغیون کی زیادہ تھی اسلیے صاحب موصوف نامراد ہوکر وہان سے **بیلی گارد** مین چلے آئے باغیون نے بیلی گارد کو گھیر لیا قطع نظر اسکے کہ برجیس قدر واجد علیشاہ معزول کا بیٹا تھا یہ سبب عداوت کا تھا ایک دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ بندوبست مالگذاری جو رعایا کے ساتھ منجانب سرکار ہوا تھا اوس سے تعلقداران اودہ کے حقوق کو بہت نقصان

پہنچا تھا اور جو کافی آمدنی اونکو ہر سال کاشتکارون سے ہوتی تھی اوسمین بہت بڑا دھکا لگ گیا تھا اسوجہ سے تمام تعلقدار بھی شریک بلوہ ہوگیے ۔

روہیلکھنڈ مین بھی بغاوت ہوئی بریلی مین **نواب خان بہادر خان** باغیون کا سردار بنا اور اس عرصہ مین مئو نیمچ نصیر آباد کی چھاونیون مین بھی غدر ہوگیا ۔

ہلکر و سیندہیا کی فوج نے بھی نشان بغاوت بلند کیا ۔

جھانسی جسے لارڈ ڈلہوزی نے ضبط کر لیا تھا وہانکی رانی نے بھی دوبارہ حکومت قائم کی صوبہ بہار اور بندیلکھنڈ مین بھی اس آتش فساد کے شعلون نے جا بجا اپنا اثر دکھایا ۔

خلاصہ یہ کہ یہ تمام غدر شروع ۱۸۵۷ء تک فرو ہوا اور باستثنائے پنجاب و حیدرآباد کوئی گوشہ ہندوستان اس آفت سے بچ نسکا ۔

غدر کے فرو کرنے مین سب سے بڑا کام **جرنل ہیولاک** نے کیا جو شروع جولائی مین بمعیت دو ہزار گورون اور ہندوستانیون کے الہ آباد سے چلکر ۱۲ کو فتحپور پہنچے اور ۱۵ کو کانپور کے باہر نانہا راؤ کی فوج کو شکست دیتے ہوے کانپور مین داخل ہوے بعد ازان لڑتے بھڑتے ہٹتے ہٹاتے جرنل اوٹرم کو آتے ہی ۲۴ ستمبر کو لکھنو پہنچ گیے اور بیلی گارد والون سے جاکر ملگیے پھر ۱۹ نومبر کو نئے کمانڈر انچیف سر کالن کمبل جنکو لارڈ کلائڈ بھی کہتے ہین تین چار ہزار سپاہیون کے ہمراہ کانپور سے روانہ ہوکر لکھنو پہنچے اور محصورین بیلی گارد کو بڑی حکمت عملی اور ہوشیاری سے صحیح وسالم نکال لائے ۔

آخر کانپور کے قریب باغیون سے اطمینان حاصل کر کے کمانڈر انچیف صاحب قریب

بیس ہزار سپاہ اور دو سو توپ لیکر شروع مارچ مین لکھنو سے متصل مورچے جمائے اودہر سے سر جنگ بہادر والی نیپال نے سات آٹھ ہزار سپاہ سے مدد دی یہانتک کہ ۶ تاریخ سے جنگ شروع ہوگئی اور ۱۱ کو لوہے والے پل پر انگریزونکا قبضہ ہوا اور ۱۴-۱۵-۱۶ تک تمام شہر فتح ہوگیا جسمین قدر اور نانہارا نیپال بھاگ گیے۔

آخر الامر ۱۸۵۸ء کے آغاز مین غدر ہندوستان کے ہر گوشہ سے فرو ہوگیا اور ملک مین امن شروع ہوگیا۔ یہانتک کہ اگست ۱۸۵۸ء کو ملک ہندوستان کمپنی سے نکلکر ملکہ معظمہ کے زیر حکومت آگیا۔ اور یکم نومبر کو الہ آباد مین دربار منعقد ہوا جسمین ملکہ معظمہ کا مشہور اشتہار عفو جرائم کا پڑھا گیا جسنے اوس آتش فساد کو بالکل ٹھنڈا کردیا۔

یہ بات کہ غدر کیون ہوا گو اس جگہہ بڑے بڑے عقلاکی عقل چکر مین ہے لیکن قرینہ مقتضی ہے کہ وہی بددلی جو ڈلہوزی کی بدولت سارے ملک مین پھیل گئی تھی اور انگریزی حکام کی سختی بدانتظامی جلد بازی اور ناعاقبت اندیشی نیز چربی کے کارتوس جسکو لوگ بالکل بے وقعت خیال کرتے ہین باعث اس ہنگامے کے ہوے جوان زلزلة الساعة شیٔ عظیم کا نمونہ تھا۔

رہا یہ امر کہ انگریزی قوم پر جو مظالم اہل ہند کی طرف سے ایام غدر مین ہوے وہ بیجا تھے یا بجا۔ عام قاعدہ ہے کہ غلبہ کے وقت غالب جماعت کا برتاؤ اپنے مغلوب و مفتوح قوم کے ساتھہ نہایت سخت ہوتا ہے۔ لوٹ مار قتل و غارت کوئی بات اوٹھہ نہین رہتی۔ ایسی حالت مین جبکہ ہندوستان کے لوگ تہذیب کے نام سے بھی ناواقف تھے جو کچھہ کرتے

وہ تعجب کی بات نہین - لیکن یہ ضرور کہا جائیگا کہ فاتح یا غالب قوم کو اس قسم کا برتاؤ اپنے مفتوح و مغلوب اقوام کے ساتھ کرنا نہایت نازیبا و خلاف بشریت ہے، کیونکہ جب وہ خود مرے ہین تو مرے پر سو درے یہ کوئی پسند نہین کریگا -

ہندوستانیون نے صدہا ہزارہا انگریزون کو قتل کیا اونکی عورتون اونکے بچون کو مارا اونکا مال و اسباب لوٹ لیا اونکے گھرون کو جلا دیا - یہ افعال بالکل وحشیانہ تھے اور یہ ایک ایسے شرم و ندامت کی بات ہے جو ہمیشہ کے لیے ہندوستان کیواسطے داغ بدنامی ہے - اونکی مظلومی و تباہی ذریعہ عبرت ہے اور ہماری خونریزی و سفاکی باعث ذلت و ندامت -

غدر جن لوگونکے سامنے ہوا ہے جنہون نے اس ہنگامۂ قیامت کو آنکھون سے دیکھا ہے اور جنکے ہاتھون اس قسم کے مظالم ہوے ہین وہ ان امور کو اپنی بہادری نہ تصور فرمائین بلکہ انتہاے جہالت و وحشت اور ناشائستگی -

اگر انگریز قصوروار تھے تو اونکی عورتین کس گناہ کی بدولت ماری گئین اور اونکے ناسمجھ بچے کس جرم مین قتل ہوے -

مذہب اسلام یا اہل ہنود کا مذہب کب عورات اور بچون کے قتل کی اجازت دیتا ہے اور وہ کونسا مذہب ہے جسکے بانی نے ان افعال کو ناپسندیدہ نہین رکھا ہے -

سچ یہ ہے کہ اگر کوئی اعتراض اور کوئی الزام ہندوستانیون پر صحیح ہوسکتا ہے تو یہی قتل و غارت اگر کوئی نہایت قابل تعریف و توصیف امر انگریزون کے لیے ہوسکتا ہے تو یہی کہ اونہون نے بعد فتح ملک ہمسے عوض اپنے بھائیون کے خون کا نہ لیا بلکہ وہ سب ملکہ معظمہ کے اوس

اشتہار کے پابند ہو گئے جسکی رو سے ان لوگونکی جان بخشی ہوئی ۔

انگریزی قوم پر جس قسم کے مظالم ہوے اور جو جانکاہ مصیبتین مظلومون کو برداشت کرنی پڑین وہ قصہ دکھانیون کا ایک دفتر عظیم ہے جسکا تمام دکمال لکھنا مشکل اور بے سود لیکن چونکہ بالآخر اس سمع خراشی اور تکلیف دہی سے جو ناظرین حسن کو ہوئی میری خواہش یہی ہے کہ مین انگریزی قوم کی مجبوری اور بیکسی کی پوری تصویر دکھا دون اسلیے میرا ارادہ ہے کہ سرگزشت مسٹر ہارٹسٹ کا ترجمہ جو میری تھوڑی فرصت اور تھوڑی لیاقت کا نتیجہ ہے معزز ناظرین کے ملاحظہ مین ماہ بماہ پیش کرون تاکہ بخوبی اس قوم کے مصائب کا اندازہ کیا جاسکے اور اصلی غرض اس اشاعت سے میری صرف اسقدر ہے کہ ایک یورپین لیڈی کے سچے خیالات ہوشیاری وعقلمندی اور دور اندیشی مین آپ صاحبون کے سامنے ظاہر کرون ۔

اس ترجمہ مین کیی قسم کی خوبی وخوش اسلوبی ہوگی وہ میری کوشش کا نتیجہ نہین ہے بلکہ اصل مصنف کے پاک خیالات کی برکت ہے ۔ اور جس قسم کے نقصانات اور عیوب آپکے ملاحظہ سے گذرینگے اوسکو ایک کم لیاقت مترجم کی ذات پر محمول فرماکر اوسکی عیوب پوشی کیجیگا ۔

شریف الدین

تذکرۃ المشاہیر

(سلسلہ کے لیے نمبر ۱۱ - جلد ۵ ملاحظہ ہو)

پیراسیس (۴۰۰ برس قبل مسیح)

افیسس مین یہ مشہور یونانی رنگ ساز اور مصور ۴۰۰ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا - اسنے رنگ سازی اور مصوری مین وہی کام کیا جو فیڈریاس نے سنگتراشی اور نقاشی مین کیا ہے - اوسنے اس فن کو معلم اور تہذیب دہندہ بنا دیا - رنگون کے اجزا کی مناسبت اور نقشہ کشی اور ہر ایک چیز پر ضروری زور اوسکے کام مین ایسا ہوتا تھا کہ اوسکا مقابل زیوکسس بھی اوسکا لوہا مان گیا -

کہتے ہین کہ زیوکسس نے ایک خوشہ ایسا عمدہ بنایا کہ جو بعینہ اصلی انگورون کے خوشہ کیطرح تھا جب اوسپر پرندے بیٹھتے تو انگور جانکر چونچین مارتے اور اسوجہ سے اُسنے شیخی مین آکر پیراسیس سے کہا کہ اپنا پردہ اُٹھاؤ اور جو تمھارا عمدہ کام ہو وہ دکھاؤ کیونکہ وہ اپنے دل مین جانتا تھا کہ وہ پیراسیس سے بڑھکر ہی مگر جب پیراسیس نے اوس سے کہا کہ یہ پردہ نہین ہے بلکہ یہ اوسکی کاریگری ہے کہ جسکو دیکھکر وہ پردہ سمجھا ہے تو زیوکسس قائل ہوگیا اور تعجب مین آکر مان گیا کہ گو اوسنے جانورون کو دھوکا دیا مگر پیراسیس نے ایک اہل ہنر کو دھوکے مین پھانس لیا -

منجملہ بے نظیر نقاشیون کے باشندگان ایتھنز کی تمثیلی تشبیہین اور یولای سس کے بناوٹی باگل پہنے کی تصویرین پیراسیس کے نہایت عمدہ کام اور قابل دید شکار یان تھین - پلائنی لکھتا ہے کہ پیراسیس کی کاریگری نہ تھی بلکہ جادوگری تھی تصویر کشی مین وہ نہایت باریک باتین بھی بنا دیتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا تصویر اب حرکت کرے گی اوسمین نہایت چھوٹی چھوٹی باتین بھی نظر آتی تھین فقط جان پڑنے کی دیر ہوتی تھی - البتہ وہ ہمیشہ اپنے ہنر کو اچھے کامون مین نہین صرف کرتا تھا بلکہ وہ ایسے بادشاہون کو جیسے کہ بیٹیرس تہا فحش تصویرات سے خوش کیا کرتا تھا جتنی اوسکو شیخی تھی اوسیقدر اوسکا ہنر بہی تہا مگر اوسکے غرور نے انسانیت کے درجہ سے اوسکو گرا دیا تاہم اوسکی دانشمندی کے مقابلہ مین اوسکی اس خطا پر لحاظ کم ہوتا تھا - اوسنے اس ہنر مین کامیابی کیواسطے تناسب کے انداز کو سب سے مقدم سمجھا تھا - کوان نلٹن خیال کرتا ہے کہ وہ اس علم کا متقن تھا اوسکے مرنے کی تاریخ ٹھیک دریافت نہین ہوسکتی -

ارسطو (۳۸۴ سے ۳۲۲ برس قبل مسیح)

ارسطو علما رشائین کا اُستاد اوّل علاقہ مقدونیہ مین بمقام استاگرا ۳۸۴ برس قبل از مسیح پیدا ہوا تھا اسی سبب سے اوسکو استاگری بھی کہتے ہین - فیلقوس بادشاہ مقدونیہ اور سکندر اعظم کا ہمعصر تھا اور انکے اوپر اوسکا بڑا اثر پڑا ہے - بیس سال تک اوسنے افلاطون کی شاگردی کی اور اوسکے فلسفہ کو بخوبی سیکھا لیکن اوسکا دماغ

بالکل اوس سے مختلف تھا کسی بات کو اوسوقت تک نہین مانتا تھا جب تک کہ علمی طور پر اوسکو جانچ پرتال نہ کر لیتا - اسلیے اوسنے **افلاطون** کے مرنیکے بعد مقام لای سی م مین بعد **ایا ئو** کے پاس ایک جدا مدرسہ مسقف راستون کا بنایا جسمین چلنے پھرنے کے سبب سے اوسکے شاگردون کا خطاب فرقہ مشائین[۵۱] پڑگیا - **افلاطون منطقی**[۵۲] - اور شاعر ہونیکے سوا اخلاقی علم کا حکیم بھی تھا - مگر ارسطو انمین سے کچھ بھی نہ تھا - اگرچہ اوس نے **افلاطون** کے بہت سے دلائل کو تسلیم کیا ہے اور اپنی تحریرات مین ابتداءً اونکی ترتیب دی ہے مگر وہ بالکل علم سے باہر قدم نہ رکھتا تھا بلکہ اپنی دانش اور ذہن کا زور لگا کر تمام اقسام کے علوم کو حکمت کے نیچے مندرج کر دیتا تھا - اور اوسنے علوم فطرت[۵۳] مین سے طبیعات[۵۴] جر ثقیل[۵۵] علم قوا حیوانی و نباتی[۵۶] اور تاریخ فطرت[۵۷] کی بنیاد ڈالی جو **افلاطون** سے

---

۵۱ مشائین عربی لفظ ہے اور اوسکے معنی چلنے والے کے ہین - ۵۲ منطق وہ علم ہے کہ جسکے قوانین کے کام مین لانے سے استدلال ذہنی مین غلطی سے امن حاصل ہوتا ہے - ۵۳ علوم فطرت (یا نیچرل سائینس) وہ ہین کہ جنمین قواعد قدرت اور مشاہدات عالم کا بیان ہو - ۵۴ طبیعات (فزکس) وہ علم ہے کہ جس مین خواص مادہ قوانین حرکت اور مشاہدات قدرت کا بیان ہو - ۵۵ جر ثقیل (میکینکس) وہ علم ہے کہ جس مین اشیا کے زور اور اونکے اعمال سے بحث کیجاتی ہے - ۵۶ فزیالوجی علم قوا حیوانی و نباتی وہ علم ہے کہ جس مین حیوانات و نباتات کے قوا اعضا رئیسہ وغیرہ سے بحث کیجاتی ہے -

۵۷ تاریخ فطرت مین زمین اور اوسکی پیداوار کا بیان علمی طور پر ہوتا ہے اور اکثر حیوانات کے بیان پر ہی اس علم کو ختم کر دیتے ہین -

رہگئی تھی - وہ سب سے پہلا شخص ہے کہ جسنے حیوانات کو درجون مین تقسیم کیا اور سب سے جانورون کے حالات جنکو پہلے علما نہین جانتے تھے بیان کیے - اوسکا علم استقرا پر مبنی تہا اور یہہ سب سے بڑی بات ہے کہ جب تک اصلیت دریافت نہین کرتا ہرگز کسی بات کو نہین مانتا تہا

کانٹ اور **ہیچل** نے اپنے زمانہ مین اقرار کیا ہے کہ **ارسطو** کے اصول سے منطق نے اب تک کوئی ترقی نہین کی - وہ حال کی علم الٰہیات[1] کا موجد ہے اوسنے دل کی قوتون کو جیسے شوق - مرضی - تمیز - ہین پہلے پہل جدا جدا قرار دیا ہے - **یورپ** کے لوگون پر اوسکا نہایت اثر ہوا ہے اور بعض دانشمند تو یہانتک کہتے ہین کہ اگر اوسکی کتابین نہوتین تو لوگ زمانۂ وسطی مین پہر وحشی ہوجاتے - وہ سب سے پہلا شخص ہے کہ جسنے واجب الوجود کی ہستی پر دلائل عقلی سے ثبوت کا طریقہ نکالا ہے - اوسنے اوس طریقہ استقرا کو قائم کیا اور ترقی دی کہ جس مین **بیکن** نے آگے کو راستہ چلایا اور جس سے صدی موجودہ مین تا بمقدور علمی ایجادات ہوئے ہین - اوسنے علم ما بعد الطبیعۃ اور طبیعیات کے سب شعبون کو جو اوس زمانہ تک معلوم تھے چہان مارا اور باضابطہ اور خلاصہ کردیا اگرچہ اوسکے خیالات مین بہت سی ایسی باتین تہین کہ اب بوجہ نظر آتی ہین تاہم ایسی بہی تہین کہ جو اب نکلتی ہین اور صحیح ثابت ہوتی ہین ہمیشہ تک ہماری نسلین اس عجیب و غریب مرد کی ممنون رہینگی اوسکی کتب کا حال ہم یہان نہین لکھہ سکتے جنکے ابہی تک پورے ترجمے بہی نہین ہوئے ہین - آخر وقت مین

---

[1] علم الٰہیات (یا علم ما بعد الطبیعۃ) سائیکالوجی) وہ علم ہے کہ جسمین روحانیات سے بحث ہوتی ہے جسکا وجود خارج مین نہین پایا جاتا -

ایتھنز کے حاسدون کے خوف سے مقام چالسس کو علاقہ یو بیا مین چلا گیا تھا جہان کہ وہ ۳۲۲ برس قبل مسیح کے مر گیا۔

ڈیماسٹھینس (۳۸۴ سے ۳۲۲ برس قبل مسیح)

یہ شخص ایتھنز کے قریب ڈیمیس پیانیا مین ۳۸۴ برس قبل مسیح کے پیدا ہوا۔ اوسکی پہلی نمود اوسوقت سے شروع ہوئی کہ اوسنے بیس سال کی عمر مین اپنے ولیون سے اپنی موروثی املاک کو واپس لیا جو اونہون نے اوسکے ایام نابالغی اور یتیمی مین خورد برد کر لی تہین اوسکا جسم کمزور تہا اس سبب سے اوسنے لوگون مین پبلک اسپیکر یعنی فصیح و بلیغ ہونے کی لیاقت حاصل کی اور اوس زمانہ کا نہایت اعلیٰ درجہ کا بولنے والا ہو گیا۔ جب ڈیماسٹھینس ایتھنز کے ملکی معاملات مین دخل دینے کیواسطے طیار ہوا تو لوگون کے دلون مین جوش دلانے کی ایسی ضرورت ہو رہی تہی کہ جیسے پیریکلس کے زمانہ مین تہی۔ مگر پیریکلس نے تو اس کام کو شہر کے خوبصورت اور مضبوط کرنے سے انجام دیا تہا اور ڈیماسٹھینس کے وقت مین وہ باتین بیکار تہین اوسنے اسکے لیے دوسرا طریق اختیار کیا اور لوگون کو دکہایا کہ اونکے ملک کے اندرونی حالات نہایت خراب ہین اور اسکا سبب یہ ہے کہ اونہون نے چند لوگون کے اختیار مین سلطنت کے کامون کو چہوڑ دیا ہے اور کوئی دیکھنے بہالنے والا نہین تہا اور یہ بہی بتایا کہ اونکی اندرونی خرابی کیوجہ سے باہر سے اون پر تباہی آوے گی۔ اوسنے بے خوف کہہ دیا کہ منتظمون کی مجلس خراب ہے

اور خزانے کا بندوبست بالکل نکما اور لوگ رشوت لیتے ہین - یہ دستور جو روز بروز بڑہتا جاتا ہے بہت بُرا ہے کہ ملازم اپنی ذات سے کام کرنے کے بجاے عوضی دیدیتے ہین - جس سے **یونان** کی فخر کی جڑ اکھڑی جاتی ہے اور لوگ اپنی ذاتی منفعتون کی طرف لحاظ کرتے ہین اور عیش و عشرت مین پڑ گیے ہین جس سے ملک کی سرپرستی نہین ہوتی اور **ایتھنز** کی طاقت گھٹ گئی ہے - **یونان** کا ایک شہر دوسرے شہر پر ظلم و ستم کرتا ہے اتفاق جاتا رہا ہے - جسکی اوس وقت بڑی ضرورت ہوگی جب **فیلقوس** بادشاہ **مقدونیہ** حملہ کرے گا - یہ جھوٹے خوشامدی اون **یونانی** مقبوضات کی حفاظت نہین کرسکتے جسکی حفاظت کے واسطے **یونان** کی فوج اور جہاز کمزور ہین - اور صرف طاقت اور آپس کی محبت و اتفاق اور ایمانداری بیرونی عزت پیدا کریگی -

ڈیماستھینس نے پہلے ہی جان لیا تہا کہ **فیلقوس** **یونان** پر چڑہائی کرے گا - اوسنے شروع ۳۵۱ سے ۳۴۱ برس قبل مسیح تک اپنے نہایت عمدہ بیانات سے اپنی قوم کو برانگیختہ کیا کہ وہ دیکہین اور موقع کو غنیمت سمجہین کیونکہ **فیلقوس** آنیوالا ہے لیکن باوجود اوسکی کوششون کے ۳۳۸ برس قبل مسیح کے لڑائی ہوئی اور اہل **مقدونیہ** غالب ہوے اور سکندر کے زمانہ تک **ایتھنز** والے اونکے ماتحت رہے - جب ۳۳۰ برس قبل مسیح کے **اسچائنس** نے ظاہر مین بمقابل **ڈیماستھینس** کے اور درحقیقت **ڈیماستھینس** کے مقابلہ مین ایک اسپیچ دی تو **ڈیماستھینس** نے **سلطنت** پر ایک بیان کیا ہے یہ بیان نہایت مشہور و معروف ہے اسنے مخالف کی

طاقت توڑدی اور اوسکو **ایتھنز** چھوڑنا پڑا اور پھر کبھی **یونانی** معاملات مین اوسکی دست اندازی نہین سُنی گئی - اگر **ڈیماستھینس** کی باتون پر پہلے ہی توجہ کی جاتی تو **یونان** کے لیے اوسکی دانشمندی سے عمدہ نتایج نکلتے لیکن شاید ہمکو اونکی شہادت سے **ڈیماستھینس** کی دانشمندی کا ثبوت نہوتا وہ امورات سلطنت کو خوب ہی سمجھتا تھا لوگون کے اندرونی چال چلن اور بیرونی حوصلہ مندی کو جانچ لیتا تھا **یونانیون** کا بڑا مُربّی اور **ایتھنز** سے نہایت مانوس تھا انسانیت کے لحاظ سے بڑا دانشمند اور خلیق شخص تھا - اوسکی تمام زندگی موت کے وقت تک اسی بات مین کٹی کہ اوسکے ملک کی آزادی اور عزت قائم رہے - اوسکی **سلطنت** کے بیان کا ایک ہی جملہ اوسکی انسانیت کی بلند پروازی کو ظاہر کرتا ہے جبکہ وہ لڑائی کی خرابیان کرتے وقت اپنی طرف سے کہتا ہے -

"مین کہتا ہون اگر یہ واقعہ پہلے ہی تمام دنیا کو دکھایا جاتا تو بھی **ایتھنز** کو اپنے طریق سے نہین پھرنا چاہیئے تھا اگر اوسکو اپنی عزت اور اپنی گذشتہ اور آئندہ زمانہ کا خیال ہے"

اوسکی اٹھائیس ۲۸ کتابون مین سے ہمکو کسی کی تفصیل کا یہان موقع نہین - **انٹی پیٹر** منصرم **سلطنت مقدونیہ** نے اوسکے قتل کا حکم اس بنا پر دیا کہ سکندر کی وفات کے بعد اوسنے **یونانیون** کو بغاوت کی ترغیب دی تھی جسکے خوف سے وہ جزیرہ **کالاریا** کو بھاگ گیا تھا اور وہان اوسے حکم کے ذریعہ سے معبد **پوسیدن** مین زہر دیکر ۳۲۲ برس قبل مسیح کے مار ڈالا گیا -

اقلیدس (۳۲۳ سے ۲۷۵ برس قبل مسیح)

یہ شخص سب سے پہلا مہندس ہوا ہے جسکی کتابین بڑی قدر و منزلت کے ساتھ اسوقت تک جاری ہین یہ یقینی ہے کہ وہ **ٹالومی** اول بانی خاندان **ٹالومیان** کے زمانہ مین **مصر شہر اسکندریہ** مین ۳۲۳ سے لیکر ۲۷۵ برس قبل سنہ عیسوی کے رہتا تہا لیکن وہ کہان اور کب پیدا ہوا اور کب مرا کچھ معلوم نہین صرف اتنا جانتے ہین کہ اوسنے سکندریہ مین ایک مدرسہ ریاضی کی بنیاد ڈالی اور شہرت دی اور ریاضی کی اپنی کتابین جوڑ گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا ہی عالی دماغ شخص تہا۔ صفحہ تحریر[۵۱] **اقلیدس** ہے جسکی نظریات اور عملیات ہندسہ مین ۱۳ مقالے ہین اوگیسوین صدی یعنی ابہی تک تمام **یورپ** کی یونیورسٹیون مین مستعمل اور متداول ہین۔ اور یہی بات صفحہ اوسکے کمال لیاقت کے لیے کافی شہادت ہے۔ اگر کوئی ہین تو بہت ہی تھوڑے سے ایسے اصول نکلینگے کہ جنکو **اقلیدس** نے اپنے مسطحات یا مجسمات مین درج نہین کیا ہے بہت سی کتابین جو اب مشہور نہین ہین بڑے بڑے اصول ریاضیات پر جو ایک دو صدی بعد اوس سے لکھی گئی تہین اوسیکی طرف منسوب کردی گئی ہین مگر اونمین سے کسی کا ہمکو پورا پورا علم نہین ہے بجز معطیات اقلیدس کے جو نظریات علم ہندسہ کی تحقیقات کیواسطے لکھے گیے تھے۔ جو کچھ اوس سے ہزار برس بعد تک علم ریاضی[۵۲] مین ترقی ہوئی ہے کہہ سکتے ہین کہ وہ

---

۵۱ تحریر اقلیدس اوس ترجمہ کا نام ہے جو محقق طوسی نے عربی مین کیا ہے مگر اب اس شخص کا نام بہی علم ہندسہ کا دوسرا نام ہوگیا ہے۔ ۵۲ ریاضی وہ علم ہے کہ جسمین اعداد اور پیمایش سے بحث ہوتی ہے اور اسکے حصے مین حساب۔ ہندسہ۔ تحلیل اور اونکی بہت سی شاخین ہین۔

اقلیدس کے سبب سے ہی ہوئی ہے۔

ارشمیدس (۲۸۷-۲۱۲ قبل مسیح)

یہ دانشمند نامور ریاضی دان اور ماہر علم طبع سراکیوس علاقہ سسلی مین ۲۸۷ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا اسنے اقلیدس کے مدرسہ مین بمقام سکندریہ تعلیم پائی تھی۔ اور خیالی علم جو اوسنے وہان سیکھا اوس سے اوسکے ذہن کو حرکت ہوئی اور جب یہ سراکیوس کو واپس آیا تو اوسنے مشہور بادشاہ ہائرو کی نوازش سے اپنی جدید تحقیقاتون اور ایجادون کی طرف دل جمایا۔ وہ ایسا اپنے فن مین کامل تھا کہ جر ثقیل کی نظریات جو اوسنے نکالی اٹھارہ سو برس تک کوئی ایسا نہوا کہ اوسمین کچھہ اضافہ کرتا۔ اوسکی مشہور کتابین یہ ہین۔ کرہ اور اسطوانہ۔ جنکے باہمی خواص متناسبہ اوسنے بیان کیے ہین۔ پیمائش دائرہ جسمین اوسکے حسابی تناسب بیان کیے ہین مخروط اور کرہ۔ مینار۔ موازنہ و مرکز ثقل جو نظری جر ثقیل کی علمی ابتداہی تربیع اشکال بیضاوی۔ خواص متناسبہ رقیق و منجمد وغیرہ۔

ارشمیدس ریاضی کی صرف نظریات کا ہی عالم نہ تھا بلکہ طبیعات اور جر ثقیل مین بھی کامل تھا سواے اسکے اوسکی طبیعت موجد تھی اوسنے وہ طریق دریافت کیا جس سے اضافی وزن اشیا معلوم ہوتا ہے یعنی جب کہ کوئی جسم منجمد کسی رقیق شے مین ڈالا جاے تو وہ اوسیقدر زور سے دہکا کھا کر اوپر کو اُٹھتا ہے کہ جسقدر رقیق جسم اوس منجمد کے دہکے سے بہایا گیا ہو یعنی رقیق جسم کو اوسکے لیے جگہہ خالی کرنی پڑی ہو یہ قاعدہ اوسکو اسطرح دریافت ہوا کہ جب وہ

حمام مین جہان کہ پانی ملبب بھرا ہوا تھا اندر گھسا تو پانی اوسیقدر نکل پڑا جسقدر کہ اوسکا بدن اوسکے اندر گیا اور یہ خیال اوسکے دل مین ایسے وقت مین اُٹھا کہ جب اوس سے بادشاہ ہائرو نے ایک سوال کیا تھا کہ اوسکے تاج مین زرگر نے خالص سونا لگایا ہے یا کچھ ملا دیا ہے مگر وہ چاہتا تھا کہ ایسی دانشمندی سے یہ بات دریافت کیجاے کہ جس سے تاج کی بناوٹ بگاڑنا نہ پڑے۔ چونکہ یہ ایک دستور کی بات ہے اس خیال کے دل مین آتے ہی وہ ایسا خوش ہوا کہ حمام مین سے ننگا نکلکر یہ کہتا ہوا بھاگا کہ معلوم ہوگیا معلوم ہوگیا۔ ہمکو یہ نہین معلوم ہے کہ **ارشمیدس** نے کبھی کوئی کتاب اپنے کلون کی ایجاد مین لکھی ہے لیکن اسمین کچھ شک نہین کہ اوسنے بہت سے اختراع کیے ہین۔ مثلاً پانی کے بیچ لڑائی کی کل پہیے اور دمہری کی ترکیب۔ اور وہ نمونہ کرہ جس سے حرکات اجرام سماوی کا اظہار ہوتا ہے یہ اوسی کی دانشمندی کا سبب تھا کہ **سراکیوس** پر **رومیون** کے محاصرہ مین تین سال لگے اور یقین کیا جاتا ہے کہ فن انجینری کو اوسی نے اصول علم کے بموجب قائم کیا۔ جب شہر فتح ہوا تو **ارشمیدس** ۲۱۲ برس قبل مسیح کے قتل کر دیا گیا (اقلیدس نمبر ۱ کو ریاضی کیواسطے اور کلیلی کو علم طبع اور جر ثقیل کیلیے دیکھو

سپیپوپی کارنی لیس (۲۳۴-۱۸۳ قبل مسیح)

اس شخص کا خطاب **امریکانس میجر** تھا اور ۲۳۴ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا۔ جب وہ سن تمیز کو پہنچا تو اوسکو یہ خیال ہوگیا کہ اوسپر دیوتاؤن کی کچھ عنایت ہے اور اوسکے

بعد مین اوسنے لوگون سے کہا کہ خدا کی طرف سے اوسکو الہام ہوتا ہے - اوسنے جنگہاے **نسی نس** اور **کینا** مین اپنی شجاعت کے اظہار کے سبب سے شہرت پائی اور یہ اوسی کا سبب تھا کہ امراے **روم** نے **کنیا** کی جنگ کے بعد **اٹلی** کو نہ چہوڑا - ۲۱۰ برس قبل مسیح کے اوسنے اوس فوج کی سپہ سالاری کا بیڑا اٹھایا جو **اندلس** کو جاتی تہی اور جسکو سخت خطرہ کے باعث سے کوئی پرانا سپہ سالار قبول نہ کرسکا تہا - ۲۱۶ کے تمام ہونے سے پہلے ہی اوسنے **کارتیج** والون کو وہان سے نکالکر ملک کو فتح کرلیا - ۲۰۵ مین وہ کونسل[۵۱] یعنی میر مجلس مقرر ہوا اگرچہ ابہی اوسکی عمر تیس سال کی بہی نہ تہی - اوسنے افریقہ مین لڑائی جاری رکہنے کی صلاح دی مگر رشک وحسد کے باعث سے مجلس وزرا نے فوج دینا نامنظور کی تاہم وہ **سسلی** پر غالب ہوگیا اور والنٹیرون کی کافی تعداد فوج اور جہاز کے واسطے بہم پہنچائی - ۲۰۴ مین وہ **افریقہ** پہنچا اور ہر ایک لڑائی مین **کارتیج** والون کو شکست دیتا ہوا **کارتیج** کے دروازہ پر جا پہنچا - **ہینبال** آخر کار طلب کیا گیا اور اوسنے بہی **زما** کے مقام پر ۱۹ - اکتوبر کو ۲۰۲ برس قبل مسیح کے شکست کہائی اور **کارتیج** مین امن وامان قائم ہوا - لوگ چاہتے تھے کہ **سیپیو** کو تمام زندگی کے لیے کونسل مقرر کرین مگر اوسنے ایسے خاص اعزازون سے انکار کیا - جب مجمع وزرا نے اُسپر اور اوسکے بہائی پر حملہ کیا تو اوسکی موجودگی اور نیز تقریر نے جو اوسنے لوگون کے سامنے کی مجمع

---

[۵۱] قدیم رومیون مین کونسل کا وہ عہدہ تہا کہ جسکا اختیار سلطنت کے فرمانروا کو ہوتا تہا سال مین دو شخص منتخب ہوا کرتے تہے -

وزرا کے فرمان کو ضعیف کر دیا۔ وہ رومیون کی بے انصافیان دیکھہ دیکھہ کر اور نفرت کہا کر آخر کار چلا آیا اور اپنی آخر عمر نہایت خوشی اور آرام سے اپنے مکان پر ہٹہ نم مین گذاری اور ۱۸۳ برس قبل مسیح کے مرگیا۔ وہ روم کے نہائت لائق لوگون مین سے ہوا ہے اور فوجی کارروائیون مین صرف جولیس سیزر سے کم ہے۔ کارتھیج اور ہینبال کے خوف سے اوسی نے رومیون کو بچایا۔

کاٹو کلان (مارکس پورٹی اس) (۲۳۴-۱۴۹ قبل مسیح)

کاٹو کلان تسکولم مین ۲۳۴ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا۔ پہلے تو وہ کاشتکاری کرتا تھا پھر ۱۷ سال کی عمر مین فوج مین داخل ہوگیا وہ ہینبال سے اٹلی مین لڑا اور زما کی جنگ مین موجود تھا ۲۰۴ مین کوایسٹر[۵۱] یعنی مہتمم مالگزاری مقرر کیا گیا پھر ۱۹۹ مین ایدایل یعنی مہتمم تعمیرات کیا گیا پھر ۱۹۸ مین پریٹر یا وزیر اعظم ہوا اوس سے بعد ۱۹۵ مین کونسل یا میر مجلس سلطنت بنایا گیا اوسنے انٹیاکس پر بمقام تھرماپلے کی فتح حاصل کرنے مین بڑی امداد کی تھی ۱۸۴ مین وہ سنسار یعنی واضع آئین مالگزاری و فوجداری مقرر ہوا۔ اس عہدہ مین اوسنے قدیمی رومیون کی سی خوبیان ظاہر کین۔ کفایت شعاری

---

[۵۱] قدیم سلطنت روم مین کوایسٹر حاکم مالگزاری کو ایدایل حاکم تعمیرات کو کہتے تھے اور پریٹر کا درجہ کونسل سے نیچا ہوتا تھا پہلے تو ایک ہی ہوا کرتا لیکن آخر کو دو سہی لیکر سات تک ہوا کرتے تھے۔ سنسر کا کام تھا کہ محاصل تجویز کرے اور مجرمون کو سزا دے۔

دکھائی خرابیون کی اصلاح کی لوگون کے طبائع مین جو عیش و عشرت کی عادت جمتی جاتی تھی اوسکے رفع کرنے مین نہایت کوشش کی کیونکہ اوسنے جان لیا تھا کہ آخر کو اس سے قوم تباہ ہوجائیگی - اگرچہ وہ خود اس طوفان کو نہ روک سکا تاہم اوسکے بعد اوسکی نظیر سے بہت فائدہ پہنچا وہ ۱۴۹ برس پہلے مسیح سے مرا - اوسنے بہت سی کتابین لکھی ہین جنمین سے ایک **ڈی ری رسٹکا** یعنی رسالہ **فلاحت** بہت مشہور ہے -

سیپیو پی سی اہیلیالس

مخاطب بہ خطاب امریکانس مائنر (۱۸۵-۱۲۹ برس قبل مسیح)

یہ شخص ۱۸۵ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا - اچھا تعلیم یافتہ تھا ۱۶۸ برس پہلے مسیح سے وہ اپنے باپ کی ماتحتی مین جبکہ اوسکی عمر کل ۱۷ سال کی تھی **امی لی اس** سے بمقام **پڈنا** لڑا تھا وہ اپنے زمانہ کے علما کا بڑا دوست تھا اور اوسکے ساتھ بہت سے عالم رہا کرتے تھے - وہ قدیم رومیون کی تراش خراش کا شخص خیال کیا جاتا ہے درحقیقت وہ ابتدا مین ایسا ہی تھا ۱۴۹ مین اوسنے اپنی دانشمندی اور بہادری سے ملک **افریقہ** مین جو فوج کہ کانسل **مینین لے اس** کی ماتحتی مین تھی اوسکو غارت ہونے سے بچایا ۱۴۷ مین وہ کونسل مقرر ہوکر **افریقہ** کو بھیجا گیا جہان کہ اوسنے **کارتھیج** کو فتح کرکے روم کا ایک صوبہ بنالیا پھر وہ ۱۴۲ مین **سنسار** کے عہدہ پر ترقی دیا گیا اوس وقت اوسنے کوشش کی کہ بداخلاقیان جو بڑھتی جاتی ہین دور ہوجائین مگر اوسکے مدمقابل

ہمی اس نے کامیاب نہونے دیا ۱۳۳ مین اوسنے اندلس کی فتح کامل کرلی - ۱۳۲ مین اوس سے لوگ اوس سے اس سبب سے ناراض ہوگیے کہ اوسنے ایک مشہور ٹریبیون[۵۱] ٹیرس گریکس کے قتل کو منظور کرلیا اور کہتے ہین کہ اسی ٹریبیون کے دوستون نے اوسکو مارڈالا کیونکہ جبکہ اُسنے باضابطہ طور پر حکم پیٹرس کے قتل کا حکم دوبارہ منظور کیا تو اوسکے دوسرے روز اوسکی لاش بستر پر پڑی ہوئی ملی - وہ امرا کا بڑا طرفدار تھا اور اسی سبب سے اوسنے گریگس کے قانون مزارعین کی منظوری سے اختلاف کیا تھا وہ بڑا فصیح اور اپنے زمانہ کا نہایت لائق جنرل تھا -

سلا ایل کارنی لیس (۱۳۸ - ۷۸ قبل مسیح)

اگرچہ سب سے زیادہ لائق نہین تو بھی سب سے زیادہ کامیاب جنرل تھا جو جولیس سیزر سے پہلے گذرا ہے اور ۱۳۸ برس پہلے مسیح سے ہوا ہے - مگر بڑا شہوت پرست اور بڑا علم دوست یہان تک کہ گیسا ہی وہ عیش وعشرت مین مزے اڑاتا ہو یا فوجی لڑائیون مین نہایت نازک کامون مین مصروف ہو علم کو نہین چھوڑتا تھا - اوسنے حوگرتھا کے لینے مین بڑی کوشش کی اور آخر کار اوسکو ۱۰۷ مین مطیع کرلیا - جنگ سمبری اور میٹوٹنس مین بڑی نیک نامی حاصل کی ۹۳ مین پریٹر یعنی وزیر اعظم مقرر ہوا - سمنائٹ لوگون

---

۵۱ - یہ ایک حاکم ہوتا تھا کہ جسکو قدیم زمانہ کے رومی اپنی طرف سے مقرر کیا کرتے تھے تاکہ وہ اونکو امرا کے ظلم سے بچاوے اور اونکی آزادی کو برقرار رکھے -

پر ۹۱ سے ۸۹ تک نمایان فتوحات حاصل کین ۸۸ مین کونسل مقرر ہوا اور تین سال کی لڑائی کے بعد ۸۴ مین **پونٹس** کے **مہتر ڈیمیس** کو **یونان** سے نکالدیا اور اوسکو ایشیا کے ملک پر قناعت کرکے صلح کرنی پڑی ۸۳ مین جب وہ روم کو لوٹا تو کتب خانۂ **اپیلیکن اتینز** سے لاکر **بڑندسیم** مین اُترا تب اوسنے خانۂ جنگیان شروع کین اور ۸۲ مین اپنے مخالفون کو بالکل شکست دی کسی کو قتل کیا کسی کو خلاف ورزی قانون مین سزادی اور بے روک ٹوک خود مختار بن بیٹھا - اور نظم ونسق کی درستی کی وزرا مقننین کی طاقت زیادہ کی اور **ٹریبیون** کے زور کو کم کیا اور جہانتک ممکن ہوا پچھلے ضوابط وآئین کو تازہ کیا - اوسوقت وہ کامل مختار تھا لیکن اوسوقت سب کو بڑا تعجب ہوا کہ اوسنے ایک کونسل مقرر کرایا اور اپنی اصلاحین پوری کرکے اوسنے حکومت سے استعفا داخل کیا اور ۷۹ مین اپنی ریاست **پیوٹی آلی** کو چلاگیا اور علم اور عیش وعشرت مین مصروف رہا - اوسنے اپنی اور اپنے زمانہ کی ۲۲ جلد مین ایک تاریخ لکھی ہے جسکو اوسنے اپنی موت سے کچھہ دن ہی پہلے تمام کیا تھا اور آخر ۷۸ برس پہلے مسیح سے مرگیا

پامپی مینس (۱۰۶ - ۴۸ قبل مسیح)

یہ شخص ارکان[۵۱] ثلثہ مین سے ایک شخص ۳۰ ستمبر کو ۱۰۶ برس قبل مسیح کے پیدا ہوا -

[۵۱] روم مین تین تین شخصون نے دو مرتبہ ملکر بادشاہت کی ہے پہلی مرتبہ مین سیزر - پامپی اور کراسس تھے اور دوسری مرتبہ مین این ٹونی اکٹی وس اور لیپیڈاس تھے - ان دونون سلطنتونکو سلطنت ارکین ثلثہ کہکر نام سے بولا کرتے ہین

اوسکی ابتدائی تعلیم نے اوسکو فوجی نمود حاصل کرنے کے لائق بنایا تھا - پہلے کامیابی اُسکو
۸۳ مین حاصل ہوئی جبکہ سلا اور میریس مین لڑائی ہو رہی تھی اوسنے اپنی فوج
کے تین دستون سے برونس کی فوج کو پسیم مین شکست دی اور سلا سے جا ملا
۸۲ - اور ۸۱ مین سسلی اور افریقہ کی فتوحات پر اوسکے لیے شادیانے بجائے
گیے ۷۱ مین اوسنے اندلس کو روم کا صوبہ کر لیا اور کانسل مقرر ہو گیا جبکہ اوسکو تراقان
بحیرہ روم کے تاخت و تاراج کرنے کے اختیارات دیے گیے تو اوسنے تین مہینے
کے اندر ہی سمندر کو اون سے صاف کر دیا اور چالیس ہزار آدمی اونکے قید کیے باقی کو سولی
مین بسا دیا ۶۶ مین سسرو کی کوشش سے قانون ہینیلا منظور ہوا جس سے پامپی
کو مہتر ڈینس کے حملہ کے واسطے سپہ سالاری ملی - وہ اوسمین بخوبی کامیاب ہوا
سریا کو روم کا صوبہ بنا لیا اور جروشلم کو تین ماہ کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا -
جب ۵۹-۶۲ مین اٹلی کو لوٹا تو برندسیم مین اُترا اور فوج کو چھوڑ دیا جس سے اوسکے
وہ دشمن خوش ہو گئے جو روم مین پیدا ہو گئے تھے کیونکہ اونکو اندیشہ تھا کہ وہ کہین خود مختار
نہ بن بیٹھے - لیکن درحقیقت وہ خود مختار بننا چاہتا تھا مگر اوسکو کافی طاقت اوسکے حصول
کی نہ تھی کیونکہ سیزر اور کریسس اوسکی روک کے لیے موجود تھے - سپاہی
ہونے کی اوسمین کامل لیاقت تھی مگر کن سلطنت ہونے کی اوسمین قابلیت نہ تھی - ایشیا
کی کارروائیون کی منظوری کے واسطے اوسنے سیزر اور کریسس سے صلح کر لی
اور اسطرح سے مجمع اراکین ثلثہ قائم ہو گیا - باقی آئندہ حسن راقم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مراسم شادی مسلمانان آگرہ

جو بہادر اور دلاور مسلمان - ہندوستان مین لڑکر فتحمندی حاصل کرنے کے ارادے سے آئے تھے وہ اپنے ارادون مین کامیاب ہونیکے بعد اکثر یہین قیام گزین ہو گیے - چونکہ عورات کو اپنے ہمراہ نہین لائے تھے اسوجہ سے ہندوستان ہی کی عورتون سے تعلقات قائم کرکے زندگی بسر کرنے لگے - مگر اس نئے میل کا اثر اونکی سوسائٹی پر بہت کچھ ہوا - جو مراسم کہ یہ عورتین اپنے ہندو والدین کے یہان ادا کرتی تھین - وہ اونکو بچپن ہی مین بخوبی ذہن نشین ہو چکی تھین - اور اونکا اس نئے تعلق ہو جانیکے بعد بالکل چھوڑ دینا غیر ممکن تھا - مسلمان شوہر بھی ان ملیح صورت اور نازنین عورات کی پاس خاطر سے ان رسمون کی طرف سے بالکل چشم پوشی کر گیے - اور انتظام خانہ داری مین زیادہ تنبیہ اور تہدید سے بے لطفی نہ آنے دی - کل رسومات قبیحہ اونکے گھرون مین نہایت آزادی سے جاری رہین چنانچہ جنکا اثر اب تک دیکھا جاتا ہے - اہل ہنود کسی خاص روز اپنے بزرگون کا سراوہ کرتے ہین اور کبھی اونکو پنڈ دیتے ہین - ان عورتون نے بھی شب برات کو غنیمت سمجھکر - حلوا روٹی پکا کر اپنے بزرگون کی فاتحہ کے نام سے خاندان کے مُردون کو پنڈ دینے شروع کر دیے -

باہر اگر نماز روزہ کا تذکرہ تہا۔ تو گہر مین شرک وکفر کا چرچا۔ باہر اگر مذہبی امور پر بحث تہی۔ تو گہر مین مراسم ممنوعہ کی طرف رجحان۔ شادی بیاہ اور لڑکا پیدا ہونے کے وقت اون کل مراسم پر نہایت سختی کے ساتہہ برتاؤ کیا جاتا تہا جو کہ قریب قریب اوسی حیثیت سے کسی ہندو خاندان مین رائج تہین۔ فی الحال اگرچہ مذہبی واقفیت اور شائستگی کے پہیلنے سے اکثر عورتون کے عقائد بوجہ اپنے لائق شوہرون کے درست ہونے شروع ہوگیے ہین مگر پہر بہی بیشمار رسمین ایسی معلوم ہوتی ہین جو کہ اہل ہنود کی رسوم سے بالکل ملی جلی ہین۔

بعض عجیب وغریب رسوم اور بیجا اور آزاردہ تکلفات حضرات **اہل لکھنو** کی ایجاد کا ایسا متتبع ہوتا ہے کہ جسنے اکثر خاندانون کو تباہ وبرباد کردیا۔ چنانچہ ذیل مین ہم صرف اُن رسمونکا ذکر کرتے ہین جنپر اگرہ مین ابتک بعض شریف خاندان کی عورتین عمل کرتی رہتی ہین اور میرے خیال مین عورتون کے قانون وسیع اور ناقابل ترمیم وتنسیخ ہونیکی وجہ سے شاید کل ہندوستانکی عورتین انہین رسوم پر عمل کرتی ہونگی۔

لڑکیون کی شادی ہونے سے قبل کی حالت

گیارہ برس کی عمر سے شادی ہونے تک بیچاری لڑکیان عجیب نامناسب قیدمین گرفتار رہتی ہین اونکی حرکات وسکنات گفتار ورفتار پر ہمیشہ اعتراض ہوتے رہتے ہین۔ شادیون اور دیگر جلسون مین جانے۔ غیر عورتون کے سامنے آنے۔ منکوحہ عورات سے گفتگو کرنے کی اجازت اونکو نہین ہوتی۔ عمدہ لباس اور چند خاص زیورہ ہرگز نہین پہن سکتین۔ کیا مقدور جو سرمہ یا مسّی استعمال کرسکین ممکن نہین کہ اونکی بزرگ عورتین اونکو عطر لگاے ہوے

یا آزادانہ حالت مین دیکھہ سکین - جہان گھر مین کوئی غیر عورت آئی خواہ وہ مشاطہ ہو یا نہو اس بیچاری کو اوس سے چھپنا ضرور ہے - جب خدا کو اسکی حالت پر رحم آتا ہے تو لڑکے والون کی طرف سے شادی کے پیغام آنے شروع ہوتے ہین - لڑکے کے حسب و نسب اور اوسکے چال چلن کی کیفیت ایک سرخ کاغذ پر لکھکر کسی مشاطہ کی ہاتھہ لڑکی والون کے پاس بھیجتے ہین جسکا جواب شروع مین بالکل بے غرضانہ طریقہ سے دیا جاتا ہے اگرچہ دلمین یہ ہی ہوتا ہے کہ ہماری لڑکی کی شادی اسی جگہہ ہو جاوے - چنانچہ ایک مثل مشہور ہے کہ "جب تک مشاطہ کے پاؤن کا جوتا نہ ٹوٹے اور اوسکے سر کی چادر نہ پھٹے اوسوقت تک لڑکی کی شادی نہین ہو سکتی" - اِن جاہلانہ خیالات کا نتیجہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ لڑکے والے اپنا خیال کسی دوسری جانب رجوع کر دیتے ہین اور یہ بیوقوف دستِ افسوس ملتے رہ جاتے ہین -

رسوم متعلق منگنی یعنی نسبت

جب رفتہ رفتہ لڑکی والون کی طرف سے رضامندی کی علامات شروع ہو جاتی ہین - تو سخن ہارنیکی رسم کے لیے دو تین عورتین لڑکے والون کی طرف سے جاتی ہین اور کسیقدر تجاہل عارفانہ گفتگو ہونے کے بعد سخن ہار دیا جاتا ہے اور **منگنی** یعنی نسبت کی تاریخ مقرر ہو جاتی ہے کنبے کے مرد اور عورتون سے اس رسم مین شامل ہونے کے لیے درخواست کی جاتی ہے - منگنی سے ایک ہفتہ قبل دولہا اور دلہن والونکے یہان گانا ہوتا ہے - لڑکے والون کی طرف کے گانے کو **گھوڑیان** اور دلہن والونکے یہان کے گانے کو **سہاگ** کہتے ہین - منگنی والے روز کل اقربا و اعزا مرد و عورت جنکو کہ بلایا جاتا ہے جمع ہو کر دلہن کے گھر جاتے ہین - اس قسم

کی منگنی مین نوشہ بھی ہمراہ ہوتا ہے کل عورتین گھر مین عروس کو چڑہاو | چڑہانے جاتی ہین - چڑہاوی مین دولہن کے واسطے اکثر سونے چاندی کا زیور بقدر حیثیت اور گوٹہ پٹے اور پھولون کا زیور بھی ہوتا ہے - دو انگوٹھیون اور قند کے کوزون کے علاوہ پان کی بیڑیان سونے چاندی کے ورقون سے منڈھی ہوئی ایک سنگاردان مین رکھی ہوتی ہین - روپیے اور اشرفیان علی قدر حیثیت دلہن کے ہاتھہ پر رکھنے اور ناریل کھیلین بتاسے اور لڈو گود مین ڈالنے کے لیے مع چار پانچ من شیرینی کے دولہا والے اپنے ہمراہ لاتے ہین - جس خوان مین دولہن کے چڑہاوے کا سامان ہوتا ہے وہ بہت آراستہ کیا جاتا ہے اور اسکے اٹھانے والے کو اور خوانون کے اٹھانے والون سے زیادہ مزدوری ملتی ہے - نوشہ کیطرف کے مرد و عورت جن سواریون مین جاتے ہین اونکا کرایہ اونہین کے ذمے ہوتا ہے دولہن والے نہین دیتے - ان مہمانونکے آنے سے قبل دلہن کو اوس کل زیور سے جو کہ جہیز مین نکاح کے بعد دیا جاویگا آراستہ کرکے نہایت عمدہ لباس پہنایا جاتا ہے اسوقت سرخ رنگ کا لباس نہایت عمدہ گوٹہ پٹھے کا دلہن کے واسطے بہت موزون ہوتا ہے اور اوسیکو استعمال کیا جاتا ہے - نوشہ کے لیے کسی خاص رنگ کی خصوصیت نہین ہے -

جب کل **سمدہنین** یعنی دولہا کی طرف کی عورتین آجاتی ہین تو دولہن کو اسکے خاص کمرہ مین سے گودی مین اٹھا کر اس مجلس عورات مین دلہن والیان لاتی ہین اور ایک خاص فرش پر اوسکو بٹہا دیتی ہین اوسوقت شادی مبارک کا راگ بلند ہوتا ہے اور چڑہاوے کی رسم ادا کیجاتی ہے - **سواسنین** یعنی دولہ کی بہنین سب سے اول اوسکو وہ کل زیور جو اپنی ہمراہ لاتی ہین

پہناتی ہین - بعدازان مصری اور بیڑہ کہلایا جاتا ہے - اور گود بھری جاتی ہے - گود بھرنے کے بعد کُل عورتین دلہن کا مُنھہ دیکھتی ہین بعض منھہ دیکھنے کے بعد دُلہن کے دست راست مین اپنی طرف سے بطور مُنھہ دکھلائی انگوٹھیان وغیرہ بہی پہناتی ہین - پھر ایک عجیب طریقے سے عورتین دُلہن کے سر پر ہاتھہ رکھکر انگلیان چٹخاتی ہین اور ہاتھون کو ادہر ادہر پھیر کر جسکو کہ وارن پھیرن کہتے ہین کچھہ نقدی علی قدر حیثیت بطور خیرات مراسنون کو دیتی ہین - جب سب عورتین منھہ دیکھہ چکتی ہین اوسوقت دُلہن کے دونون ہاتھون مین روپیے اور اشرفیان رکھی جاتی ہین - بس اسکے بعد دلہن کے چڑہاوے کی رسم ختم ہوجاتی ہے اور دلہن کو اوسیطرح گودی مین اوٹھا کر اوسکے خاص کمرے مین لیجاتی ہین - اور کل عورتون کے عطر لگایا جاتا ہے اور پہولونکے ہار پہنائے جاتے ہین - پان چہالیا والائچی وغیرہ کیجانوشہ کیطرف کی عورتون کو دیدیتی ہین وہ اوسکو آپسمین تقسیم کرلیتی ہین بعد اسکے شربت پلایا جاتا ہے - شربت پینے کے بعد ہر عورت بقدر حیثیت شربت کی پیالیون کے طشت مین کچھہ نقدی ڈالتی ہے - جسکا بار دولہا والون پر ہوتا ہے - اگرچہ کل مجتمع رقم چلتے وقت دلہن والون کے حوالے کردیجاتی ہے - شربت پلا دینے کے بعد اندر گہر کی کُل رسمین ختم ہوچکتی ہین -

اوسکے بعد نوشہ کا چڑہاوا دُلہن والون کیطرف سے باہر مردون مین بہیجا جاتا ہے جسمین کوٹے اور پہولون کے زیور - دوشالہ - جہاپ انگشتری اور رومال ہمیشہ طاق شمار مین ہوتے ہین - دولہا کو یہ زیور پہنانے کے بعد کھڑا کرکے دوشالہ اوڑہایا جاتا ہی - اور جہاپ انگشتانہ دست راست کے انگشت زمین پہنایا جاتا ہے اور انگوٹھی چہوٹی انگلی مین - رومال ہاتھہ مین دیکر اوس نقدی سے

جوکہ عروس کے ہاتھہ پر رکھی گئی ہے کسیقدر زیادہ نوشہ کے ہاتھہ پر رکھی جاتی ہے اور نوشہ کل حاضرین جلسہ کو سلام کرتا ہے عطر و پان کی رسم ادا ہونے کے بعد اندر گھر کیطرح باہر بھی شربت پلایا جاتا ہے اور اوسکی رقم کا بار بھی دولہ والون پر ہوتا ہے اگرچہ وہ رقم دلہن والون کو جلتے وقت دیدی جاتی ہے اسطرح سے یہ جلسہ برخاست ہوتا ہے ۔

دوسرے روز اسیطرح دولہا کے لیے جوڑے لیکر صرف عورتین نوشہ کے گھر آتی ہین ۔ جو سامان کہ اونکے ہمراہ ہوتا ہے اوسمین کچھہ جوڑے ۔ گہنون کا زیور ۔ رومال ۔ چاندی سونے کے ورقون سے لپٹی ہوئی بیڑیان ایک چاندی کا کٹورا مع کسیقدر شکر کے ۔ اور مونگ و چانول کا بہوڑا ہوتا ہے ۔ دولہ کو گھر مین بلاکر دلہن والیان کل زیور پہنانے کے بعد جوڑے مین سے جہہ نوالے کہلاتی ہین مگر سا توان نوالہ ان خوش نصیب نوشہ صاحب کو صرف بھکانے کے لیے دیا جاتا ہے ۔ اوسکے بعد اوسی شکر کا اوسی چاندی کے کٹورے مین شربت بنا کر جوکہ **لوٹونون کا شربت** کہا جاتا ہے پلاتی ہین اور پالونون کے بیڑے اور رومال اوسکے ہاتھہ پر رکھدیتی ہین ۔ اونمین سے ایک بیڑا نوشہ کے مُنھہ مین اپنے ہاتھہ سے **سواسنین** کہلاتی ہین وہ سب کو سلام کرتا ہے اور **نوچھاور** کیجاتی ہے ۔ جو کچھہ کہ اس نوچہاور مین جمع ہوتا ہے وہ مراسنون اور کرکھینون کو دیا جاتا ہے ۔ اسکے بعد سب رخصت ہوجاتی ہین اور منگنی کی رسم بالکل ختم ہوجاتی ہے ۔

نئی قسم دوم منگنی کی یہ رسم نہایت اعلی درجہ کی تہی اس سے دوسرے درجے کی وہ منگنی ہوتی ہے جسمین کہ مرد اور نوشہ دلہن کے گھر نہین جاتے اور اسوجہ سے نوشہ دوشالہ اور جاپ انگشتانہ

سے محروم رہجاتا ہے جو کہ اوسکو ساچق کے روز ملجاتا ہے - باقی اور رسوم مین کچھہ فرق نہین ہوتا

منگنی قسم ۲ وہ لوگ جنکے دل کی اُمنگون اور حوصلون کو مفلسی نے پست کردیا ہے وہ صرف اسی پر قناعت کرتے ہین کہ تین چار روپیے کی شیرینی کے ہمراہ دولہن کے لیے مختصر چڑہاوا بذریعہ دو تین عورتون کے بھیجدیتے ہین - اور اسی طرح سے کسیقدر مختصر سامان - اپنی قسمت سے مجبور ہوکر دلہن والے بھی دوسرے روز نوشہ کے گھر بھیجدیتے ہین -

منگنی قسم ۳ جن غریبون کو اتنا بھی مقدور نہین ہے اونکے یہان ایک نہایت ہی عجیب وغریب رسم اس منگنی کے سرانجام دینے کے لیے رائج ہے وہ یہ ہے کہ نوشہ کیطرف سے صرف دو تین عورتین لڑکی والون کے یہان پان لیکر جاتی ہین - وہان تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد دلہن کے مکان کے کسی کونے مین پان کی پیک تھوک دیتی ہین جس سے کہ منگنی کی رسم پوری ہوجاتی ہے -

منگنی قسم ۴ بعض جگہہ یہ بھی دستور ہے کہ نوشہ والی عورتین دو تین روپیے کی شیرینی اپنے ہمراہ لیجاکر دلہن کے داہنے بازو مین ایک روپیہ امام ضامن کے نام کا باندہ آتی ہین - اسیطرح دوسرے روز دُلہن والی عورتین آنکر نوشہ کے بازو پر ایک روپیہ باندہ دیتی ہین پس اسطرح سے اونکی منگنی کی رسم بھی سرانجام پاجاتی ہے -

عیدی جو لوگ کہ منگنی وہ بھی دہام سے کرتے ہین اونکو مناسب ہے کہ وہ ہر عید پر عیدی - خربزون اور ساون کی فصل مین دُلہن کے لیے خربزے اور ساون کا سامان بھیجین عیدی مین دولہن اور اوسکی بہنون کے لیے کانچ کی چوڑیون کے جوڑے - خاص دُلہن کے لیے ایک سرخ رنگ کا

بہت نفیس جوڑا۔ مہندی۔ گلاوہ۔ پیالیان۔ کنگھیان۔ تانبے پیتل لکڑی اور چینی کے کھلونے شیرینی اور کچھہ نقدی بطور تیوہاری بھیجی جاتی ہے۔ اس سامان کے ساتھہ اکثر عورتین بھی جایا کرتی ہین۔ ایک روز رہنے کے بعد دوسرے روز واپس آجاتی ہین۔ شربت چوبہ مہمانداری وغیرہ سب ہوتی ہے۔ اس عیدی کے بدلے مین لڑکی والون کی طرف سے رومال سویون کے چوبے چمچہ چاندی یا تانبے کا ایک بادیہ۔ تیوہاری نوشہ کے لیے۔ اور کچی سویان کنبے مین تقسیم کرنے کے لیے آتی ہین۔

ساون

ساون کے دنون مین علاوہ عیدی کے مانند سامان کے ریشم کی رسّی کا جھولا۔ طیریان جھولنے کے لیے چاندی اور لکڑی کے کھلونے۔ پاؤن کی کھڑاؤن۔ اندرسے† اور اندرسے کی گویان وغیرہ ہوتی ہین۔ نوشہ کیطرف کی عورتین اس سامان کو عروس کے گھر لیکر جاتی ہین جہان کہ جھولا نصب کیا جاتا ہے اور کل عورتین خصوصاً دلہن دولہا کی بہنین جھولتی ہین اور اگر دلہن بہی کمسن ہوتی ہے تو اوسکو بہی اپنے ہمراہ جھلاتی ہین۔ اسوقت مراسنون کا گانا عجیب کیفیت پیدا کرتا ہے۔ اگر بادل ہو تو لطف دوبالا ہوجاتا ہے۔ دوسرے روز یہ عورتین کہانا کہانے کے بعد واپس چلی آتی ہین۔ اسکے عوض مین نوشہ کے لیے رومال کچھہ نقدی چوبے اور اوسکی مان کے لیے جوڑا عروس کے گھر سے بہیجا جاتا ہے۔

سکا

اگرہ مین خربزون کی فصل گرمیون مین واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ دلہن کے کہانے کے لیے خربزے تربوز اور دیگر فصلی میوہ جات دلہن کے گھر بہجوادیے جاتے ہین۔ خربزے اور تربوز

† قرص اور گولی کی صورت کی ایک قسم کی شیرینی جو کہ آردبرنج سے صرف موسم برسات مین طیار کیجاتی ہے۔

بیلون پر لاد کر اور دیگر خورد و میوہ جات خوانون مین رکھکر بھیجے جاتے ہین - اس رسم کو یہان پر ساکا کرنا کہتے ہین - اسکے عوض مین دلہن والون کے یہان سے نوشہ کی مان کے لیے ایک جوڑا مٹھائی وغیرہ کے چوبے - اندازاً اوس قیمت سے کسیقدر زیادہ مالیت کے جتنے کا کہ ساکا بھیجا گیا تہا - بھیجے جاتے ہین - اس شہر مین یہ بھی دستور ہے کہ مہینے یا ڈیڑہ مہینے بعد دلہن کی خریت منگوائی جاتی ہے اور جو شخص کہ خریت مزاج دریافت کرنے کو جاتا ہے اوسکے ہمراہ روپیہ دو روپیے کی شیرینی بہی بھیجی جاتی ہے -

بامن پوچہنا اور ڈہول رکھا جانا

غرضکہ جب دونون طرف سے شادی کا سامان مہیا اور طیار ہو جاتا ہے اوسوقت عقد کی تاریخ کے تعین کیلیے باہم گفتگو ہوتی ہے - اگرچہ عورتین بذات خود کل تاریخین طے کر لیتی ہین مگر پہر بہی ان تاریخون کے مقرر کرنے کے لیے مردون کے ایک مجمع کا ہونا رسم مین داخل ہو گیا ہے - اس رسم کو ساعت رکہنا اور عوام جاہل بامن پوچہنا کہتے ہین - دولہ والے اپنے کل احباب و اقربا کو فراہم کر کے من دو من گڑ بقدر حیثیت - پانون کے بیڑے ڈہاک کے پتون کے اندر لپٹے ہوئے اور کسیقدر چانول اپنے ہمراہ لیکر دلہن کے مکان پر جاتے ہین جہان کہ اونکو کسی مکان یا محلہ کی مسجد مین بٹھایا جاتا ہے - برکت کے لیے قرآن مجید بہی چانولون کے طشت کے آگے رکہکر کہولا جاتا ہے اور اوسکے بند کرنے کے بعد ہی اون تاریخون کا جنکو کہ عورتین پہلے ہی سے مقرر کر چکتی ہین اعلان کر دیا جاتا ہے گویا کہ کلام شریف ہی مین یہ تاریخین لکہی ہوئی تہین چانولون کا طشت جسمین کہ کچہہ نقدی اور تہوڑا گڑ ہوتا ہے مسجد یا محلہ کے مُلّا کے حصے مین آجاتا ہے

اور کل حاضرین کو ایک ایک بیڑا پان کا اور ایک ایک ڈلی گڑ کی حوالے کرکے رخصت کیا جاتا ہے
فی الحال جو لوگ کہ اس قسم کی تقسیم کو ناپسند کرتے ہین اونہون نے معمولی گڑ کے ہمراہ صرف
تقسیم کے لیے بتاسون کا دلہن کے گھر بھیجنا مناسب خیال کیا ہے چنانچہ اکثر جگہہ وہی
تقسیم ہوتے ہین جس روز کہ ساعت رکھی جاتی ہے اوسکی شام کو دونون طرف میٹھے چانول
پکوائے جاتے ہین اور قریب کے اعزا کو تقسیم کیے جاتے ہین -

اسی روز سے گانا بجانا شروع ہوجاتا ہے جسکو کہ عورتین ڈھول رکھنا کہتی ہین - ڈھول
رکھائی کل قریب کے رشتہ دار عورتون پر ضرور ہے - اور ہر عورت علی قدر حیثیت کچھہ شیرینی
یا میوہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر دولہ یا دلہن جسطرف کا رشتہ ہو اوسکے یہان آکر گانے کی محفل مین
شریک ہوتی ہے - گیت جو گائے جاتے ہین وہ ایسے مہمل بے معنی اور بُری زبان کے
ہوتے ہین کہ اونکا ایک حرف صحیح اور درست نہین معلوم ہوتا - انکی عجیب زبان سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ شاید زبان اُردو کی ابتدائی عمر مین تصنیف کیے گیے تھے - مگر ایک تعجب اور ہے
کہ زمانہ کی رفتار ہر چیز مین ایک انقلاب پیدا کردیتی ہے مگر اس جگہہ اپنا اثر ظاہر کرنے سے وہ
بھی عاجز ہوگئی - غرضکہ گانا ختم ہونے کے بعد کل شرکا و عورات اپنے اپنے مکان کو
رخصت ہوجاتی ہین - اور ساچق کے روز تک ہر رات کو ایسا ہی مجمع انہین قواعد کی رو سے
قائم رہتا ہے - ساعت رکھنے کے ایک دو روز بعد اکثر اوس گڑ کی جو ساعت مین آتا ہے دلہن
والون کے یہان گلگلے پکتے ہین اور کل کنبے مین تقسیم کیے جاتے ہین - اسیطرح دولہ والے
بھی جنکو کہ خدا نے کچھہ مقدور دیا ہے تورے بندی کرتے ہین یا کسی اور قسم کا حصہ

رشتہ دار و ملو تقسیم کرتے ہین -

مایون بٹنا

نکاح سے کوئی ایک ہفتہ پہلے دولہ اور دلہن مایون بیٹھتے ہین - دونون طرف میوے کی پینڈیان بنتی ہین - اور ایک لبنتی زرد رنگ کا جوڑا اس زمانہ مین پہنے رہنے کے لیے دلہن والونکی طرف سے مع اوبٹنا میوہ - پینڈیون - اور دودہ پینے کے لیے کچھہ نقدی کے نوشہ کے لیے جاتا ہے - دلہن کا زرد جوڑا خاص اوسی کے گھر کا ہوتا ہے اور دولہ والون کیطرف سے کچھہ نہین بہیجا جاتا ہے - دلہن کی بہنین یعنی سوا سنین لبنتی رنگ کا جوڑا پہنکر اوبٹنا ملکر دلہن کو چوکی پر بٹھاتی ہین پہر پینڈیان کہلائی جاتی ہین اور دودھ پلایا جاتا ہے - ہر روز حجام اور نائن دولہا دلہن کے بدن پر اوبٹنا ملتے رہتے ہین اور صبح کے وقت دونون میوے اور پینڈیان کہاتے اور شام کیوقت دودہ پیتے ہین دلہن کے ساتہہ اوسکی بہنون اور سہیلیون کو بہی حصہ ملتا رہتا ہے -

رسم ساچق

ساچق کی رسم نکاح سے تین روز قبل عمل مین آتی ہے اسکو یہان پر علی العموم بری کہتے ہین یہ شادی کا پہلا دن شمار کیا جاتا ہے - کل ۱۰ اور ۱۲ بجے دن یا شام سے نوشہ کے مکان پر آجاتے ہین - بعد نماز مغرب کل مہمان مع نوشہ کے عروس کے مکان کی طرف روانہ ہوتے ہین آرائش و پیرائش اور جلوس کے کل سامان موجود ہوتے ہین آگے آگے توپ گہوڑے اپنی سبک چال دکہاتے ہوئے چلتے ہین اور تخت روان پر طوائفین ناچتی جاتی ہین - نوشہ کے گہوڑے کے آگے آگے روشن چوکی بجتی اور آتشبازی چہوٹتی جاتی ہے - نہایت عمدہ

کاری گری سے کاغذ کے پھولون کے گلدستے اور تختے بنائے جاتے ہین جنسے کہ تمام بازار مثل باغ کے معلوم ہونے لگتا ہے انکے بعد عمدہ نقش ونگار کی ہوئی مٹی کی مٹکیان ایک ایک ہر مزدور کے سر پر ہوتی ہین ان مٹکیون کے ڈھکنون کے اوپر ابرک کا ایک پیالہ نما پھول بنایا جاتا ہے اور اوسکے اندر ایک شمع روشن کیجاتی ہے جسکی کہ روشنی نہایت عمدہ وخوشگوار معلوم ہوتی ہے - تاشے باجے کا زور وشور اسدرجہ ہوتا ہے کہ کان دھری آواز تک نہین سنائی دیتی دولہن کے لیے چڑہاوے اور دیگر قسم کا سامان بھی اسی جلوس کے ہمراہ جاتا ہے اس چڑہاوے مین ایک بہت ہی بیش قیمت جوڑا کہ جسکے مقابل کا کوئی اور نہین ہوتا - جاتا ہے اور ایک جوڑے کی صرف سرخ ٹوال گیارہ گز جسکو سوا کہتے ہین کہدی جاتی ہے - اس اخیر جوڑے کے پایجامے کے لیے سوا دو گز گلابی رنگ کی لینگ کلابتہ یا سرخ سبز گلبدن بغیر سلا ہوا ہوتا ہے - اسی جوڑے کے خوان مین ایک کاغذ کا پڑا بھی رکھا ہوتا ہے جسکو کہ سہاگ پڑا کہتے ہین اسکے اندر خوشبودار مسالہ مثل جاوتری - جائفل - زعفران - چھوٹی بڑی الائچی - ناگرموتھا - بالچھڑ - چھیل چھبیلا وغیرہ کے ہوتا ہے - اسکے اندر دولہن کی ناک مین پہننے کیلیے ایک سونے کی نتھ جسمین کہ تین عمدہ موتی بھی پڑے ہوتے ہین رکھدیتے ہین البتہ جو لوگ کم مقدر ہین وہ بجائے نتھ کے ایک دو روپیے اوسکے اندر رکھدیتے ہین اور چھوٹے موتی سوے کے کسی ایک کونے مین باندہ دیتے ہین اس سہاگ پڑے کی بہت کچھ آراستگی ہوتی ہے گوٹے پٹھے کلابتون اور زردوزی کا کام اوسپر کیا جاتا ہے - اکثر لوگ اسکے بیچ مین ایک نہایت موزون آئینہ بھی لگا دیتے ہین - بعض سنہری

چڑہاوا

سہاگ پڑا

وروپہلی بنّی یا ابرک آراستگی کے لیے استعمال کرتے ہین - اکثر مفلس اوسکے کاغذ پر کتھے کے سرخ ٹیکے ہی لگا دینے پر اکتفا کرتے ہین - اسکے بعد اوسپر کلاوہ یا گوٹہ پٹھا لپیٹ دیا جاتا ہے - چڑھاوے مین علاوہ جوڑے کے چار شیشے جن پر نقاشی کا عمدہ کام کیا جاتا ہے اور اونکے اندر ڈنڈیون یا شہاب کا سرخ رنگ بھر دیا جاتا ہے ہوتے ہین - انکو مع تیل عطر وغیرہ کی شیشیون کے ایک خوان مین آٹے سے چپکا کر رکھہ دیتے ہین - اور اونکے مُنھہ پر گوٹے کے سرخ کپڑے باندھے جاتے ہین - علاوہ انکے سر پر باندھنے کے لیے کلاوے - مہندی - سرمہ - مسی - پیالیان - تیل ڈالنے کی کنگھیان اور دھماوے کی دو انگوٹھیان† ہوتی ہین - اس سامان کے ساتھہ ہی گود بھرنے اور دلہن کی آراستگی وغیرہ کے لیے وہ کل سامان بھی ہوتا ہے جو کہ ہم منگنی قسم اوّل مین بیان کر چکے ہین - جوڑے کے ہمراہ ایک نہایت بیش قیمت اور خوبصورت جوتا جسمین کہ چاندی کے گھنگرو لگے ہوتے ہین دلہن کے پہننے کے لیے بھیجا جاتا ہے - ساچق کے جلوس مین علاوہ نقش و نگار کی ہوئی مٹکیون کے دو سادی مٹکیان اور ہوتی ہین جنکو کہ چونے سے لیپ دیتے ہین - ایک مین ڈہائی سیر گڑ کا گاڑہا شربت اور دوسری مین صفر دہی ہوتا ہے اسکے منھہ کلاوی سے باندہتے ہین جسپر کہ کچے آٹے کی مچھلیان بنا کر چپکا دیجاتی ہین - ایک ٹوکرے مین سیو پالک کا ساگ بھی بھیجا جاتا ہے - ساچق سے ایک دو روز قبل دلہن والون کے گہر چار پانچ من یا کم و بیش جیسی مقدرت ہوئی - شکر - میوہ اور نقل وغیرہ بھیجے جاتے ہین -

† ایک خاص وضع کی خالص چاندی کی انگوٹھی جسکے نگینے کی جگہہ پر سوے ایک دھنسی ہوئی گول دانے کے اور کچھہ نہین ہوتا

جب رات کو دلہن کے گھر کُل سمدھنین اور سمدھی (یعنی دولہ کیطرف کے عورت مرد) مع اپنے ہمراہیون کے آجاتے ہین تو گھر مین چڑہاوے وغیرہ کی کل وہی رسوم عمل مین آتی ہین جو کہ ہم منگنی کے بیان مین لکھہ چکے ہین صرف فرق اتنا ہے کہ منگنی مین نقدی ہاتھہ پر رکھی جاتی ہے اور اسوقت دو روپیے یا اٹھنّی یا چونّی یا دونّی - مگر دو روپیے سے زیادہ نہین - دُلہن کی گود مین ڈالدیتے ہین - باہر مردون مین محفل رقص وسرود گرم رہتی ہے - طوائفون اور نقالون کو دولہا والے اپنے ہمراہ لاتے ہین - قریب بارہ بجے رات کے جبکہ رخصت کا وقت قریب ہوتا ہے تو محفل مین نوشہ کے لیے چڑہاوا آتا ہے اور وہ اوسکو چڑہایا جاتا ہے - یعنی کپڑے پہنائے جاتے ہین اور دوشالہ اُڑہادیا جاتا ہے - پھر شربت وغیرہ ہونیکے بعد سب رخصت ہوجاتے ہین اور سب عورتین بھی نوشہ کے گھر واپس آجاتی ہین -

بیان رتجگے کا

مرد تو باقیماندہ شب مین سو رہتے ہین مگر دولہا اور دُلہن دونون طرف کی بیچاری عورتون کو اب بھی سونے کا حکم نہین ہوتا کیونکہ اسوقت دونون جگہہ رتجگا ہوتا ہے - جسوقت گلگلے پکانے کے لیے کڑہاؤ چڑہایا جاتا ہے اوسوقت دولہا اور دلہن کی بہنین یعنی سوا سنین دونون جگہہ ایک ایک گلگلا سب سے اوّل اپنے اپنے ہاتھہ سے کڑہاؤ مین چھوڑتی ہین پھر اپنا حق طلب کرتی ہین جو کہ پہلے ہی سے چولہے کے پیچھے مع گُڑ اور آٹے کے رکھدیا جاتا ہے - ساتھہ کے ساتھہ ہی مراسنین اللہ میان کی سلامتی - اور اللہ میان کے گیت گاتی ہین - رتجگے مین علاوہ کڑہائی چڑہانے کے ایک کوری مٹکی مین شربت بھی بھرا جاتا ہے جسکے اوپر صندل کا چھاپہ لگانے

کے بعد ایک بدھنی جسپر کہ کلاوہ بندہا اور سہرا لٹکایا جاتا ہے مٹکی کے منھہ پر رکھتے ہین ۔ اِس بدھنی کی ٹونٹی مین بان کا ایک بیڑا ٹھونس دیا جاتا ہے ۔ یہ مٹکی اور بدھنی بحیثیت مجموعی **اللہ میان کی سنجیری** کے نام سے موسوم ہوتی ہے ۔ رتجگے کا سب کام سوا سنین کرتی ہین اور اونکو اسکا نیگ بہی ملتا ہے جس جگہہ سنجیری اور نیاز کی اور چیزین رکہی جاتی ہین اوس جگہہ کو مٹی یا گہریا سے لیپ دیتے ہین ۔ گلگلون کے ساتہہ پسے ہوئے جانوروں یا ماوے کے لڈو بنائے جاتے ہین اور اونکو عورتون کے لغت مین **اللہ میان کے رحم** کہتے ہین ۔

اللہ میان کی سنجیری

ایک طباق اور طیار کیا جاتا ہے جسکو کہ **اللہ میان کی چومک** کہتے ہین اسمین خشک آٹا رکہنے کے بعد آٹے کا چومکہا چراغ بناکر رکہتی ہین اور بجاے تیل کے گہی اور بجاے روئی کی بتی کے کلاوے کی بتی بناکر ڈالی جاتی ہے ۔ اسی طباق کے ایک کونے مین ملّا یعنی نیاز دینے والے کے لیے کچہہ نقدی رکہدی جاتی ہے ۔ الغرض نماز صبح کے وقت اوسی پاک جگہہ مین اللہ میان کی چومک ۔ اللہ میان کی سنجیری ۔ گلگلے اور رحم نہایت خوش اعتقادی سے رکہے جاتے ہین اور کسی ملّا کو بلواکر اوس سب پر اللہ میان کی سلامتی یا نیاز دلوائی جاتی ہے ۔ جب ملا صاحب نیاز دیکر چراغی ۔ گلگلے اور رحم لیکر چلتے ہین اوسوقت اون حضرت پر گالیون کی خوب بوچہار کیجاتی ہے ۔ بس اسطرح پر رتجگے کی رسم ختم ہوجاتی ہے ۔

چومک

بیان بیوی کے کہانے کا

اس روز دوپہر کو دونون جگہہ حضرت بیوی کا کہانا ہوتا ہے جسمین شامل ہونے کیلیے

جن عورتون سے کہا جاتا ہے وہ صبح سے اوسوقت تک کچھ کھاتی پیتی نہین ہین - یہ آدھے دن کا فاقہ **حضرت بیوی کا روزہ** کہا جاتا ہے - جو عورتین کہ اس کھانے مین شامل ہوتی ہین اونکے لیے ضرور ہے کہ وہ پارسا - عمدہ چال وچلن کی اور پاک صاف ہون - جس بیوہ نے کہ عقد ثانی کیا ہو یا جسکے حسب ونسب مین فرق ہو یا جسنے کسی بازاری عورت کے ساتھہ کھایا پیا ہو - یا جسکا خاوند شرابی نشہ باز ہو اوسکو اس پاک کھانے مین ہرگز شریک نہین کیا جاتا ہے اگر کوئی ایسی عورت فریب سے شامل ہو ہی جاوے تو عورت کے اوہام کے مطابق اس کھانے کے چانول اوسکے منھہ مین نہین چل سکتے ہین بلکہ مسوڑون مین سے خون نکلنے لگتا ہے - اور اوسکی سزا اوسکو اوسی سال مین مل ہی جاتی ہے - جو عورتین کہ اسمین شامل ہوتی ہین اونکو بیوی زنین کہتے ہین اور اونکی تعداد کھانے کے وقت ۷ سے کم اور ۱۴ سے زیادہ نہین ہوتی - ایک معینہ وزن مین خشکہ یا زردہ یہ بیوی زنین خاص اپنے ہاتھہ سے پاک صاف برتنون اور اچھوتے پانی سے پکاتی ہین - کسی غیر عورت یا خادمہ کو اسمین دخل دینے کا مجاز نہین ہوتا - گیارہ بجے دن کے قریب مٹی کے چودہ طباقون مین یہ کھانا نکالا جاتا ہے جنپر کہ میوہ دہی اور شکر ڈالی جاتی ہے - انمین سے چار طباق علیحدہ نکالکر کہہ دیے جاتے ہین جو کہ پیغمبر صاحب اور پیرون کی نیاز کے طباق کہے جاتے ہین - جو طباق کہ عورتون کے آگے رکھے جاتے ہین اونکو بیوی کی سینک کہتے ہین جنکی طرف کہانا تو درکنار مرد نظر تک نہین ڈال سکتے مگر ہان پیغمبر صاحب کی نیاز کے طباقون مین سے اونکو بھی کھانے کی اجازت ملسکتی ہے - جس جگہہ کہ بیوی کی سینکین رکھی جاتی ہین اور یہ بیوی زنین کہاتی ہین اوسکو پہلے لیپ لیتی ہین -

بیوی کی سینک

آدھے روز کا روزہ اوسی اللہ میان کی سنجیری کے سترہ بجے جوکہ رتجگے کے وقت بہری گئی تھی کھولا جاتا ہے۔ جب کل پاک بیوی زنین کھانے سے فارغ ہوجاتی ہین اوسوقت علاوہ بہت زیادہ محتاط منکوحہ عوراتکے سب عورتین مسّی سرمہ مہندی عطروغیرہ لگاتی ہین۔ نوشہ والونکی بہان یہ سنگار کی چیزین بازاری آجاتی ہین مگر دلہن والونکی بہان اوسی بین سے جوکہ ساچق مین عروس کیلیے سامان گیا تھا تہوڑا تہوڑا نکالکر استعمال کیا جاتا ہے اگر رجب کا مہینہ ہوتا ہے تو یہ اللہ میان کی بھولی بندیان تہوڑی گھلی ہوئی مہندی حلق کے اندر بھی ڈال لیتی ہین وہ اس خیال سے کہ اسکی وجہ سے قلب سرخ ہوجاوے گا۔

ایک عجیب رسم یہ بھی ہے کہ پاک کہانا کہاتے وقت کوئی **سواسن** ان بیوی زنون کے پاس آکر کہڑی ہوتی ہے اور اپنے سرخ ڈوپٹے کا ایک کونا قصداً لٹکا دیتی ہے جسکو کہ کل بیوی زنین اوسی کہانے بہرے ہوئے ہاتہون سے چہوکر مبارکباد دیتی ہین جسکے جواب مین وہ سواسن سبکو سلام کرتی ہے۔ دلہن کے گہر کی بیوی زنون کو ایک ایک ٹکڑا اوسی سرخ کپڑے مین سے آدہ گز پہاڑ کر جسکو کہ **سُوا** کہتے ہین اور جو دلہن کے جوڑے مین ساچق کے روز آتا ہے تقسیم کیا جاتا ہے۔ جوکہ زیادہ تر بیوؤن اور غیر منکوحہ عوراتکے موبافکے کام آتا ہے اور جسکو کہ میلا ہوجانے کے بعد دریا یا کوئے مین بہکوا دیتی ہین۔ سرمہ مسّی عطروغیرہ یا اس قسم کے کپڑے کے موبافسے بعض بعض منکوحہ عوراتکو صرف اسلیے پرہیز ہے کہ اونکے خیال مین ایسی پاک جگہہ کی چیزون سے اپنے تئین مزین اور آراستہ کرکے شوہر کے پاس جانا حضرت بیوی صاحبہ کے حضور مین سخت سوء ادبی ہے۔ جب ان کل باتون سے یہ نادان عورتین فارغ ہوچکتی ہین اوسوقت کل سجا ہوا کہانا۔ عطروغیرہ کی خالی شیشیان۔ مسّی سرمہ کی ڈبیون کے کاغذ

اور جو کچھ کہ وہان گراپڑا ہوتا ہے وہ سب اوس ظرف مین جسمین کہ چانولون پر ڈالنے کے لیے وہی آیا تھا بھر کر مع کہانے کے طبا قونکے دریا یا کسی کوے مین پہکوا دیا جاتا ہے - اسکے بعد اوسی جگہہ کو جہان کہ بیٹہکر حضرت بیوی کی سینک کہائی گئی تہی پہر دوبارہ لیپ دیا جاتا ہے - اور بیوی کے گیت گائے جاتے ہین - دلہن والون کے یہان وہی سوی کا سادا جوڑا جو کہ ساچق مین آیا تہا بیونت کردہ ہی بیوی زنین اوسیوقت اوسکو سیتی ہین - پس اسطرح سے بیوی کے پاک کہانیکی رسم ادا ہوجاتی ہے - اور تہوڑے عرصہ کے بعد اونہین منقش شیشون کے زرد رنگ سے جو کہ ساچق مین آتے ہین دلہن کا زرد جوڑا رنگا جاتا ہے - جو رنگ کہ بچ رہتا ہے اوسکی خوب ہولی کہیلی جاتی ہے - اسکے بعد اُبٹنا ہوتا ہے - پس ساچق - رنگجگے اور بیوی کے کہانے کے متعلق جسقدر حالات تہے وہ سب ہم لکہہ چکے - اب ذیل مین کچھ حال رسم حنابندی کا لکہا جاتا ہے -

بیان رسم حنابندی

اسی روز یعنی ساچق کے دوسرے دن شام کیوقت سے دولہا والون کے یہان مہمانون کی خاطر وتواضع کے سامان نہایت سرگرمی سے ہوتی ہین اور رقص وسرود کی مجلس کیلیے مکان آراستہ کیا جاتا ہے - ادہر دلہن والے مہندی لانیکی طیاری مین مصروف ہوتے ہین - سات آٹہہ بجے شب کو کل اعزا واقربا جمع ہوکر اوسی جلوس اور دھوم دہام سے جسطرح کہ دولہا والے ساچق یا بری لاتے ہین یہ لوگ بہی اپنی مہندی لیجاتے ہین - پہلواری وآتشبازی وغیرہ زیادہ تر تو وہی ہوتی ہے جو نوشہ والے اپنے ہمراہ ساچق مین لاتے ہین البتہ کسیقدر اپنی طرف سے بہی بنوا کر شامل کردی جاتی ہے - جو سامان کہ اسکے ہمراہ بہیجا جاتا ہے اوسکے ایک خوان مین تو نہایت عمدہ جوڑا نوشہ کے لیے

جسکے ساتھہ رومال - پھولونکے ہار وغیرہ ہوتے ہین اور ایک سنگاردان مین درقون سے لپٹے ہوئے بیڑے ہوتے ہین - ایک چمچہ کی چاندی کے پترے جڑی ہوئی یا صرف لکڑی ہی کی مگر رنگی ہوئی ہوتی ہے جسپر کہ عمدہ زردوزی کام کا گرداگرد بچھا کر ایک طباق گندھی ہوئی مہندی کا جسمین کہ بنی ابرک وغیرہ کے نقش و نگار بنائے جاتے ہین اور چار شمعین چارون کونون پر روشن ہوتی ہین رکھا جاتا ہے دوسرا طباق نوشہ کے کھانیکے لیے مالیدہ کا ہوتا ہے اور ایک کٹورا اُبٹنا بھرا ہوا رکھا ہوتا ہے - یہ سب چیزین مع ایک لوٹے کے خوانون پر رکھی ہوتی ہین - دومن کے قریب مالیدہ علاحدہ دوسرے خوانونمین رکھکر بھیجا جاتا ہے جو نقش و نگار کی ہوئی مٹکیان نوشہ والون کی ہمراہ ساچق کے روز جاتی ہین اونمین سے چار مٹکیان لیکر ایک مین میوہ دوسری مین نوشہ کے یہان کے آئے ہوئے نقل تیسری مین پینڈیان اور چوتھی مین اُبٹنا ہوتا ہے - اِن مٹکیونکے مُنھہ بند کرکے اونکے اوپر شمعین لگائی جاتی ہین اور ایک تخت پر جسکو چوگھڑا کہتے ہین رکھدی جاتی ہین انکے علاوہ زردے یا مٹھائی کے چھوہارے بھی نہایت آراستگی کے ہوتے ہین جنپر کہ کھوپرے اور چھوہارے وغیرہ کے پھول پتے بنائے جاتے ہین - جس چوبہ مین سے خود دولہ کہاتا ہے اوسمین اکثر پان کو کترکر اسکے نام کے حروف بھی لگا دیے جاتے ہین - انکے ڈھانکنے کیواسطے جھلملیونکی یا قبہ دار کمانچیان بنائی جاتی ہین ایک بانس کی بنی ہوئی مہندی بھی جیسی کہ تعزیون پر چڑھائی جاتی ہی ہوتی ہے یہ سب سامان ہمراہیونکے ساتھہ نہایت جلوس سے نوشہ کے گھر تک آتا ہے - مرد باہر جلسہ مین بیٹھکر محفل رقص و سرود سے حظ حاصل کرتے ہین - ناچ رنگ دُلہن والے اپنے ہمراہ اپنے خرچ سے لاتے ہین - سمدنیون کے آنے کے وقت مراسنین اونکو اپنے گیتون مین ذرا زمی لیے ہوئے گالیان دیتی ہین جنکو سُنکر

وہ بہت خوش ہوتی ہین - بلکہ بعض ارمان والی عورتونکی تو مدت کی آرزو انکو مُنکر پوری ہوتی ہی - جب سب سمدہنین نوشہ کے گھر جمع ہوجاتی ہین اوسوقت نوشہ کو گھر مین بُلایا جاتا ہی - نوشہ کی کوئی بہن اوسکے سر پر اپنا سرخ ڈوپٹہ ڈالکر گھر مین لاکر اوسی چوکی مذکورہ بالا پر بٹھاتی ہی - جو عورتین دلہن والونکی طرف سے آتی ہین وہ نوشہ کو اوسی جگہہ کپڑے پہناتی ہین - پھر پھولونکے ہار وغیرہ پہنائے جاتے ہین - جسوقت دلہن کی بہن اوسکو پھولونکی بدھی پہناتی ہی تو نوشہ اوسکو ایک روپیہ نذر دیتا ہی - اسکے بعد چوبہ کے سات نوالے کہلائے جاتے ہین - ساتوین نوالے پر عجیب دل لگی ہوتی ہی یعنی جب نوشہ نوالہ لینے کیلیے اپنا منھہ لاتا ہی اوسیوقت وہ کھانیوالی سواسن اپنا ہاتھہ پیچھے کیطرف کھینچ لیتی ہی اوسوقت حضرت نوشہ کو بڑی خفّت ہوتی ہی - بعض چالاک نوشہ نہایت چستی وچالاکی سے نوالہ منھہ مین لے لینے مین کامیاب بھی ہوتے ہین - بعدہٗ مالیدہ بھی بالکل اسی طریقہ سے کہلایا جاتا ہی - ساتوان نوالہ دونون چیزونکا پورا نوشہ کو نہین کہلایا جاتا بلکہ عورتونمین تقسیم کردیا جاتا ہی اسکے بعد بیڑا کہلایا جاتا ہی - پھر مہندی اس طریق سے لگائی جاتی ہی کہ نوشہ کے سیدہے ہاتھہ پر ایک پان رکھکر اوسپر ایک روپیہ دھرا جاتا ہی اور پان پر سب سواسنین اوسی طباق مین سے تھوڑی تھوڑی مہندی لیکر رکھہ دیتی - اور ہاتھہ پر - یا انگلی پر - یا کسی ناخن پر مہندی لگادیتی ہین - پھر مبارکبادی اور سلامتی گائی جاتی ہی اور دارن پھیرن کیجاتی ہی - چوکی سے اُٹھتے وقت نوشہ سبکو سلام کرتا ہی جسکے صلہ مین دلہن کی بہن وہی روپیہ جو کہ نوشہ نے اوسکو ابھی دیا تھا بطور سلام کرائی اوسکو دیتی ہی - اسکے بعد نوشہ باہر چلا آتا ہی اور سمدہنونمین پان الائچی اور میوے کے ہار وغیرہ تقسیم کیے جاتے ہین - شربت گھر مین اور باہر مردون مین دونون جگہہ پلایا جاتا ہے - آدہی رات کے وقت مجلس برخاست ہوجاتی ہے - مرد اپنے اپنے گھر واپس جاتے ہین اور عورتین دلہن کے گھر واپس جاتی ہین

باقی آئندہ - راقم محمد یاسین خان آگرہ

Digitized by Google

هوالمستعان

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

خدا کے فضل وکرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور زبان کی کتابین اُردو - ہندی - فارسی - عربی نہایت خوشخط صحیح وعمدہ جلد ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتھو مین طبع ہوتی ہین - عدالتون ومحکمہ بندوبست اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی مطبع پچیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت اور نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین کتب نسبت اور مطابع کے بہت خوشخط صاف وعمدہ چھاپی جاتی ہین کیفیت نرخ وغیرہ کی خط وکتابت سے معلوم ہوسکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی وافی ہین ۔

المشتہر

محمد قادر علی خان ولد احمد خان صوفی مرحوم مالک ومہتمم مطبع مفید عام آگرہ

مہتمم "مرقع عالم" کی مقبول تصنیفات

"عبرت"

یعنی جان اور ہنور یا کا دہی اچھوتا ناول جو ۹۰ و ۹۱ء مین مرقع عالم کے ساتھ شائع ہوا اور جسمین شادی نہ کرنے کے نقصانات بہت عمدہ پیرایہ مین دکھائے گیے ہین۔ ضرور دیکھیے۔ عاشقانہ رنگ مین ایسا علمی مذاق اور کہین آپ نہ دیکھین گے۔ ضرور دیکھیے۔ حصّہ اوّل عہ حصّہ دوم عہ

"جعفر و عباسہ"

دنیا کی بیوفائی۔ زمانہ کے انقلابات۔ حسرت۔ رنج۔ غم۔ بس دل پکڑ کر رہجایے گا۔ بالکل طبیعت کے بیچین کر دینے والے سامان۔ یا ناول کے پیرایہ مین قوم کو ایک نیک صلاح آمین عورتون کی بے پردگی کے نقصانات نہایت کامیابی کے ساتھ دکھائے گیے ہین قیمت عہ

"مسیحاے عالم"

حفظ صحت کی مستند کتاب جسمین اُن چھ چیزون سے محققانہ بحث کیگئی ہے جنپر زندگی کا بالکل مدار ہے۔ قیمت ۸ر علاوہ محصول۔

درخواست خریداری نقد یا باجازت ویلو پی ایبل بنام حکیم محمد علی خانصاحب اڈیٹر "مرقع عالم" ہردوائی بھیجنا چاہیے۔ فقط

اشتہارات

فیروزالدین کی بینظیر مشہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور سچی دوائیان

حبوب خیری یعنی "فیروز نزد این بلڈ ٹانک" انسان کی صحت مسلہ اور شرطیہ دوائی جسکو ہندوستان بھر نے مفید مانا ہی اس دوائی نے میڈیکل افسران - حکما اور عام پبلک سے بڑی تصدیق حاصل کی ہی کہ جسمانی کمزوری ضعف اعضاے رئیسہ ضعف معدہ ضعف دماغ - لقوہ - ادہرنگ - وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانے کیلیے اور خصوصیت کے ساتھ بلا مبالغہ بینظیر اثر کے ساتھ جوانی کی غلط کاریون اور بے احتیاطیون کے نقص دور کرنے مین بینظیر ہین - بکس ۴۰ گولی عہ **جوہر عشبہ** یعنی تریاق براے فسادات خون درد کہنہ - خارش پھوڑا پھنسی وغیرہ شیشی کلان عہ خورد عہ **فیروز بام** اکسیر براے دمہ - کہانسی تر و خشک نزلہ زکام آواز کا بیٹھ جانا شیشی خورد ۱۲ کلان عہ **تپ تلی** کا علاج اکسیر ہے - گولیان ۱۲ عرق عہ ہزاردن مایوس مریض خداوند تعالی کے فضل سے صحت یاب ہوے ہین - تہوڑے عرصہ کے مریض کیلیے یہ گولیان کافی ہین پرانے مریض کیلیے دونون چاہئین -

چوتھیا تاپ جادو بہراعرق مشہور ہے ایک شیشی سے ۶ مریض صحت پاتے ہین شیشی ۱۲ عہ **حب بواسیر** بادی ہو یا خونی اکسیر ہے فی بکس عہ **فیروز سرب** اسکے استعمال سے عادات افیون و چانڈو وغیرہ بغیر تکلیف چھوٹ جاتی ہی نہ اسمین زہر ہی نہ نشہ ہے - صرف بوٹی سے تیار کیا ہی شیشی عہ **بادی گارڈ** دوائی ہیضہ و پیچش شیشی عہ

دیکھو تازہ شہادت - جناب ڈاکٹر چیتن شاہ صاحب

راے بہادر یول سرجن و میڈیکل افسر ضلع جہنگ ۱۸۹۲ء ۸ اکتوبر - آپکا جوہر عشبہ چند مریضون مین آزمایا گیا عمدہ مصفی خون نکلا ہی جناب ڈاکٹر حصہ دونی چند صاحب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ صدر سیالکوٹ ۱۸۹۲ء ۸ اکتوبر - آپکی حبوب خیری تجربہ کیگیکین ازبس مفید پائین

گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کا یورپین فوجی اعلی سے اعلی عہدہ دار جناب میجر بلیک صاحب بہادر ۱۱ نومبر ۱۸۹۲ء مقام ڈلہوزی (ترجمہ خط انگریزی) براے مہربانی بوتل کلان فیروز بام ولیمپوپی ایس میجر بلیک بھیجدیجیے درحقیقت تمہارا فیروز بام دمہ کہانسی کیلیے نہایت مفید ہے -

جناب مفتی دوست محمد خانصاحب - از مقام جوہر کانہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالا ۱۰ نومبر ۹۲ء کو تحریر فرماتے ہین - جناب کی خوش معاملگی اور راست بازی کی مین جہانتک تعریف کرون صحیح اور درست ہے آپکی راست بازی سے ہزارہا بندگان خدا فیضیاب ہوتے ہین مجھ سے ایک دفعہ یہ شکر گزار ہی ہی مینے آپکی حبوب خیری وغیرہ کا ضرورتاً دو مختلف دفعون مین استعمال کیا - یہ سب ایسی سریع التاثیر اور بینظیر ثابت ہوئین کہ بیان نہین کرسکتا - مین نے اپنی تمام عمر مین ایسی کوئی دوا نافع نہین پائی مجھے کلی فائدہ ہوگیا -

المشتہر (فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرت سر (پنجاب)

ہندوستان مین پیدا شدہ مرضون کا علاج

(مندرجہ ذیل ادویہ راقم سے امتحاناً منگا کر دیکھو)

شربت مقوی اعصاب - یہ سریع الاثر قابل اعتماد جسمی طاقت کیلیے جو کثرت مواحشات و مسکرات و کثرت محنت سے ضعیف ہوگیا

معدہ و جگر و درد سر و دکم قبض تاریکی چشم وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کرنیوالے ہون دور کرکے مشانہ و مادہ انسانی کو درست کرتا ہے
قیمت فی شیشی للعہ ر **روغن** خارجاً لگانے سے اون عوارض کو جو سوء استعمال وخلاف قدرت عامل ہونے سے اپنے ہاتھون خواجراب
کر چکے ہون فی تولہ للعہ ر **ہیر ائیل** دریا خوشبو کے علاوہ بالونکو سفید ہونے سے روکتا ہی زلہ زکام ریزش عطسہ جنکو ادنی ادنی باتون سے
ہو جاتا ہی۔ آواز بھاری ہو جانا کھانسی وغیرہ کو دور کرتا ہی ضعف دماغ و بصر کو پیدا نہین ہونے دیتا شیشی سے **سرمہ مہیر** اتقوی بصر
حافظہ بینائی دہند جالا پانی جانا خارش سرخی وغیرہ دور کرتا ہی دو ماشہ کیلیے سے **سنون عجیب** الاثر ہلتے دانت کو مضبوط کرتا ہی درد بدبو
میل گوشت خورہ مسنور نکی خرابیان دفع کرتا ہی ہر تولہ کیلیے عدد **حب** دائمی قبض درد شکم قراقر نفخ ریاح درد مکمی اشتہا زردی چشم دل کا
دھڑکنا ہاتھہ پاون کا جلنا عرق النسا سر کا چکرانا مُنھہ سے پانی جانا وغیرہ دور ہوتا ہے چار دن کیلیے عدد **حب** ذیابیطس تشنگی بار بار
آنا پیشاب کا لاغری کمزوری دشکر کو دور کرکے قوت کو پیدا کرتا ہی جگر کو درست بناتا ہے ایک تولہ کیلیے عدد **حب** بواسیر وغیرہ کو دور کرتا ہی
دو ہفتہ کیلیے عصا **روغن اعجاز** اسکا اعجاز دیکھنا ہی تو امراض سرطان بدہ خنازیر نالو کا سوراخ بہکندرمین جب زخمون مین کیڑا
پڑے اور پیپ نکلنے سے ناک مین دم ہو تو آزماؤ لگاتے ہی درد دور بدبو کافور برسون کا زخم دنون مین بھرتا ہی دو تولہ کیلیے عصا **حب**
قائم مقام افیون کھانیوالا زندہ درگور دنیا کے لطف سے محروم دیکھا جاتا ہی اسلیے اگر چھوڑنا چاہو بلا تکلف چھوڑ سکتے ہو **قصہ خضاب**
زینت شباب چند منٹ مین نیا رنگ نیا ڈھنگ آثار پیری مفقود و علامات جوانی مشہود قیمت شیشی سے

المشتہر حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کانپور کا قدرتی جوہر (چمڑہ کی دباغت وسامان کی طیاری)

جیسا کہ تمام ہندوستان مین صرف کانپور ہی کو یہ فوق حاصل ہی کہ مثل ولایت کے چمڑے کی دباغت و اسباب کی طیاری مین اپنا آپ نظیر رکھتا ہے
ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامان کی طیاری کی خصوصیت حاصل ہی یعنی جنکی اول درجہ کی قیمت چارج کیجاتی ہی بالکل اعلی درجہ کا چمڑے و پرزون کے ساتھہ نہایت
پائداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہی اور تمام دکانون لایتی اور زادون سے اور نہایت ہوشیاری کا یگرون سے کام لیا جاتا ہے اسکا بھی پورا لحاظ رہتا ہی کہ جس جس
مقام کا چمڑا جانور کی جسکا نقص ہوتا ہی ہرگز نہین رکھا جاتا بلکہ بلا خیال کسی نقصان کے نکالدیا جاتا ہی اور سلائی بھی کسی پرزے کی نہین ہوتی بلکہ پورے
کی پورے جن صاحبونکو درستی یا طیاری کسی سامان چرمی کی بنظر منفصل فہرست اُردو یا انگریزی کا خانہ بھرکر طلب فرماکر طلب فرماکر دین اور ایک ہی آرڈر مین کارخانہ
کی معاملت کا حسن و قبح معلوم فرماوین علاوہ اسباب چرمی کے ہر قسم کا اسباب مثلاً جیبی گھڑیان کلاک ٹیم پیس جوتہ ساختہ کانپور بوٹ گورگابی
وغیرہ وغیرہ ٹیکس و پرتلہ و تسدان وغیرہ برتن مراد آبادی و کپڑا اولایتی و دیسی ہر قسم کا دبرتن سی عطر وغیرہ وغیرہ جس قسم کی ضرورت ہو دوسرے سوداگرو
کمیشن ایجنٹ کانپور و بمبئی کی فہرست ملاکر اوس فہرست سے جس چیز کو میری کمیشن ایجنٹی مین منگانا منظور ہو اوس چیز کے نمبر فہرست
مذکور سے ارقام فرماکر طلب فرماوین انشاء اللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے آنی روپیہ کی تخفیف سے ارسال ہوگی۔

المشتہر کرم الٰہی سوداگر مچھلی بازار کانپور

اطلاع بخدمت خریداران رسالہ حسن

رسالہ حسن جو ماہوار زیر نگرانی و سرپرستی عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر حیدرآباد دکن سے نکلتا ہی تین مہینے سے چند عالی درجہ قدردانون کی فرمائش سے مطبع مفید عالم آگرہ سے جو چھاپنے کے فن مین مسلّم اور نہایت پسندیدہ ہی شائع ہوتا ہی تاکہ اسکے اولوالعزم ناظرین کو خوبی مضامین کے ساتھ لوازم طبع کا بھی پورا لطف حاصل ہو جو حیدرآباد کے مطابع سے باوجود کوشش ممکن نہین ہوا۔ اس سے ہمکو اپنا حیدرآباد کا خاص مطبع بیکار کردینا پڑا اور اخراجات کی توفیر ہوئی۔ ہمکو امید ہی کہ ہمارے اولوالعزم ناظرین بلحاظ کثرت وجدت اخراجات دفتر اپنا اپنا زر بقایا ادا فرما کے ممنون کرینگے اور اس علمی پرچہ کی درمے وقلمے مدد فرما کر اپنی قوم کو جسمین مختلف علوم وفنون کے اشاعت کی ہنوز بہت ضرورت ہی اس سے فائدہ اُٹھانیکا موقع دینگے۔ مطبع مفید عالم آگرہ کو رسالہ کے دیگر تعلقات سے کوئی بحث نہین ہی اسلیے جملہ خط وکتابت و ترسیل زر حسب دستور سابق حیدرآباد مین نواب صاحب موصوف کے نام نامی سے ہونی چاہئے

چندہ سالانہ سال تمام عہ کم آمدنی والون سے بعوض اجرت اشتہار فی مرتبہ فی صفحہ ایک روپیہ

الراقم

محمد یوسف منیجر رسالہ حسن حیدرآباد دکن

حسن

بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۳ء

مضمون تجارت و صناعت علم و ہنر و اسلامی از جناب ابوالقاسم مولانا محمد فضل صاحب صناع عرشی
ایجادات اور اسکی ترقی و تنزلی کے اسباب ناچیوری شاعر خاص اعلیحضرت حضور نظام دکن دام دولتہ و ملکہ

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم طبع شد

۱۸۹۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون تجارت وصناعت علم وہنر واسلامی ایجادات اور اُسکی ترقی وتنزلی کے اسباب

ہمت عالی اسلاف ببین زیر فلک — تا چہ بودند بآغاز وچہ گشتند انجام
عزم را شہپر تدبیر بپرداز کشا — تا دگر طائر اقبال بیفتد در دام

مسلمانون کی گزشتہ اور موجودہ تجارت پر بحث کرتے وقت مضمون نگار کا فرض منصبی ہے کہ تجارت کے ابتدائی زمانہ پر اوّل غور کرے کہ کب اور کس سن مین اسنے ظہور پکڑا اور کیونکر قدم بقدم آگے بڑہا اور رفتہ رفتہ اس درجہ تک پہنچا کہ اپنی حیرت انگیز رفتار سے تمام عالم پر قبضہ کرلیا۔ تاریخی ہزارون صفحے اُلٹ جاے مگر اسکی تدریجی رفتار کا اندازہ ملنا تو ایک طرف یہ بھی پتہ لگنا مشکل ہے کہ کس کس عہد مین اسکے باکمال موجدون نے اسکی ایجادین اور نئی امتین اسکی اصلاحین کین۔ اور کن کن قالبون اور کن کن صورتون سے یہ شاہد دل فریب بزم عالم مین جلوہ گر ہوا۔

جن چیزون کو ہمارے موخون کی قلم نے فروگذاشت کیا ہے آج اُنہین جواہرات
کی اس بازار مین تلاش ہے کون کہہ سکتا ہے کہ آئندہ نسلین کس خیال کی پیدا ہونگی اور کیسے
جواہرات نمایش گاہ عالم مین پیش کیے جائینگے - تاریخی ورق اُلٹنے اور اِسلاف کی حالت
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے دلون کی آزادیان اور اُنکی ایجادپسند طبیعتونکی تیزیان
اور اُنکی ہمتونکی بلند پروازیان ہمیشہ سرگرم کار رکھتی تھین - صانع قدرت نے ایجادی طبیعت
اور اختراعی قوت اُنکی نہاد مین مضمر رکھی تھی - انصاف کی آنکھین دیکھ رہی ہین کہ چند
صدیون مین جو کچھ اُنکی اولوالعزم اور ایجادپسند طبیعتین کرگئین ہر ایک کا کام نہ تھا اُن بلند ہمتون
نے جو کام اُس زمانہ مین کیا اور اُن جوہریون نے جو جواہرات بازار ہستی مین پیش کیے آج
اُن کا پرکھنے والا بھی اِس بازار مین نظر نہین آتا - سوچنے اور غور کرنے سے خود طبیعت
جو مبدء ایجادات عالم و مخزن اختراعات ہستی ہے دنیا کی اُس جہالت کا علانیہ اعتراف
کرنے پر مجبور ہوجاتی ہے جسکی بھونڈی تصویر اگر زیادہ صحت کے ساتھ کھینچی جائے تو بغیر
قیاسات کی عینک لگائے اُسکا ابتدائی خط و خال نظر نہین آسکتا - اگر انسان اپنی کُل ذاتی
خواہشون اور انتظامی ضرورتون مین دوسرے کی اعانت کا محتاج نہو تو اُسکی اور حیوانون کی
زندگی مین کوئی مابہ الامتیاز باقی نرہے گا - قدرتی انعامات نے اگرچہ پھل - پھول - لکڑی -
جانور - گوشت - کھال - دودھ - آگ - پانی وغیرہ بہت کچھ سامان زندگی مرحمت فرمایا ہے تاہم
بغیر صناعت و انتظام نظام عالم قائم نہین رہ سکتا - دنیا کی حالت آج کچھ ہے کل کچھ - اگر
قادر مطلق کی حکمت غیبی قانون مبادلہ تعلیم نفرماتی تو انسان اپنے تمام اندرونی جذبات اور

بیرونی خواہشات پر اسطرح قادر نہو سکتا اسی صناعتی مبادلہ نے تمام حاجتون اور تکلفات اور تفاخر اور ہر شے پر قابض ہوجانے اور ایک کو دوسرے پر ترقی کرنے کی قوت بخشی قدرت کے اسی انتظامی سلسلے اور انسانی جذبات کی مجبوریون نے ہر ایک کو دوسرے کا معاون بلکہ ہر شہر کو دوسرے شہر کا محتاج بلکہ ہر ایک اقلیم کو دوسری اقلیم کا دست نگر بنا دیا یہی قدرتی مجبوریان اور فطرتی خواہشین تھین جنہون نے انسانی سرشت کو حرص و ہوا کے علوق وسلاسل مین اسطرح مقید کرکے رکھا ہے ورنہ سارا سلسلہ انتظام خاک مین ملجاتا نہ کوئی خادم ہوتا نہ کوئی مخدوم نہ کوئی حاکم ہوتا نہ کوئی محکوم اسی انتظامی سلسلے اور اندرونی غیر محدود خواہشات نے ہر شخص کو صناعت اور ہر قسم کے کمال کی تکمیل اور اظہار کمال پر مجبور کیا تاکہ اپنی مصنوعات اور معمولات سے ایک دوسرے کا معاون اور حاجت روا ہو (اسی مبادلہ کو حرفۃ وتجارۃ[ع] کہتے ہین)

ابتدائی حرفت وصناعت باہمی تعلقات کے مشاہدات سے خود بخود دل بول اٹھتا ہے کہ انسانی ضرورتین ابتدائی آفرینش آدم سے مصنوعات اور معمولات کی محتاج ہین اگر دنیا اور اہل دنیا کے کاروبار پر غور کیا جاے تو ضرور اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ اگر اپنی ابتدائی تاریخ لکھین اور نگاہ دعاقبت بین سے کام لین تو آخر کار جو نتیجہ ثابت ہوگا وہ غالبًا یہی ہوگا کہ انسانی ضرورتین

ع تجارت صورتًا ایک مالی مبادلہ ہے لیکن معنًا وہ سب تدبیرین داخل تجارت ہین جس سے بطور جائز کوئی شے بدل سکین۔ تاجر کی عظمت شان اس حدیث صحیح سے جو مسند امام حنبل مین منقول ہے معلوم ہوسکتی ہے (التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء یوم القیامہ) ترجمہ تاجر سچا اور امانت دار پیغمبرون اور اولیاء اللہ اور شہدا کے ساتھ محشور ہوگا۔ غرشی تاجپوری ۱۲

اور باہمی تعلقات ہی اُسکا ابتدائی زمانہ ہین پس تجارت کی بھی یہی ابتدا ہے اور اسمین شک نہین کہ انسانی ضرورتون ہی نے ہمکو تجارت اور حرفت سکھائی۔

پہلی چیز دنیا جو مین بوئی گیی وہ حضرت آدم علیہ السلام کی بقاے زندگی کا سرمایہ گیہون ۵ع تھا جسکو بحکم خالق کائنات روح الامین چرخ بریں سے لائے اور آدمؑ نے اُن دانون کو موافق

۵ع دیکھو کامل ابن اثیر۔ مگر اخبار الدول اور صاحب معالم کا قول ہے کہ اوّل رسم عمارت و آبادی حضرت ادریس نے جاری فرمائی اور آئین سیاست مدن کے موجد بھی یہی ہین بعض تواریخ مین ہے شوشہ خود حضرت ادریس نے آباد کیے۔ گنبد ہرمان جو اطراف مصر مین مشہور ہے حضرت ادریس ہی نے بنوایا تھا جسمین تمام مخلوقون اور آلات کی تصویر کھنچوائی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ سے حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام ہمیشہ تجارت کے ذریعہ سے اپنے کنبے کو پالتے تھے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام زراعت پیشہ تھے حضرت شعیب صاحب مواشی تھے اُسکے دودھ دھی پشم و صوف سے اوقات بسری کرتے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام غواص تھے زنبیل و بوریا بناتے اور بیچتے مسند فردوس مین بروایت حضرت انس وارد ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ اوّل جامہ بافی حضرت آدمؑ سے جاری ہوئی جسکی منسق جنتی دنبہ پر کی گئی اُسکی پشم کو حضرت حوّا نے کاتا اور حضرت آدم نے بُن کر اپنے لیے پیرہن اور حضرت حوّا کے لیے اُڑھنی طیار کی۔ اور ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی ہے کہ اشرفی اور روپیہ کا رواج اوّل حضرت آدم علیہ السلام نے دیا۔ اول دنیا مین جسنے قلم سے لکھا وہ حضرت ادریس تھے سیف و سنان کی ایجاد اور اوسکا طرز استعمال بھی حدیث مین انہین کی طرف منسوب ہے۔ صنعت حدادی علم نجوم حساب منطق طبیعات۔ الہیات ریاضی حکمت وغیرہ کے موجد بھی حضرت ادریس ہین اور بعض موخ میزان و مکیال کی بھی ابتدا انہین سے بیان کرتے ہین (ہکذا فی اخبار الدول) نعلین کی ایجاد حضرت شیث کیطرف منسوب کرتے ہین۔ عرشی ۱۲

تعلیم پویا جب خوشہ لگ کر پختہ ہو گیے کاٹکر اُسکو تہرون سے پیسا اور خمیری کلیجے پکاکر کھائے - پھر چقماق سے آگ نکالنا - لوہا گلانا بعض آلات آہنی کا بنانا سکھایا - جس سے پہلی حرفت وصنعت کی ابتدا اسی مقدس پیمبر سے ثابت ہوئی حضرت حوا کی باعصمت ضرورت نے رُوئی کاتنے اور کپڑا بننے کی بناڈالی - توبال پسر قابیل کی رنگینی طبیعت نے مزامیر اور طنابیر کی ایجاد سے شہرت حاصل کی - اوّل جسنے دنیا مین عمارت بنوائی وہ مہلائیل بن قینان بن شیث بن آدم تھے - عراق مین شہر بابل - خوزستان مین مدینہ سوس ابتک اُنکی یادگار قائم ہے مسجد کی ایجاد بھی اسی معزز پیمبرزادہ کی مقدس طبیعت کا نمونہ ہے کپڑون کا قطع کرنا اور اُسکا سینا ہمیشہ دنیا کو حضرت ادریس کی یاد دلائے گا حضرت داؤد کی زرہ آج تک ضرب المثل ہے - نوح علیہ السلام نے فن نجاری کو ایجاد کیا اور سب سے پہلے دنیا مین جہاز کی بناڈالی -

شداد کا حیرت خیز باغ جسکا مثل ونظیر آج تک بقلمونی روزگار نہ دکھا سکا ابتدائی زمانے کی عمارت اور غیر تعلیم یافتہ قوم کی صنعت تھی جس عمارت کی تعریف مین معمار تعمیر ہستی نے (لم یخلق مثلها فی البلاد) ارشاد فرماکر معلوم نہین اُس عدیم المثال عمارت کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اُس غبرائے بہشت پر کیا گزرا - کیومرث[1] نے فلاخن کی ایجاد کی اور دشمنون پر حملہ کرنے کے لیے چوبی اسلحہ بنایا - اوّل جسنے لوہا - چاندی - سونا - کان سے نکالا اور اُس سے سپر اور اسلحہ بنایا وہ ہوشنگ ابن سیامک تھا - زانداشخانہ کا موجد بھی یہی ہے نہرون اور چشمون کی ایجاد بھی اسی کی طرف منسوب کرتے ہین سنبور اور سنجاب کی

[1] دیکھو کامل ابن اثیر و ناسخ التواریخ ۱۲

پوستین اوّل اسی نے بنا کر پہنی۔ گھوڑے کی سواری زین کی ایجاد علم خطاطی۔ چیتے کو آئین صید افگنی تعلیم کرنا تھمورس دیوبند کے نتیجہ فکر سے ہے۔ چونہ اور گچی کا کام۔ جواہرات کا گلانا۔ دواؤن کی ترکیب دینی۔ پہاڑون سے پتھر نکالنا اور انکا مدوّر اور مستطیل بنانا۔ کپڑون کا رنگنا۔ پھولون سے عطر نکالنا جمشید کی ایجادات سے ہے۔ شمشیر کارد قزوریشم۔ فن شناوری۔ غواصی۔ موتیون کا دریا سے نکالنا بھی اسی کی طرف منسوب کرتے ہین۔ اسی نے انسانکو چار گروہ پر تقسیم کیا۔ اوّل طبقہ دانایان روزگار و موبدان ایزد پرست کا۔ دوسرا گروہ شمشیرزن و مردان شیر افگن۔ تیسرا کشاورز۔ چوتھا اہل حرفت و تجار کا۔ تا سلسلہ انتظام عالم مربوط ہے اور ہر فرقہ دوسرے سے ممیز۔ جمشید نوح علیہ السلام سے پیشتر تھا۔ جام جم جسکو دنیا قیامت تک نہ بھولے گی زمانۂ جہالت کے مہندسین اور حکماے اشراقین کی قابل فخر قوت علمیہ اور قدرت عملیہ کا نتیجہ تھا جس سے آئندہ حالتین اور مستقبلہ حوادث معلوم ہوجاتے تھے۔

پہلا کارخانہ ابریشم کا اسی نامور بادشاہ کے عہد مین قائم ہوا حریر اور کتان اسی کی قوت ایجادی کے ممنون ہین۔ ضحاک سکہ کا مُروّج اور موسیقی کا موجد ہوا۔ فریدون نے عمل تریاقی اور خچرون کی نسل بڑہانے مین شہرت پائی۔ سواری فیل بھی اسی کی ایجادات سے ہے علم نجوم بھی بعض مورخین اسی کی قوت ایجادی کی طرف منسوب کرتے ہین۔ غرض جسقدر انسانی ضرورتین بڑہتی گئین صنعت اور حرفت ترقی کرتی گئی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ آئندہ نسلین اس ترقی یافتہ زمانہ کی ایجادات اور صناعت کو قبولیت جاوید کا سارٹیفکٹ دین گی۔

معلوم نہین کہ نئی امت کس لباس مین آنیوالی ہی اور اس سیمیا سے طلسم مین کیا مین میکھ نکالنے والی ہے۔ اگلے باکمالون کے تن پر موجودہ موجدون نے آرائش اور نفاست کے نئے نئے حاشیے چڑہائے معلوم نہین انکے جانشین تکلفات اور زیبائش کے کیا کیا کمالات پیدا کرینگے۔ اوّل طبقے کے مسلمانونکی اولوالعزمیان۔ انکی بلند ہمتین۔ انکی قوت اختراعی۔ انکی تہذیب۔ شائستگی۔ علم۔ ادب۔ عزم۔ استقلال۔ عزت۔ دولت۔ حکومت۔ ثروت۔ آج کون ہے جو ادب کی نگاہ سے نہین دیکھتا۔ اسلام نے فتوحات کے ساتھ علوم وفنون دونون کو ترقی کے آسمان کا نیرین بناکر چمکایا۔ یہ ہونہار نونہال عرب کی پہاڑی ملک سے نکلکر باغ ارم کی بہار چشم زدن مین چشم عالم کو دکھانے لگا۔ مسلمانون ہی کے زمانہ کی صناعیان آج یورپ کی مایۂ افتخار ہین جو یورپین منصف مزاج ہین وہ مسلمانون کے قدیم علم وفضل کو اور حرفت اور صناعی مین سب قومون سے اُنکی اولیت کو تسلیم کرتے ہین۔

فرانس کا وزیر اعظم اپنی تاریخ ورڈی مین لکھتا ہے کہ ایک زمانہ مین یورپ کی قوم جہالت اور افلاس کی دلدل مین پھنسی ہوئی تھی کہ یکایک اسلامی ممالک سے ایک نور علوم ادبیہ اور فلسفیہ اور فنون صناعی اور دستکاریون کا پرتو فگن ہوا اور اس قوم جاہل کو خارستان جہالت سے نکالکر ایک روشن اور پُر فضا میدان مین کھڑا کردیا۔ انہین شہرون سے کمالات علمی اور عملی کا بادل اُمنڈکر اُٹھا اور خاکنائے یورپ پر گرج کر برس گیا۔

قرون متوسطہ مین سے اہالیان یورپ انہین شہرون سے علوم وفنون کی بیش بہا دولت لیگیے اور یورپ پر اثار کیا۔ وہ قوم جسکی علمی عظمت اور ہاشمی شجاعت یورپ کے دل مین

سویدا کیطرح جانشین تھی آج پستی ہمت اور فرومایگی فطرت سے دود آہ بیوہ یا اشک یتیم سے زیادہ وقعت نہین رکھتی ایک وہ دن تہا کہ علم وفضل ہمارے ملک وملک دولت ہمارا خانہ زاد بخت واقبال ازل آور دیرستار تھا آج وہی ہم ہین کہ نکبت وذلت کے غلام - جہالت اور وحشت کے بندے - کمینگی اور فرومایگی کے محکوم - رذائل بہیمیہ کے مطیع - قوائے شہوانیہ کے اسیر تنزل کے یار تعصب کے حامی - نفاق کے پشت پناہ - بے غیرتی کے کنیز ہین **لراقمہ**

آہ ازان دولت علم وہنر وحیثمت وعلم	آہ ازان طرہ وطوق وکمر وافسر وگاہ
ای فلک ہیچ بدانی چہ شد آن فر وحشم	چہ شد آن دولت وعزت چہ شد آن ملک وسپاہ
مہر را گوی کہ در چشمہ خود غرق شود	ماہ را گو کہ کند روی خود از نیل سیاہ
مشتری در غم این واقعہ از چرخ فتد	روی خود تیرہ کند نیر بیضا در چاہ

قرطبہ قرطبہ کی نسبت صنا سبا یک الذہب لکہتا ہے کہ ایسا پر عظمت اور پر شکوہ شہر چشم فلک نے آج تک نہ دیکہا ہوگا جسکا طول چودہ فرسخ سے کم نہ تہا مگر اسمین وہ حصہ بہی شامل ہے جسکو خلیفہ اعظم نے بطور سواد اعظم آباد کیا تہا جو مدینۃ الزہرہ کے نام سے چار گوشہ دنیا مین بلند آوازہ ہوا - وادی الکبیر کے دونون جانب سنگ مرمر کے نظارہ فریب ایوانات - حیرت خیز باغات - اپنی خوش پرکاری اور جلوہ افروزی سے بنیظیری اور عدیم المثالی کا نقشہ حیرت کے دربارین پیش کر رہے تھے - اہل عرب کے صناعتی کمالات اور انجنیری کی پرزور قوت اُن فلک فرسا حیرت انگیز عمارتون کے دیکہنے سے آشکار ہوتی ہے جسپر اُنکے قادرانہ کمال نے کلک صنعت سے اپنی یکتائی اور ہمتالی کی دورخی تصویر کہینچی تھی قرطبہ کی عمارات عالیہ مین

صنعت اور خوش پرکاری دونون اعتبار سے مسجد جامع قابل رشک اور ممتاز عمارت تھی
۸۴ھ عہد عبدالرحمن نے اُسکی تعمیر پر دماغی اور مالی دونون قوتین صرف کین - دماغی قوت
اُسکا حیرت خیز نقشہ تھا جو آجتک یورپین انجینیرون کی قوت متخیلہ مختل کرنے کے لیے
سحر آفرین اثر رکھتا ہے - مالی قوت کا تہ کے خزانہ کی اشرفیان تھین جو اُس عجیب وغریب
عمارت پر صرف کی گئین - عمارت کا ابتدائی سلسلہ بھی ہنوز ناتمام تھا کہ اُسکا بانی چل بسا اور
اُسکے فرزند خلف ہشام قدسی نفس نے صوبہ نارلون کے غنائم سے اُس عمارت کے سلسلے
کو ختم کیا - اسکے بعد ہر فرمانروا نے اپنے بقاے نام یا حصول ثواب کے خیال سے اوس
عجیب وغریب عمارت مین کچھ نہ کچھ اضافہ کیا حکم بن ہشام نے اُسکے تمام دروازون اور ستونون
کے مطلا کرنے مین بیش بہا دولت صرف کردی -

عبدالرحمن بن حکم نے (جو علم وکمال کا مربی وسرپرست مانا گیا ہے) ایک نیا مینار طلائی
جو ایک سو پچاسی فیٹ بلند تھا نصب کیا - عبدالرحمن سوم نے سقف گنبدین سے ایک اور
درجہ بڑہایا - بارسوترانوے مطلا ومذہب ستون تھے جسپر اُس مقدس عبادت گاہ کی
عظیم الشان جہت کھڑی تھی - خاص درجہ مین چاندی کا فرش تھا جو نظر فریب پچی کاری سے
قادرانہ کمال صانع کا حیرت انگیز نقشہ پیش کر رہا تھا - ستونون پر تمام جواہرات نصب تھے
خاص ممبر جسپر خطیب کھڑا ہوتا تھا - دندان فیل اور ہیزم عود کے چھتیس ہزار ٹکڑون سے بنایا
گیا تھا انمین اکثر بیش بہا جواہر سے اسطرح لدے ہوے تھے جسطرح بعض شاخ ثمر سے -

۵ دیکھو رسالہ حسن مین اسپین کے حالات ۱۲

سونے کے کیلون اور تیرون کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے وصل کیے گیے تھے۔
صحن مسجد مین چار وسیع اور خوشنما حوض ہر وقت پانی سے لبریز رہتے تھے جسمین حیرت انگیز فوارے نصب تھے۔ تین سو باون آدمی فقط اس کام پر مامور تھے کہ اگر کی بتیان اور عود و عنبر منقل آہنین مین روشن کرکے اُنکے بخورات سے لال ٹینون کے لیے جنمین دس ہزار بتیان روزانہ جلتی تھین خوشبودار تیل بنایا کرین۔ خاص درجہ کی بدیع المثال صناعی محرابون کی دلکش اور سحر آفرین وضع دیوارون کی فروزش اور کمال صنعت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابھی تعمیر ختم ہوئی ہے۔

غرناطہ اس سے زیادہ غریب عمارت (قصر الحمرا) ہے جس سے غرناطہ کی عظمت و شان کی تصویر آنکھونمین پھر جاتی ہے جو بجاے خود ایک حصن حصین اور کاشانۂ دلنشین تھا اوسکی عجیب غریب صنعتین انسانی حواس کو طلسم حیرت مین اسیر کرتی ہین — اسکے علاوہ قصر الزہرا۔ قصر الحائر۔ روضہ۔ قصر السرور۔ رشیق۔ بدیع وغیرہ کی صناعتی شہرت بھی قصر الحمرا سے کم نہ تھی۔

مدینۃ الزہرہ سب سے زیادہ حیرت انگیز عمارت مدینۃ الزہرہ کی تھی جو قصر الزہرہ کے نام سے مشہور تھی چالیس برس تک یہ عمارت بنتی رہی جسمین دس ہزار معمار بارہ سو بخار یومیہ کام کرتے تھے۔ سلطنت کی کل آمدنی کا ایک ثلث ہر سال اوسپر صرف ہوتا رہا۔ اینٹون کی جگھ چھ ہزار سنگین سلین روزانہ طیار ہوتی تھین پانچ ہزار جانوران باربرداری صرف مصالح

---

۱۲ دیکھو تاریخ ابن اثیر اور رسالۂ حسن مین اسپین کے حالات

وغیرہ کے لیجانے کیلیے مامور تھے۔ چار ہزار مُطلّا و مُذہّب وہ ستون تھے جنکو سلاطین قسطنطنیہ۔ روما۔ کارتیج۔ سفاکس۔ وغیرہ بادشاہون نے ہدیتہً بھیجے تھے اور باقی ستون الیریا۔ اور ٹریگونہ۔ کے سنگ مرمر کی کانون سے بنائے گیے تھے پندرہ ہزار دروازے تھے جنمین لوہے یا چمکدار پیتل کے غلاف تھے۔ خاص سلطان کے کمرے کی چھت اور دیوارین بالکل مُطلّا و مُذہّب تھین۔ کمرے کے عین وسط مین ایک حوض سیماب لرزان سے لبریز تھا جب آفتاب کی شعاعین دروازون سے داخل ہوکر حوض سیمابی کو متحرک کرتی تھین تو برق لامع کا جلوہ نظر آتا تھا اور قوت باصرہ اپنے کام سے مُعطّل ہوجاتی تھی۔

اگر مدینۃ الزہرہ کے صناعتی عجائبات کی خوبصورتیان شمار کیجائین تو ایک ضخیم مجلد بھی اس بار کو نہ اُٹھا سکے۔ ملازمین[۵۱] محلسرا مین صرف مذکور کا اندازہ سترہ ہزار ۱۷۰۰۰ کیا گیا ہی جنکے لیے علاوہ طیور اور آبی جانورون کے سترہ ہزار پونڈ گوشت یومیہ دیا جاتا تھا۔ اُناث کا شمار جو صرف شاہی محلسرا مین خدمت یا مصاحبت پر مامور تھین چھ ہزار تین سو چودہ ہے۔ سلوین نسل کے نوعمر غلامان ملایک فریب۔ وخواجہ سرایان زاہد کُش تیس ہزار تین سو پچاس تھے جنکے لیے علاوہ لوے۔ تیتر۔ بٹیر۔ مرغابی۔ کبوتر بحساب ایک سیر فی کس روزانہ گوشت دیا جاتا تھا قصر الزہرہ کا خوشنما تالاب جسمین ہزارہا قسم کی خوشنما رنگارنگ مچھلیان تفریحاً پالی گئین تھین بارہ ہزار روٹیان علاوہ دانون کے روزانہ اُس تالاب مین پڑتی تھین۔ ایک عربی مؤرخ لکھتا ہے کہ آج جہار گوشہ دنیا مین اسکا کوئی نظیر نہین۔ بعید الوطن سیّاح۔ اولوالعزم شاہزادے۔

---

[۵۱] دیکھو تاریخ مقرزی۔ اور سیابک الذہب ۱۲

تاجر۔ سفیر۔ ادیب۔ شعرا۔ علما۔ فقہا۔ حجاج۔ زوّار۔ فقرا۔ ہر درجہ کے اہل حرفہ ہر مذہب کے دانا ہر ملت کے فرزانہ متفق الرائے ہین کہ ہمنے اثنائے سیاحت مین کوئی ایسا عجیب وحیرت انگیز شہر چشم ظاہر بین سے نہین دیکھا جسکو مدینۃ الزہرہ اور قصر الزہرہ سے اتنی بھی نسبت ہو جتنی کرمک شب تاب کو آفتاب سے ہوتی ہے۔ اُسکی سرسبز بساتین۔ سنگ مرمر کے ایوانات فلک فرسا مُطلّا و مذہب در و کوشک۔ قبّہ دار اور مستدیر نشستگاہین۔ جنمین قہرم کی صناعیان اپنے صانع کے کمال کو حیرت انگیز صورتون سے متلا رہی تھین۔ خوشنما تناسب۔ دلکش ترکیب۔ دلفریب تقابل۔ بیش بہا مغرق سراپردے۔ آرائشی نفائس طلائی لوازمات زیبائش۔ مرصع ستونون کی خوش پرکاری۔ رنگ سازی کی کاریگریان۔ جسنے در و دیوار کو رنگہاے بوقلمون سے ایک حوصلہ فرسا منظر بنا رکھّا ہے۔ شفّاف نہرین لب جو سرو کی خوشنما قطار۔ روح افزا حرفنین۔ مُصفّا جھیلین۔ جو بیش بہا صنعت سے پورے پتھر کی تراش کر بنائی گئی تھین جسمین جابجا جانورون کی زندہ معلوم ہونیوالی مورتین سطح آب پر پھرتی معلوم ہوتی تھین۔

خلیفہ اعظم[۵] کے اظہار عظمت و جلالت کے لیے اسقدر کافی ہے کہ جب خلیفہ نے شاہ یونان کے سُفرا سے ایوان قصر الزہرہ مین اپنے تمام ارکین دربار و اعیان سلطنت کے ساتھ دربار عام مین ملاقات کی جس مکان مین اندر سے باہر تک طلائی غالیچون اور بیش بہا ابریشمینون کا فرش تھا۔ ہر محراب دور پر زرد و زر ریشم کے پردے آویزان تھے۔ کہ دفعۃً شاہ یونان کے سفیر داخل قصر شاہی ہوے۔ مکان کی شاہانہ شان و شوکت۔ مکین کی پلنگانہ جبروت

[۵] دیکھو شمارہ ۱۲۵

سطوت سے صید مذبوح کیطرح مرتعش تھے جب حواس درست ہوئے قسطنطین شاہ یونان کا خط پیش کیا گیا سلطان نے بعد ملاحظہ ایک خوش بیان مقرر کو اشارہ کیا کہ مناسب اسپیچ دی - اسپیکر دو چار جملے بھی نہ ختم کرنے پایا تھا کہ سلطانی جبروت اور شاہی جلالت نے یکبارگی کی زبان پر مُہر خاموشی لگادی اور وہ ہیبت سے زمین پر گر کر بیہوش ہوگیا - دوسرے مقرر نے اس ناتمام خدمت کو تمام کرنا چاہا مگر اوسکی بھی یہی حالت ہوئی - غرض قرطبہ کی ظاہری عظمت و شوکت جسقدر قابل رشک یا درخور ستائش تھی اوس سے زیادہ علم و فن اور فضل و کمال کو قرطبہ مین فضیلت تھی - جگر تشنگان علوم کے لیے قرطبہ کے دریا دل علما کا سینہ فیاض سرچشمہ تھا بالخصوص عملی طب کو اندلس کے سرجن ڈاکٹرون کی معلومات جدیدہ اور تحقیقات غیر محدود سے اتنی وسعت اور ترقی ہوئی کہ تمام گزشتہ صدیون مین عدیم المثال تھی چنانچہ ابو القاسم خلف جو گیارہوین صدی عیسوی مین اس فن کا امام گزرا ہے اُسکے اکثر عملیات زمانہ حال کے عملیات سے بالکل مطابقت رکھتے ہین - ابن ظہر جو ابو القاسم کے بعد ایک کامل فن اور حکیم نامور گزرا ہے دونون شاخون یعنی عملی اور نظری طب کو اپنی نئی ایجادات کا سپاس گزار کیا اسیطرح ابن بیطار نے جو علم نباتات مین اُستاد نامور تھا قریباً تمامی مشرقی دنیا مین سفر کرکے نئی نئی بوٹیان اور اُنکے خواص دریافت کیے ابو الروس اسی زمانہ کا ایک مشہور فلسفہ دان اور اُن جلیل القدر کاملین سے تھا جنکی حسن ہی نے قدیم فلسفہ یونانی کا جدید فلسفہ سے پیوند معنوی لگایا تھا -

علم ہیئت جغرافیہ - کیمیا - طبیعات - الہیات - غرضکہ کوئی علم اور کوئی فن ایسا

نہ تھا جسکو قرطبہ نے اپنے دامن تربیت مین پرورش نہ کیا ہو صنعت و دستکاری مین اندلس اپنے تمام ہمعصرون پر ممتاز تھا ریشمی کام یہان کا مقبول عالم و منتخب روزگار تھا ۔

اسپین | اسپین[1] مین صنعت و حرفت نے ایسی نمایان ترقی کی تھی جسکے سُننے سے حیرت ہوتی ہے امیر عبدالرحمٰن نے فنون کسبیہ کو ترقی کے آسمان کا مہر عالمتاب بنا کر چمکایا ہر قسم کے صناع ہر فن کے کامل ہر ہنر کے استاد ہر شہر مین ہزارہا موجود تھے ۔ وہان کا ریشم اور حریر کا کارخانہ شہرت اور ناموری کے آسمان کا ستارہ بن کر ٹوٹا ۔ سول جو اسپین کا مشہور مالدار شہر تھا تیرہ ہزار کارخانے فقط پارچہ بافی کے اُسمین موجود تھے اسیطرح پشم بافی کے بھی ہزارہا کارخانے قائم تھے ۔

المیریا اور جیرونا | المیریا کے ریشمی کپڑے اور اُونی قالین آج تک یورپ مین مشہور اور انگریزی تاریخون مین مذکور ہین اسی شہر مین شیشہ اور پیتل اور لوہے کے ظروف ایسے خوشنما بنتے تھے جنکی شہرت سے آج کون انکار کرسکتا ہے ۔ کوزہ گری کو اسمین اتنی ترقی ہوئی تھی کہ بعض کوزہ گر مٹی کے برتنون پر سونے اور تانبے کی ایسی جلاد یتے تھے کہ اصل و نقل کا امتیاز محال تھا ۔

کُہ دان باریک کام ایسا نازک بنتا تھا کہ آجتک صنّاعین یورپ کو رشک ہے ۔

جیرونا کے زیوردن کی نزاکت اور خوشنمای آجتک ضرب المثل ہے ۔ مرصع کاری جواہر نگاری اسکا حصّہ تھا ۔ یہین کے کاریگرون نے بارہ درخت بلور سے تراش کر بطرز سرو گلستانی بنای تھے

[1] دیکھو سبایک الذہب ۱۲

جنکا طول سترہ سترہ گز تھا اور ہر درخت مین دو ہزار تین سو چالیس کنول روشن ہوتے تھے یہ سب بلوری درخت قصر الزہرہ کے ایوان خاص مین اپنے صانع کی کاملیت پر برہان ساطع پیش کر رہے تھے۔ بہ نسبت اور ممالک کے اسپین کے شمالی حصہ نے صنعت وحرفت مین ایسی ترقی پائی کہ زمین سے آسمان بن گئی جسکا رشک ہمیشہ اُسکے حریف مقابل یعنی دار الخلافت بغداد کو رہا اور یہ فخر کا طرہ اُسیکے قابل قدر دستار کو زیب دیتا ہے۔

دمشق | اسیطرح دمشق بھی صنعت وتجارت مین نامور شہرون مین شمار کیا گیا ہے یہان کی صناعتی کارخانے اور تجارتی منڈیان تمام یورپ مین امتیاز کی نظر سے دیکھی جاتی تھین پارچہ بافی اور حریر بافی کے مختلف کارخانے قائم تھے رنگ سازی کا کام ناظرین کے لیے حیرت اور استعجاب کا باعث ہوتا تھا۔ دمشقی ظروف اُمرا اور سلاطین کی میزون کے زیب وزینت تھے یہان کے غالیچے آجتک یورپ مین مشہور ہین۔ آہنی آلات جو دمشقی کارخانے مین بنتے تھے فرانس اور اٹلی وغیرہ کے بازارون مین سونے کی قیمت بکتے تھے۔ دمشقی زرگرون نے اپنے دعویدارون کو دکھا دیا کہ آسمان کے خدا نے اس کام کے لیے زمین پر انہین کو اُتارا ہے دمشقی تلوار تیغ ہندی اور خنجر رومی سے زیادہ مشہور تھی مگر چاکو بھی شہرت اور ناموری کے آسمان کا تارہ بن گیا تھا وہان کے معمار جو اپنے فن کے یگانۂ روزگار اور منتخب لیل ونہار تھے اگر لائق ستائش تھے تو نقاش بھی وہان کے جو ہر ایک لاثانی اور رشک بہزاد ومانی تھے قابل رشک تھے۔

اسیطرح اصفہان کا کارچوبی سامان مرو کا ریشم طرابزون کا مشجّر ترکستان کے غالیچے

ایران کے قالین روم کا حریر و دیبا - صفاہان کی تیغ - آسمان شہرت کے نجم ثاقب بن کر اسقدر چمکے کہ آجتک اُنکی شعاعین صناعتی زمین پر نورانی چادر کیطرح پھیلی ہوئی ہین جنکی ستائش مین مسیحی مورخین کی زبانین ابتک گھسی جاتی ہین - مقام طلیطلہ جو سلطنت ہسپانیہ کے ماتحت ہے وہان کے اسلحہ اور غرناطہ کا حریر باوجود نفرت و مخالفت مذہبی یورپ کی بیش بہا دولت سے بدلتا رہتا تھا - اسیطرح بغداد - مرو - بخارا - بلخ - قاہرہ - سکندریہ - مراکو - ان سب مقامات مین ہزارون تجارتی منڈیان اور صناعتی کارخانے قائم تھے ہر فن کے اہل کمال ہر شہر مین ہزارہا موجود تھے - کیا زرگر و معمار کیا نقاش و نجار ہر فرقے کے لوگ بکثرت ہر قسم کے پیشہ ور فراوانی کے ساتھ ہر جگہ نظر آتے تھے ہر شہر کو اگر دار العلم یا دار الصناعت کہین تو بیجا نہوگا

لراقمہ

علم و صنعت مال من بود است و حرفت کار من	خانہ زاد خانۂ من بود دولت پیش از ین

ہندوستان ہندوستانی قدیم صنعتین اور یہان کا قابل قدر تجارتی مال ہمارے ہی عربی تجار مغربی ممالک مین پہنچاتے تھے جو یورپ کی بیش بہا دولت سے بدلا جاتا تھا - مجھے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ یورپ کی نہایت مہذب تاریخون نے بھی ہندوستانی صناعت اور دستکاریون کا حال قلم انداز کیا ہے -

مسٹر گرین کی ہر دل عزیز تاریخ جو دعوی کے ساتھ ببانگ سین بیش کیجاتی ہے اوس نے بھی اس بدنصیب ہندوستان کا ذکر نہ کیا - حالانکہ کسی زمانہ مین اس ایشیائے حصہ کی تجارتی اور صناعتی شہرت نے مہذب دنیا کو حیرت مین ڈال رکھا تھا - فاہیان اور ہیون شانگ

نے ہندوستان کے فنون اور صناعت کی حیرت انگیز تصویر کھینچی ہے - یہ وہ چینی مورخ ہین کہ اُنیسوین صدی کے نکتہ چین اب بھی اُنکی افضلیت تسلیم کرتے ہین اور اُنکے بیانات وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین - ہندوستان کے کپڑے اور دستی چیزین یورپ کے بازارون کی دلچسپ تجارت تھی - فلپ دوم اور چارلس پنجم کے مُورخ ہندوستانی شال ململ تنزیب کمخواب کی قابل فخر تعریف کرتے ہین - آگرہ مین تاج محل اسلامی کاریگرون کا بیش بہا نمونہ اب بھی موجود ہے تخت طاؤسی مغربی مسافر کے لیے قابل حیرت نظارہ تھا - ہندوستان کے ریشم کی ساخت ایک زمانہ مین صنعت اور تجارت کی سفید شاخ سمجھی جاتی تھی عثمانی سلطنت مین یہی ریشم بہ ترجیح استعمال کیا جاتا تھا - تاریخون سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی ہی صدی سے اسلامی تاجر جزائر ہند مین آئے - ولید ابن عبدالملک کے عہد خلافت مین عربی تاجرون کا جہاز راجایان ہند کے اشارے سے سندہ پر لوٹ لیا گیا جسکا فیصلہ محمد قاسم جرنیل دمشق کی تلوار نے کیا - خلفاے راشدین کے ابتدائی زمانہ سے اسی قوم عرب نے صناعت اور تجارت کو ترقی دی جب اسکی ترقی معراج کمال پر پہنچی تو صرف قرطبہ مین دو لاکھ چوبیس ہزار گھر کاریگرون کے تھے - اور چار ہزار مسجدین پچاس شفاخانے اور اسّی مدارس نو سو حمام مگر اسلامی عظمت کا تاج بغداد ہی کے سر پر زیب دیتا تھا جو تیس ہزار مسجدین سات سو مدارس دس ہزار حمام بغل مین دبائے بیٹھا تھا -

بغداد بغداد اگرچہ صناعت مین اسپین کا مدمقابل نہ تھا مگر بغداد کی تجارت اسپین سے کہین بڑھی ہوئی تھی - ہزارہا تجارتی کارخانے قائم تھے - خلفاے بغداد کا صلاے کرم

اعیان دولت کی داد و دہش اُمرا کا آوازۂ جود۔ ارکین سلطنت کی زینت پسندی اور تفاخر نے اقصاے عالم کے تاجرون اور ارباب کمال کو بغداد مین کھینچ لیا تھا۔ جدہر دیکھیے اہل کمال جدہر نظر اُٹھایے اہل ہنر۔ گویا فضل و کمال اور علم و ہنر دار الخلافت کا زیور تھا۔ کیا بازاری کیا لشکری کچھہ نہ کچھہ ہر ایک کے صندوق سینہ مین سرمایۂ علمی موجود رہتا تھا صناعتی کارخانے بھی صدہا نظر آتے تھے۔ ریشمی کپڑے بکثرت بُنے جاتے تھے ہر قسم کے بیش بہا اسلحہ بنائے جاتے جنکو تاجر اطراف عالم مین پہنچاتے۔ اگر بغداد جسم تھا تو کمال معماری اور نقاشی اُسکی روح تھی ورآرایشی نفاست اُسکا دل۔

المقتدر باللہ عباسی نے تیسری صدی مین جو عمارت بنوائی تھی اوسکی نظیر آجتک زمانہ نہ دکھا سکا صحن کے وسیع حوض مین طلای احمر کا ایک درخت تھا جسمین مختلف جواہرات کے ہزارہا پھل پھول پتے اس دلربا صنعت سے نصب کیے تھے کہ اصل و نقل کا امتیاز ہر مُبصر کا کام نہ تھا۔ جسکی شاخون پر ہر قسم کے طلائی پرند اپنی دلکش اور دلفریب لحجون مین مست زمزمہ سنجی تھے حوض کی دونون جانب پندرہ مصنوعی سوار پر شوکت دیبا و حریر کی ردیان پہنے اور شمشیر مرصع کمر مین لگائے ہوے اسطرح ٹہلتے تھے کہ گویا شمشیرین میانون سے نکلنے والی ہین اور ایک دوسرے پر حملہ کرنیوالا ہے[۱]۔ دار الخلافت بغداد مین ہزارہا ایسی عمارتین تھین جسکی نظیر زمانہ کو نہ مل سکیگی۔ قبۃ الخضرا۔ قصر الخلد۔ قصر الذہب۔ دار الخلافت کی جان اور اسلامی عظمت و شان کے گویا نشان تھے۔

---

[۱] دیکھو المامون مصنفہ مولانا شبلی نعمانی عم فیضہٗ ۱۲

سدلیو جو فرانس کا ایک نامور مؤرخ ہے ایک خاص تاریخ عرب کی فضیلت اور بزرگی اور علم و ہنر کے اثبات مین لکھی ہے جسمین لکھتا ہے کہ عرب کے فتوحات کا سیلاب اسپین کے دریاے طاج سے ہند کے دریاے ستلج تک اس فوری حرکت سے پہنچ گیا کہ دیکھنے والے حیرت مین رہ گیے۔ جب اسلامی سلطنت مین ضعف آگیا اور اہل یورپ نے عرب کو اسپین سے خارج کیا تو اسوقت انہین کے کمالات اور انہین کی بیش بہا صنعتون اور ایجادات سے یورپین متمتع ہوئے۔ یورپ مین تو اب بھی وہ انتظام اور طرز تمدن نظر نہین آتا جو کسی زمانہ مین عام اہل عرب کے عادات اور خصائل مین داخل تھے۔

ایجادات و تکمیل علوم جب حجازی فتوحات کا سیلاب رُکتا چلا اور ٹگیس سے دریاے ستلج تک اسلامی حکومت پھیل گئی اوسوقت فاتحان اسلام کمالات علمی اور صناعیونکی تکمیل کیطرف جھک پڑے چنانچہ اوسی زمانہ مین قرطبہ اور مصر اور فارس اور نیشاپور اور سمرقند اور ہرات وغیرہ یورپ پر سبقت لے گیے اہل عرب نے جمیع کمالات انسانیہ کا اپنے کو مظہر ثابت کردیا تھا حکماے یونان کی کل کتابین مامون کے پُرامن اور ہمایون عہد مین ترجمہ ہوئین۔ اون کی شرحین لکھی گئین بیش بہا آلات رصدیہ طیار ہوئے۔ تمام کرۂ زمین کی پیمائش کی گئی۔

طبقات الامم سے معلوم ہوتا ہے کہ یحییٰ ابن منصور اور خالد ابن عبد الملک اور عباس جوہری نے بحکم مامون الرشید دمشق اور شماسیہ مین رصد بنا کی تھی اور زمان سال شمسی اور مقدار میل شمس اور حالات ثوابت و سیارات کی تحقیق و تفتیش کی اسیطرح[۵۱] مغربی ساحل پر رصد وقیانوسی

---

[۵۱] دیکھو طبقات الامم ۱۲

اور مشرق مین رصد الغ بیگ مشہور تھی غیاث الدین کاشانی اور قاضی زادہ رومی اور علامہ قوشجی نے سمرقند مین اسی رصد سے شہرت پائی - اسیطرح مراغہ مین رصد ہلاکو خانی اور بغداد مین رصد مامونی اور شام مین رصد ابن شاطر اور مصر مین رصد حاکمی تھی - ابوجعفر خوارزمی کی زیج نے مامونی عہد خلافت مین بطلیموسی زیج سے زیادہ شہرت پائی -

عبدالملک بن مروان کے عہد مین جنگی جہازات اور آلات بحری کا ایک عظیم الشان محکمہ ٹونس مین قائم کیا گیا - پس اس سے ثابت ہوا کہ قوم عرب بلاشبہہ تمام یورپ کی اُستاد واجب التعظیم ہے - انہین عربون نے سفر کے حالات قلمبند کیے - اسی فاتح قوم نے مشاہیر لوگونکی زندگی کے حالات بطور (لالف) لکھنا اختراع کیا - اسی مقدس قوم نے صناعی اور دستکاریون کو آسمان کمال کا آفتاب بناکر چمکایا - انہین کی عمارتین حیرت انگیز نگاہون سے دیکھی جاتی ہین -

رونا تو یہ ہے کہ مخالفت مذہبی نے چشم بصیرت پر پردے ڈال دیے جس سے عام اہل یورپ کی نظر سے اس قوم کا قدرتی حسن پوشیدہ ہوگیا - اسی قوم نے علم طب اور علم تاریخ طبعی اور علم کیمیا اور علم فلاحت پر کمالات کے وہ وہ حاشیے چڑہائے جسکا سمجھنا آج مشکل ہے برخلاف اور علوم عقلیہ کے جسپر مالکانہ قبضہ کرلیا تھا اور جسمین اونکی فضیلت اسلاف سے ترقی کرگئی تھی - اہل یورپ نے اسبات کا اقرار کیا ہے کہ عرب نے کاغذ[۵۱] کی ایجاد مین کپڑے کی ایجاد پر

۵۱ کاغذ کی ایجاد سے پہلے مختلف چیزین مثل سیسے کے تختے فلزیات کے تیرے جانورون کی دباغت دی ہوئی کھالین اور اکثر درختون کے پتے زمانہ قدیم مین لکھنے کے لیے مستعمل تھے - مانٹ فیکن نے ایک

بھی شرف حاصل کیا ہے۔ جہانتک ہمکو علم ہے گویا ایک دانا قوم عرب کی اوس خرمن فضیلت کا ہے جو آجتک ہمکو معلوم بھی نہوا۔ بہرکیف عرب ہمارے فضل وکمال کا اب بھی سرچشمہ ہے اور جن کمالات کو قصور فہم سے ہم سمجھتے تھے کہ یہ اور قوم کا ایجاد ہوگا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) بہت پرانے زمانے کی کتاب کا ذکر کیا ہے کہ وہ سیسے کے آٹھ ورقون پر لکھی ہوئی تھی۔ جب سیسے کی تختے متروک ہوئے تو اونکی جگہ دوسرے فلزات پترون پر حرفون کا کندہ ہونا رواج پاگیا۔ چنانچہ رومتہ الکبریٰ کے لوگ تاریخی واقعات پیتل کے پترون پر کندہ کرکے رکھتے تھے۔ کلاڈیس کی اسپیچ بھی پیتل ہی کے پترون پر کندہ کی ہوئی اب تک فرانس کے (لائنس ٹاون ہال) مین بحفاظت موجود ہے۔ بعد ولادت مسیح علیہ السلام بجاے فلزات کے پترون کے درختون کی چھال اور پتون سے کاغذ کا کام لیا گیا۔ یورپین کاغذ بنانے کا طریقہ ۱۰۷۶ء کے بعد استعمال مین لایا گیا ۱۲۰۰ء کے اوس طرف کا کارخانہ سمرقند مین قائم تھا آٹھوین صدی مین جبکہ سارسین نے اسپین کو فتح کیا تو جہان اپنے ساتھ عربونکے وہ دوسرے علوم وفنون لے گیے تھے وہان کاغذسازی کا فن بھی اپنے ساتھ لائے انگلستان مین سب سے اوّل کاغذ کا کارخانہ سرجان اسپٹل مین ایک جرمنی نے ۱۵۸۸ء مین بمقام ڈارٹ فورڈ قائم کیا تھا جسکے صلے مین ملکہ ایلزبتھ نے نائٹ ہیڈ کے معزز خطاب سے اوسکو نامور اور بلند آوازہ کیا۔ اسکے بعد ۱۶۹۵ء مین بمقام اسکاٹ لینڈ عمدہ کاغذ ونکے چھاپنے کی کمپنی قائم ہوئی۔ ۱۷۶۰ء مین جیمس وہاٹ مین نے ایک اور کارخانہ میدلسٹون مین قائم کیا اوسنے اس فن کو یہانتک ترقی دی کہ آج بھی جو عمدہ اور قیمتی کاغذ ہین اوسی کے نام سے منسوب یعنی (ونس پیپر) کہلاتے ہین۔

اہل یورپ نے اس فن کو مسلمانون ہی سے سیکھا اور اپنی جودت فکر اور قوت آخذہ سے آج اس مرتبہ کمال کو پہنچادیا کہ عقل حیرت زدہ رہجاتی ہے ۱۲ عرشی تاجپوری۔

وہ ہمکو اپنی معتبر مسیحی تاریخون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مین کل ایجادات کے موجد عرب ہین - اسکے بعد یہی فرانسیسی مورخ اپنی تائید کلام مین اسکندر ہمبلٹ کے کلام کو نقل کرتا ہے کہ قوم عرب کو خدا نے اسلیے پیدا کیا کہ وہ علوم و فنون صنعت و حرفت کو اون مختلف قومون مین پہنچاوین جو ساحل فرات سے ہسپانیہ کے وادی کبیر تک پھیلے ہین - اہل عرب کی طبیعتون مین قوم بنی اسرائیل کیطرح یہ بات نہ تھی کہ وہ کسی قوم سے نہ مل سکتے ہون یا مخالف قومون سے اختلاط اُنکے مذہب کے خلاف ہو بلکہ وہ عام قومون سے دوستانہ اختلاط رکھتے تھے ارتباط اُنکا قومی شعار تھا تالیف قلوب اُن کے مذہب کا تاکیدی قانون تھا - اُنکے انہین خصائل ملکیہ اور اخلاق آلمیہ نے تمام دنیا دی زمین مین اِنکے فضائل کو پہنچایا - مگر باوجود اس اختلاط کے قوم عرب مین یہ خاص کمال تھا کہ جسکے سبب سے تمام روے زمین پر ممتاز رہتی وہ جہان جاتے تھے اپنی معاشرت اپنی تدبیر اپنے ساتھ لیجاتے تھے - پھر یہی مورخ لکھتا ہے کہ عرب کے مخترعات اور ایجادات سے ہمکو ثابت ہوگیا ہے کہ اہل عرب کی عقلین سب قومون کی عقلون سے تیز اور دقیقہ رس تھین - عرب کی قومین کمالات علمیہ اور فنون کسبیہ مین ہماری معلم اور اُستاد ہین -

یورپ مین شارلمین نامی ایک نامور فرمانروا تھا جسنے سیاست اور حکمرانی کی بناڈالی سلطنت گریک پر زوال آنے تک یہ بادشاہ باقی رہا اسی بادشاہ نے علم و کمال صنعت و حکمت اوّل اوّل اسلامی مقامات سے لیا اور اپنے قلمرو مین شائع کیا - پیرس مین اوسی نے مدرسہ بنوایا تھا جسمین علوم و فنون کی تعلیم ہوتی تھی - ہارون الرشید کا معاصر تھا - اسی کے دربار مین

خلیفہ بغداد نے حیرت انگیز گھڑی[۵۱] تحفہ بھیجی تھی جسکی بیش بہا صنعت نے دربار کو حیرت مین ڈالدیا فرانس مین اوسی زمانہ سے گھڑی کا رواج شروع ہوا۔

قطب نما کا ایجادی طرہ اسی عرب کی دستار فضیلت کو زیب دیتا ہے۔ اگر ایک انگریزی مورخ کا قول تسلیم کرلیا جاے تو اُسوقت بھی یہ ماننا پڑے گا کہ انہین عربی تاجرون سے اہل یورپ نے پایا۔ کارن[۵۲] صاحب اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ اہل عرب کی تجارت ممالک ختا مین آٹھوین صدی سے پندرہوین صدی تک قائم رہی وہین سے اہل عرب نے قطب نما حاصل کیا اور جہان گیے وہان اس ختائی ایجاد کو لیتے گیے بحر قلزم طے کرکے قسطنطنیہ کے مغربی ممالک مین جہان اہل عرب کی تجارتی کوٹھیان قائم تھین جب وہان پہنچے تو یورپ کو بھی اس نعمت سے محروم نہین رکھا۔ پھر وہی انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ اہل ختا کی ایجاد عرب سے یورپ کو ملی اب مین دیکھتا ہون کہ اہل فرنگ نے اس قدیم ختائی ایجاد کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ایکہزار سال پیشتر ایجاد ہوئی تھی اپنی طرف منسوب کرلیا ہے۔ اور بیکن سا حکیم اس آلہ کے ایجاد کا دعویدار پیدا ہوا۔ مجھکو معتبر اور قدیم ختائی تاریخون سے جہانتک ثبوت ملتا ہے اوس سے اسکی قدامت بڑہتی جاتی ہے نزولی حالت مین بھی اسکا ایجادی سال تاریخ مسیح علیہ السّلام کی ولادت سے صدیون پیشتر ہے۔ غرض ختائیون سے یہ قطب نما عرب تاجرون کو پہنچا اور ان سے ہماری قوم نے لیا۔ پھر یہی مورخ لکھتا ہے کہ بارود بھی انہین ختائیون

---

[۵۱] دیکھو المامون مصنفہ مولانا شبلی نعمانی عم فیضہٗ۔ [۵۲] یہ صاحب کلکتے مین وکیل یا سفیر تھے۔ ۱۸۴۸ء مین تاریخ چین لکھی۔ ۱۲

کی قدیم ایجادات سے ہے اور ظن غالب ہے کہ اسی قوم کا کوئی نسخہ اہل عرب کو مل گیا ہو اور وطن مین جاکر اسی قوم نے اپنی طرف منسوب کرلیا ہو۔

تحقیق طبابت علم طبابت[۱] کا موجد ایک مصری حکیم ہے پہلا مدرسہ طبابت کا اسکندریہ مین کھولا گیا جسمین ٹری ٹس اور ہرافلس اُستاد تھے اسی زمانہ مین علم تشریح مدون اور مکمل ہوگیا تھا علم نباضی کی تکمیل بھی انہین حکماے مصر کی قوت فکریہ کا نتیجہ ہے جنہون نے حضرت عیسیٰ کی ولادت سے صدیون پیشتر علم جراحی اور نباضی اور دواسازی کو مُرتّب اور مکمل کیا۔ ہندوون کی کتب تاریخ سے اس فن شریف کی عمر تین لاکھ پچاسی ہزار سال معلوم ہوتی ہے جسکا موجد برہما تھا اور جسنے فن طبابت کے متعلق ایک لاکھ اشلوک ویدک شاستر مین تحریر کیے۔ بقول ڈاکٹر رائل صاحب علم کیمیا اور معدنی دواؤن کا استعمال کرنا ایجادات ہند سے ہے مگر اسلامی مورخ لکھتے ہین کہ ہندیون نے یونانیون کی طرح مصری حکیمون سے تعلیم پائی اور وہی مصری سرمایہ ہندی حکما کے افتخار کا ذریعہ ہوا۔ ایک نامی ڈاکٹر حیوانات کی تشریح حکیم فیثاغورث کیطرف منسوب کرتا ہے یونانیون سے رومیون نے فن طب حاصل کیا۔ اسقلیدس اور ڈی اسکاٹوس اس فن مین شہرت اور ناموری کے سارے زینے طے کرچکے تھے۔

ایک سو آٹھ ہجری مین عرب اس فن کی تحصیل اور تکمیل کیطرف آمادہ ہوگیے اور بقراط

---

[۱] دیکھو معدن الحکمۃ مولفہ ڈاکٹر سید غلام حسین جو صاحب تصانیف کثیرہ ہین اور جنکا دماغ انگریزی معلومات سے منور ہے ۱۲

وجالینوس کی کتابون کو یونان سے جزیرہ نماے عرب مین کھینچ لائے جسکی تکمیل آل عباس نے کی۔

سن بارہ سو عیسوی مین اہل یورپ نے سونا چاندی بنانے کی امید پر اہل عرب سے علم کیمسٹری حاصل کیا اور سن پندرہ سو تک اہل یورپ کا طبّی علم کیمسٹری تک محدود رہا۔

سن پندرہ سو عیسوی مین محمد بادشاہ نے قسطنطنیہ کو جب فتح کیا تو وہان کے فاضل اور حکیم اطراف عالم مین منتشر ہو گیے اور علمی ذخیرہ اپنے ساتھ لیتے گیے اور اوسی دولت سے یورپ کو جاکر مالا مال کیا۔ صاحب تاریخ سلطنت انگلشیہ کا قول ہے کہ بہری اوّل کے عہد مین اہل یورپ نے ہسپانیہ جاکر مسلمانون سے طب اور ریاضی اور فلسفہ وغیرہ حاصل کیا اور وہان سے جاکر اپنی قوم پر اوس علمی دولت کو ایثار کیا۔

مسلمانی تحقیق اور ایجاد عہد مدین اہل اسلام کا کمال ابو القاسم ابن زہراوی کی کتاب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون نے اس کام کی تکمیل کہان تک کی ہے جسکو اہل یورپ نے اپنی قوت ایجادی کی طرف منسوب کر لیا ہے۔ ہارون نے مرض جیچک کی ایجاد مین نام حاصل کیا جسکی تحقیق ماہیت مع علاج[۵۱] رازی عراقی نے کی۔ ابو الخیر بغدادی نے جو ایک نامور حکیم تہا اپنی قوت ایجادی کے سبب بقراط دوم کا خطاب حاصل کیا۔ معلم ثانی ابو نصر فارابی سا حکیم بوعلی اور ابن رشد ایسا فلاسفر جن کو تمام یورپ نے مسلم الثبوت استاد مانا ہے۔ ان حکما کی اجتہادی قوت اور تصانیف غیر محدود نے اس فن کو بنا کر لیا۔ اطباے طبقہ اسلام جن سے

[۵۱] دیکھو ابو القاسم ابن زہراوی کی کتاب ۱۲

معالجہ کرانے کی تمنا اُنکے دشمن بھی رکھتے تھے چنانچہ قسطلیہ کے بادشاہون مین کسیکو مرض استسقا نے جان بلب کردیا تھا دولت عباس نے اُسکی خواہش پر (قرطبہ) مین اُس کا علاج مسلمان طبیبون کے سپرد کردیا۔ حکیم ابوریحان نے حرکت ارض کے باب مین شیخ الرئیس سے جو مناظرہ کیا ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوریحان حرکت ارض کا قائل تھا جسکو فلسفہ جدید حکماے یورپ کی تحقیق سمجھتا ہے۔ بنی شاکر کی کتاب آلات جرّ ثقیل کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اہل اسلام نے اس فن کو بھی ادھورا نہین چھوڑا ہے۔ صدہا آلات متحرکہ ایجاد ہوے ہزارون براہین ہندسیہ عملی طور پر ثابت کیے گیے۔ امیہ بن عبدالعزیز نے ایک ڈوبے ہوے جہاز کو بحر اخضر سے بمعاونت انہین آلات غریبہ کے نکالا جسکی نظیر یہ ترقی یافتہ زمانہ عملی طور سے آجتک نہ دکھا سکا۔ ہارون الرشید نے دو بغدادی علما کو صحراے سنجار کے کسی خاص حصّہ کی پیمایش کا حکم دیا تاکہ زمین کی کرویت بالمشاہدہ ثابت ہوجاے چنانچہ قطب شمالی کے ارتفاع سے جو اوس خط کے ایک طرف جانے سے ظاہر ہوئی تھی زمین کی کرویت ثابت ہوگئی۔ علاوہ اسکے اہل عرب نے اقلیدس کی بسیط شرح لکھی اور بہت سی شکلین بڑہائین۔ بطلیموسی زیج کی اصلاح کی۔ منطقۃ البروج کے تعریج کا حساب لکھا جیسا اوقات اعتدال کے اختلاف کو لکھا تھا ویسا ہی سنین شمسیہ اور سنین مدنیہ کے اختلاف کو بھی تحریر کیا اور اُنکے درمیان مین چند دقیقون کا فرق پایا۔

اہل عرب نے تحریر کے لیے چند قسم کے آلات ایجاد کیے۔ فن ریاضی مین انکا کمال سلف سے بڑا ہوا تھا جسکے شاہد وہ عجیب و غریب مکانات رصدیہ ہین جو سمرقند کے اردگرد بنے ہوے ہین

پانی کا مقطر کرنا خاص عرب کی ایجادات سے ہے منجملہ اون علوم کے جنمین اہل عرب کو غیر قومون پر فضیلت تھی ایک علم جغرافیہ ہے اور اس فن مین جن لوگون نے شہرت پائی اونمین ایک ابو الفدا دوسرا مسعودی ہے جنکی تاریخین اُنہین کے نام سے آجتک مشہور ہین - ابن ہیثم روشنی اور حرارت کی جسمیت تحقیق کرکے بدلائل عقلی ثابت کرچکا ہے جسکو ترقی یافتہ زمانہ تحقیق جدید خیال کرتا ہے - ثابت بن ناصر دمشقی جو آل حمیر سے عہد خلافت یزید ثانی مین ایک نامی فلاسفر تھا آلات جاذب برق اوّل اوسنے ایجاد کیے جنکے سبب سے بادلون مین سے قوت کہربائیہ بجلی کو جذب کرتی تھی اسیکے صلے مین خلیفہ شام نے ایک لاکھ دینار ثابت کو مرحمت فرمایا جس ایجاد کو مہذب زمانہ فرنکلن مسیحی کیطرف منسوب کرتا ہے - لوہاڑ ہالنے اور بگیلا نے کی تدبیر مین عبد الملک بن مروان کی عہد خلافت مین ایجاد ہوئین جسکو اہل یورپ انگلستان کی قوت ایجادی کیطرف منسوب کرتے ہین - انہین مسلمانون نے بارود اور بندوق بھی ایجاد کی جو ڈھلے ہوے لوہے کی ہوتی تھی - اسیطرح اکثر تحقیقات جدیدہ کا مولد و منشا اگر تلاش کیا جاے تو ہمارے ہی اسلام کی قوت ایجادی اُسکا مخرج ہوگی -

اسیطرح مسلمان شاعری کے موجد ہین نظم کی بحرین انہین کی قوت ایجادی کی مرہون ہین - فرانس اور اٹلی وغیرہ مین شاعری کا شوق مسلمانون ہی کی بدولت پیدا ہوا - ڈاکٹر جانسن کو اگرچہ انگریزی مین اوّل لغت لکھنے کی عزت حاصل ہے مگر مسلمان فرہنگ نگار بہت پہلے اوس سے ہو چکے ہین - ایک عربی لغت† کی کتاب ساٹھ جلدون مین ہے جسمین تحقیق لغت کے علاوہ

† دیکھو نواب محسن الملک بہادر کا لکچر جو محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس پنجم سے متعلق ہے ۱۲

ہر محاورے کے مقابل علما اور شعرا کے فقرے اور اشعار سند کے لیے لکھے گئے ہین اندلس کے کتب خانے مین ایک ناتمام لغت جسکو کاتب باب العین تک لکھنے پایا تھا سو جلدون مین تھی۔

مردم شماری آمد و خرچ کی تفصیل سفر کے حالات اول مسلمانون ہی نے کتابون مین درج کیا ہے۔ فرانس و جرمن اور انگلستان کے لوگون کو مسلمانون ہی کے سبب سے سواری کا شوق ہوا اور گھوڑون پر سوار ہونے لگے ورنہ اہل یورپ شاذ و نادر گھوڑون پر سوار ہوتے تھے۔ عورتین مردون سے زیادہ علم کی شائق تھین قرطبہ اور مصر مین اکثر لیڈی ڈاکٹریان مسلمانون کی عورتین تھین۔ ہامر جرمنی جسنے مسلمانون کے ذکر مین سات جلدون مین ایک تاریخ لکھی ہے اہل اسپین کی نسبت لکھتا ہے کہ اسپین مین جو ترقی علوم و فنون مین مسلمانون نے کی تھی اوسکی تعریف محال ہے۔ مسلمانون کا دماغ اونکا علمی ذوق نہایت نازک اور پاکیزہ تھا اون مین تہذیب کا وہ جوہر تھا جو نہایت مہذب اور تربیت یافتہ قوم مین پیدا ہو سکتا ہے علم موسیقی اور شاعری اور دیگر اعلیٰ درجہ کے علوم سے یہ عالی دماغ اور روشن ضمیر مسلمان قدرتی مناسبت رکھتے تھے۔ ہندسہ ہیئت فلسفہ علم نباتات منطق انکا خانہ زاد تھا۔ ایجادی قوت انکی پرستار تھی حرفت اور صنعت گویا انکا آبائی پیشہ تھا۔ پھر یہی مورخ لکھتا ہے کہ صنعت و حرفت علوم و ہنر تہذیب و شائستگی بلکہ ہر قسم کے سویلزیشن مین قرطبہ دنیا کا سب سے زیادہ چمکدار ستارہ تھا۔

مسلمان اگرچہ فلسفہ و طب مین بقول مولانا شبلی نعمانی یونان و روم کے منت کش ہین۔ مگر جو کچھ انہون نے اُن سے لیا انکی تحقیقات اور معلومات کے مقابل وہی نسبت ہے جو دانے کو

خرمن سے اور ریزہ ہاے جواہر کو معدن سے۔ امام غزالی۔ فخر الدین رازی محقق طوسی سہل بن ہارون۔ ابن رشد۔ ابو نصر فارابی۔ ابو الروس۔ یہ وہ لوگ ہین جنکا علمی خزانہ مشاہیر حکماے یونان کے معلومات کا ہمپایہ تھا بلکہ بعض حکماے اسلامیین کے فضل وکمال کا علمی پلّہ بہ نسبت یونانیین کے گران تھا۔ ہیئت کو علماے اسلام نے جو ترقی اور شہرت دی اُس سے خود دایایان یورپ کو اقرار ہے۔ طبیعات[۵۱] مین ارسطو کی غلطیان بدلائل ثابت کی گئین۔ منطق کو نئے طرز سے ترتیب دیا۔ نور کی رفتار دریافت کی۔ علم مناظر مین انعکاس کا قاعدہ معلوم کیا۔ جبر ومقابلہ جو چند جزئے مسایل کا نام تھا اوسکو علمی مجلس مین کرسی نشین کیا۔ دواسازی۔ عرق کھینچنے کے آلے موالید ثلاثہ کی تحلیل۔ تیزابون کے باہمی فرق اور مشابہت کا امتحان انہین مسلمانون کی ایجاد ہے ہین۔ کیمیا سری انہین کی قوت ایجادی کی احسانمند ہے علم نباتات مین اپنے تجربون سے دو ہزار پودے اور اضافہ کیے جسکا بڑا حصہ ابن بیطار کی سیاحت کا ماحصل تھا۔ غرض آج یونانی وعربی تصنیفات کا کوئی شخص اگر موازنہ کرے تو زمین وآسمان کا فرق پائے گا۔

ڈراپر صاحب لکھتے ہین کہ آجکل کے یورپ کے عالم اور حکیم اور ہیئت دان چاہتے ہین کہ اپنی بزرگی قائم کرین اور اصلی عالمون کو اندھیری مین چھوڑ دین لیکن اونکی کوشش انصاف کی نظر مین بالکل حقیر معلوم ہوتی ہے۔ عربون نے اپنا نام آسمان کے ستارون پر لکھ رکھا ہے۔

---

[۵۱] دیکھو مسلمانون کی گزشتہ تعلیم مولفہ مولانا شبلی نعمانی صفحہ ۱۲۔

پھر بھی موخ لکھتا ہے کہ الجبرا کے اصول سے جو ہمکو واقفیت ہوئی وہ فاتح قوم یعنی عربون کی بدولت ہوئی یہ علم اوّل اٹلی مین تیرہوین صدی کے آغاز مین مسلمانون نے پہنچایا۔ فرانس اور جرمن اور انگلنڈ کے طالب علم علم کے اوس صاف اور پاکیزہ چشمے سے سیراب ہونے کے لیے آتے تھے جو مسلمانون کے چشمے مین بہتے تھے ایک یورپین موخ لکھتا ہے کہ مسلمانون نے سوت اور روئی سے کاغذ بنانے کا طریقہ ایجاد کیا جس سے یورپ کو غیر محدود فائدہ پہنچا۔ مسلمانون نے بہت سی تجارتی ایجادین نکالی تھین جو دوسرے علمون کے ساتھ یورپ مین داخل ہوئین۔

غرض کیا علم کیا فن سب کے موجد عرب ہین اور انہین عربون کی فیاضانہ ایثار نے علمی اور عملی

لہ یہ مضمون نواب محسن الملک بہادر کے لکچر سے لیا گیا ہے جو محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس پنجم مقام الہ آباد مین دیا گیا ہے۔ ۱۲ سنہ ۱۸۸۹ عیسوی کے آخر مین پوپ جربیر فرانسیسی جو انجام کار پوپ اعظم کی شاہی کرسی پر بیٹھا اور سلفستر ثانی کے نام سے بلند آوازہ ہوا۔ اسپین کے مسلمانون سے علم جبر و مقابلہ فلکیات فلسفہ ہیئت منطق علم نباتات کمپاس وغیرہ کی تحصیل کی اور پھر اوسنے یورپ کے لیے ایک عمدہ کارخانہ خاص اہل عرب کی صنعت کا جاری کیا اور ایک بہت بڑا ذخیرہ نادر نادر اسلامی کتابون کا فراہم کیا جسکا ترجمہ لاٹن اور فرانسیسی زبان مین کیا گیا۔ ۱۲ دیکھو تاریخ مقریزی اور ابوالفرج ۱۲ عرشی۔ حکم دوم بن عبدالرحمن سوم کے کتب خانے کی فہرست جو ہنوز ناتمام تھی چوالیس جلدون مین تھی دیکھو تاریخ مسامرہ ۱۲ عرشی تاجپوری ۱۲

دولت سے یورپ کو مالامال کر دیا۔ اسلامی سلطنت کا مٹنا درحقیقت اسلامی کمالات کا مٹنا تھا جو حقیقت مین حوصلہ فرسا حادثہ ہے۔ اُنکے کمالات اُنکی خوبیان اُنکا علم و فضل اُنکی قوت ایجادی کے آثارات اُنکی جاودکار طبیعتون کے علامات اُنکی غیر محدود فیاضیان ایسی تھین کہ آجتک انگریزی تاریخون کا لفظ بہ لفظ بلکہ حرف حرف گرانبار احسان ہے۔ مگر ہماری کوتہ نظری اور کم مائگی نے اُن نامور باکمالون کے کمالون کو گمنامی اور بے نشانی کے ساتھ صفحہ ہستی سے مٹا دیا جسکا مٹنا درحقیقت اسلامی عظمت و شان کا مٹنا تھا۔ مین نے جو کچھ لکھا ہی دریا سے ایک قطرہ یا یون کہئے کہ خرمن سے ایک دانہ اُٹھا لیا ہے۔ اسلامی ایجادات کا سلسلہ وار بیان کرنا کب اور کس سن مین کس نے کیا چیز ایجاد کی اُسکی سرگزشت کیا ہے۔ اُنکے معاصر کون کون تھے کب پیدا ہوے۔ اور کس مدرسہ مین تحصیل کی اور کس سن مین وفات پائی۔ اُن تعلیم یافتہ نوجوانون کا کام ہے جنکا روشن دماغ انگریزی خیالات سے منور جنکا خزینۂ خیال مشرقی اور مغربی علوم سے لبریز اور انگریزی اور تازی زبان کی جامعیت سے مجمع البحرین ہے۔ نہ میری معلومات کا خزانہ اس عمارت کے لیے کافی ہے۔ نہ اتنا سرمایہ علمی کہ اُس سے کامل مدد مل سکے۔ نہ اتنی وسعت نظر کہ علمی قوت کی دستگیری سے ایک ایسی خیالی تصویر کھینچکر (جو اُس خارجی صورت کے خط و خال سے بالکل مشابہ ہو جو مسلمانون کی قوت ایجادی سے متعلق ہے) پبلک مین پیش کرون جسکی دلفریب اور قبولیت عام کے ساتھ ہر دلمین جگہ پیدا کر سکے۔ نہ انگریزی زبان سے واقف کہ اُنکی تاریخون سے کچھ کام لے سکون اور ان حرف ریزون کو اُنکے نورانی کمالات کی آب و تاب سے گوہر شب تاب بنا سکون۔ جو لوگ اس کام کے قابل ہین وہ تصنیفات

سے کچھ ایسے ہاتھ کھینچ بیٹھے ہین کہ کوئی تحریک اُنکی دماغی قوت کو ہیجان مین نہین لاسکتی نہ مین اس کام کے قابل تھا نہ اُسکو پورا کرسکا۔ میری بے بضاعتی اور کم مائگی ناظرین کی خدمت مین میری شفاعت کیلیے کافی ہے۔

تجارت

تجارت مین اہل عرب نے ابتداے اسلام سے ترقی کی جس عمارت کی ابتدائی بنیاد مین خود ہمارے رہبر صادق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی اینٹ رکھی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا مال تجارتی ملک شام مین لے گیے جہان بحیرا راہب نے آپ کی رسالت اور خاتمیت دونون کی تصدیق کی۔ قریش کی تجارت ہمیشہ ارمن اور قبطیون کی دولت سے نکر کھاتی رہتی تھی۔

اہل عرب اور چین کی تجارت خلیفہ منصور نے دوسری صدی مین ایک سفارت شہنشاہ ست سنگ کے پاس روانہ کی اس سفارت نے ممالک چین کے اکثر جزیرون مین اسلامی تاجرون کی عظیم الشان کوٹھیان دیکھین۔ اوّل اوّل عرب تجار نے جزائر چین مین کوٹھیان قائم کین۔ جاوا کی سلطنت مین تجارت اور اسلام دونون کو چمکایا۔ ٹرناٹی۔ ماہیرا۔ ایمبون۔ فلپائن۔ برنیو۔ ان تمام جزائر مین اسلامی تجار مور وملنکیو طرح پھیلے ہوے تھے۔ اس بات کا علم کہ اہل عرب کس زمانہ سے مشرقی ممالک مین تجارت کر رہے تھے کسی مورخ نے نہین لکھا۔ مختلف تاریخون کے دیکھنے سے اتنا پتہ ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام[۵۱] کی پیدایش سے تقریباً

[۵۱] دیکھو مضمون چین مصنفہ ٹی ڈبلیو آرنلڈ صاحب پروفیسر مدرسۃ العلوم علیگڈھ اور تاریخ ابن بطوطہ ۱۲ عرشی تا جپوری ۱۱

ایک صدی بیشتر جزیرہ سیلون کی تجارت بالکل عربون کے ہاتھ مین تھی۔ ساتوین صدی کے آغاز مین جب تجارت بذریعہ سیلون چین سے شروع ہوگئی اور زبان ترقی پر بایہ بپایہ چڑھتی گئی تو آٹھوین صدی کے وسط مین عرب تاجر مقام کینٹین مین کثرت سے نظر آنے لگے۔ دسوین صدی سے پندرہوین صدی تک جب تک بحر الجزائر مین پرتگیز کا دخل نہوا مشرقی ممالک کی تمام تجارت عربون کے ہاتھ مین رہی ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ عرب تجار نے جزائر میلے کے اکثر جزیرون پر اپنی تجارت گاہین قائم کین جیسا کہ شام۔ مصر۔ اندلس۔ افریقہ۔ فارس ترکستان۔ وغیرہ مین کیا تھا۔

ابن بطوطہ۔ جزائر میلے مین جسوقت پہنچا تو وہان کی اسلامی تجارت اور اسلامی ترقی دیکھکر بے اختیار زمین پر گر پڑا۔ غرض قبیلے کے قبیلے ریگستان عرب سے نکلکر مثل سیلاب ممالک شرقیہ مین پھیل گیے اسیطرح جزائر فلپائن مین تجارت اور اسلام دونون ہمراہ لائے اور ممالک مشرقی مین ان عربی تاجرون نے دونون تجارت کو فروغ دیا۔ پولیٹکل اور سوشیل دونون اعتبار سے تجارت اور اسلام دونون کی مستحکم بناڈالی۔ اسیطرح سولھوین صدی مین اسپین کے اسلامی تجار ممالک شرقیہ مین گھس آئے۔ بادشاہ آچین انھین تاجرونکی حسن کوشش اور تالیف قلوب سے مسلمان ہوا۔ یہان کا ریشمی کارخانہ جو انھین اسلامی تاجرون کی ہمت اور کوشش کا نتیجہ تھا سولھوین صدی تک ترقی کرتا گیا۔ چنگیز خان کی قہری دولت مین (گردہ تنگانی) کے ہمقوم وطن کو خیرباد کہکر صوبہ شانسی اور کانسوہ مین بلباس تاجری آکر آباد ہوگیے چونکہ تجارت کے ساتھ قدرتی دلچسپی رکھتے تھے قدم بقدم بڑھتے گیے۔ معاملات تجارت مین اونکی راستبازی

اور دیانت کی شہرت وبا کی طرح تمام وسط ایشیا مین پھیل گئی - مغلون کی فتوحات سے شام و فارس کے مسلمان بھی بغرض تجارت مشرقی اضلاع مین ٹوٹ پڑے - شام اور بحیرہ لیوانٹ کی بندرگاہون مین مشرقی پیداوار فقط تاجران عرب کے توسل سے پہنچتی تھی - اوّل صدی مین دار الخلافت بغداد سے چار ہزار عرب شاہ تہانگ کی کمک پر ایک بغاوت فرو کرنے کو ممالک چین مین پہنچے جب لڑائی ختم ہو چکی اور زبان شمشیر کے جوہر دکھا چکے تو عربی اور عجمی تاجرونکی پشت گرمی سے خاص خاص مقامات کو لوٹ لیا اور بضرورت وہین جابرانہ بود و باش اختیار کی تاکہ تجارتی لباس مین اسلام کی خدمت کرین - اسیطرح جزیرہ سماٹرا اور سمدرا اور آرڈو مین اسلامی تجارت ترقی کے سارے زینے طے کر چکی تھی - چودھوین صدی کے آغاز مین انہین عربی تاجرون نے مارا سیلو کو مسلمان کیا جو سمدرا کا بادشاہ تھا اور جسکا بعد اسلام ملک الصالح خطاب ہوا - اسیطرح خان سٹیوک کا اسلام لانا انہین تاجرون کے اسلامی جوش کا نتیجہ تھا - خان سٹیوک نے اسلام لانے کے بعد صوبہ کانسوہ کو جبراً مسلمان کیا - اُسکے جانشینون نے بھی وہی رفتار اختیار کی - مسٹر آرنلڈ صاحب لکھتے ہین کہ میری راے مین مسلمانونکی ایسی کثرت اور جوش اسلامی سے یورپ کی تہذیب کو نہایت ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے اسلام ایک نہ ایک دن ضرور چین کا قومی مذہب ہو جاے گا جب ہم دیکھتے ہین کہ وہان کے اصلی باشندون مین اسلام برابر ترقی کر رہا ہے اور اپنے اغراض پورا کرنے کے لیے موقع کا منتظر ہین یقینی کہہ سکتا ہون کہ ایکدن اسلام اپنے مقاصد حاصل کریگا پھر لکھتا ہے کہ اگر اسلام نے چین پر ملکی حکومت حاصل کر کے عوام مین اسلام پھیلانے کی کوشش کی تو کیا اُسکا کوئی مزاحم ہو سکے گا (ہمارے خیال مین ہرگز نہین) پھر لکھتا ہے کہ سوا ے

تاج شاہی جتنے جلیل القدر عہدے چین مین ہین مسلمان مثل رعایاے چین اوسپر ممتاز ہوتے ہین مثلاً وزارت - گورنری - سپہ سالاری - حکومت فوجداری وغیرہ - پہر اوسیکا قول ہے کہ چین مین مسلمانون کے نام بحیثیت حکام اعلیٰ فوجی یا انتظام ملکی ہی نہین دریافت ہوتے بلکہ تجارت صنعت علوم ریاضیہ اور ہیئت وغیرہ مین بہی مسلمان نامور ہین -

غرض ملک چین مین عربی تجار - تجارت کے ساتھ اسلام کو بھی ہمراہ لائے - جن کی سودبخش کوششون کا یہ نتیجہ ہوا کہ ممالک چین کے مسلمانون کی تعداد جن کو فقط تاجرون نے تالیف قلوب اور حسن کوشش سے مسلمان کیا ہے روم اور مصر کے مسلمانون سے آج کہین زیادہ ہے جہان اسلام نے بزور تیغ وبقوت حکومت اشاعت پائی تھی - وانّ ھذا لشی عجیب -

اسیطرح عربون کی تجارت بحیرہ قلزم - خلیج فارس ممالک ترکستان مرو بخارا اطالیہ سسلی آفریقہ ہندوستان وغیرہ مین ناموری اور شہرت کے آسمان پر ستارہ بن کر چمکی - ہزارہا صناعتی کارخانے اور تجارتی کوٹھیان قائم کین - انکی راستبازی اور دیانت نے تمام یورپ کو خریدار بنا دیا فتوحات کے ساتھہ تجارت بھی ترقی کے زینے طے کرتی گئی - صناعت نے اپنی بیش بہا ایجادات سے بقاے دوام کی عزت حاصل کی -

غرض انہین عربون نے فن زراعت مین ترقی نمایان کی - قانون زراعت کے موجد ہوے - جانورون کی نسل بڑہائی - گہوڑون اور چوپایون کے افزائشی ذرائع مہیا کیے - چاول اور شکر اور روی کا طرز استعمال انہین سے غیر قومون کو پہنچا - ہزارہا شہر لاکہون قریے آباد کیے

صدہا نہرین جاری کین۔ باغ کے میوے اُنکا استعمال اُنکی ترقی کے اسباب اسی قوم سے غیر قومونکو پہنچا۔ ریشم کی پیدایش اور اوس سے عمدہ کپڑا بنانے کی ترکیب انہین نے بتائی۔ نور کی رفتار زمین کی حرکت انہین مسلمانون نے دریافت کی جسکا ایجادی فخر آجکل انگریزون کو حاصل ہے۔ الجبرا۔ علم ہیئت۔ جغرافیہ۔ انہین عربون کی قوت ایجادی کے ممنون ہین۔ کیمسٹری۔ علم نباتات۔ انہین مسلمانون سے مسیحیون نے حاصل کیا۔ لغت کی تدوین انہین سے سیکھی۔ علم جرّ ثقیل انہین کا مرہون منت ہے۔ بطلیموسی زیج کی اصلاح انہین مسلمانون نے کی۔ منطقۃ البروج کے تعریج کا حساب انہین نے لکھا۔ تحریر کے لیے مختلف قسم کے آلات اسی قوم نے ایجاد کیے۔ فن ریاضی کے یہی مربی ہین تقطیر الماء انہین کی ایجادات سے ہے۔ روشنی اور حرارت کی جسمیت انہین نے ثابت کی جسکو فرقہ مسیحی نے آنکھہ بندکر کے اپنے قوم کی طرف منسوب کرلیا ہے۔ آلات جاذب برق انہین کی ایجادات سے ہے۔ اسلحہ بنانے اور لوہا ڈہالنے اور پگہلانے کی تدبیرین انہین کی قوت آخذہ کی ممنون ہین۔ بارود اور بندوق اسی قوم سے یورپ نے لی۔ قطب نما انہین سے یورپ مین پہنچا۔ شاعری کے موجد یہی عرب ہین۔ طبابت کی سرپرستی انہین نے کی۔ مرض چیچک کی ایجاد اور اُسکی تحقیق ماہیت انہین کی قوت علمی کا نتیجہ ہے۔ ثوابت و سیارات کی تحقیقات اوّل اسی قوم نے کی۔ فن تعمیر انہین سے یورپ نے حاصل کیا۔ حریر بافی کے یہی استاد ہین۔ فن نقاشی اور رنگ سازی کی تعلیم یورپ نے انہین سے پائی۔ موسیقی کی بنا یزید ثانی کے وقت پڑی۔ شاہزادہ خالد نے علم کیمیا مین شہرت حاصل کی۔ عنبر کی شمعین[۵۱] جواہر کی مرصع جوتیان چاندی اور صندل کے

[۵۱] دیکھہ الامون مولفہ مولانا شبلی نعمانی عم فیضہ ۱۲

قُمّے ایک عربی نسل عورت کے جو ہر طبیعت کا ایجاد ہے جو ہارون الرشید کی عزیز اور مشہور خاتون تھی جس کا نام نہر زبیدہ سے قیامت تک صفحۂ روزگار پر یادگار رہے گا۔

تمام یورپ کی قومین رزمی باجے کے لحاظ سے ترکون کی قوت ایجاد کی ممنون رہینگی۔ سقون کی پلٹن فوج کے ہمراہ رہنے کے لیے پہلے تُرکان روم نے قائم کی۔

محکمہ کسٹریٹ سپاہیونکی رسد رسانی زخمیونکی خبر گیری انہین ترکون کی ایجاد سے ہے کاغذ بنانے کا طریقہ انہین عربون نے ایجاد کیا جس سے یورپ کو غیر محدود فائدہ پہنچ رہا ہے گھڑی انہین عربون کی ایجاد سے ہے۔

غرض کیا علم وفن کیا حرفت وصناعت کیا تہذیب وشائستگی کیا طرز تمدن وآئین سیاست سب کے موجد عرب ہین۔ اور انہین عربون نے غیر قومون کو تعلیم دیکر وحشی کو مہذب نادان کو دانا بے ہنر کو باہنر بنا دیا۔ بلکہ یون کہیے کہ سوتے ہوؤن کو بٹھا دیا اور بیٹھے ہوؤن کو کھڑا کر دیا۔

علم وتہذیب کی شعاعین ہمارے ہی پاک سینون اور مقدس خیالون سے اہل یورپ کے دماغون مین پہنچین۔ ہماری ہی صحبت نے اُنکو شائستہ۔ ہماری ہی معاشرت نے اُنکو مہذب۔ ہماری ہی تعلیم نے اُنکو دانا اور ہماری ہی رہبری نے اُنکو باخبر بنا دیا۔ اور ہمارا ہی علم اُنکے بام ترقی پر پہنچنے کا زینہ اور اونکی درستی اخلاق کا معاون ہوا۔ جسنے یورپ کو قعر جہالت سے نکالا وہ ہمارے ہی اسلاف تھے۔ جنکی معاشرت نے وحشی قوم کو مہذب بنایا وہ ہمارے ہی آبائے کرام تھے۔

زیادہ تر بیت المقدس[ع۵] کی لڑائیان اُنکی ترقی کا باعث ہوئین۔ جسکا بانی متعصب پطرس تھا

ع۵ ہماری قدیم تاریخین فتوحات اور خانہ جنگیون سے لبریز پائیگا۔ کہین کہین علمی جلسون مین آپ کو

یہ لڑائیان آخر گیارہوین صدی سے تیرہوین صدی کے آغاز تک قائم رہین جسکے نتایج صلیبیون کے حق مین سود بخش نہوے مگر اسقدر ضرور حاصل ہوا کہ مشرقی قومون سے مل جل کر اپنے نقائص کی اصلاح کی باہمی اختلاط سے اُنکا تعصب گھٹتا گیا اور ارتباط بڑہتا گیا۔ غرض مسلمانون کی صحبت سے اُنکے خیالات اُنکے عادات اُنکے علوم وفنون اُنکی ایجادات و اختراعات یہ سب کچھ اُنہین سے لیا اور اپنی قوم پر ایثار کیا۔

بس اہلِ یورپ کے آغاز تمدن کا زمانہ گویا تیرہوین صدی ہے اسکے بعد انہون نے اپنی علمی اور عملی ترقی مین کوشش کی۔ دو قوتون نے انکی علمی اور عملی ترقی مین وہ کام کیا جو بارود مین آگ کرتی ہے۔ چھاپہ کی ایجاد سے جو تہذیب اور جو خیالات کہ برسون مین پھیل سکتے تھے دنون مین پھیل گیے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷) بڑے بڑے ادیب فلاسفر حکیم مہندس ریاضی دان شاعر وغیرہ بھی کمائی دینگے جنہین بعض بعض قلمرو علم وفضل کے ثانی اسکندر اور ثالث بقراط وارسطو ہونگے۔ مگر تجارتی یا صناعتی جلسے خال خال کسی مبسوط تاریخ مین نظر آینگے۔ اسکا سبب اُنکی والانظری اور بلند خیالی تھی یا اوسوقت کا مذاق ایسی چیزون کو دانستہ قلم انداز کر جاتا تھا۔ اُنہین کیا معلوم تہا کہ آئندہ نسلین بہارستان عالم مین کس مذاق کے ساتھہ جلوہ گر ہونگی۔ جن چیزون کو ہماری قلم نے آج نظر انداز کیا ہے وہی واقعات آئندہ آبِ زر سے لکھے جاینگے۔ مین نے مختلف تاریخون رسالون لکچرون سے جو متفرق جستہ جستہ مذکور تھے بہزار مشکل اس مضمون کو فراہم کیا ہے مسیحی تاریخون کیطرح نہ اُن باکمالون کی سیرت وعادات کا حال کھلتا ہے نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ کب اور کہان اور کس سن مین پیدا ہوے۔

دخانی مرکب نے تجارتی ترقی کے سامان ایسے فراہم کر دیے جس سے ہر شخص اگر ہمت کرے تو مہینون کی راہ دنون مین طے کر سکتا ہے نہ اُسکو رہزنون کا گروہ روک سکتا نہ پہاڑ اور ٹیلے سد راہ ہو سکتے نہ راہداری کے روپوں کی ضرورت پڑ سکتی۔

تنزل کے سامان

اَب ہمکو تنزل کے اسباب دیکھنا چاہیئے کہ چلتے چلتے یہ گاڑی رُک کیون گئی اور بہر رفتہ رفتہ اُسکے کیل پُرزے سست اور ڈھیلے کیون ہو گیے۔ اور اُن کیل اور پُرزون کی درستی کے آلات کیون مہیا نہو سکے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ گاڑی نکمی ہو گئی۔ لکڑی کو دیمک لگ گئی۔ کیل پُرزون کو زنگ کہا گیا۔

خلفاے راشدین کے بعد اسلامی سلطنت کے کئی ٹکڑے ہو گیے۔ ہر ٹکڑا ایک ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) اگرچہ اِس مضمون مین مسلمانون ہی کی تجارتی یا صناعتی ترقیان لکھنی مقصود ہین مگر ایسے موقع پر جہان ہمنے مسیحی ترقی کا زمانہ بتلایا ہے اگر اُنکی ایجادات کا ذکر بطور حاشیہ کر دیا جاے تو خالی فائدہ سے نہوگا۔ کوئی مسیحی تاریخ اُٹھا لیجیے تعصب خودستائی قوم فروشی سے لبریز پائے گا اور مسلمانون کے فضل و کمال چھپانے مین اس قوم کو تعصبانہ خیال کے ساتھ سرگرم دیکھیے گا۔ بعض ایسے مؤرخ بھی نظر آئینگے جو اظہار حق مین بیباک اور راست بازی مین ہر دوچالاک ہونگے۔ اُنکی تاریخ اقسام جواہر سے لبریز اور رنگارنگ مضامین حقہ سے مالامال ہوگی۔ نیک اندر بد اندر نیک اسی جماعت مین بعض ایسے منصف مزاج بھی ہین جنہون نے مسلمانون کے کمال و ہنر کی حیرت انگیز تصویر کھینچی ہے۔ اَب مین مسیحی ایجادات کا ذکر کرتا ہون کہ کس نے کیا چیز کس سن مین ایجاد کی اور کس سرزمین سے

غاصب فرمانروا کے ہاتھ آگیا۔ مختلف سلطنتون کے قائم ہوجانے سے اصلی قوت گھٹتی گئی اور اعضاے سلطنت ضعیف ہوتے گیے۔ تیسری صدی سے ترقی کا قدم رُک گیا اور تنزل کے سامان پیدا ہوچلے۔ طوائف الملوکی نے مجتمعہ قوت کی تقسیم کردی۔ کبھی آل سلجوق کا رایت اقبال جنبش مین آیا کبھی آل سامان نے لواے جہانگیری کو حرکت دی۔ کبھی ایوبیہ کا پرچم دولت آفتاب عالمتاب بن کر نکلا۔ کبھی نوریہ خاندان کا ستارہ چمکا کبھی ترکان روم کا ہلال بدر بن کر ساطع ہوا۔ کبھی قوم تاتار کی تیغ تیز و سنان خونریز نے جوہر دکھائے غرض ایک قوت مختلف دولتون مین تقسیم ہوگئی۔ کچھہ تو باہمی خانہ جنگیان اور آپس کی نفسانی مخالفت نے اسلامی حکومت کو ضعیف کیا۔ کچھہ اختلافی مسائل نے ایک ملت مستقیمہ کو مختلف شاخون مین تقسیم کردیا۔ ایک طرف معتزلی اُٹھ کھڑے ہوے اور خلق قرآن کے مدعی ہوے۔ ایک طرف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) نشوونما پائی۔

چھاپہ کا موجد جان کو اسٹر ہی جس نے ۱۴۰۰ء کے آغاز مین اس فن کی بناڈالی اور ایک نئی قسم کی روشنائی ایجاد کی۔ بعض معتبر مورخ چھاپے کا موجد اوّل اہل چین کو لکھتے ہین اور بعض محقق اہل مصر کو ایک انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ جان کو اسٹر نے ایک درخت کی چھال پر کچھہ لکھا اور اتفاقیہ جو اوس پر کاغذ رکھا تو وہی حروف مکتوبہ کا غذ پر معکوس اُتر آئے یہ دیکھکر اُسنے اوّل بڑے بڑے پھر چھوٹے چھوٹے لکڑیون پر کھود کر حروف بنائے اُن سے چھاپنا شروع کیا۔ پہلی دفعہ ایک رسالہ سات برس مین چھپا۔ اوّل جو کتاب دنیا مین چھپی وہ پرکیٹس آف بیٹری تھی۔ اوّل جرمن مین مطبع قائم ہوا۔ پھر شہر وینس اور روم وغیرہ مین پہنچا۔ آدھی دنیا کی سیر کرتا ہوا انگلینڈ بھی جا کودا۔ پہلی کتاب انگلنڈ مین جو طبع ہوئی وہ قنطرنج کا

جبریہ اور قدریہ نے جبر و قدر کا مسئلہ پیش کر دیا۔ ادھر سُنّی اور شیعون کے دو گروہ ہو گیے پھر ہر گروہ سے مختلف شاخین نکلکر اقصاے عالم مین پھیل گئین جسکے سایہ مین ایک ایک دولت نے آکر پناہ لی۔

اسیطرح اغراض اور خواہشون نے مختلف لباسون اور مختلف قالبون مین حلول کیا سیاست سے شریعت نکال لیگئی اراکین دولت کا احتیاط کے ساتھہ منتخب کرنا موقوف ہو گیا بزم مشاورت درہم ہو گئی۔ اتفاق نفاق کے قالب مین جلوہ گر ہوا۔ مختلف ملت مختلف مذہب مختلف خیال مختلف اغراض کے لوگ سلطنت کے اجزا اور دولت کے قوی ہو گیے۔ انہین مختلف اسباب نے اول اول تنزل کی بناڈالی جسکا نتیجہ رفتہ رفتہ یہ ہوا کہ سلطنت ہاتھہ سے کھو بیٹھے علم و فن کی ترقی اور تربیت دولت و حکومت پر موقوف ہے سلطنت کے ساتھہ علم و ہنر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) ایک رسالہ تھا۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ اٹمبرگ نے مقام المانیا مین چھاپہ کا فن ایجاد کیا۔ پندرہ سو اٹھاون مین اخبار چھاپنے کی تدبیر کی گئی۔ اور اٹھارہوین صدی مین یہ صنعت شرقی ہندوستان مین پہنچی اور آہستہ آہستہ ہر شہر بلکہ ہر قصبہ مین اب پھیل گئی۔ فرانسیسی مورخ پندرہوین صدی کو کمالات اور ایجادات کا مصدر لکھتا ہے اسی نامور سن مین دو نامی شاعر اریوسٹو اور تاسو قلمرو اٹلی مین نامور ہوے۔ اسیطرح مکیافلی اُمپرس کر بادٹو کالڈرون۔ ایسے اہل کمال نے علم و تہذیب کی بنا اٹلی مین ڈالی۔ انگلستان مین شکسپیر سا شاعر اسی نامور سن مین پیدا ہوا۔

۱۵۴۳ء مین بمقام پولونیا کوپرنیکس نامی پیدا ہوا جسنے آفتاب کا مرکز عالم ہونا اپنی قوت ایجادی کیطرف منسوب کیا حالانکہ فیثاغورث کے شاگردون مین۔ فیلولاؤس بدلائل علمی آفتاب کا مرکز عالم ہونا ثابت کر چکا ہے

کو بھی رو بیٹھے - اقبال کے شاہی محلسرا مین ادبار کی دیمک لگ چکی تھی ایک دن چھت بھی گر پڑی - دولت اور حکومت کے ساتھہ عزت شرافت صنعت تجارت علم و ہنر سب پر

جھاڑو پھر گئی نظم

دادو داد از گردش گردون گردان داد داد	یا ترقی آسمان دیا تنزل این چنین
جاے آن دارد کہ زین موج حوادث ہیچ دل	سر کشد گردون گردان در گریبان زمین
داستان عبرتا گر بگردون بگزرد ✣	ابر را زیبد کہ بردارد ز مژگان آستین
جز رد مدین حق گر بنگری گوی بخویش	کز چنان اوجی فلک افتاد بالای زمین
عظمت بغداد خوانم یا شکوہ اندلس	داستان ہند گویم یا عراق و روم و چین
دور مامون را سرایم یا زمان معتصم	عہد سنجر را بگویم یا زدوران نگین ✣

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱) بہر تقدیر اب تمام اہل یورپ نے آنکھہ بند کر کے اسی مسیحی حکیم کو موجد قرار دیا ہے مسیوس جو بالنڈ مین پیدا ہوا اُسنے ایک بلوری آلہ کے ذریعہ سے دکھادیا کہ آفتاب مرکز عالم ہے اور اسی آلہ کے ذریعہ سے بعض ایسے ستارے بھی معلوم ہوے جن کو آجکل کوئی نجانتا تھا - بقول مسیحی مورخ تورشلی نے سب سے پہلے ہوا کا وزن دریافت کیا مگر یونانی حکما اس کام کو پہلے کر چکے ہین [دیکھو ابو القاسم ابن بہلولی کی کتاب] اٹھارہوین صدی مین آرکرایٹ نے روئی دھنے کا آلہ ایجاد کیا جس آلہ کو پانچوین صدی مین اہل ہند ایجاد کر چکے تھے - اسی قرن مین موسوم ہرادلی نے انگلستان پہنچنے کی بہت سی راہین نکالین غیر آباد مقامات پر خلیجین بنائی گئین جس سے صنعت اور دستکاری کو ترقی ہوئی - اسی مہندس کے ایجادی آلات نے کتان اور روئی کو بیش قیمت کپڑون مین دکھایا - معدنیات کے سہل نکالنے کا ذریعہ وہی آلات ہوے

✣

علم و صنعت مال من بود است و حرفت کار من | خانہ زاد خانۂ من بود دولت پیش ازین
فتح و نصرت ہمرکاب و ملک و عزت ہمعنان | جاہ و ثروت ہمقران و دین و دولت ہمقرین
صیت فضل مرد و شیراز و دمشق و اصفہان | برشد از خاک زمین تا کاخ چرخ ہفتمین
شوکت غرناطہ یاد آرم کہ اوج قرطبہ | داستان عرش گویم یا سپہر ہشتمین
جای آن دارد کہ چشم ابر بارد جوی خون | خشک گردد چشمۂ نیر بچرخ چارمین
چشم را بکشاد بنگر انقلاب روزگار | کز بلندی آن فلک آمد بہ پستی اینچنین
زین مصیبت قوم را با دیدۂ پر خون نگر | گر ندیدستی سحاب خونچکان را بر زمین

نوحۂ عرشی بنا شد بی سبب بر حال قوم
جای آن دارد کہ افتد ہفت گردون بر زمین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲) اول اول سن چودہ سو عیسوی مین اہل فرانس نے حریر بافی کے لیے آلات غریبہ ایجاد کیے۔ اور سن چودہ سو بانوے مین کرسٹوپ نے ایمریکہ کو دریافت کیا۔ سنہ ۱۶۶۷ء مین کپڑا بننے کی کلیں ایجاد ہوئین۔ سنہ ۱۷۴۰ء مین لوہا ڈھالنے اور پگھلانے کی تدبیر ایجاد ہوی جو عہد عبد الملک مین ایجاد ہو چکی تھی جہان ہزارہا بلکہ لاکھون بندوقین ڈھلی ہوئی ہر طرف دکھائی دیتی تھین۔ سنہ ۱۷۵۲ء مین فرنکلن نے آلات جاذب برق ایجاد کیے جسکو ثابت دمشقی ایکہزار سال پیشتر ایجاد کر چکا تھا۔ غالباً یہ خیال کہ فلزات جاذب برق ہین ہزارہا سال سے عام و خاص اس سے واقف تھے بلند مکانون کے کنارے ستون آہنی قائم کرنا یا چھتون پر لوہے کا کسی خاص حیثیت سے نصب کرنا اسی غرض سے ہوتا تھا کہ مکان محفوظ رہے اور آہن برق کو جذب کر لے ہندوستان مین اگر برق سے کوئی کام لینا کسی بید یا حکیم کو منظور ہوتا تو پیتلی ظروف زیر سماروں کہدیتے اور سر گین گاؤ

اگرچہ دنیاوی عزت و ذلت اقبال و ادبار کے نتیجے ہین مگر عالم اسباب مین ہر نتیجہ کے لیے سبب اور ہر سبب کے لیے نتیجہ لازمی ہے پس اُسی عروجی اور نزولی سلسلہ کے موافق پہلے ہماری ترقی ہوئی - اور بعد ترقی نزولی اسباب کے مہیّا ہوجانے سے تنزل شروع ہوگیا - سلطنت نے مہذب اور شایستہ بنایا - علوم و فنون کی طرف راغب کیا - تعیّش اور سامان راحت نے عیش دوست اور نفس پرست بنا دیا جس سے خیالات مین پستی آگئی - دماغون مین سستی - نہ وہ چابکدستی رہی نہ وہ چستی - نہ دماغون مین وہ قوت ایجادی باقی رہی نہ طبیعتون مین وہ قدرت اختراعی - جسکی بدولت - دولت حکومت صنعت حرفت علم ہنر سب کھو بیٹھے - اب آسمانی لشکر یعنی ربّانی ملک کے بہروسے پر بیٹھے ہین - نہ قوم کی ہمدردی سے غرض نہ رفاہ خلق مین کوشش کرنے کی فکر - نہ زمانے کے ہمقدم بنتے - نہ وقت عزیز کی قدر کرتے - خود مختاری نے بزم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) سے ایک پشتہ بنا دیتے اس تدبیر سے برقی قوت کم ہوجاتی تھی زمین سے نکالتے اور کام مین لاتے تھے ۱۸۰۶ء مین گونگون اور بہرون کی تعلیم کے لیے پیرس مین مدرسے قائم ہوے پھر اندھون کی تعلیم ہونے لگی ۱۸۷۶ء مین انگلستان کے ڈاکٹر جنر نے جیچک کے ٹیکے کی تجویز نکالی فرانس اور امریکہ کے مورخین کا ہنوز فیصلہ نہوا کہ دخانی کلین کس نے ایجاد کین اور ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ ہماری قوم اسکی موجد ہے - مگر حق یہ ہے کہ دخانی آثارات کی نسبت اوّل ہیرون اسکندری نے محققانہ ایک رسالہ لکھا اور اُسکے فوائد اور آثارات کو بذریعہ تحریر تمام عالم مین شائع کردیا اس لحاظ سے اصلی موجد وہی ہیرون اسکندری ہے جو حضرت عیسیٰ کی ولادت سے ایکسو بیس برس پیشتر تھا اسکے بعد ۱۴۳۰ء عرین بلاسکوی غزی نے اسکے استعمال کے طریقون کو سوچا ۱۶۶۳ء مین ورشستر نامی انگریز نے دخانی آثارات کے متعلق ایک

آزادی مین لاکر بٹھادیا۔ آزادی نے دولت لٹانے پر آمادہ کردیا۔ زمانہ سمجھا تا رہا نہ سمجھے۔ انقلابات ڈراتے رہے نہ ڈرے۔ دنیا کے حالات سے بیخبر۔ زمانہ کی رفتار سے ناواقف رہے۔ نہ فنون کے طرف مائل ہوے۔ نہ علوم کی جانب راغب ہوے۔ ادبار۔ کاہلی۔ جہالت۔ نفاق۔ تعصب۔ نفس پرستی۔ خودرائی۔ خودغرضی۔ ان کمبختون کے قہری پنجون مین اسیر ہوگیے۔

اب مسلمانون کا تجارت مین دخل کیون کم ہی

مشاہدات اور زمانہ کی رفتار ہمکو بتلارہی ہے کہ تجارتی ترقی دولت کی اعانت اور سلطنت کی شرکت پر موقوف ہے۔ جس قوم اور جس ملک نے جس عہد اور جس حکومت مین ترقی کی۔ دولت اور حکومت کا زور اُسکے بڑھنے کا سبب ہوا ہوگا۔ وہ اسباب ترقی جو آج یورپین تاجرونکو حاصل ہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴) مستقل کتاب لکھی مگر عملی طور پر اُس سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکا ۱۶۹۰ء مین ڈینس فرانسیسی نے ایک دخانی کل بنا ہی ڈالی۔ یہ معلوم کرچکا تھا کہ جو قوت قابل انبساط ہے اگر اُسکو ایک الہ ناری مین پہنچائین تو گرمی کی شدت سے پھیل جائیگی اور جب اُسکو برودت پہنچے گی تو وہ قوت منقبض ہوجائیگی اُسکے بعد جیمس واٹ فرانسیسی جسکے کمالات اٹھارہوین صدی کے نصف ثانی مین ظاہر ہوے تھے دخانی انجن اور اُسکے اجزا کے اختراع کی کیفیت نہایت فکر سے دریافت کی اُسنے یہ بھی لکھا کہ اس سے سفر دریا ممکن ہے ۱۷۳۶ء مین جونتن انگریز نے اُس آلہ دخانی کا استعمال ایک کشتی مین کیا مگر ناکامیاب رہا ۱۷۸۰ء مین اسی قسم کے اور چند آلہ بخاریہ ایجاد کیے گیے اور فرانس مین دریاے سون کے کنارے ایک کشتی ڈالی گئی جسمین کامیابی ہوئی پھر اہل انگلستان نے اسکی تکمیل پر کمر باندہی ۱۷۸۳ء مین فرانس مینگولفیئی نے ایک دخانی عبارہ بناکر ہوا پر

اور روز بروز اُن کا قدم آگے ہے دولت اور حکومت ہی نے اُنکو مہذب اور شائستہ بنایا۔ علوم اور فنون کیطرف مائل کیا۔ فتوحات نے ایسی بلندی پر بٹھایا جہان سے اسلاف کی ترقی اور اگلون کا کمال چھوٹا نظر آنے لگا۔ قوت ایجادی سے حیرت انگیز اختراعات کا نقشہ صفحہ عالم پر کھینچکر رکھدیا سیلاب کیطرح تمام یورپ اور ایشیا مین پھیل گیے اور اپنی اختراعی اور ایجادی قوت سے تمام یونانی گرمی بازار کو سرد کردیا۔

جسطرح عرب کے ریگستان اور پہاڑی ملک نے قدرتی طور پر اہل عرب کو حصول سامان معیشت کے لیے تجارت پر آمادہ کیا۔ دولت اور حکومت نے ترقی اور شہرت کے آسمان پر بجلی بنا کر چمکایا۔ اسیطرح اہل یورپ قدرتی طور پر ماکولات کی قلت پیدایش سے صنعت اور تجارت کیطرف ٹوٹ پڑے۔ جب تک عنان حکومت اسلامی فاتحین کے ہاتھ مین رہی یورپ کی صناعت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵) اُڑا اُسکو اس ترکیب سے بنایا کہ اوّل اوسپر ایک قسم کا حریر بنا کر منڈھ دیا پھر اوسپر لطیف بخارات سے بھر دیا ۱۷۹۴ء مین ایک تیزاب نکالا گیا جس سے دھاتین پگھل جاتی ہین اور تاربرقی کے اثر پہنچانے کے لیے کام مین لائی جاتی ہین۔ ۱۸۰۰ء مین جیکر کپڑا بننے والے نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جس سے بغیر ہاتھ لگائے خود بخود کپڑا بنا جاتا ہے اس آلہ کے کپڑے مین طرح طرح کی صنعتین ایجاد ہوئین۔ ۱۸۱۶ء مین گیاس کی لندن مین ایجاد ہوئی۔ ۱۸۲۹ء مین ریل جاری ہوئی جسکا موجد سٹیونس انگریز ہے۔ اور وینسٹون انگریز نے تاربرقی ایجاد کی اور اسی زمانہ مین فوٹوگراف کی تصویرین جو آئینہ کے ذریعہ سے کھینچی جاتی ہین ایجاد ہوئین جس سے فلکیات اور طبعیات نے غیر محدود فائدہ اُٹھایا۔ عرشی تاجپوری۔

اور تجارت کا ترقی کے بازار مین کوئی حصّہ نہ تھا فتوحات کے ساتھ اسکا بھی قدم بڑہتا گیا۔ مسیحی حکومت نے تجارت کی فقط اعانت اور سرپرستی ہی نکی بلکہ ایک خاص قانون مفید اغراض تاجران قومی کونسل سے پاس کرایا جس سے اُنکی دماغی قوت حرکت مین آئی اور ہمت و اولوالعزمی کا سہیل مہر نیمروز بنکر ساطع ہوا۔ یورپ کے جن شہرون مین آبادی بکثرت اور تولید غلہ بقلت ہے قدرتی مجبوریون نے اُس قوم کو رُخ صنعت و تجارت کیطرف پھیر دیا جن اسلامی ممالک مین غلّہ کی پیداوار بکثرت تھی وہان صنعت و تجارت کو ہمیشہ تنزل اور انحطاط رہا۔ فارس اور بغداد کبھی اسپین کے مقابل بازی نہ پاسکا اسکا سبب وہی قدرتی سامان تھا۔ دوسرے اہل یورپ کے قانون مین ملک و دولت کی افزونی صنعت و تجارت کی ترقی پر منحصر ہے اور اُن کا قانون صاحبان حرفت و صناعت کی حفاظت حقوق پر مجبور۔ خود دولت تجارتی کمپنی کی ہمیشہ سرپرست اور شریک غالب رہتی ہے جس سے تہذیب شائستگی دیانت راستبازی بڑہتی جاتی ہے اور فریب دغا جہالت بدمعاملگی گھٹتی جاتی ہے۔ اہل یورپ کے تجارتی قانون کا اثر اس بدنصیب ہندوستان کی تجارت پر ایسا پڑا ہے جس سے ملکی صناعت بغیر قومی اتفاق اور حکومت کی سرپرستی کے سر نہین اُٹھا سکتی۔ جب تک مسلمان باہمی اتفاق سے کوئی کام نکرینگے اور ہر کام کے لیے مجموعی اتحادی قوت سے کمپنیان اور کمیٹیان نہ بنائین گے۔ ملک و دولت کی ترقی محال ہے۔

مشاہدہ ہمکو بتا رہا ہے کہ جو کام شراکت مین کیا جاتا ہے اُسمین برعکس ترقی یافتہ قوم کے فریب جعلسازی چوری دغابازی کی ترقی ہوتی ہے اور راستی اور دیانت کی کمی کوئی نہ کوئی شریک

مال مار بیٹھا ہے - اسکے دو سبب ہین ایک بے علمی جو بغیر ایک قومی مدرسۃ العلوم قائم ہوے رفع ہو نہین سکتی - دوسرے تجارت کے کاروبار اور شراکت کے اصول اور اُسکے حساب و کتاب سے ناواقفیت - پس جب تک یہ حال ہماری قوم کا رہے گا کوئی کام ان سے نہو سکے گا اور نہ کسی کام کی قابلیت انمین پیدا ہوگی - اَب ہمکو چاہیے کہ باہمی اتفاق اور امرا کی معاونت سے اپنے محاصل کے ذرایع بڑہائین اور مخارج کو جہانتک ہو سکے بند کرین کہ دولت کی افراط ہو اور مصارف کی تفریط - ملک کو فائدہ پہنچے قوم سے قوم کو مدد ملے - جو قوم اپنی ضروریات مین غیر قوم کی محتاج اور دست نگر رہیگی وہ آج نہین تو کل بھیک مانگنے والی ہے - ہمارے ہی سرزمین کی نباتی اور معدنی اشیا کوڑیون کے مول ہمسے اہل یورپ لیتے ہین اور اُنکی صورت نوعیہ بدل کر پھر ہمارے ہی ہاتھون سونے کی تول بیچتے ہین اور اس طرح جو کچھ ہمارے جیب اور صندوق مین دوسرے کام کے لیے محفوظ رہتا ہے غیر ملک مین کہنچا ہوا چلا جاتا ہے عمر عیار کا فرضی جال ایسا سی بھی مصنوعات یورپ کا جلب مال مین مقابلہ نہین کر سکتا - رُوئی یا اُون کو دیکھیے کس محنت اور جانفشانی سے ایک سال کی محنت مین طیار کرتے ہین فائدہ دوسری قوم اُٹھاتی ہے - اپنی صناعی اور کمال کی بدولت اُسی رُوئی یا اُون سے کیسے کیسے نظر فریب اور حیرت انگیز کپڑے بنا کر ہمارے پیش نظر کر دیتے ہین محنت کی مزدوری ہمکو ملتی ہے اور ہنرمندی سے اہل یورپ دولت گھسیٹے لیے چلے جاتے ہین اُنکی تجارتی رپورٹون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل یورپ اپنی صنعت و حرفت سے ساری ہندوستان کا روپیہ کمارہے ہین - آنیوالی اور جانیوالی تجارتی اشیا مین اگر مساوات ہو تب بھی مقابلہ کر سکتے ہین مگر جب جانیوالی چیز کی قیمت

سو پونڈ اور آنیوالی چیز کی پچاس ہزار پونڈ ہو تو جان لینا چاہیئے کہ ایسا ملک آج تباہ نہوا تو کل تباہ ہوگا۔ فطرت الٰہی ہمیشہ اسی کی مقتضی رہی ہے کہ جس سرزمین پر عدل و انصاف کا ابر محیط ہو اور آزادی کا رعد کڑکتا ہو۔ اور ہر کام خواہ سیاستی ہو یا مدنی کسی خاص قانون و آئین سے وابستہ ہو۔ اور صلاح و فلاح کی تدبیریں جس سرزمین کے لیے زیور سمجھی جائیں وہاں خدائے جلشانہ کی روز افزوں برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ ہر دانہ خوشہ اور ہر خوشہ خرمن بنجاتا ہے۔ بزرجمہر کا قول ہے کہ بادشاہ سلطنت کی بیخ ہے اور رعایا اُسکی شاخ اور عدل اُسکا نگہبان۔ اسیطرح ہر کام میں مشورت موصل الی الخیر ہے چنانچہ ہادی مطلق نے ہمارے رہبر صادق رسول مقبول کو جو جامع کمالات اور مظہر اتم تھے۔ شاورھم فی الامر فرماکر مشورہ کے لیے حکم ناطق فرمایا تاکہ امت مرحومہ کوئی کام بغیر مشورہ نکرنے پاے۔ حضرت علیؑ کا قول ہے کہ مشورہ نکرنے میں خیر نہیں ہے اہالیان یورپ نے اسی خیال سے پارلیمنٹ مقرر کی تاکہ سیاستی آمدنی کل امور جزیہ و کلیہ مشورت پر نافذ ہوں۔ اور اخبار کو آزادی دی تاکہ امور ریاست و فلاح ملک و بہبودی رعایا پر آزادانہ بحث کرتے رہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کی حالت عمدہ رعایا کی دولتمندی بڑہتی جاتی ہے افلاس دور ہوتا جاتا ہے۔ اخبار کی آزادی سے حکام اپنی غلطی راے پر واقف ہوکر جلد اصلاح کر لیتے ہیں۔ راے کی کثرت خطا کی ظلمت سے اکثر محفوظ رہتی ہے۔ اسی خیال سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امور خلافت کو چھ شخصوں کی مشورت پر تجویز کیا آپنے ارشاد فرمایا کہ جب ایک بات پر چار متفق ہوں اور دو مخالف تو چار کے ساتھ اتفاق لازم ہے۔ ارسطو کا قول ہے کہ ایک شخص کے ذمے تمام قوانین اور مصالح ملکی کا بار ڈالدینا مصلحت اور دوراندیشی کے

خلاف ہے۔

جب تک اہل اسلام ملت بیضا کا احترام اور قانون آلہی کی پابندی فرض جانتے تھے اُنکی قوت تک اُنکی عزت دولت سلطنت اور ہر قسم کی دنیاوی ترقی باقی اور روز افزون تھی ملک آباد اور پُر رونق تھا۔ ہر گھر مین دولت بھٹی پڑتی تھی اقبال سونا برساتا تھا۔

قرۃ العیون جسکو شیخ احمد زراقی مصری نے فرانسیسی زبان سے ترجمہ کیا ہے (اور جس تاریخ کی تصدیق تمام عیسائی مورخون نے کی ہے) لکھتا ہے کہ مسلمانون نے آٹھ برس کے عرصہ مین جسقدر ملک فتح کیے اُتنے ملک رومیون نے باوجود کثرت خدم وحشم آٹھ قرنون مین بھی فتح نہین کیے اور جو کچھ ہمنے مسلمانون کے ملک کی آبادی وغیرہ کا ذکر کیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کے عہد فرمانروائے مین آبادی اور اونکی دولت وثروت کی کسقدر ترقی تھی اور وہ کیسے شجاع اور بہادر تھے۔ یہ سب چیزین اُنکے عدل واتفاق کی ماحصل اور اُن کی اولوالعزمی اور اتحاد کے نتیجے ہین۔

ہندوستان ہندوستان جسکی صنعت ایک زمانہ مین ضرب المثل تھی اگرچہ اوس لہلہاتی زراعت پر آج اُوس پڑگئی مگر قوم کی توجہ اور حکومت کی سرپرستی سے پھر بھی زمین سونا اُگلنے لگتی ہے۔ غلہ ہر قسم کا اس ملک مین اتنا پیدا ہوتا ہے کہ یورپ سا ترقی یافتہ ملک بھی آج اُسکی معاونت کا محتاج اور اپنی ماکولات مین اسکا دست نگر ہے۔ غلہ کے بعد انسانی ضرورتون کے لیے کپڑا ہے اور کپڑا ہر طرح کا تابستانی وزمستانی ہندوستانی بناتا ہے۔ کشمیر اور امرتسر کی جامہ وار اور شال۔ بنارس کا کمخواب اور ریشمی ساڑیان۔ ڈہاکہ کا تنزیب اور ڈوریہ۔ لکھنو کی چکن اور

سوزن کاری کا کام - اکبرآباد کی شطرنجیان - اعظم گڈھ کا سنگی - آرکاٹ کا پلنگ پوش دلّی کا زردوزی کام اورنگ آباد کا ہمرو اور مشروع - ہنمکنڈے کے غالیچے - ناندیر کی ململ - ضلع پربھنی کی ساڑیان اور دستار - گجرات اور مرادآباد کے نقلی ٹوٹیٹ - ٹونک کے پشمی غالیچے حیدرآباد کے اضلاع کا قابلِ قدر رومال - کیا انسانی ضرورتون کے لیے ناکافی ہین -

مین نے تمثیلاً چند مقامات کی شہرت یافتہ مصنوعات کا ذکر کیا ہے ورنہ کوئی شہر بلکہ کوئی قصبہ ایسا نہین جسنے مصنوعات کا کوئی حصّہ نہ پایا ہو - اسیطرح دلّی اور لکھنو کے مسّی اور برنجی ظروف - نگینے اور سہارنپور کا کھدوان چوبی سامان - مدراس کی کرسی و میز و الماری وغیرہ غازی پور کا قلمدان - مرادآباد اور بیدر کے حیرت انگیز برتن - کیا قابل قدر نہین ہین - مین یہ نہین کہتا کہ انسانی تکلفات کے لیے فقط یہی سامان کافی ہین مگر دولت اور اتفاق ہر ضرورت کے اسباب انہین ملکی تاجرون اور دیسی صناعین کے ذریعہ سے بہ تدریج بہم پہنچا سکتی ہے - اسلامی سلطنت تو ہاتھ سے نکل گئی رہا ملازمت کا دائرہ وہ محدود اب حصول دولت موقوف ہے ملکی ترقی پر - ترچناپلی اور آرکاٹ مین جو نقش و نگار کا کام زمانہ قدیم مین تھا وہ اب برلب آب ہے - بیدر کی صنعت تمام جہان مین مشہور تھی اب اُوس کو انحطاط کا گھن لگ چلا ہے - بخاری اور میناکاری کا کام جو اقصاے عالم مین بلند آوازہ تھا قوم کی ناقدردانی کہ بیٹھی - جنوبی ہند مین سیتل پاٹی کا کام بے نظیر قابل قدر تھا - اسمین شک نہین کہ ہندوستانی قدیم صنعتین روز بروز تنزلی حالت مین ہین اگر ایسا ہی کس مپرسی کا بازار گرم رہا تو ایک نہ ایک دن صنعتون کا خاتمہ ہے ہم دیکھتے ہین کہ ایک شے جسمین اصلا تفاوت نہو دیسی دکان سے دس روپیہ کو ملتی ہے اور قوم نہین

لیتی اور ولایتی دکان سے اُسی چیز کو تیس اور چالیس مین خریدکرتی ہے۔ ترقی یافتہ قوم کا تعصب اور قومی ہمدردی دیکھنی چاہیئے کہ (سماوار) جسکا مولد ومنشا روس ہے اِس عصبیت نے کہ غیر دولت کی ایجادات سے ہے انگریزون کے ہاتھہ کو روک رکھا ہے ایک ہمارا ملک ہے کہ سوئی تاگے سے لیکر کمرون کے آرایشی سامان تک یورپ کا محتاج اور دست نگر ہے۔ جب تک قوم کو ملکی مصنوعات سے اس قسم کی نفرت رہے گی ملکی ترقی محال ہے۔ صناعت وتجارت بایکدگر وابستہ ہین اگر صناعت نہو تو تجارت کے پانچ حرفون سے کوئی شخص فائدہ نہین اُٹھا سکتا اِس تنزلی حالت مین بھی دیسی اسباب ہر قسم کے موجود ہین اگر ملک اُس سے فائدہ نہ اُٹھاے تو قوم اور ملک دونون کے ادبار کی علامت ہے۔ آج ممالک مغرب زمین جو سرمایہ دار دولت ہین وہ بدولت صنعت وتجارت کے حریف دولتون سے ممتاز ہین۔

جاپان جسکا ایشیاے ممالک مین باعتبار صنعت وتجارت کوئی حصّہ نہ تھا آج وہ ایشیا مین ممتاز وصناعتی ملک سمجھا جاتا ہے۔

تجارت مین ضعف آنے کا دوسرا سبب

اسلامی تجارت مین ضعف آنے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آج کل یورپ مین نئی نئی کلین ایجاد ہوئین جس سے ایک مہینے کی محنت ایک دن مین لیجاتی ہے۔ تیسرے وسیع ہوجانا دائرۂ رابطہ تجارتی کا۔ زمانہ قدیم مین دائرۂ تجارت محدود تھا اور آمدورفت کی راہین مفقود۔ لیکن آج ترقی تجارت کے لیے متعدد راہین کھلی ہوئی ہین ایک تاجر متوسط اپنا اسباب تجارتی بآسانی تمام مغرب بھیج سکتا ہے مشینونکی سرعت حرکت کی وجہ سے قلیل زمانہ مین بحساب مصنوعات اور معمولات طیّار

ہو سکتے ہین جسکے افراد انسانی امر معیشت مین باہم محتاج اعانت ہین اب ہمکو باتفاق قوم و حمایت امر اُایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ ہمارا روپیہ ہمارے ملک اور قوم کے کام آئے اور زمین کا ہر ٹکڑا خواہ بناتی ہو خواہ معدنی سونا اُگلنے لگے۔

رائے

میری رائے مین صناعت اور تجارت کی ترقی چند امور فصلہ ذیل پر موقوف ہے۔

اوّل۔ نقائص کی اصلاح اور اخلاق کی درستی۔ معاملات مین دیانت اور راستبازی کا برتاؤ ترقی کا پہلا زینہ ہے۔

دوسرے اسباب تنزل اور گرانی اشیا پر بعد غور کامل و اتفاق آرا اصلاح اور ارزانی قیمت کی تدبیر اور اُسکے اسباب پیدا کرنا۔ یہ دوسرا زینہ آگے قدم بڑہانے کا ہے۔

تیسرے، صناعتی مدارس اور تجارتی کمپنیان بشرکت دولت قائم کرنا اس لیے کہ جب تک پیشہ وروں کی محنت امیرون کی دولت سے ٹکر نہ کھائیگی ترقی صنعت اور درستی اخلاق کا دائرہ وسیع نہوگا۔

چوتھے تجارتی قانون باتفاق آرا مرتب کیا جاے اور اُسمین ہر شرکا تجارت کے حقوق کی حفاظت ویسی ہی کیجاے جیسے خزانہ عامرہ کی حفاظت مدنظر ہے اور اُس قانون مین یہ بھی لحاظ رکھا جاے کہ ارباب تجارت معاملات خفیفہ مین کشاکشی عدالت سے محفوظ رہین۔

پانچوین متعدد کارخانے قائم ہون اور ہر قسم کی کلین فراہم کیجائین تاکہ تعلیم یافتہ اہل کمال اُن کلون کے ذریعہ سے ہر قسم کی مصنوعات بنانے پر قادر ہون۔

چھٹے ہر کارخانے مین مثل گورنمنٹ انگریزی دولت شریک غالب رہے کہ نقائص کی اصلاح اور اخلاق کی درستی ہو تاکہ دولت کے زور پر کارخانہ ترقی صناعت کے زینے طے کر سکے۔

ساتوین[۱] تجارتی اشیا کا اشتہار دیا جاے کہ ترقی تجارت کا بڑا ذریعہ اشتہار ہے جسکو مشاہدات نے ثابت کر دیا ہے۔

آٹھوین ہر سال ایکزیبشن قائم ہو جسکے سبب سے مختلف خیالات مختلف ملت مختلف ملکون کے آدمی ایک مرکز پر فراہم ہون اور ایک دوسرے کے حالات معیشت و معاشرت سے

[۱] مگر اس کثرت سے اشتہار دیا جاے کہ چار دانگ ہندوستان مین کوئی ضلع بلکہ کوئی قصبہ اور گانون تک باقی نہ رہ جاے تمثیلاً بعض تاجران یورپ کا ذکر کرتا ہون جنہون نے لاکھون روپیہ فقط اشتہارین صرف کر دیا ہے۔ مسٹر ہیجم نے ۱۸۹۰ء مین سولہ لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ گولیون کے اشتہار مین صرف کر دیا جو شخص ایک سال کے عرصہ مین اتنی بڑی دولت صرف کر دے اوس کے فائدہ کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ مسٹر ہالوے نے اپنی سیم کی یادگار مین کالج بنایا جسکی صرف عمارت مین ایک کرور سے زیادہ صرف کیا کالج کے سامنے شفاخانہ ہے جسمین چار سو اسی کمرے ہین کالج کے علاوہ آدھا کرور اس مین لگا بیٹھا مگر یہ سب خرچ کہان سے آیا صرف مرہم اور گولیون سے جسکے ہزارمین سے ایک حصہ ان مکانات پر صرف کیا گیا مگر یہ سب رقم بدولت اشتہار کے کمائی۔ اسی طرح صدہا دوا ایمان بذریعہ اشتہار کے لاکھون کروڑون کی ہر سال بکتی ہین ۱۲

عرشی تاجپوری ۱۲

واقفیت پیدا کرکے تمدن مین ترقی اور نقائص مین اصلاح کرنے کا موقع حاصل کرین - غرض بغیر امراے قوم کی شرکت اور اعانت کافی کے اصلاح اور تجارتی ترقی بچون کا گھروندا ہے کہ بن بنکر بگڑتا رہے گا - اور جبتک ملک باعانت دولت ہمت کی آہنی سڑک اور اتفاق کا دخانی انجن طیار نکرلے گی اوسوقت تک یہ تجارتی گاڑی چل نہین سکتی

نظم

دیدہ را بردار و رگیتی رقیبان را نگر	چشم را بکشا و در عالم حریفان را ببین
پستی قومے ندارد این تنزل در نظر	اوج قومے را نہ بیند دیدۂ پستی چنین
زان ترقی کاندران دوران بدوران رخ نمود	ریخت شہپر زحیرت مرغ عقل دوربین
آن سلف را ما خلف با شیم تنگ و دو مان	وادریغا اے سپہر و صد دریغا اے زمین
قوم بر کشتی سوار و بحر ناپیدا کنار	ناخدا در اضطرار و موج طوفان در کمین
با خدا دل بند و خود را ناخدای قوم کن	تا خدا رحمت کند بر حالت کشتی نشین
دوشہا را ریش کن تا خوشہ ہا گیرے بدہر	نوشہا را نیش کن تا توشہ ہا یابی زدین
رفتگان را کارہا بشمار و از غیرت بسوز	بوستان را خارہا بردار و گلہا را بچین

خاتمہ

اب مین دعا کرتا ہون کہ وہ خداے بے نیاز جسمین سب قدرت ہے پھر سوئی ہوئی قوم کو بیدار کردے اور اُنکی ہمتون اور ارادون کی کلون کو اتفاق اور ملکی ترقیون کی طرف پھیر دے - کیا عجب ہے کہ مجموعی قوت سے پھر اس قالب بے روح اور پیکر بے روان مین جان تازہ پڑجاے اور پھر اسکے ضعیف اعضا وہ قوت حاصل کرلین کہ ممالک یورپ کی مشہور تجارتگاہون مین کسی

نمبر کی کرسی پر بیٹھہ سکے - اَب اِس مضمون کو مین دوسری دعا پر ختم کرتا ہون اور اللہ کی رحمت
اور دین اسلام کی برکت سے امید رکھتا ہون کہ یہ دعا جسکے ساتھہ حاضرین جلسہ کے نعرہ ہاے آمین
دوش بدوش بارگاہ اجابت تک جائین گے ضرور قبولیت کی دستار کا طرّہ بنے گی - اے وہ
کہ جسپر کوئی حاکم نہین اور وہ سب پر آمر اور سب چیز پر قادر ہے اس اسلامی سلطنت یعنی (حیدرآباد
صانہ اللہ عن الشر والفساد) کو جو ہند کے پانچ کرور مسلمانون کا آج مادی و ملجا ہے روز
افزون ترقی کے ساتھہ ابد تک سلامت رکھہ - اور اُسکے محبوب فرمانروا نیّر آسمان جلالت
طرۂ دستار اقبال و دولت ظلّ سبحانی اعلیٰحضرت **میر محبوب علی خان بہادر**
آصف جاہ سادس **خلد اللہ ملکہ و دولتہ** کو دنیا کے نامور سلاطین اور اولوالعزم
فرمانروائون کی فہرست مین بہ ترقی عمر و دولت صدر نشین کر - اور اُسکے وزیر جاماسپ تدبیر
عالیجناب **بشیر الدولہ** نواب سر آسمان جاہ بہادر مدار المہام سرکار عالی کو بدولت و اقبال
مسند وزارت پر ہمیشہ کامبخش و کامروا سے جہانیان رکھہ - اور اُسکی محبوب رعایا اور نامور اور
باوقار اراکین دولت و اعیان سلطنت کو اُسکے سایۂ دولت ابد مدت مین اتفاق اور اطاعت
کے ساتھہ فارغ البال اور خوشحال رکھہ - **مصرعہ**

(این دعا از من و از خلق خدا آمین باد)

کاتب مضمون

ابو القاسم محمد فضل رب عرشی تاجپوری

وظیفہ خوار سرکار آصفیہ دام دولتہ

جب الگزنڈر رسل ویب صاحب ایریکہ سے بغرض امداد حیدرآباد تشریف لائے اوس وقت بہ تحریک عالیجناب نواب محسن الملک بہادر۔ مولانا عرشی صاحب نے جلسہ باغ عام مین جہان تخمیناً پانچ چھہ ہزار آدمی فراہم تھے یہ قصیدہ اس جوش سے پڑہا کہ حاضرین جلسہ کے قلوب مرتعش ہوگیے اور جنٹلمینون کی چیرز سے مقام جلسہ گونج اُٹھا۔ بعد مولانا کے ویب صاحب نے انگریزی مین لکچر دیا تھا۔

قصیدۂ مدوجزر اسلامی مصنفۂ مولانا عرشی

جو جلسہ باغ عام حیدرآباد دکن مین بتقریب ورود الگزنڈر رسل ویب صاحب پڑہا گیا

رحمت یزدان اگر خواہی کہ بینی بر زمین
چشم خود وا کن قوم بکشا رحمت یزدان ببین

ای مسلمانان زیزدان ہر کرامی خواستید
درد کن اینک فرود آمد چو باران بر زمین

نہ غلط گفتم کہ باران بر زمین آمد فرود
رحمت حق ز آسمان نازل شد اکنون بر زمین

مینر بانان صف زنید و دف زنید و کف زنید
کامداز دنیاے دیگر میہمانے این چنین

صورت اسلام تازہ گر بخواہی بنگری
سرور نصرانیان را در مسلمانان ببین

دین حق را بر جبینش زد رقم کلک قضا
سودہ گردد بر زمین تا در سپاس حق جبین

قدرت حق گر نباشد آخر اے قوم از کجا
دست حق در دست گیرد دست مرد این چنین

این حق مقابل باطل است ۱۲

چون صدف در قعر دریا تشنهٔ گوهر شود
ابر را بر جای خوے گوهر تراود ز آستین

اے مسلمانان چو دنیا تنگ بر اسلام بود
آمد از زیر زمین دانای دنیا بر زمین

میزبانی را نگر پوشیده در مهمان ما
میزبان دین حق گردیده مهمانی چنین

قوم را گر دست گیرد یا سیران روزگار
سر برآرد پای نصرت از گریبان زمین

بحر همه ردی بجوشش آید و همه بردی کند
اتفاق آید دکار دین کند ای اهل دین

تا پدید آید آن دولت که جوئی از سپهر
تا بر فتار آید آن عزت که خواهی بر زمین

جز رو مدِ دین حق گر بنگری گوئی بخوابش
کز چنان اوجے فلک افتاد بالای زمین

سطوت عباسیان را گر نشیند ستی بگو
عظمت سلجوقیان را گر ندیدستی ببین

دولت محمود را در هند پرس از سومنات
شوکت تیمور را بنگر میان روس و چین

گر ز سلطان صلاح الدین سرایم داستان
جوی خون بیت المقدس را تراود ز آستین

تیغ نور الدین زنگی گر برآید از نیام
در شهٔ ترک فلک افتد ز گردون بر زمین

هر چه از دست سلیمان بر سر یورپ گزشت
داستانش یاد دارد آسمان و هم زمین

گر ز رافت بپرس از خاکباشان جهان
صولت فاروق رض را زیر نه افلاک برین

هیبت خالد نگر در راهبان مصر و شام
نصرت طارق بپرس از ناهبان سرزمین

شوکت بغداد خوانم یا شکوه اندلس
داستان هند گویم یا عراق و روم و چین

دور مامون را سرایم یا زمان معتصم
عهد سنجر را بگویم یا زمان تگین

دین و دولت را ز نام بود بر آسمان
سرکشان را از نهیبم بود تارک بر زمین

مهر را بر آسمان آتش گرفتی پیر من ‌ ‌ ‌ بحر شمشیرم چو گشتی آتش افشان بر زمین
علم و صنعت مال من بودست و حرفت کار من ‌ ‌ ‌ خانه زاد خانهٔ من بود دولت پیش ازین
فتح و نصرت ہمرکاب و ملک و عزت ہمعنان ‌ ‌ ‌ جاہ و ثروت ہمقران و دین و دولت ہمقرین
حکمت یونانیان از نسبتم شد سربلند ‌ ‌ ‌ آرے آرے نامور شد از فریدون آبتین
را صد کامل محقق را نگر در خاک طوس ‌ ‌ ‌ کامل فاضل چو اسحٰق و ابو معشر ببین
بو علی و ابن رشد و بو نصر راد جہان ‌ ‌ ‌ ثانی ابقراط و افلاطون بیابی بر زمین
در ادب فرّار و عبّاس و یزیدی داشتند ‌ ‌ ‌ کشور معنی چو نقش سکّه در زیر نگین
آن امام ربع مسکون افتخار شش جہت ‌ ‌ ‌ بو حنیفه زبدهٔ مخلوق رب العالمین
آسمان علم دین بودش مقیم آستان ‌ ‌ ‌ را ے صائب بود پنہانش بزیر آستین
شافعی و مالک و حنبل بنور مہر فکر ‌ ‌ ‌ آسمانے دیگر آوردند بالاے زمین
بحر مواج حقائق شیخ اکبر را نگر ‌ ‌ ‌ مہر و تاج و فائق ابن جوزی را ببین
امرء القیس و فرزدق بو نواس و بو فراس ‌ ‌ ‌ صاب و حسان و اخطل قیس خاکستر نشین
ہر یکی در شاعرے بد افتخار روزگار ‌ ‌ ‌ ہر یکی در ساحرے بد سامری را جانشین
گر غزالی را ببینی آفتابے دیگر جہان ‌ ‌ ‌ فخر رازی را بیابی آسمانے بر زمین
بر زمین در عہد مامون بیت حکمت را نگر ‌ ‌ ‌ در سر گاہ آن نظام الملک طوسی را ببین
صیت فضل مرو و شیراز و دمشق و اصفہان ‌ ‌ ‌ بر شد از خاک زمین تا کاخ چرخ ہفتمین
شوکت غرناطه یاد آرم که اوج و طبله ‌ ‌ ‌ داستان عرش گویم یا سپہر ہشتمین

گر فتوحات حجازی را نخوانم داستان — آسمان را جوی خونین بگذرد از آستین
آه از گردون گردان داد از دوران دون — در کمین چون گرگ بود آن وین چو ما را آستین
جای آن دارد که چشم ابر بارد جوی خون — خشک گردد چشمهٔ نیّر بچرخ چارمین
جای آن دارد کزین غم همچو تار عنکبوت — بگسلد سر رشتهٔ شیرازهٔ چرخ برین
جای آن دارد که زهره چنگ و مزمر بشکند — بگسلد زنّار خود هندوی چرخ هفتمین
جای آن دارد کزین سامان مرگ ناگهان — دشنهٔ خود بشکند سیاف چرخ پنجمین
مشتری از غم بدرد طیلسان خویش را — زین الم در جنبش آید عرش رب العالمین
جای آن دارد که این غم گر بگردون بگذرد — از تن شیر فلک زین غم برآید پوستین
چشم را بکشاد و بنگر انقلاب روزگار — کز بلندی آن فلک آمد بپستی اینچنین
زین مصیبت قوم را با دیدهٔ پر خون نگر — گر ندیدستی سحاب خونچکان را بر زمین
زین قیامت ها که دیدی تا چه جوئی ای سپهر — زین مصیبتها که بینی تا چه خواهی ای زمین
جهل دلبستی شد رفیق و عجب دستی شد انیس — فقر نکبت شد قران و رنج و محنت شد قرین
دین و ایمان گشت خوار و فتنه ها شد آشکار — جور و بدعت شد مقیم و کفر و خذلان شد مکین
علم را بینی بدوران از گدایان زمان — جهل را بینی بگیتی از خدایان زمین
شرم بادت ای سپهر سفله زین امتحان — شرم بادت زان هوا خواهی که کردی ای لعین
صد گره دارد کنون نکشوده از دست فلک — پیش ازین چشمم که نادیدست چینی بر جبین
از خضاب خون دل رنگین بزنگ ارغوان — دست و پای نوعروسان تمنا را ببین

گر نگردد قوم ما بیدار ازین خواب گران — روے آسایش نه بیند تا بروز اپسین
لشکر بیدولتی پوینده در دنبال قوم — عسکر لاهوتی ست تازنده در اقلیم دین
بحر خون تازه بازای قوم در جوش آورید — زیر ران آرید خنگ سرکش چرخ برین
سخت بگیرید دست عزم و استقلال را — بازه کار خود کنید ای باقیات الصالحین
گر علم گیرید بدست علم و حرفت همتم — ربع مسکون را کنم از شش جهت زیر نگین
نور دانش باز تابد گر بلوح سینه ام — ذره ام پرسر بگیرد چتر خورشید مبین
شاهباز همتم گر بر فلک شهپر زند — گر کس گردون فرود افتد ز گردون بر زمین
شرم باد از خدای ای قوم اسلامت ترا — روزگارے آنچنان گردد بحالی این چنین
داده های ایزدی را خدا دارے در یغ — باده های خلدی را پر کنی در ساتگین
خرج زر در خیر کن تا خیر بینی در جهان — گر کنی تا خیر بینی شر ز چرخ خشمگین
مور برد ارد ز خرمن - دانه ها با اتفاق — کوه کند دکوهکن - با عزم راسخ بی معین
اتفاق و عزم راسخ هیچ میدانی که چیست — آن حصار استوار و این ستون آهنین
اتفاق قوم بین در ملت بیضای ما — کز شتربانی گرفت اورنگ شاهان زمین
ملکها در ملک بود و تخمها در تخت بود — دین بیضا همچو تیر بود در دوشش برزمین
هر دلے کو را منیگردد ز مهر دی اثر — سنگ بهتر زان دل سنگین که باشد آهنین
هر دلے کو را نه جنبش آید از پند ادیب — زان شتر بهتر که در وجد آید از صوت حزین
سینه را بشگاف و دل بیرون کن و سنگی بنه — پاره سنگست بهتر زان دل بهلو نشین

میهمانے محتشم کامد زدنیاے دگر — در لباس روزگار و در شعار مومنین
چون تجسس کرد دین را گوهر پاکش بخاک — برگزید اسلام را از نور فکر حق گزین
زنگ کفر از خاطرش چون راه رو بربست باک — عظمت دین در نهادش چون مجاور شد مکین
خواهد آن مرد خدا ترویج دین حق کند — در جهان نوکه باشد علم و حکمت را دفین
لطف حق را طالب اند آن خازنان علم و فضل — دین حق را راغب اند آن طالبان داد دین
سر بکف باید درین ره مرد حق را ایستاد — سروری تا یابد از سر دادن راه چنین
زر چه باشد خاک رنگین - سر بنه در راه حق — بگزر از باطل که تا حق را بیابی بالیقین
گنج باشد مایه صد رنج ای دارای گنج — گنج اگر خواهی گزر آن رنج ها را برزمین
دین بیضا تازه رخ افروز د بدنیاے دگر — هم به تدبیر صواب و هم بفکر دور بین
ای امیران صغار و ای رئیسان کبار — ای انیسان یسار و اے جلیسان یمین
ای فقیران جهان و اے کبیران دکن — اے گدایان زمان و ای خدایان زمین
هر که دیندار است و باشد کشتهٔ راه خدا — هر که هشیار است و باشد مست صهبای یقین
در ره حق در خور حق - هر چه خواهید آن دهید — زانکه این دادن نباشد جز پی ترویج دین
اے مسلمانان پی ترویج دین جوش آورید — کارها سازید تا ماند قیام برزمین
قوم بر کشتی سوار و بحر ناپیدا کنار — ناخدا در اضطرار و موج طوفان در کمین
با خدا اول ببند و خود را ناخدا اے قوم کن — تا خدا رحمت کند بر حالت کشتی نشین
عزت ار خواهی به همت کار خود کن در جهان — دولت ار خواهی بحزم کارها کن برزمین

دوشہا را ریش کن تا خوشہ ہا گیرے بدہر — نوشہا را نیش کن تا توشہ ہا یابی زدین
جامۂ حکمت ببر کش تا زجہل آئے بدر — افسر ہمت بسر کش تا شوی سالار دین
رفتگان را کار ہا بشمار و از غیرت بسوز — بوستان را خار ہا بردار و گلہا را بچین
سنگ را از راہِ خود بردار و بگذر ہمچو سیل — عزم را ہمپائے خود گیر و بشکن آستین
باختر تابا ختر از اتفاق آور بدست — قیروان تا قیروان از عزم کن زریں نگین
رستمی کن جہل را از عزم خود بشکن حصار — مردِ شو مردانہ بگشا علم با حصن حصین
کاہلان را گر جلیسی در جہان باشی ملول — جاہلان را گر انیسی جاودان باشی حزین
گوش را بگشا و بشنو ہر چہ گوید روزگار — دیدہ را بردار و بنگر تہ فلک را در کمین
وقت را قیمت گران کن تا گران باشی بدہر — حرمتِ دین کن کہ باشی محترم با اہل دین
در کرم دارید شہرت ای کریمانِ دکن — ہر کسی جود شما را ہست در گیتی رہین
جود زر پاشش شمار شک سحاب جلبہ بار — حرف شیرینِ شما سرچشمۂ مار معین
حامیان دین یزدان اے بزرگانِ دکن — ماحیانِ شرک و بدعت ای ستر گانِ زمین
دولت دنیا برائے راحتِ عقبےٰ بود — یکزمان غافل نگردد مرد عاقل برزمین
اے کریمانِ دکن نام آوریدا ز جود خود — از ختن تا مصر و روم و از حلب تا ہند و چین
خاصہ شاہ ملک پرور شہریار جم شکوہ — **میر محبوب علی خان** خسرو تاج و نگین
آفتاب برج عظمت گوہر درج شرف — ماحیِ آثار شرک و حامی آیات دین
سایۂ خورشید چترش گر فرو زد کوہ و غاب — سر کشد صد آفتاب از چاک دامان زمین

افگند مخلب زباس سطوتش شیر فلک | زهره انداز د ز سهم صولتش گاو زمین
دامن گیتی ز گوهر همچو عمان پر شود | دست گوهر بار جودش گر برآید ز استین
از خیانت گر نظر بر گلهٔ آهو کند | از تن شیر عرین حفظش برآرد پوستین
در کنارش باد یارب شاهد مقصود او | خاطر پاکش نگردد از بد دوران غمین
آسمان جاه آن وزیر پاک گوهر کز ازل | آسمان سازد ثنا حضرتش دُر ثمین
نفحهٔ خلق عظیمش گر برد باد صبا | نافه های مشک چین بار دز ابر فزدین
آسمانجاه از جلالت آسمان است آسمان | آفتاب رای پاکش روکش مهر مبین
آن معین صدر اعظم اقتدار الملک[۵۱] ما | کاستانش آسمان است و سحابش آستین
مرغ وهم تیز بال از بارگاهش نگذرد | گشته خشت آستانش آسمان هفتمین
گنبد گردون ندارد این چنین کاخ شگرف | روکش باغ ارم رشک نگارستان چین
تعبیه کردند معماران قدرت در ازل | فرش عرش اندر لسیارش نقد خلد اندر یمین
فیض عامش را چگویم آفتاب است آفتاب | آستانش آسمانی هست بالای زمین
قوم را ریفارمر وان خاکپاشان دگر | کز وجود آن بزرگان هست قائم ملک و دین
حامی دین نبی عبدالرحیم قادری | سید قدسی گهر آن مطلع نور یقین
آن بزرگان جهان را در حقیقت راهبر | وان سترگان زمین را در طریقت جانشین

۵۱ اقتدار الملک خطاب عالیجناب نواب اقبال الدوله وقار الامرا بهادر معین المهام سرکار عالی ادام الله اقباله - ۱۲

وان دگر حاجی عرب نامش که عبد الله ست — صورتِ علم الیقین و معنی عین الیقین ست

وان دگر واعظ حسن[۵۱] علامهٔ قدسی گهر — دافع آیاتِ کفر و رافع رایاتِ دین

از جهاد این بزرگان کار دین شد ساخته — باخته رنگِ اقامت از عذار منکرین

حجّة الاسلام مهدی[۵۲] آنکه از سرّ حکم — بوالمظفر را ثالث است و بوعلی را جانشین

از وجود عقل اوّل قالبش را ریختند — جوهر ذاتش نگردد با عرض خلوت گزین

از حمایت و از عدالت دین و دنیا را گرفت — هم خدا خرسند از و شد هم خداوندِ زمین

در رفاه قوم حق آن مرد دانا پیر گشت — مادر گیتی نزاید تا ابد مرد چنین

شارعِ دین آنچنان نامد بدنیا بعد ازان — حامیِ دین آنچنین ناید بگیتی بعد ازین ست

مُردگان را زنده می سازد صریرِ خامه اش — چشمهٔ حیوان مگر دارد نهان در آستین

آن نکوئی ها که در اسلام پنهان کرده اند — کارپردازان قدرت همچو بو در مشک چین

می نشاند آن نکوئی در دل اربابِ عقل — از دلائل های عقلی آن خردمند زمین

مرد باید تا بمیدان رخ سوی مردان کند — شیر نر باید که پیچد پنجه با شیر عرین

مهدی جاد و بیان قفل از دهانِ خود کشاد — سحر را بشنفته بر سحر حلال اینک ببین

پیرهن زن را طلعتِ یوسف بازار آورد — معنی دلکش اگر با شد بگردد دلنشین

---

۵۱ اشارت بمولوی حسن علی واعظ است مدظله که همراه جناب الگزنڈر رسل ویب صاحب بحیدرآباد تشریف آوردند ۱۲

۵۲ عالیجناب مولوی مهدیعلیخان بهادر المخاطب به نواب محسن الدوله محسن الملک منیر نواز جنگ دام اقباله ۱۲

دیده را بردار و در گیتی رقیبان را نگر — چشم را بگشا و در عالم حریفان را ببین
آن چنان قومے که در گیتی بخواری بد مثل — این چنین گردد بدنیا مالک روے زمین
کشور تهذیب گیر د آن چنان وحشی گروه — علم و دولت را برو از دست ما قومی چنین
جای آن دارد کزین موج حوادث همچو سیل — سر کشد گردون گردان در گریبان زمین
داستان عبرت ما گر بگردون بگذرد — ابر را زهره بدرد کز مژه گان آستین
پستی قومی ندارد این تنزل در نظر — اوج قومی را نبیند دیده پستی چنین
همت و عزم بزرگان را بدنیا بنگرید — تا چه کردند آن بزرگان زیر گردون بهر دین
دولت دنیا چه بود و ابلق دوران چه بود — بود دنیا عزم شان را همچو خور زیر نگین
زان ترقی کاندران دوران - بدوران رخ نمود — ریختی شهپر ز حیرت مرغ عقل دوربین
بود بهر کار دین در دست دنیا دست شان — بود روشن قلب شان از پرتو عین الیقین
اوج خود دیدید و اکنون پستی خود بنگرید — کس ندید اوج چنان را آه پستی اینچنین
آن سلف را ما خلف باشیم ننگ دودمان — وا دریغا اے سپهر و صد دریغای زمین
قوم رنجور است و رنجش جانگزا گنجش تهی — چاره گر ناچار و چاره بی اثر مرگش قرین
گر طبیب رحمت یزدان نگردد چاره ساز — بر زمین آید بماتم عیسے گردون نشین
نوحهٔ عرشی بناشد بی سبب بر حال قوم — جای آن دارد که افتد هفت گردون بر زمین
داد داد از گردش گردون گردان داد داد — یا ترقی آن چنان و یا تنزل این چنین
محشر است امروز و امروز است روز پرسش و جو — نامه دارم بکف مثل کرام کاتبین

ق (فرخی یزدی)

ترکیب بند

مصنفہ مولانا عرشی

جسکو دوسرے جلسۂ باغ عام مین بروز جمعہ مولانا عرشی صاحب نے پڑھا۔
جنکے بعد مولانا حسن علی واعظ نے (جو الگزنڈر رسل ویب صاحب کے ہمراہ حیدرآباد تشریف
لائے تھے) اور اُردو زبان مین لکچر دیا تھا

(بنام یگانۂ نامانا یزدان)

اے زمین بارد گر بگھر خویش بناز	کافتابے زفرودِ تو بیاید بفراز
ای فلک خیز و چو طاؤس بطناز و بچم	ساغر مہر بگردان و دف زہرہ بنواز
جام برکف نہ و از آتش محلول بریز	لیک زان می کہ کشندش بعراق و بحجاز
بشکن این خُمّ براندی و مئی مرد افگن	سرگرانیم زصہبای فرنگ و شیراز
ساغر دہ زخم پیر مغان شیرب	مرغ تثلیثش کُند تا سود وحدت پرواز
خلق را سینہ بیک آتش تصدیق بسوز	دلق را رشتہ زیک پنبۂ تحقیق بساز
شمع توحید بفانوس قوالب افروز	شرک را جامۂ ناپاک بآتش بگداز
لوح توحید بدست آر و طلسم تثلیث	بشکن از بازوے عرفان و بوحدت پرداز

حرز اسلام بیازوی کشیشان بر بند
نورِ ایمان بدلِ تیرهٔ قیس انداز

شرک را کاخ دل از مشعلِ توحید افروز
جهل را مدرکه از رایتِ تحقیق افراز

دیده را کحل بصیرت بکش از مصحفِ نو
خیز و آن دفترِ پارینه بدریا انداز

بفگن این دعوی تثلیث زبرهان مبین
بشکن این تیرگی سحر ز نورِ اعجاز

بگسل این رشتهٔ زنّار و به تسبیح فگن
صوت ناقوس برون آر و به تکبیر انداز

ای فلک بادهٔ توحید بساغر پُر کن
لیک زامریکه بود ساغرِ تحقیق تراز

تا بنام هنر آرای حکیمی بکشم
الگزنڈر که بود مومنِ اسلام نواز

کوکبش چون به سفر رخت عزیمت بربست
حیدرآباد - ازان مهر بگردون نشست

زد بسے نقشِ دگر بار و نیامد به نگار
این چنین نقشِ شگرف از قلمِ نادره کار

آفتابا بچنین دور نه بینے ز نهار
این چنین کوکبِ رخشان بکفِ لیل و نهار

مردے از زیرِ زمین آید و گیرد دستت
دستِ دین را که ز هر دست نگیرد دستار

ای دکن صورتِ خورشید جهانتاب بتاب
کافتابے بزمین تو نگرفتست قرار

یا بکاخِ حمل از برجِ اسد آمد مهر
کرد یا ماه ز سرطان بسوی ثور گزار

پایهٔ علم ز تحقیق کلامش بنگر
صدق گفتار ز انداز بیانش انکار

مے تراود ز لبش حقهٔ صد سلک گهر
مے فشاند قلمش طبلهٔ صد مشک تتار

بر چنین گوهر دریای فضیلت زیبد
که کند فخر زمین بر فلک کج رفتار

باغ اسلام گر از همّت او جوید فیض
نخل توحید برآرد همه دشت و کُهسار

همّتش زین پی هموار عزیمت چو نهد
خفتر توحید کند بر دل تثلیث نگار

دیر را موی کشان بهر پرستش آرد
سوی بطحا جو مقیمان حریم و ادار

تا نه امداد بود همّت مردان چه کند
تا نه شمشیر بود گرد چه سازد پیکار

شخص اسلام ضعیف است و طبیب است غریب
درد را جز بدوا نیست مگر چارهٔ کار

گر طبیبے سبب ضعف بجوید از نبض
عیسیٰ آید ز فلک بهر علاج بیمار

همّت اے قوم کہ همّت پے ہر درد و مرض
کیمیائیست کہ در تجربہ آمد صد بار

تا بکی چرخ مخالف رہِ اسلام زند
ہم بکام دلِ ما چرخ لقب جام زند

ما پریشان و بجمعند حریفان امروز
نوحہ خوانست پریشان بپریشان امروز

برفگندی بزمین آخرم از خانهٔ زین
تا چہ کردی بمن اے ابلق دوران امروز

دیدی اے قوم کہ آخر بچہ روز افتادی
چہ بلاہا کہ نیامد ز سپہران امروز

کو تنک جاہ تو با خاک برابر گردید
گرد شے کرد چنان گنبد گردان امروز

دی کہ در دست تو بود ست گریبان جہان
ہست دامان تو در پنجهٔ دوران امروز

دی کہ تخت فلک جاہ تو بالش میکرد
باشد اینک بزمین بی سر و سامان امروز

تا چہ خواہی دگر اے دیدهٔ حیران امشب
تا چہ جوئے دگر اے سینهٔ بریان امروز

دولت و ملک شد از دست و علم گشت نگون
تا چہ خواہی دگر اے گردش دوران امروز

مهره و حقّه ز هر رنگ نهان میداری
گشت نیرنگ تو ای چرخ نمایان امروز

دی که از کرده خود شرم نکردی ای چرخ
وقت آنست کشی سر بگریبان امروز

گام مردانه بمیدان نه و شیرانه درآ
تا چو مردان شکنی پنجهٔ شیران امروز

خیز و از ناخن همت گره بسته کشا
تا شود عقدهٔ دشوار تو آسان امروز

بخت را کینه چه گردید - که بر جای نهال
سر کشد از چمنم خنجر بران امروز

سنگ دیدهٔ من گوهر غلطان جز اشک
اشک غلطان بودم گوهر غلطان امروز

علم چون گوی بچوگان کمالم بودست
رفت اے قوم همان گوی ز چوگان امروز

دجلهٔ خون ز دگر اے دیدهٔ خونبار ببار
زین قیامت که گزشت است دل زار بزار

آخر ای قوم ندانی ز نگشتی آگاه
تا بدین روز نشستی بجز ای چه گناه

آه از ان موج مصائب که چو سیلاب آمد
آه از ان برق حوادث که زد آتش ناگاه

شد دران سیل بلا کشتی غرناطه فرو
شد ازین برق غضب خرمن بغداد تباه

گاه و بیگاه ز دامان فلک می بارد
هر زمان بر سر ما سنگ بلا و ویلاه

دولت و علم و هنر رو بقفا کرد و گریخت
تا رسیدیم و نشستیم بدین حال تباه

آه از صولت یعقوب و فتوحات ولید
آه از شوکت سلجوق و زیدون خرگاه

آه از سطوت منصور[۵۱] و زیر ابن حکم
آه از تیغ جهانگیر سلیمان صد آه

[۵۱] ہشام دوم بن حکم دوم نے جب عنان سلطنت ہاتھ مین لی گیارہ برس کا تھا - کم سنی

آہ ازان دولت و فرّ و حشم و حشر و علم | آہ ازان طرّہ و طوق و کمر و افسر و گاہ
ای فلک ہیچ بدانی چہ شد آن فرّ و حشم | چہ شد آن دولت و عزت چہ شد آن ملک و سپاہ
مہر را گوی کہ در چشمۂ خود غرق شود | ماہ را گو کہ کند روی خود از نیل سیاہ
زہرہ را گوے کہ از غصّہ نخندد تا عمر | بشکند بربط و مزمار و کشد آہ بر آہ
مشتری در غم این واقعہ از چرخ فتد | روز خود تیرہ کند نیّر بیضا در چاہ
خنجر و شمشیر خود ای ترک سپہ بر گیر | سوز ازان آتش شمشیر فلک را خرگاہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰) یا خاجی اسباب کے لحاظ سے اپنے مرحوم والد کے وزیر منصور ابن ابی عامر قحطانی کو انتظام سلطنت سپرد کر کے محلسرا مین بخوشی یا بجبر معزول الاختیار و مسلوب السلطنت ہو کر بیٹھ رہا۔ اگرچہ مورخین عرب منصور ابن عامر کو بادشاہ متغلب و فرمانروائے غاصب لکھتے ہین مگر حق یہ ہے کہ منصور باعتبار دانش و قوت انتظام و شجاعت خداداد و استقلال ازلی آورد و عدالت فطری جوہر فرد و نقطہ انتخاب تھا اُسنے مختلف سنون مین ستائیس بار عیسای سلطنتون پر فوج کشی کی اور اپنی جرنیلی قوت سے تمام سلاطین یورپ کو بزور شمشیر مطیع سلطنت اسلام کر لیا ۹۸۳ء عیسوی مین اُسنے مشہور اور نامور قلعہ (گارازم) کو مسخر کیا۔ اور ۹۸۴ء مین (سمانکاس) کو داخل ممالک مفتوحہ کیا ۹۸۵ء مین شہر (کایمبرا) کا تختہ اولٹ کر لوٹ آیا ۹۸۸ء مین شہر (سانیٹا) پر بزور بازو قابض ہو گیا انہین سنون مین نصف افریقہ سے زیادہ کا مالک ہو بیٹھا۔ اس کا زمانہ تاریخون مین ممتاز اور نامور زمانہ شمار کیا گیا ہے۔ مورخون نے دفتر کے دفتر اسکے فتوحات کی تفصیل و فضائل کے بیان مین سیاہ کر ڈالے ہین۔ دیکھو تاریخ مسامرہ اور سیاہ الذہب اور سیکلوپیڈیا عرشی تاجپوری ۱۲۔

چند از درد بنالیم بدین حال خراب
چند از غصه نشینیم بدین روز سیاه

عزم را از بن دندان خودای قوم بگیر
تا بکام تو بگردد فلک عربده خواه

هنر آن مایه بیاموز که دانا داند
بعد ازان قطره بدست تو گهر را ماند

باز از شیر فلک کار چو شیران گیرید
ملک و دولت ز دلیران چو دلیران گیرید

باز مردانه بمیدان دلیران آئید
باز از همت خود کار چو مردان گیرید

باز وقتست که از کنج شبستان خیزید
باز وقتست که راه ادبستان گیرید

باز وقتست که از تیغ کلام و منطق
ملک دانش ز حریفان چو حریفان گیرید

باز وقتست که از فلسفه و معقولات
عقل کل را بسر خویش مگس ران گیرید

باز وقتست که از صنعت و حرفت بجهان
دولت رفته دگر بار ز دوران گیرید

باز وقتست که از کوکبه علم و هنر
رهگذر را بحریفان سخندان گیرید

تیشه عزم گرای قوم بگیرید بدست
لعل را از جگر کوه بدخشان گیرید

کشور و دولت و عزت ز رقیبان جهان
هم بدانسان که گرفتند بدانسان گیرید

حکمت و همت و همدردی و تدبیر و ثبات
هر چه ایشان بگرفتند از ایشان گیرید

در طلسمات ترقی بسر جان آئید
عزم را جلهٔ خون از رگ شیران گیرید

زنده دارید شب از شغل هنر آموزی
روغن مغز گذازید و چراغان گیرید

تیغ همت بکف آرید و بپیش ز فلک
بحر و بر را بسر مائده مهمان گیرید

علم و دانش بکف آرید و قدم پیش نهید
گر پئ درد بجوئید که درمان گیرید

قوم را دست بگیرید و برآئید بکین
انتقام از فلک و گردش دوران گیرید

قوم را گوی که هوش آرد و هشیار استد
هم بجوآن مرد دلاور که به پیکار استد

آه ای قوم ندانی که بدان شهرت عام
پای بشکسته بکاشانه نشینی گمنام

بود رای تو چو خورشید جهان را قندیل
بود نام تو چو جبریس شرف را اندام

بود جاه تو جهانے که نبودش آغاز
بود علم تو محیطے که نبودش انجام

گر زبان را بخلاف تو کشادی اعدا
بلب تیغ شکوه تو بدادی پیغام

بود حزم تو زمینی که نبودش حرکت
بود عزم تو سپهرے که نبودش آرام

آه از گردش گردون که نماند است کنون
در دولت ولوله جوش شباب اسلام

چشم بکشاؤ با قبال رقیبان بنگر
پای بردار و برفتار حریفان بنگر

شمع خود از سر افروز و بشو مهر مبین
ناقص خود بکمال آر و بشو ماه تمام

حکمت گم شده را باز اگر دریابے
تیره از رائے تو گردد فلک آئینه فام

همت عالی اسلاف به بین زیر فلک
تا چه بودند بآغاز و چه گشتند انجام

عزم را شهپر تدبیر بپرواز کشا
تا دگر طائر اقبال بیفتد در دام

دست در کیسه بیندازو بکن نصرت دین
تا کند دعوت توحید به تثلیث ابهام

فرض ساقط نشود جز باشاعت اے قوم
نیک دانید که فرض است بلاغ اسلام

صُبّہ را سر بکشائید و بر ہر بخشید	کہ بام یکہ ز توحید کند دعوتِ عام
ہان بگوئید و سپس نعرہ تکبیر زنید	حامیِ دین بچنین حال کدام است و کدام

کارِ دین است پی کارِ خدا از زر بہید
زر چہ مال است کہ در راہ خدا سر بدہید

نگارشگر

ابو القاسم محمد فضل رب عرشی تاجپوری وظیفہ خوار سرکار آصفیہ دام دولتہ

هوالمستعان

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

خدا کے فضل وکرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور زبان کی کتابین اُردو - ہندی - فارسی - عربی نہایت خوشخط صحیح وعمدہ جلد ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتھو مین طبع ہوتی ہین - عدالتون ومحکمہ بندوبست اور جنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی مطبع پچیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت اور نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین کتب نسبت اور مطابع کے بہت خوشخط صاف وعمدہ چھاپی جاتی ہین کیفیت نرخ وغیرہ کی خط وکتابت سے معلوم ہوسکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی وافی ہین -

المشتہر

محمد قادر علی خان ولد احمد خان صوفی مرحوم مالک ومہتمم مطبع مفید عام آگرہ

مہتمم "مرقع عالم" کی مقبول تصنیفات

"عبرت"

یعنی جان اور ہنور یا کا دہی اچھوتا ناول جو ۱۹۰۹ء مین مرقع عالم کے ساتھ شائع ہوا اور جسمین شادی نہ کرنے کے نقصانات بہت عمدہ پیرایہ مین دکھائے گیے ہین - ضرور دیکھیے - عاشقانہ رنگ مین ایسا علمی مذاق اور کہین آپ نہ دیکھین گے - ضرور دیکھیے - حصّہ اوّل عہ حصّہ دوم عہ

"جعفر و عباسہ"

دنیا کی بیوفائی - زمانہ کے انقلابات - حسرت - رنج - غم - بس دل پکڑ کر رہجایے گا - بالکل طبیعت کے بیچین کر دینے والے سامان - یا ناول کے پیرایہ مین قوم کو ایک نیک صلاح اسمین عورتون کی بے پردگی کے نقصانات نہایت کامیابی کے ساتھ دکھائے گیے ہین قیمت عہ

"مسیحاے عالم"

حفظ صحت کی مستند کتاب جسمین اُن چھ چیزون سے محققانہ بحث کیگئی ہے جنپر زندگی کا بالکل مدار ہے - قیمت ۸ر علاوہ محصول -

درخواست خریداری نقد یا باجازت ویلو پی ایبل بنام حکیم محمد علی خانصاحب اڈیٹر "مرقع عالم" ہردوئی بھیجنا چاہیے - فقط

اشتہارات

فیروزالدین کی بےنظیر مشہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور سچّی دوائیان

جوہر خیری یعنی "فیروز نزد این پارٹانک" انسان کی صحت مسلمہ اور شربت دوائی جسکو ہندوستان بھر نے مفید مانا ہی اس دوائی نے میڈیکل افسران - حکما اور عام پبلک سے بڑی تصدیق حاصل کی ہی کہ جسمانی کمزوری ضعف اعضاے رئیسہ ضعف معدہ ضعف دماغ - لقوہ - آدھرنگ - وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانے کیلیے اور خصوصیت کے ساتھ بلا اسبالغہ بےنظیر اثر کے ساتھ جوانی کی غلط کاریون اور بے احتیاطیون کے نقص دور کرنے مین بےنظیر ہین - بکس ۴۸ گولی عہ **جوہر عشبہ** یعنی تریاق براے فسادات خون درد کہنہ - خارش پھوڑا پھنسی وغیرہ شیشی کلان عہ خورد عہ **فیروز بام** اکسیر براے دمہ - کہانسی تر و خشک نزلہ زکام آواز کا بیٹھ جانا شیشی خورد ۱۲ کلان عہ **تپ تلی** کا علاج اکسیر ہے - گولیان ۱۲ عرق عہ ہزاردن مایوس مریض خداوند تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہوئے ہین - تھوڑے عرصہ کے مریض کیلیے یہ گولیان کافی ہین پرانے مریض کیلیے دونون چاہئین -

چوتھیا تپ جاڑا دہر اعرق مشہور ہے ایک شیشی سے ۹ مریض صحت پاتے ہین شیشی ۱۲ **حب بواسیر** بادی ہو یا خونی اکسیر ہے فی بکس عہ **فیروز سرب** اسکے استعمال سے عادات افیون و چانڈو وغیرہ بغیر تکلیف چھوٹ جاتی ہی نہ اسمین زہر ہی نہ نشہ ہے - صرف بوٹی سے تیار کیا ہی شیشی مہ عہ **بادی گارڈ** دوائی ہیضہ و بمضمی شیشی عہ **دیکھو تازہ شہادت** - جناب ڈاکٹر چیتن شاہ صاحب راے بہادر سول سرجن و میڈیکل افسر ضلع جہنگ ۱۸۹۲ء ۸ اکتوبر - آپکا جوہر عشبہ چند مریضون مین آزمایا گیا عمدہ مصفی خون نکلا ہی جناب ڈاکٹر مہتہ دوارکا داس صاحب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ صدر سیالکوٹ ۲۴ اکتوبر ۹۲ء - آپکی جوہر خیری بتجربہ کیگئین از بس مفید پائین **گورنمنٹ** عالیہ انگلشیہ کالور رین فوجی اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ دار - جناب میجر بلیک صاحب بہادر ۱۱ نومبر ۱۸۹۲ء مقام ڈلہوزی (ترجمہ خط انگریزی) براے مہربانی بوتل کلان فیروز بام ولیوپی ایبل ہیجدہ بھیجیے درحقیقت تمہارا فیروز بام دمہ کہانسی کیلیے نہایت مفید ہے -

جناب مفتی دوست محمد خانصاحب از مقام جوہر کا یہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۱۱ نومبر ۹۲ء کو تحریر فرماتے ہین - جناب کی خوش معاملگی اور راست بازی کی مین جہانتک تعریف کرون صحیح اور درست ہے آپکی راست بازی سے ہزارہا بندگان خدا فیضیاب ہوتے ہین جنمین سے ایک دنی یہ شکرگزار ہی ہے آپکی جوہر خیری وغیرہ کا ضرورتاً و مختلف دفعتون مین استعمال کیا - یہ سب ایسی سریع التاثیر اور بےنظیر ثابت ہوئین کہ بیان نہین کرسکتا - مین نے اپنی تمام عمر مین ایسی کوئی دوا نافع نہین پائی مجھے کلی فائدہ ہوگیا -

المشتہر (فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی مال بازار امرت سر (پنجاب)

ہندوستان مین پیدا شدہ مرضون کا علاج

(مندرجہ ذیل ادویہ راقم سے امتحاناً نگارہ کیجیو)

شربت مقوی اعصاب - یہ سریع الاثر قابل اعتماد و مبلی طاقت کیلیے جو کثرت فواحشات و مسکرات و کثرت محنت سے ضعیف واقع

معدہ وجگر و دردِ سر و کمر قبض تاریکی چشم وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کر نیوالے ہون دور کرکے مشانہ وادہ انسانی کو درست کرتا ہے
قیمت فی شیشی للعہ ر **روغن** خارجاً لگانے سے اون عوارض کو جو سوء استعمال وخلاف قدرت عامل ہونے سے اپنے ہاتھون تو انجراب
کر چکے ہون فی تولہ للعہ ر **ہیر ائیل** دریا خوشبو کے علاوہ بالوکو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ زکام ریزش عطسہ جنکو ادنی ادنی باتون سے
ہو جاتا ہے آواز بھاری ہو جانا کھانسی وغیرہ کو دور کرتا ہے ضعف دماغ و ابصر کو پیدا نہین ہونے دیتا شیشی سے **نسخہ ممیرا** مقوی بصر
حافظہ بینائی دہندہ جالا پانی جانا خارش سر خی وغیرہ دور کرتا ہے دو ماشہ کیلیے سے **سنون عجیب** لاثر ہلتے دانت کو مضبوط کرتا ہے درد بد بو
میل گوشت خورہ مسوڑون کی خرابیان دفع کرتا ہے تولہ کیلیے عہ **حب** دائمی قبض درد شکم قراقر نفخ ریاح درد مکر کی اشتہا زدی چشم دل کی
دھڑکنا ہتھ پاون کا جلنا عرق النسا سر کا چکرانا منھ سے پانی جانا وغیرہ دور ہوتا ہے چار درجن کیلیے عہ **حب** ذیابیطس تشنگی بار بار
آنا پیشاب کا لاغری کمزوری وشکر کو دور کرکے قوت کو پیدا کرتا ہے جگر کو درست بناتا ہے ایک تولہ کیلیے عہ **حب** بواسیر وغیرہ کو دور کرتا ہے
دو ہفتہ کیلیے عصا **روغن اعجاز** اسکا اعجاز دیکھنا ہو تو امراض سرطان بدہ خنازیر تالو کا سوراخ سبکندین حب زخمون مین کیڑے
پڑے اور پیپ نکلنے سے ناک مین دم ہو تو آزما ڈالو لگاتے ہی درد دور بدبو کافور ہو کر زخم دنون مین بھر جاتا ہے دو تولہ کیلیے عصا **حب**
قائم مقام افیون کھانیوالا زندہ در گور دنیا کے لطف سے محروم دیکھا جاتا ہے اسلیے اگر چھوڑنا چاہو بلا تکلف چھوڑ سکتے ہو حصہ **خضاب**
زینت شباب چند منٹ مین نیا رنگ نیا ڈھنگ آتا ہے پیری مفقود علامات جوانی مشہود قیمت شیشی سے

المشتہر حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کانپور کا قدرتی جوہر (چمڑہ کی دباغت وسامان کی طیاری)

جیسا کہ تمام ہندوستان مین صرف کانپور ہی کو یہ فرق حاصل ہے کہ مثل ولایت کے چمڑہ کی دباغت و اسباب کی طیاری مین اپنا آپ نظیر ہے
ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامانکی طیاری کی خصوصیت حاصل ہے جسکی اول درجہ کی قیمت پہچانی کیجاتی ہے اور بالکل علی وجہ کہ چمڑے پر زنکی ساتھ نہایت
پائداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہو اور تمام دکمان لایتی اور زاہدون سے اور نہایت ہوشیار کاریگرون سے کام لیا جاتا ہے اسکا بھی پورا لحاظ رہتا ہے کہ جس جس
مقام کا چمڑا جانور کہ جسکا ناقص ہوتا ہے ہرگز نہین کیا جاتا بلکہ بلا خیال کسی نقصان کے نکالدیا جاتا ہے اور سلائی بھی کسی پرزہ کی جو بوجہ کی نہین ہوتی بلکہ تمام چمڑے
کی بس جن صاحبونکو بہتری یا طیاری کسی سامان چرمی کی منظور ہو مفصل فہرست اُردو یا انگریزی کارخانہ ہذا کی طلب فرما کر طلب فرما دین اور ایک ہی آرڈر مین کارخانہ
کی معاملات کا حسن و قبح معلوم فرما دین علاوہ اسباب چرمی کے ہر قسم کا اسباب مثلاً جیبی گھڑیان کلاک ٹیم پیس جو تہ ساختہ کانپور بوٹ گورگابی
و منوزہ و گیٹس و پرتلہ و تو سدان و غیرہ پرتن مراد آبادی و کپڑہ اولاتی و دیسی ہر قسم کا دبرتن مسی وغیرہ وغیرہ جس قسم کی ضرورت ہو دوسرے سوداگر
کمیشن ایجنٹ کانپور و بمبئی کی فہرست ملاکر اوس فہرست سے جس چیز کو میری کمیشن ایجنسی مین منگانا منظور ہو اوس چیز کے نمبر فہرست
مذکور سے اوقام فرما کر طلب فرما دین انشاءاللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے اونی روپیہ کی تخفیف سے ارسال ہو گی۔

المشتہر کرم الٰہی سوداگر مچھلی بازار کانپور

اطلاع بخدمت خریداران رسالہ حسن

رسالہ حسن جو ماہوار زیر نگرانی و سرپرستی عالیجناب **نواب عماد نواز جنگ بہادر** حیدرآباد دکن سے نکلتا ہو چار مہینے سے چند عالی درجہ قدردانوں کی فرمائش سے **مطبع مفید عام آگرہ** سے جو چھاپنے کے فن مین مسلّم اور نہایت پسندیدہ ہو شائع ہوتا ہو تاکہ اسکے اولوالعزم ناظرین کو خوبی مضامین کے ساتھ لوازم طبع کا بھی پورا لطف حاصل ہو جو حیدرآباد کے مطابع سے باوجود کوشش ممکن نہین ہوا - اس سے ہمکو اپنا حیدرآباد کا خاص مطبع بیکار کرونا پڑا اور اخراجات کی توفیر ہوئی - ہمکو امید ہو کہ ہمارے اولوالعزم ناظرین بلحاظ کثرت وجدّت اخراجات دفتر اپنا اپنا زرِ بقایا ادا فرما کے ممنون کرینگے اور اس علمی پرچہ کی درمے و قلمے مدد فرما کر اپنی قوم کو جسمین مختلف علوم و فنون کے اشاعت کی ہنوز بہت ضرورت ہے اس سے فائدہ اُٹھانیکا موقع دینگے مطبع مفید عام آگرہ کو رسالہ کے دیگر تعلقات سے کوئی بحث نہین ہو اسلیے جملہ خط و کتابت و ترسیل زر حسب دستور سابق حیدرآباد مین نواب صاحب موصوف کے نام نامی سے ہونی چاہیے

چندہ سالانہ سال تمام عـ۱۲ کم آمدنی والون سے - لعہ اُجرت اشتہار فی مرتبہ فی صفحہ ایک روپیہ

الاقرام

محمد یوسف منیجر رسالہ حسن حیدرآباد دکن

جلد نمبر ۱۰

حسن

بابت ماہ اکتوبر ۱۸۹۳ء

اجرام فلکی کی تاثیرات از جناب شریف الدین صاحب ... ... صفحہ (۱)

بقیہ مراسم شادی مسلمانان آگرہ از جناب محمد باسط علیخان صاحب اکبرآبادی (۲۵)

بقیہ تذکرۃ المشاہیر از عالی جناب نواب عماد نواز جنگ بہادر ... (۴۳)

در مطبع عالم میعدم آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم طبع شد

سنہ ۱۸۹۳ء

اجرام فلکی کی تاثیرات

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ الْکَوَاکِبِ وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطَانٍ مَّارِدٍ

خرامیدن لاجوردی سپہر		ہمان گرد بر گشتن ماہ و مہر	
مپندار کز بھر بازی گریست		سراپردۂ این چنین سرسریست	
درین پردہ یک رشتہ بیراہ نیست		بجز خاصگان ہر کس آگاہ نیست	

اکثر اسرار ایسے ہین جو عالم سفلی کی موجودات ارضی مین ودیعت ہین اور عالم سفلی عالم علوی کا تابع ہے اور اوس کی مخلوق اس کی مخلوق سے متاثر و منفعل ہین اور وہ اونکو لازم و ناگزیر ہین۔ (ارسطو)

بونا پارٹ شاہنشاہ فرانس کا پی در پی فتوحات حاصل کرنا جنگی لیاقت کے ہمراہ اوس کے احکام نجوم کی ہدایتون پر کاربند ہونیکا صحیح ثمرہ خیال کیا گیا ہے۔ (ہسٹری آف بونا پارٹ)

زمانہ کے انقلابات نے بخوبی یہ بات ثابت کر دی کہ کیسوقت مین اوسکی رفتار یکسان نہین رہسکتی اوسکی نیرنگیونکی دلچسپیون سے کوئی مخلوق ایسا نہین جو کم و بیش لطف نہ اوٹھاتا ہو۔ اس مین شک نہین کہ تھوڑا بہت اُنس و محبت ہر شخص کو زمانہ کیساتھہ ہے خصوصاً نوع انسان جو کہ اشرف المخلوقات کہی جاتی ہے اور جس نے تمام انواع جنسیہ مین ایک امتیازی و افتخاری تمغہ حاصل کیا ہے زیادہ تر زمانہ کی تغیر پذیر حالتون سے مانوس ہے۔ مگر عالم استحالہ جن مین بے شمار انقلابات ہر وقت ہوتے رہتے ہین کب اس قابل ہے کہ انسان اوس سے محبت پیدا کرے جبکہ اوسکا وجود بھی دائمی نہین ہے

اور نہ اون چیزون کا جو اوس مین موجود ہین —

اگر ابتداے آفرینش عالم سے اِس وقت تک کی تاریخ دیکھی جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ دنیا نے کتنی کروٹین بدلین کتنے نامی گرامی اشخاص اوس مین پیدا ہوے اور اوس مین مرکھپ گئے کتنی عمارتین روی زمین پر تعمیر ہوئین اور نیست و نابود ہو گئین اور کسقدر قومین اوسکی مدوجزر مین پھنسکر پستی سے عروج پر چڑھین اور عروج سے پستی کی طرف گر پڑین - یہان تک کہ اون کے آثار بھی عالم سے مٹ گئے اسی کا نام تغیرات دنیا ہے - اِس لیے یہ دعویٰ کہ (زمانہ کی رفتار کسی وقت مین یکسان نہین رہتی) غلط نہین ہو سکتا - رفتار کے معنی یہ نہین کہ زمانہ متحرک ہے کیونکہ وہ کوئی مجسّم شی نہین ہے بلکہ اوسکی رفتار سے مراد اوس کے تغیرات ہین ایک دن تھا کہ بنی اسرائیل شام کے وسیع ریگستانون بلند پہاڑون اور سرسبز آباد اور زرخیز جزیرون مین حکومت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے روے زمین کی تمام قومون سے ترقی کے میدان مین آگے تھے مگر جب خلاق عالم اور قادر مطلق کی طرف سے غافل ہوئے بڑے بڑے پیغمبرون اور قومی بزرگون کا خون کرنے لگے تو نینوا کے ظالم بت پرستون کی قید اور غلامی کی صعوبتون مین پڑکر اوس حکومت سے ہاتھ دھو بیٹھے جس نے اون کو دنیا مین سب قومون سے ممتاز کر دیا تھا -

اسی طرح اسلام کی تلوار کسی وقت مین ساری دنیا مین چمکی اور اپنی چمک دمک سے دیکھنے والونکی نگاہون مین خیرگی پیدا کر دی یہان تک کہ اسلام کو ایک ریگستانی ملک سے نکالکر تمام دنیا مین پھیلا دیا اور مسلمانون کو روے زمین کا شہنشاہ بنا دیا آج وہی تلوار ہے جسپر ذوالفقار علی ورنیام کا مقولہ صادق ہے اور وہی مسلمان ہین جو اپنی مفتوح اقوام کی رعایا سمجھے جاتے ہین اِس سے کہا جاتا ہے کہ اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ

یہ امر بہر حال مسلم ہے کہ عالم متغیر ہے اور اوسکی کسی حالت کو ہمیشہ قیام نہین اور اس مسئلہ مین بحث کرنے کے لیے تمام فلسفہ وحکمت کی کتابین موجود ہین رہی یہ بات کہ عالم کیون متغیر ہے البتہ یہان ایک اہم اور پیچیدہ مسئلہ ہے جس کا جواب دشوار اور غور طلب ہے میرے ناقص خیال مین سب سے زیادہ قوی سبب عالم کے تغیرات کے واسطے فلک الافلاک کی حرکت ہے جسکو اسلاف کے حکما بالکل خیال خام تصور کر رہے ہین۔

نظام عالم مین اجرام علوی اور اجسام سفلی باہمی تعلقات سے کائنات کے افعال کو زندہ اور متحرک کر رہے ہین۔ شمسی قمری نجومی گردش بارش گرمی سردی دریا کا مدوجزر حیوانات کی نشو ونما زندگی وموت پر بین اثر اپنا دکھا رہے ہین اور خصوصاً استوا خط سرطان وجدی اور قطبین کے جاندار ونباتات دور ونزدیک کے شعاعی اثر کی تمیز ظاہر کر رہے ہین۔

بیشک فلک کی تاثیرات سے بچنا اوسی قدر دشوار ہے جس قدر فلک کے دائرہ سے باہر نکلنا مشکل ہے۔ جس طرح آفتاب کے طلوع وغروب سے دن اور رات کا پیدا ہونا اور اونکی تاثیر موالید ثلثہ پر ظاہر ہین اوسی طرح تمام اجرام فلکی کے آثار اہل لوگون پر ثابت ہین جو اون سے واقف ہین۔

مذہب اسلام نے علم نجوم کو صحیح مان لیا ہے اور اجرام فلکی کی تاثیرات سے ہرگز انکار نہین کیا ہے اسکی تصدیق کیواسطے بکثرت تفسیرین قرآن کی موجود ہین ہان شارع اسلام نے جو ممانعت نجوم پر عقیدہ تمند ہونے سے کی ہے اوسکی مصلحت جداگانہ ہے اوس ممانعت سے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ علم نجوم غلط ہے یا اوسکی واقفیت مسلمانون کے لیے ممنوع ہے۔ شارع اسلام نے صرف اس خیال سے اس علم کے اشتغال وانہماک کو منع فرمایا ہے کہ اہل اسلام اجرام فلکی کی گردش

اور اوسکی تاثیرات پر معتقد ہوکر خلاق عالم کی قدرت سے بدگمان نہو جائین - اور ایسا نہو کہ مسلمان احرام فلکی کو بذاتہ فاعل حقیقی اور کارکن عالم تصور کرکے وحدہٗ لاشریک کی توحید و معرفت سے باز رہین یا آیندہ غیب دانی سے نظام عالم مین خرابی پیدا کرین یا چاند سورج کی پرستش کرنے لگین جیسا کہ اور قومون نے کیا ہے مگر ہم جس وقت ان اعتقادات مین مبتلا نہون بلکہ احرام فلکی کی تاثیرات سے اللہ کی قدرت و قوت کا سبق حاصل کرین اور یہ خیال کرین کہ ؎

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین	کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری مین

تو کیا شریعت ہم کو علم نجوم کی واقفیت کے لیے سد راہ ہوسکتی ہے - کبھی نہین —

اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَھُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰھَا وَزَیَّنّٰھَا وَمَا لَھَا مِنْ فُرُوْجٍ —

آمدم برسر مطلب

آسمان[1] قدیم حکما کے نزدیک نو[9] ہین جن کو فلک کُلّی کہتے ہین اور جو اون کے سوا چھوٹے چھوٹے آسمان ہین اون کو فلک جزئی کہتے ہین -

آسمانون کی گردش مختلف طریقون پر ہے کوئی تیز رفتار ہے کوئی سُست رفتار کوئی مشرق سے مغرب کی طرف اور کوئی مغرب سے مشرق کی طرف گھومتا ہے -

فلک الافلاک یا فلک محدد جہات وہ فلک ہے جو سب آسمانون کو محیط ہے اور سب سے بڑا ہے فلک الافلاک کا دورہ پورب سے پچھم کی طرف ایک شبانہ روز مین تمام ہوتا ہے اوسکے ساتھ اور نیچے والے افلاک بھی اپنا دورہ ایک رات و دن مین پورا کر لیتے ہین اس حرکت کے سوا ایک دوسری حرکت افلاک کو اور ہے جس کو حرکت ذاتی کہتے ہین - فلک آفتاب اپنا دورہ ایک سال مین

(نوٹ) [1] از کتاب البدء والتاریخ قلمی - [2] ذخیرہ اسکندریہ - [3] پنیر سیکلوپیڈیا -

ختم کرتا ہے اور اسی طرح سب ستارے اور افلاک کچھ تو خود کام کرتے ہین کچھ اوپر کے افلاک کی تاثیرات سے۔

باعتبار ہیئت اجتماعی ستارون کے فلک ثوابت کے بارہ حصے ہوگئے ہین جن کو بلحاظ انکی صورت فاصلہ کے بارہ برجون کے نام سے موسوم کیا ہے اور جن کے نام حسب ذیل ہین۔

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲

حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان عقرب قوس جدی دلو حوت۔

اور ہر برج تیس حصون پر تقسیم ہوا ہے ہر ایک حصہ کو درجہ کہتے ہین اور ہر درجہ کے ساٹھ حصے ہین جن کو دقیقہ کہتے ہین اور ہر دقیقہ کے بھی ساٹھ حصے ہین جن کو ثانیہ کہتے ہین۔

ستارون کی دو قسمین ہین ثوابت و سیارہ ثوابت کا کوئی شمار نہین ہے اور اگر ہے تو وہ جناب باری کے علم مین ہے انسانی کوششون سے صرف اسقدر بذریعہ رصد کے دریافت ہوا ہے کہ ایک ہزار پانچسو ثوابت ہین اور سات سیارہ جن کی تفصیل مع اون کے مزاجون اور محل سکونت کے یہ ہے۔

۱۔ زحل ساتوین آسمان پر طبیعت مین سرد ہے اور چال سست۔ — — — — جدی دلو۔

۲۔ مشتری چھٹے آسمان پر طبیعت مین معتدل۔ — — — — — — — — قوس حوت

۳۔ مریخ پانچوین آسمان پر طبیعت مین گرم۔ — — — — — — — — حمل عقرب

۴۔ شمس چوتھے آسمان پر طبیعت مین گرم۔ — — — — — — — — اسد

۵۔ زہرہ تیسرے آسمان پر طبیعت مین مرطوب۔ — — — — — — — — ثور۔ میزان

۶۔ عطارد دوسرے آسمان پر طبیعت مین گرم و سرد۔ — — — — — جوزا۔ سنبلہ

۷- قمر آسمان اول پر (جسے آسمان دنیا کہتے ہین) طبیعت مین سرد اور رجال مین نہایت تیز - سرطان شمس (آفتاب) کا دورہ ایک سال مین تمام ہوتا ہے اور وہ ہر مہینہ مین ایک بُرج طے کرتا ہے اور اوس کے سفر کا سلسلہ اس طور پر ہے کہ اوّل مہینہ مین حمل - دوسرے مین ثور - تیسرے مین جوزا - چوتھے مہینہ مین سرطان - پانچوین مین اسد - چھٹے مین سنبلہ - ساتوین مین میزان - آٹھوین مین عقرب - نوین مین قوس - دسوین مین جدی - گیارہوین مین دلو بارہوین مین حوت -

اور ان دوازدہ بروج کی تقسیم اٹھائیس حصّون پر ہے جن مین قمر کا دورہ ہوتا ہے اور جو منازل قمری کہلاتے ہین اون کے نام یہ ہین -

سرطان - بطین - ثریّا - دبران - ہقعہ - ہنعہ - ذراع - نثرہ - طرف - جبہہ - زہرہ - صرفہ - عوا - سماک - عقر - زبانی - اکلیل - قلب - شولہ - نعائم - بلدہ - سعد الذابح - سعد بلع - سعد السعود - سعد الاخبیہ - فرع الاول - فرع الثانی - بطن الحوت -

ان دوازدہ بروج مین تین ناری کہلاتے ہین یعنی حمل اسد قوس - اور تین مائی یعنی جوزا میزان دلو - اور تین بادی یعنی سرطان عقرب حوت - اور تین خاکی یعنی ثور سنبلہ جدی -

اور انہین بروج مین آفتاب و ماہتاب کی گردش سے دن و رات پیدا ہوتے ہین اور مہینہ اور سال -

اجرام فلکی کی صورت جسم اور جو کچھ اونکے اندر ہے قدیم تحقیقات کے موافق

اہل اسلام کے نزدیک یہ ستارے آسمانون سے مثل قندیل کے معلق ہین اونکے طول و عرض

کی نسبت صرف اس قدر دریافت ہوا ہے کہ آفتاب و ماہتاب طول و عرض مین برابر ہین۔
ابو حنیفہ کہتے ہین کہ آفتاب و ماہتاب کا طول و عرض ۱۸ لاکھ کوس کا ہے۔
ضحاک کے نزدیک آفتاب کا طول دو لاکھ نوہزار کوس کا ہے اور آفتاب ماہتاب سے بڑا ہے اور باقی ستارے ۴۴ کوس کا طول و عرض رکھتے ہین۔
عکرمہ۔ کہتے ہین کہ آفتاب کی وسعت دنیا کے برابر ہے اور اوسکا ثلث قمر کی وسعت ہے
ان سے پہلے کے محققین کی رائین ان سے بہت مختلف ہین یونان کے نامور نجومی و حکیم اپنے مختلف خیالات ان ستارون کی نسبت کچھ اور ظاہر کرتے ہین۔
اخلوطرخس کہتا ہے کہ آفتاب کا قطر زمین کے برابر ہے اور دائرہ ۳۹ حصہ بڑا ہے۔
بعضے کہتے ہین کہ بمقدار ۹ قدم سوار کے زیادہ ہے بعضے کہتے ہین کہ آفتاب اوسی قدر بڑا ہے جسقدر ہمکو نظر آتا ہے اور اکثر کے نزدیک $\frac{۴۴}{۸}$ ۱۶۶ حصہ زمین سے بڑا ہے۔
اس قسم کے اختلافات ہین جو زمانہ قدیم کے مشہور و معروف محققین کی تحقیقات مین پائے جاتے ہین۔
جسم آفتاب کے بارے مین ارسطو کہتا ہے کہ علاوہ چار عنصر آب و خاک باد و آتش کے آفتاب کا جسم ایک پانچون عنصر سے بنا ہے اور ایسا ہی جرم فلک ہے۔
افلاطون کہتا ہے کہ آفتاب کا جسم اصل جوہر آتشی سے بنا ہے۔
رواقین کہتے ہین کہ آفتاب دراصل ایک جوہر عقلی ہے جو سطح بحر سے بلند ہوتا ہے۔
بعض حکما کہتے ہین کہ آفتاب کا جسم مثل آبگینہ کے ہے جو عالم علوی کی آگ کا عکس حاصل کرتا ہے

اور وہی روشنی دنیا تک پہونچتی ہے۔

بعض کہتے ہین کہ دراصل جوہر شمس ایک مادہ ہے مثل حرارت کے جو آگ کو روشن کرتا ہے۔

اسی قسم کے اختلافات قدیم محققن کے اون خیالات مین دیکھے جاتے ہین جو شکل آفتاب کے بارہ مین ظاہر کیے گئے ہین۔ رواقین کے نزدیک آفتاب اور تمام ستارے شکل مین کروی ہین بعضے آفتاب کی شکل کو شیر سے مشابہ بتاتے ہین بعضے کہتے ہین کہ آفتاب ایک کشتی ہے جس مین پھل اور پھول بھرے ہوے ہین اور وہ سطح بحر پر تیر چل رہی ہے۔

آتش پرستون کے نزدیک بھی آفتاب مثل کشتی کے ہے جس مین آگ روشن ہے۔

قمر

بعض حکماے یونان کہتے ہین کہ جوہر قمر ایک روشن بجلی ہے۔ افلاطون کہتا ہے کہ قمر کی ترکیب مین اصل جوہر آتشی سے کام لیا گیا ہے اسی وجہ سے وہ روشن معلوم ہوتا ہے۔

اخیر زمانہ کے یونانی اہل ہیئت ماہتاب کو مثل آیئنہ کے بتاتے ہین جو آفتاب سے عکس حاصل کرتا ہے اور اسی طرح اور ستارے بھی۔

بقیہ پانچ ستارے

اسی طرح کے اختلافات ان ستارون کے بارہ مین بھی ہین ان کی جسامت کی نسبت بعض کہتے ہین کہ سب باہمدیگر برابر ہین بعض کے نزدیک آفتاب سے چھوٹے ہین بعضون کے نزدیک زمین سے بڑے ہین اور بعضون کے نزدیک چھوٹے منجمین کے نزدیک چھوٹے سے چھوٹا ستارہ زمین سے ۱۶ حصہ بڑا ہے اور بڑے سے بڑا ۱۸۰ حصہ اور سبکی تفصیل اسطور پر ہے کہ آفتاب زمین سے

۶۰ درجہ بڑا ہے زحل ۹۹½ مشتری ۱۰۱¾ مریخ ۵۵ درجہ زہرہ ۴۴ درجہ عطارد ۲۲ درجہ اور قمر ۳۹½ درجہ۔

ارسطو کہتا ہے کہ تمام اجرام فلکی ذی روح ہین اور شکلون مین مختلف۔

اور حکماے یونان اس بارے مین اختلاف بھی کرتے ہین اور اتفاق بھی۔ خلاصہ یہ کہ آفتاب یا دیگر اجرام فلکی کے بارے مین جسقدر اختلافات بیان کیے گیے ہین اوس سے بہت زیادہ اختلافات ہین جو اون کی حالتون کے تغیرات کے بارے مین ہے مثلاً طلوع وغروب وکسوف اور شہاب ثاقب وغیرہ کی ماہیتون مین اس لیے بخیال طوالت اونکی تفصیل قلم انداز کی جاتی ہے اور اصل مقصد کی طرف رجوع کی جاتی ہے۔

اس بات سے انکار نہین کیجا سکتی کہ عالم علوی کا اثر عالم سفلی پر بہت کچھ ہے۔ دنیا کے موجودات۔ حیوان انسان معدنیات نباتات وغیرہ برابر اجرام فلکی سے اثر پذیر ہین۔

نباتات کی پیداوار کا بڑا سبب آفتاب وماہتاب کا مختلف اثر ہے۔ انسان وحیوان کے مزاجی تغیرات کا اصلی سبب آفتاب کا اثر ہے۔

معدنیات مین سونا زمین کے اجساد سے ہے اور دیر تک باقی رہتا ہے اسلیے کہ نقصان پیدا کرنیوالی اشیا کا نفوذ اوس مین بہت کم اور بہت دیر مین ہوتا ہے کیونکہ سونے مین ثقل بہت زیادہ ہے اسی وجہ سے وہ باعتبار اپنی ہمجنس معدنیات کے مرکز عالم کا زاید مستحق ہے اور آفتاب کے ساتھہ مخصوص ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ آفتاب کا ہمرنگ ہے۔

لیکن چاندی جب اوس کے ساتھہ ملائی جاتی ہے تو وہ سونے سے برابر پیوستگی قبول کرلیتی

ہے اس لیئے کہ دونون کو باہم مخلوط ہوجانے سے کسی قسم کا نقصان نہین پہونچتا لہذا چاندی قمر کے ساتھہ مخصوص اور شرافت کی مستحق ہوئی۔

اور چونکہ انسان تمام جنس حیوان مین افضل و اشرف ہے اور حیوان تمام اجسام مرکبہ پر شرف رکھتا ہے اس واسطے حیوان مناسب انسان کے ہوا یہی وجہ ہے کہ انسان اوس کو دوست رکھتا ہے اور اسی واسطے جو چیزین قدیم یونانی تجربات کے موافق حیوان کے بدن اوس کے اخلاط اوسکی رطوبات اور اوس کے اعضاسے بنائی جاتی ہین وہ افضل ادویہ اور پر تاثیر سموم عظیم النفع ہوتی ہین اور مرکبات اجسام مین بہت قوی اثر کرنے والی نکلتی ہین جبکہ حکما اوسکو لائق تدبیرون سے تیار کرتے ہین۔ اس مسئلہ کو سمجھکر دوسری تاثیرات پر اسی طرح قیاس کرلو۔

اجرام فلکی کی تاثیرات کا مفصل بیان مین اسوقت ارسطو کی ایک بسیط اور دلچسپ تقریر سے نقل کرتا ہون جو میرے مدعا کے ثبوت مین بہت کچھہ مدد کرسکتا ہے۔

وہ عالم علوی اور عالم سفلی بلکل ایسے متصل ہوگئے ہین کہ گویا دونون ایک ہین اس لیئے کہ ہوا ہر جسم کے ظاہر اور بعض کے ظاہر و باطن سے ملی ہوئی ہے اور وہی ہوا آسمانون سے متصل ہے اس لیئے کہ خلا نہین جو دونون کے درمیان موجود ہو۔

اسی طرح نیچے کے آسمانون کو اوپر کے آسمانون کے ساتھہ تا فلک الافلاک اتصال ہے۔

جب سب اجسام ارضی عالم افلاک کے ساتھہ متصل ہین جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تو سفلی کا علوی سے اثر پذیر ہونا کچھہ تعجب کی بات نہین خصوصاً ہوا شعاع کو اکتسب (جو مع اپنے

قوی کے اقسام ارضیہ تک پہونچنے والی ہین) خالی نہین۔

وہی مع تمام امور کے اپنی غایات تک منتہی ہوتے ہین جنکی مبادی کے وقت شکل آسمان کی اوس شکل کے ساتھہ متفق ہوتی ہے جو فاصل اشکال فاصلہ ہے اور جسکو مسدس یا مثلث کہتے ہین۔

جب دو ستارے بارہ برجون مین سے کسی برج مین ہوتے ہین تو اون ستارونکے درمیان اون بروج کے فاصلہ کے اعتبار سے مختلف قسم کی شکلین پیدا ہوتی ہین اون کو اشکال فاصلہ کہتے ہین پس فاصل اشکال فاصلہ مسدس اور مثلث ہین اور باعتبار اور اشکال کے یہہ دونون افضل ہین۔

مسدس اس وجہہ سے افضل ہے کہ جس شکل کا ضلع قطر کے طول و قوت مین مشارک ہو وہ مسدس ہے۔

دوسرے یہہ کہ اعداد نامہ کا اول مرتبہ چھہ ہے۔

اور مثلث اسی وجہ سے اشرف ہے کہ جہات امتداد کے تین ہین یعنی مسافات طول و عرض و عمق۔ دوسرے اس وجہہ سے کہ اوس کے زاویہ بھی تین ہین اور چونکہ مثلث کے زاویے برابر دو قائمون کے ہوتے ہین اور اوسکے تمام انواع مع اختلاف اوسکے زاویون کے دائرہ قبول کر سکتے ہین اور وہ تمام اشکال کے لیے بالطبع گویا مکسال ہے کیونکہ تمام شکلین مثلثات کی طرف منقسم ہو سکتی ہین جیسا کہ اعداد عدد واحد کی طرف منقسم ہوتے ہین جب یہہ دونون شکلین اس تعریف سے مشرف ہوئین تو آسمان کی شکل کو اکب کے ساتھہ ان دونون کے شامل جب ہوگی تب علامت سعادت کی تصور ہوگی۔

سلامت سعدین سے مراد دو سعید ستارون کا باہم ملنا ہے اور سلامت نحسین سے غرض دو منحوس ستارون کا قران ہے۔

سبع سیارہ مین پانچ ستارے یعنی مشتری زہرہ عطارد قمر شمس مسعود ہین اور دو یعنی زحل و مریخ منحوس سمجھے جاتے ہین۔

جب شمس و قمر ایک جگہ پر ملتے ہین تو قران السعدین کہتے ہین اور اسی طرح مشتری و زہرہ کا قران بھی قران السعدین کہا جاتا ہے اور زحل و مریخ کی یکجائی کا نام قران النحسین ہے اور سطح عطارد چونکہ طبیعت مین معتدل ہے اس لیے سعید ستارے سے ملکر قران السعدین پیدا کرتا ہے اور منحوس کے ساتھ قران النحسین۔

نیر اعظم یعنی آفتاب۔ سبع سیارے مین یہ سب سے بڑا ستارہ ہے اس کی تاثیرات اس عالم مین کثرت سے دیکھی جاتی ہین۔ اہل نجوم کے نزدیک آفتاب کی تاثرات سے بچنا نہایت دشوار ہے کیونکہ وہ ستارون مین عظیم القدرت ہے اور اوس کا اثر عام علوی مین اس طرح پر ہے کہ زحل و مریخ و مشتری جب آفتاب سے قریب ثلث دائرہ کے فاصلہ پر ہوتے ہین تو اوس کی تدویر فلک کے دونون نطاقون کی بلندی سے نطاق ادنی کی طرف جھکتی ہے اور وہ لوٹتا ہوا معلوم ہوتا ہے اسی سے اوس کے آثار ضعیف ہو جاتے ہین لیکن زہرہ عطارد و قمر ستارے آفتاب کے ساتھ عجب وابستگی کے ساتھ ہین کہ کبھی زیادہ دور نہین جاتے مثلاً زہرہ آفتاب سے اپنے انتہائی بعد کی حالت مین ثمن فلک کے فاصلہ پر ہوتا ہے۔ یا عطارد نصف سبع دائرہ سے زائد دور نہین ہوتا ہے۔

جب آفتاب اور ان ستارون کے درمیان مندرجہ بالا فاصلہ ہوتا ہے تو وہ ستارہ آفتاب کے سامنے ہوتا ہے تو آفتاب کی طرف رجعت کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے ورنہ پیچھے کیطرف تیزی سے چلتا ہے یہان تک کہ آفتاب سے قریب ہو جائیگا اور اوس سے ملجائیگا اور احتراق پیدا کرے گا اوسکے بعد یا آفتاب کی طرف راجع ہوگا یا اسی توالی دائم پر مستقیم رہیگا پھر ہر ایک کی تدویر کا فلک آفتاب سے ہمیشہ مقارن ہوگا اور حرکت آفتاب کے ساتھہ بغیر کمی وبیشی کے حرکت کرے گا - یہ آفتاب کا اثر پانچ ستارون کے ساتھہ اظہر من الشمس ہے -

اسی طرح قمر مین بھی آفتاب کی تاثیر پائی جاتی ہے کیونکہ وہ جسقدر آفتاب سے قریب ہوتا ہے اوسی قدر اوسکی روشنی کم ہوتی ہے اور جسقدر دور رہوتا ہے اوسیقدر روشنی بڑہتی ہے -

آفتاب جب طلوع کرتا ہے تو سب ستارون کی روشنی اوس کے نور مین چھپ جاتی ہے یہانتک کہ وہ نظر بھی نہین آتے اور اسکی وجہ یہی ہے کہ آفتاب کی روشنی تمام عالم علوی مین پھیل جاتی ہے اور وہ سب ستارون پر یہ اثر رکھتی ہے کہ نظر سے غائب ہو جاتے ہین -

آفتاب کی تاثیرات عالم سفلی یا اس دنیا پر بکثرت ہین - عالم کے تمام تغیرات کا اصلی سبب یہی آفتاب کی مختلف تاثیرات ہین مثلاً ادنی اثر آفتاب کا یہہ ہے کہ جب کسی مقام کی طرف آفتاب زیادہ قریب ہو کر احتراق آتشی پیدا کرتا ہے تو وہان شدت گرمی کے باعث حیوانات نہین پیدا ہوتے اور یہ بات جنوبی میدان مین دیکھی جاتی ہے -

وہ مقامات جہان آفتاب زیادہ گرمی پیدا کرتا ہے وہان کے باشندے سیاہ رنگ

ہوتے ہین اسوجہ سے کہ اسی گرمی کی شدت سے اونکے چمڑے اور مواد جل جاتے ہین۔

اور جس مقام پر آفتاب کا اثر اس طرح نہین ہے یا کم ہے وہان اس کے خلاف دیکھا جاتا ہے مثلاً اقلیم اول کے لوگ کم سیاہ ہوتے ہین۔ اسی طرح اقلیم ثانی کے لوگ گندمی رنگ ہوتے ہین اور اقلیم سوم وچہارم جہان کے باشندے مزاج مین معتدل ہوتے ہین اس لیے کہ اونکی قضای آسمانی اور اونپر آفتاب کی گرمی اعتدال کے ساتھہ ہے اور آفتاب وہانسے زیادہ بلند ہوتا ہے۔

اور چونکہ اوس کا بعد زمین سے زیادہ ہے اس لیے اقلیم چہارم فاضل شخصون۔ پاکیزہ صورتون اور عقلمندون وحکیمون کا مخزن ہے۔

اقلیم پنجم مین تاثیر آفتاب کی اعتدال سے کم ہے اس لیے وہان سردی زیادہ ہوتی ہے اور برف جمی رہتی ہے اور وہان کے باشندون کی اکثر بینین تنگی مین اقلیم چہارم والونسے کم ہین۔

اقلیم ششم وہفتم کے باشندے مثل امرد لڑکون کے بے ریش وبروت ہوتے ہین اور اونپر برودت ورطوبت کے غلبہ سے یہ اثر ہوتا ہے کہ اون کی آنکھین بلی کی طرح ہوتی ہین اور اونکے بال سیاہ اور گول ہوتے ہین۔ اور مزاج مین اعتدال بہت کم ہوتا ہے کیونکہ آفتاب جب جنوبی برجون مین ہوتا ہے تو اون سے بہت دور ہوجاتا ہے اور اوس کا اثر اوس کے قریب بہت کم ہوتا ہے اور جب شمالی برجون مین قریب آتا ہے تب بھی اونکی سمت راس سے دور ہوتا ہے اس لیے آفتاب کا اثر جو تعدیل ہوا مین قابل اعتماد ہوتا ہے اون کے قریب نہین پہونچتا ہے اور اسی وجہ سے اون کے مزاج بھی زمہریری جاڑون مین بدلتے ہین۔

پس معلوم ہوا کہ انسانی مزاجون شکلون وغیرہ کا اختلاف آفتاب کے باعث سے ہوتا ہے البتہ اخلاقی اختلاف تو یہ ادن کے مزاجون کے باعث ہے۔

مثلاً تاثیر اوہام۔ عالی ہمتی اور خوکشی جو ہندوستان مین ہے کہین نہین۔ خودنمائی حمیت جو دوسری اقلیم مین ہے وہ اور اقلیمون مین نہین ہے

اسی طرح تحمل۔ قلت رعونت باشندگان اقلیم ششم مین زائد ہے۔ ذکا صحت ادراک اور اعتدال اخلاق اقلیم چہارم کا حصہ ہے۔

نباتات پر جو اثر آفتاب کا ہے وہ بھی بخوبی ظاہر ہے بلکہ نباتات کی پیدایش کا خاص سبب آفتاب کا اثر ہے۔

بعض نباتات کا بعض ممالک مین پیدا ہونا اور بعض مین نہونا اسکا بھی اصلی سبب ملکون اور زمینون پر آفتاب و ماہتاب کا مختلف اثر ہے۔ جیسے چوہارا ہمیشہ گرم زمینون (ریگستانون) مین پایا جاتا ہے اور سرد ملکون مین نہین ہوتا۔ اسی طرح انترج۔ لیمو اور کیلہ سرد ملکون مین نہین پیدا ہوتا ہے افادہ ہندیہ (خوشبو دوائین) اقلیم اول کے سوا کہین نہین ہوتی ہین۔ جنوبی ملکونمین جو خط استوا کے دوسری طرف ہین جو درخت۔ میوہ۔ اور گھاس اوگتی ہے وہ شمالی ملکون مین نہین نظر آتی۔

اور یہ سب امور صرف آفتاب کے طلوع و غروب۔ صعود و ہبوط کے باعث سے ہین۔ آفتاب کی مختلف تاثیرات انہین باتون تک محدود نہین بلکہ زمینون۔ دریاؤن۔ ہواؤن اور معدنیات مین اختلافات کثیرہ کا باعث ہوتا ہے۔ فصلون کی تبدیلی۔ زمین کے بخارات سے

ابر کا پیدا ہونا یہ سب آفتاب کے سبب سے ہے۔

انسانی حالتین۔ موت۔ زندگی بھی آفتاب کے اثر سے تبدیل ہوتی ہین۔

حیوانات باختلاف گرمی و سردی ملکون کے مختلف ہوا کرتے ہین اسکا بھی خاص سبب آفتاب ہے۔

فیل و فعلم ایک جانور مثل ہاتھی کے چین مین ہوتا ہے۔ ہرن۔ کرگدن ہندوستان مین ہوتے ہین مشکی ہرن اون مقامات مین ہوتا ہے جو حرارت مین ہندوستان سے کم ہین۔

ہاتھی جنوبی ملکون مین مثل سوڈان وغیرہ کے۔ یہان کا ہاتھی بہت موٹے جسم کا ہوتا ہے اور بڑی عمر پاتا ہے۔

جبکہ یہ تمام تاثیرات آفتاب کی دیکھی جاتی ہین تو کیا وجہ ہے کہ آفتاب ایک فاعل عظیم القدرت اور قاہر القوت نہ تصور کیا جائے۔

رہین تاثیرات قمر تو وہ دریا کے مدوجزر مین دیکھلو یا علم طبیعی کے روح افزا تجربون سے سبق حاصل کرو۔ ادنی مشاہدہ ماہتاب کے اثر کا نباتات پر یہ ہے کہ کدو کھیرا ککڑی اور خربزہ قمر کی زیادتی اور نمو کے موافق بڑھتے ہین خصوصاً وسط ماہ مین جب قمر کی روشنی کامل ہوتی ہے اوسوقت راتون کو یہ چیزین ایسی افزایش سے بڑھتی ہین کہ ایک شب کا اثر بادی النظر مین معلوم ہو سکتا ہے انسانی مزاجون کے تغیرات مین بھی قمر کا بہت بڑا اثر شامل ہے مثلاً بحرانات ہین کہ اونکی حالتون کا اختلاف اونہین دنون مین ہوتا ہے جن دنون مین قمر اون اجزاے انسانی (اعضا) کی طرف ناظر ہوتا ہے جن سے مرض کی ابتدا ہوئی ہے اور جسقدر انقلاب یوماً فیوماً قمر کی روشنی

ہین ہوتا رہتا ہے اوسی قدر ایام ہجران کے بہی متفاوت ہوتے رہتے ہین۔

الغرض تاثیرات قمر کے نشانات اس دنیا پر بکثرت ہین جو بخیال طوالت اور غیر ضروری جانکر قلم انداز کر دیے گئے ان دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ سبع سیارے مین یہ دو ستارے اس عالم پر زیادہ اثر ڈالتے ہین اور ان کی تاثیرات بدیہی ہین زیادہ دلائل کی حاجت نہین ہے بقیہ پانچ ستارے اون کی تاثیرات اس قسم کی ہین جن سے بچ سکنا ضرور ممکن ہے اور اونکے آثار ہم کو ایسے مفید یا ایسے مضرت رسان نہین ہین جن سے حفاظت دشوار ہو۔

مختصراً صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اوس سے ہر ایک کے اثر کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔

تاثیرات زہرہ سے ایک اثر یہ ہے کہ جسوقت زہرہ حوت مین اور قمر اپنے تسدیس پر ثور مین یا قمر حوت اور سرطان مین یا مقارن زہرہ کے بعضے بروج سے ہو اور علاوہ اس کے زحل و مریخ مین سے کوئی ان دونون کی طرف ناظر نہو اور کوئی شخص ایسے مبارک وقت مین نکاح کرے تو یہ ازدواج نہایت مسعود ہوگا میان بی بی مین اس درجہ محبت و اتفاق ہوگا کہ دیکھنے والے تعجب کرین گے۔

اور اگر اس کے خلاف ایسے وقت مین نکاح کیا جائے کہ جب زہرہ کو حمل یا عقرب کے اول مین احتراق ہو یا مریخ زہرہ کے مقابل یا تربیع مین ہو اور مشتری اوس سے ساقط ہو تو وہ تعلق سخت منحوس ہوگا اور مرد و عورت کے درمیان ایسا بغض و نفاق واقع ہوگا کہ بہت سے نقصانات پیدا ہو جائین گے۔

اسی طرح برابر دیکھا گیا ہے کہ جب قمر کی قوت بڑھتی ہے تب قوائے طبعی
مین بھی قوت زیادہ ہوتی ہے اور جب قمر کی قوت زوال پہ ہوتی ہے اوس وقت
قوائے طبعی مین بھی ضعف آجاتا ہے اِس کے کلیہ کو اگر مشاہدہ کرنا ہو تو ہر
شخص دیکھہ سکتا ہے کہ جب قمر برج ثور مین زہرہ کے نزدیک ہو اوسوقت
نورے کو بدن پر لگادے تو بال زائل نہون گے حالانکہ ہمیشہ عادتاً وہ اسی طرح
نورے کا استعمال کرتا رہتا ہو۔

یا جس شخص نے ایسے وقت مین مسہل کا استعمال کیا تو اوس کو دست کم آئین گے اگر معمولاً
اوس کو ایک مسہل سے بیس اجابتین ہوتی ہین تو اوسوقت سات سے زائد نہون گی کیونکہ قوائے
طبعی بوجہہ قوت قمر کے کامل ہوتی ہے اِس لیئے کہ قمر کو شرف اور زہرہ سے قرب ہوتا ہے۔
چونکہ ادویہ مسہلہ کا اثر یہ ہے کہ وہ اخلاط کو خارج کرین لیکن ایسے وقت مین اخلاط کا نکالنا مشکل
ہے کیونکہ قوائے طبعی کا کمال مادّے کے نضج اور دفعیہ کو روکتا ہے لہذا اجابت کم ہوتی ہے
یہی اثر اوسوقت بھی ہے جب مشتری طالع مین اور قمر اوس کے نزدیک ہو۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی درخت یا تخم کو اوسوقت نصب کرے جب قمر جدی یا دلو یا عقرب
مین زحل کے نزدیک ہو یا زحل کے قریب کسی منحوس مقام پر اور زہرہ کو اوسوقت پوری قوت
نہو تو نہ اوس خوشبودار درخت مین خوشبو ہوگی اور نہ نصب کرنیوالے کی غرض حاصل ہوگی۔

اور اسکے خلاف اثر ستارون کا اوسوقت دیکھو جب زہرہ میزان مین ہو اور قمر اتصال مقبول
کے ساتھہ اوس سے متصل ہو۔

یہ مثالین اون تاثیرات کی ہین جو صرف اونہین ستارون کے لیئے مخصوص ہین جنکی نسبت ایسے اثر بیان کیے جاتے ہین پس وہ مطلب بخوبی ثابت ہوگیا جسکو ثابت کرنا ہمارا مقصود تھا،

الحاصل اجرام فلکی کی تاثیرات سے انکار کرنا قادر مطلق کی قدرت کاملہ مین سخت دھبہ لگانا ہے۔

وہ خدا جسکی یکتائی اور پاک قدرت کے آثار بیشمار اس عالم مین پائے جاتے ہین اور جس کا کوئی فعل ہرگز بے نتیجہ نہین خیال کیا جاسکتا اوس نے ان بلند آسمانون اور ان روشن ستارونکو محض بے ضرورت نہین پیدا کیا ہے۔ ستارے صرف آسمان کی زیبایش کے لیئے نہین ہین بلکہ وہ رات کی تاریکی مین اپنی سنہری روشنی یا غروب کے وقت اپنی ہلکی اور ٹھنڈی شعاعونسے دور و دراز کے مسافرون۔ خواب غفلت مین سونے والون۔ عیش طلب نوجوانون۔ اور شب زندہ دار عابدون کو ایک معتبر گھڑی کا کام دینے کے سوا اون کی روحانیت نظام عالم کے قیام اور انسانی کامون مین مدد دینے کے لیئے ایک معتدبہ ذریعہ ہین۔

ستارون کے مختلف آثار ہمیشہ ہر وقت ظاہر ہوتے رہتے ہین اگر ہم کو نیچر کی مبارک صنعتون اور پاک کاریگریون سے فائدہ اوٹھانیکا شوق ہو تو بہت سے سربستہ راز ہمیشہ ہر وقت منکشف ہوتے ہین اور اگر لوگون کی عقلین اس ادراک و تمیز سے عاجز ہین تو ع چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔

اگلے نامور حکما جن کا مثل زمانہ مین پھر پیدا نہین ہوا اون کے خیالات و تجربات کی نسبت کون کہہ سکتا ہے کہ مہمل ہین وہی جو بدیہیات سے انکار کرے اور دن کو رات رات کو دن بتاتا ہے اہل یونان کے کمالات کا جزو اعظم یہی تھا کہ مختلف علوم کے سیکھنے مین ستارونکی روحانیت سے

مدد لیتے تھے اور اس ذریعے سے وہ تمام علوم مین مسلم الثبوت استاد مانے جاتے تھے۔
دنیاوی اہم معاملات مین یہی ایک علم تھا جس سے مدد لیجاتی تھی اور کامیابیان حاصل کی جاتی تھین۔

سکندر جو روے زمین کا شہنشاہ تھا اوس کا زمانہ اس علم کے فاضلون اور قابلون کے لیے مشہور ہے اوس کے دربار مین بڑے بڑے نجومی اور حکما بڑے بڑے عہدون پر مقرر تھے اوسکا مبارک عہد جو ارسطو کے ایسے نامور اور دانشمند وزیر کے ساتھہ گذرا ہے دنیا کی تاریخ مین ملک گیری اور علوم کی ترقی کے لیئے معروف و مشہور ہے۔

ارسطو جو آجتک اپنا اعلی و افضل فلسفہ ہم کو تعلیم دے رہا ہے ایک موقع پر جب سکندر نے ایران پر فوج کشی کا عزم کیا ہے اوس نے نہایت کارآمد صلاح سکندر کو دی تھی جو ایک مختصر کتاب ہے مین اوس کی چند سطرین مناسب مقام جانکر نقل کرتا ہون جسکی نسبت خود سکندر کہتا ہے کہ میری کامیابی کا اصلی ذریعہ ارسطو کی رائے خصوصاً مندرجہ ذیل صلاح ہوئی ہے۔

"اے بادشاہ تجھہ کو لازم ہے کہ نجوم سے مدد حاصل کرنے کا عمل کر کیونکہ بغیر امداد نجوم کے کوئی کام درست نہین ہوتا ہے اس واسطے کہ نجوم تدبیر دنیا کے اصل مدبّر ہین اور انہین سے یہ عالم قائم ہے۔

ایران پر عطارد کی سلطنت ہے۔ اوس کے لیئے مدبّر زہرہ ہے اور اوسکی طرف ناظر مشتری اور اوس کا مخالف زحل اور بیماری و تکالیف مین مبتلا کرنے والا وہان کے حیوانات و نباتات وغیرہ کو مریخ ہے اور اوس کا دفع کرنیوالا آفتاب اور

اوس کی دولت کا بچانیوالا تمہیں۔

پس فارس پر اِن سات ستارون سے ہر ایک کو وہان کی دولت اور تمام اشیا مین تاثیر کرنیکی بادشاہت ہے۔

عطارد فارس پر تیزی۔ خونریزی۔ قلم اور کتابت کا فیض پہونچاتا ہے۔

زہرہ آسایش اور کھانے پینے کی تدبیر کرتی ہے۔

مشتری فہم وعلم کی نظر سے اوس کی طرف ناظر ہے۔

زحل وہان کے باشندون کا مخالف ہے۔

مریخ اون کے مزاجون کو بیماری مین مبتلا کرتا ہے۔

آفتاب اِن بلاؤن کو جو مریخ پہونچاتا ہے دفع کر دیتا ہے۔

قمر اون کی دولت اور ملک کو قائم رکھتا ہے۔

اے بادشاہ۔ تو زحل اور اوس کی روحانیت کی تدبیر کر اِس طریقہ سے تو ایران پر غالب ہوگا۔"

الغرض نہ صرف ایک ارسطو بلکہ صدہا حکما کے اقوال اِس امر کے ثبوت مین دیکھے جاتے ہین کہ اجرام فلکی کی تاثیرات دنیا پر بکثرت ہین۔

اِن تاثیرات سے انکار کرنا یا اِن کو محض توہمات جانکر فضول تصور کرنا یہ ہماری کوتہ اندیشی ہے۔ اور اِن حکما کے خیالات۔ اقوال۔ اور تجربات کو لغو سمجھنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔

علم نجوم جسنے گذشتہ صدیون مین بہت کچھ عروج پایا جس سے بڑے بڑے حکما نے اپنے

مقاصد مین کامیابی حاصل کین محض غلط کیونکر ہوسکتا ہے۔

لگلے واقعات اور حکایتین جن سے اس علم کی صداقت اور مفید نتائج کا پتہ چلتا ہے مصنوعی اور بے اصل کس طرح ہوسکتے ہین۔

وہ خیالات جو صدہا سال پیشتر ارسطو۔ بقراط۔ سقراط۔ اور افلاطون کے دماغون مین جاگزین تھے آج ہمارے دماغ اون سے خالی ہین کاش اگر وہی خیالات ہمارے دماغون مین ہوتے تو ہمارا دماغی سپید اوار ان سے کم قیمت نہین ہوسکتا تھا۔

شعرا جو قدیم زمانے سے شب وصل کی تنگی۔ شب فراق کی درازی۔ زمانہ کے مصائب عشاق کی بیکسی۔ بے بسی۔ اضطراب۔ اضطرار۔ مدہوشی۔ بیخودی۔ اور معشوق کے ناز و انداز معشوقانہ کو فلک کی گردش اور اپنی تقدیر کی برگشتگی سے منسوب کرتے آئے ہین اون سے اونکی شاعری مہمل اور فضول جان لی گئی حالانکہ یہ امور آخر صدیون مین ایران اور اُردو شاعری کا مذاق تصور کرلیے گیے ورنہ غور کیا جائے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ اس مذاق کی بنیاد یونان کے ہومر اور ہومر وغیرہ شاعرون نے ڈالی جو کمال معتقد علم نجوم کے تھے۔

اولاً اس قسم کے مضامین اون قابل قدر شعرا کی زبان سے ادا ہوے جو مختلف علوم مین کامل ہونے کے سوا علم نجوم مین اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے مگر ایرانی شاعرون نے جو ان باتونکو مذاق سخن سمجھے ہوئے تھے ڈفالیون کی طرح بے تال و سر گانے لگے اونہون نے اپنی شاعری کی آرایش و زیبایش تصور کرکے ہر بونگ مچادی اور اس قدر شور و غل مچایا کہ آسمان کو سر پر اوٹھالیا۔ انہین کی دیکھا دیکھی ہمارے ہندوستانی شعرا بھی آنکھین بند کرکے ساتھ ہولیے۔

ایران کو ایسی شاعری اوسوقت سے سوجھی جب سکندر اعظم نے ایران کو فتح کیا یا بعد کو جو تعلقات یونان اور ایران کے درمیان ہوے انہین اوقات مین ان لوگون کی تقلید کی اور ان مضامین کو اہل یونان کی شاعری تصور کرکے اپنے کلام کا حسن بہی جان لیا کہ جہانتک ہوسکے فلک کے جور وظلم کی شکایت کرو۔

الغرض یونان بڑے بڑے علما وحکما و نجومیون کا سب سے پہلا گھر تہا۔ نجوم کا آفتاب اس سرزمین مین کمال تیزی اور روشنی سے چمکا اور ساری دنیا اسی آفتاب سے منور ہوئی۔ اب یہ وہ وقت ہے کہ علم نجوم خاک مین مل گیا اوسکی جانب سے لوگون کو اعتقاد اوٹھہ گیا چند ٹوٹے پہوٹے نجومی معمولی اصول نجوم لے بہاگے ہین اور اناپ شناپ پیشین گوئیون سے نافہمون اور جاہلون کا دل خوش کردینا اپنا ذریعہ معاش سمجھنے لگے ہین ان کے سوا اگر تلاش کیا جائے تو ہندوستان مین ایک بہی نجومی نہ کہائی دیگا۔

ہان صرف وہ چند جوتشی برہمن جو پرانے مندرون یا قدیم تیرتھ گاہون مین پڑے ہوے گوشہ عافیت مین اپنی زندگی بسر کر رہے ہین اس وجہ سے گویا اونکا عدم و وجود یکسان ہوگیا ہے جنتری علم نجوم کے نتایج مین ایک بہت بڑا مفید نتیجہ خیال کیا جاسکتا ہے اوقات کے تفصیلی حالات سیارون کے مقامات مہینون اور سنون کے ٹہیک ٹہیک حالات دریافت کرنیکا ایک کارآمد ذریعہ ہے۔

جس قسم کے فوائد آج ہم کو جنتری سے حاصل ہین وہ علم نجوم کی صداقت کا کافی ثبوت ہوسکتے ہین نظام شمسی نتایج قمری وغیرہ یہ علم نجوم کا پہلا سبق ہے۔ اگر صرف انہین دو ستارونکی تاثیرات

پر غور کیا جائے اور اوسکی تفصیل دریافت کیجائے تو بہت بڑا وقت اوسکی واقفیت کے لیے درکار ہے۔ لیکن جسقدر نتائج ہمارے خیال مین ہین اور جن کو ہم صرف سُن سنا کر جان لیتے ہین اگر اونہین باتون کی طرف غور کیا جائے تو اوس کے فوائد بیشمار معلوم ہون گے۔

یہ امر کہ ستارون کی مختلف تاثیرات کا روکنا البتہ دشوار ہے مگر ناممکن نہین۔

فرض کرو کہ کسی سال کسی ملک مین قحط پڑنیوالا ہے تو جو شخص علم نجوم سے واقفیت رکھتا ہے وہ اس قدر محافظت اپنی بہرحال کرسکتا ہے کہ اوس بلا سے بچنے کیواسطے غلہ یکجا کرے۔ یا کسی دریا کی طغیانی سے قویٰ احتمال ہے کہ کوئی شہر ڈوب جائیگا تو اس واقفیت سے وہ اپنے کو ہلاکت سے بچا سکتا ہے اس طرح پر کہ وہان کی سکونت چھوڑ دے۔

یہ ادنی مثالین ہین جو بیان کی گئین اگر زیادہ واقفیت کی ضرورت ہو تو اس علم کی کتابین دیکھو گو اسلامی کتب خانون مین کم ایسا سرمایہ دستیاب ہوسکتا ہے جو پورے طور پر حصول مقصد مین معاون ہو لیکن اسقدر فائدہ ضرور ممکن ہے کہ مصائب و مشکلات سے تحفظ کی تدبیرین کیجاسکین۔

الغرض اس مین کوئی شک و شبہ باقی نرہا کہ علم نجوم بالضرور سچا علم ہے اور اجرام فلکی کی سعادت و نحوست یقینی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہم کو لازم ہے کہ اپنی دنیاوی اہم ضرورتون مین ستارون کی گردش کو دیکھین اور کامیابی کیواسطے اچھی ساعت اور مفید تدبیرون کا خیال کرین تاکہ ناکامی کی دردناک ٹھوکر سے صدمہ نہ اوٹھانا پڑے۔ یہ غرض نہین کہ ہر کام مین پنڈتون اور نجومیون سے اوقات

دریافت کرتے رہین اور تمامتر اونہین احکام کے پابند ہوجائین جو کسی نجومی کی زبان سے سنین یا یہہ کہ ہم خود نجومی نہین بلکہ اسقدر واقفیت حاصل کرنا ضروری تصور کرین کہ اپنی کامیابیون مین ستارون کی روحانیت سے مدد لین اور منجملہ اور تدابیر کے ایک اعلی درجے کی تدبیر حصول مقصد مین اس کو بھی جانین بلکہ کامیابی کا اصل الاصول خیال کرین۔

شریف الدین

بقیہ مراسم شادی مسلمانان آگرہ

بیان رسوم متعلق برات

منہدی کی صبح یعنی ساچق کے تیسرے روز کو **برات** کہتے ہین - اس تاریخ مین کوئی خاص رسم ادا نہین کی جاتی سوائے اسکے کہ گیارہ بجے کے قریب نوشہ کے گھر سے بھوڑا بطور بھوڑا دولہن کے گھر کے کل میہمانون کے لیئے ایک دو ویگ کہانے کی آتی ہین ان میہمانون سے جو کچھہ کہانا بچ رہتا ہے وہ کنبہ مین تقسیم کر دیا جاتا ہے - بعض ناواقف اور جاہل یا مطلب کے جاہل دعوت ولیمہ بہی اسی روز کر دیتے ہین حالانکہ اوسکے کرنے کا حکم دعوت ولیمہ بعد نکاح ہو جانے کے ہے - قبل نکاح دعوت کرنے سے اون کا یہ فائدہ ہے کہ اسدن کی میہمانداری سے بچ رہتے ہین اور ایک یہ بہی فائدہ ہے کہ دعوت کے انتظار کی وجہ سے میہمان عقد کے بعد نہین ٹھہرتے جن کی میہمان نوازی کے بارسے یہ بچ جاتے ہین -

اس روز شام سے نوشہ کے مکان پر رقص و سرود کی محفل ترتیب دیجاتی ہے جسمین محفل شرکت کے لیئے کل احباب کو بلایا جاتا ہے - شہر کے عمدہ عمدہ طائفون کا ناچ ہوتا ہے - نقال محفل کی زینت کو دوبالا کر دیتے ہین - یہہ بزم نشاط شام سے صبح تک برابر اسی حالت سے قائم رہتی ہے آدہی رات کے قریب دلہن والون کی طرف سے نوشہ کے لیئے ایک لباس جس کو برات کا جوڑا کہتے ہین آتا ہے - جسوقت یہ جوڑا دلہن والون کے گھر برات کا جوڑا کشتی مین رکہا جاتا ہے اوسوقت اوس کشتی کو کہولکر مراسنون کے آگے رکہکر ٹونے گولے جاتے

ہین - جب وہ گاچکتی ہین تو پھر کشتی کو ڈہانک دیا جاتا ہے اور اوٹھاکر حجام کو دیدیجاتی ہے تاکہ وہ
اوس کو نوشہ کے گھر لیجاوے - جوڑے کی ہمراہی مین دلہن کے بہائی بہنوئی وغیرہ رشتہ دار
بہی جاتے ہین - اس جوڑے مین ایک نہایت مکلف آراستہ زرق برق الخاق ایک سفید
جالی یا کسی اور اچھے کپڑے کا کرتا - ایک سُرخ رنگ کی پگڑی یا مندیل - پٹکا کمر سے باندہنے کا
جس مین کہ سُرخ پٹہے کی گوٹ لگی ہوتی ہے - نہانے کے لیئے ایک لنگی اور کہیسہ - ایک
جوڑا زردوزی کام کے ہندوستانی وضع کے جوتے کا - ایک تاش کا رومال - پھولون کا زیور
جس مین طرہ اور بدہی بہی ہوتی ہے - اور ایک بہت نیچا سہرا سر سے قریب قریب پاون تک
پھولون کا جس کو بہاری سہرا کہتے ہین سر سے باندہنے کا شامل ہوتا ہے - ان سب چیزون پر
کیلین اور بتاسے پڑے ہوتے ہین - اس جوڑے کی کشتی کو محفل مین لاکر رکہا جاتا ہے
اور کل حاضرین مجلس اوس کا ملاحظہ کرتے ہین بعدہ وہان سے اوٹھاکر گھر مین بہجوادیجاتی ہے
دلہن کے جو رشتہ دار جوڑے کے ہمراہ آتے ہین تھوڑی ہی دیر ٹھہر کر پہر واپس چلے جاتے ہین
ایک رسم اس موقع پر اور قابل ذکر ہے - کہ جب برات کا جوڑا دلہن کے گھر سے روانہ ہوچکتا
ہے تو دلہن کا باپ اپنی لڑکی کے ہاتہہ مین چانولون کی بنی ہوئی پنڈیان اور کچہہ روپئے رکہتا
ہے اور یہہ الفاظ کہتا ہے کہ "اے لڑکی آج مین تیرے فرض سے ادا ہوا" اسی طرح اور رشتہ دار
بہی اوس کے دودہ پینے کے لیئے کچہہ نقدی علی قدر حیثیت دیتے ہین اس رسم کے وقت
اوسکو اوس کوٹہری کی دہلیز پر جس مین کہ وہ مایون بیٹہتی ہے بٹہایا جاتا ہے - پھر دلہن
کو رات ہی مین سوا سینن نہلاتی ہین جب نہلا چکتی ہین تو گونگہٹ کاڑہکر بغیر کسی کا منہہ دکہائے

عجیب رسم

ہوئے اوسی کوٹھری مین اوسکو لیجاکر بٹھادیتی ہین - نوشہ کے گھر مین آجانے کے وقت تک اوس کو کسی کی صورت دیکھنے کا حکم نہین ہوتا -

نوشہ کو جوڑا پہناتا

ادہر نوشہ کے گھر برات کا جوڑا پہونچنے کے بعد نوشہ کو نہلانے کے لیے مع حجام اور چند قریب کے رشتہ دارون کے بلایا جاتا ہے جب حجام نہلا چکتا ہے تو دُلہن کے گھر کی آئی ہوئی لنگی اوڑہاکر اوس کو ایک پلنگ پر سفید چادر بچہاکر بٹہاتے ہین - سو اسی اوسی جگہہ اوسکو جوڑا پہناتے ہین - بہنوئی یا پھوپہا کے ذمّے سہرابندی کی خدمت ہوتی ہے جسکا صلہ نوشہ کا باپ بقدر اپنی حیثیت کے اوس کو دیتا ہے - جب نوشہ کی آراستگی ہوچکتی ہے تو اوسکو باہر محفل مین لاکر بٹہادیتے ہین اگر دولہا کمسن ہوتا ہے تو اوس کو فرط محبّت سے گود مین اوٹہاکر گھر سے باہر لیجاتے ہین - اوس وقت محفل مین جسقدر طوائفین موجود ہوتی ہین وہ سب باہم ملکر نوشہ کا سہرا گاتی ہین -

برات کا روانہ ہونا

قریب چار بجے صبح کے دُلہن کے گھر برات جانے کی طیاری ہوتی ہے - نوشہ کے مُنہہ پر محفل مین جانے سے پہلے ایک بہت نیچی معجنہ* ڈالی جاتی ہے جو کہ نکاح کیوقت تک اوس کے مُنہہ پر پڑی رہتی ہے - نوشہ کو گھوڑے پر سوار کیا جاتا ہے اور کل حاضرین مجلس معیت مین ہوتے ہین - تاشے باجے اور آتش بازی بہی ہوتی ہے - طولہ لفنگو ڈولی یا کسی اور سواری مین علٰحدہ روانہ کردیا جاتا ہے - ایک خوان چہوہارون کا جو عقد ہونے کے بعد تقسیم کیے جاتے ہین ہوتا ہے ایک خوان مین دُلہن کے لیے پھولون کا زیور اور بیڑے ہار وغیرہ جو شربت پلانے کے بعد مردون اور عورتونمین تقسیم کیے جاتے ہین ہوتے ہین مرد ونکو محفل مین لیجاکر

* عوام الناس کے محاورے مین مجھنر مشہور ہے - ۱۲

بٹھایا جاتا ہے مگر نوشہ کے گھوڑے کو دلہن کے مکان کے دروازے پر کھڑا کرتے ہین۔ اور
دُلہن کے نہانیکا پانی جو کہ ابتک محفوظ رکھا تھا گھوڑے کے پیچھے ڈالا جاتا ہے اور اُبلے ہوئے چاولون لی گیند
کی بنی ہوئی گیند سواسنین آکر نوشہ اور اوس کے گھوڑے کو مارتی ہین۔ بعض خاندانون مین
خاص دُلہن کے ہاتھ سے اس گیند کو پھکوایا جاتا ہے۔

اس کے بعد نوشہ کو اوتار کر مکان کے اندر لایا جاتا ہے۔ اوسوقت اوس کے سر پہ جانا اور
اوسکی بہن جو پہلے سے آجاتی ہے اپنے سُرخ دوپٹے کا آنچل ڈالے رہتی ہے۔ جس چوکی ں مین آنا
پر دلہن کو نہلایا گیا تھا اوسی پر نوشہ کو لاکر کھڑا کیا جاتا ہے۔ مراسن اس وقت حضرت کے
گلوسے مبارک مین ایک کلاوہ ڈالکر ڈواتی ہے۔ یعنی ٹونے گاتی ہے اور کہتی ہے کہ دیکھین
کون اب آکر دولہا کو چھٹاتا ہے۔ اسی حالت مین دُلہن کی طرف کی عورتین نوشہ کے کان کی
لو مین سوھاگہ لگاتی ہین اور پس پشت ہینگ سلگاکر سونگھاتی ہین۔ نوشہ کی سواسن مراسن کو
کچھ دیکر کلاوہ علٰحدہ کراتی ہے۔ جب یہان سے اس طرح رہائی ہوئی تو نوشہ کو دُلہن کی کوٹھری
کے دروازے پر لایا جاتا ہے اور وہین دُلہن کو بھی لاکر بٹھایا جاتا ہے۔ درمیان مین ایک
سُرخ رنگ کا دوپٹہ بطور پردہ روک کر دیتی ہین۔ دُلہن کے ہاتھون پر شکر رکھی جاتی ہے
جس مین کہ تلی کے بیج بھی ملا دیے جاتے ہین۔ ہاتھون کو دوپٹے سے باہر نکالکر نوشہ سے
اوس شکر کو چٹوایا جاتا ہے۔ اور جو سہرا کہ نوشہ باندھے ہوتا ہے اوس کی ایک لڑی دُلہن کو
دکھاتی ہین۔ وہ دیکھتی ہے اور اوسی وقت سے وہ قید مقرونہ بالا دور ہو جاتی ہے
اور اوس کو ہر چیز کی طرف نظر ڈالنے کا اختیار ہوتا ہے۔ ان رسمون کے ختم ہونے کے بعد نوشہ

محفل مین جاتا ہے جہان کہ ناچ رنگ ہونے لگتا ہے۔

نکاح

تھوڑی دیر کے بعد قاضی کو نکاح کے لیئے بلاتے ہین اور رقص و سرود بند کرادیتے ہین۔ نوشہ کے مُنہہ پر سے معجر اور سہرے کو اوٹھا دیتے ہین ہاتہہ مین اگر کنگنا ہوتا ہے تو اوسکو علیحدہ کرلیتے ہین اور جو پائجامہ خلاف شریعت کمین سے نیچے تک ہوتا ہے تو اوس کو اوپر چڑہا دیتے ہین۔ احکام شریعت مبین کے مطابق گواہ شاہد مقرر کرنے کے بعد خطبہ نکاح قاضی پڑہتا ہے۔ اور حسب دستور نکاح عمل مین آتا ہے۔ اسوقت نوشہ کے آگے ایک کٹورے مین شربت جس مین کہ دلہن کے پہننے کی نتھہ پڑی ہوتی ہے رکہا ہوتا ہے یہ شربت اونہین بتاسون کا ہوتا ہے جو کہیلون کے ساتہہ نوشہ کے گھر سے آتے ہین۔ آدہا شربت نوشہ پی لیتا ہے اور آدہا گھر مین دلہن کے پلانے کے لیئے لایا جاتا ہے۔ نکاح کا دلہن سے اقبال کراتے ہین مگر وہ اوسکا کچہہ جواب بوجہہ شرم و حیا نہین دیتی مگر الخاموشی نیم رضا پر عمل کرکے اوس کو شربت پلادیا جاتا ہے اور نتھہ اوس کی ناک مین پہنا دی جاتی ہے کیونکہ بغیر اسکے پہنائے ہوئے کوئی نکاح عورتون کے قانون مین جائز تصور نہین کیا جاتا ہے۔ نکاح ہوچکنے کے بعد مجلس مین چھوہارے یا شیرینی تقسیم کردی جاتی ہے اور اعلان کے لیئے تاشے بجوادیے جاتے ہین۔

نتھہ

شربت

تھوڑے عرصے کے بعد شربت پلانا شروع کیا جاتا ہے۔ مہمانون کے گلے مین ہار ڈالے جاتے ہین اور عطر و پان سے اون کی خاطر کی جاتی ہے۔ شربت پینے کے بعد ہر شخص بطور شربت پلائی طشت مین کچہہ نقدی ڈالتا ہے جسکا بار نوشہ والون پر ہوتا ہے مگر وہ سب رقم جمع کرکے دلہن والون کو دیدیتے ہین مردون اور عورتون مین شربت ہوچکنے کے بعد کہانا کہلایا جاتا ہے

دعوت

سب سے پہلے ایک بہت آراستہ چوبہ نوشہ کے آگے رکھا جاتا ہے۔ علاوہ اقرباو اعزا دعو
کے شہر کے تمام فاقہ مست بیکار جو ایسی دعوتون کی فکر ہی مین لگے رہتے ہین آکر جمع ہو جاتے
ہین اور بیچارے غریب دُلہن کے باپ یا وارث کی طبلی اوڑا دیتے ہین۔ چندین شکل برائے
اکل کی ضرب المثل اوس وقت پوری پوری صحیح ہوتی ہے۔ جب کہا نا کہا یا جا چکتا ہے تو
ناچ و رنگ کے شوقین مجلس مین بیٹھ کر گانا سنتے ہین۔ اور اودہر عورتون مین مراسنین اپنا
راگ بلند کرتی ہین۔

بیان جلوے اور آرسی مصحف کی رسم کا

قریب چار بجے شام کے نوشہ کو جلوے کے لیئے گھر مین طلب کیا جاتا ہے۔ یہ اوسی طرح
اپنی بہن کے دوپٹے کا آنچل سر پر ڈالے ہوئے گھر مین جاتا ہے وہان زمین پر ایک سفید
چادر بچھا کر اور پس پشت گاؤ تکیہ لگا کر بٹھایا جاتا ہے۔ اوس جگہ حضرت کے آگے ایک پتھر کا
چکلہ اور بٹار کھدیا جاتا ہے نوشہ کی سات سواسنین اوسی سوہاگ پوڑہ کو جو کہ ساچق مین نوشہ
کی طرف سے گیا تھا کھولتی ہین اور اوس کے اندر کی چیزون کو نکال کر چکلے پر رکھکر پسواتی
ہین۔ وہ تبرکاً اپنے ہاتھ سے بٹے کو ہلا دیتا ہے اور وہ ہی سواسنین اوس کو پیس دیتی ہین۔
اِس لفظ کو عورتون کی اصطلاح مین سروس* پیسنا کہتے ہین۔ ایک کٹورے مین شربت گھول کر
اور سُرخ نگینہ کی انگوٹھی اوس مین ڈالکر مراسنین اپنے سامنے رکھہ لیتی ہین۔ اور سروس
پیسنے کیوقت نوشہ کی سالیان اوس کی آنکھون مین سرمہ لگاتی ہین اور جو اُبٹنا کہ دُلہن کے
ملا جا چکا ہے اوس کو یکجا جمع کر کے آٹھہ چراغ اور شیر کی صورت جس مین کوڑیان لگی ہوتی ہین

سروس پیسنا

* یعنی سرونج ۱۲

بناتی ہین۔ چراغون کو روشن کرکے اور اوس مورت کو چہاج مین رکہکر نوشہ کے سامنے لاتی ہین
اور اوس سے اوس تمثال کیطرف اشارہ کرکے کہواتی ہین کہ "مین بھیڑ اور یہ شیر"۔ نوشہ کی مان اس
چہاج مین کچہہ نقدی ڈالکر واپس کردیتی ہے۔ اس کے بعد اوسی چوکی پر جسپر دُلہن نہاتی ہے
نوشہ کو بٹہاتی ہین اور اوس چوکی کے پاس وہ ہی پلنگ جو جہیز مین دیا جاویگا دلہن کے سواسی
آکر سرہانہ شمال کی جانب کرکے بچہاتے ہین۔ اس پلنگ کو آراستہ کرنے کی خدمت دُلہن کی
بہن یا بہاوج کے ذمے ہوتی ہے۔ بعض جگہہ پلنگ بچہوائی بہی کچہہ دی جاتی ہے۔ اس پلنگ پلنگ بچہانا
پہ لاکر دُلہن کو بٹہاتی ہین اور نوشہ اور عروس کے بیچ مین ایک سُرخ دوپٹہ بطور پردہ کے
حائل کردیا جاتا ہے۔ نوشہ کو کہیلین بتاسے دیے جاتے ہین اور مراسن اوس سے ڈاہی پہین
طلب کرتی ہے وہ دیدیتا ہے وہ یہ لیکر پلنگ پر بیٹہنے کی اجازت نوشہ سے طلب کرتی ہے
اور بیٹہکر پہولون کا زیور دُلہن کو پہناتی ہے۔ اس کے بعد یہہ ہی مراسن سورۂ اخلاص وغیرہ
پڑہ پڑہ کر دولہ کیطرف کہیلین بتاسے پہینکتی ہے اور نوشہ دُلہن کی طرف پہینکتا ہے اور بیچ کا
پردہ اب الگ کردیا جاتا ہے۔ اور دولہ کو بہی پلنگ پر بٹہایا جاتا ہے مگر اس طریقے سے کہ
سرہانے کی طرف دُلہن ہوتی ہے اور پائینتی کی طرف نوشہ۔ دُلہن کا رُخ مشرق کی طرف اور
دولہ کا مُنہہ شمال کی جانب ہوتا ہے۔ مراسن دُلہن کے دونون شانون پر اور دونون کہنیون پر
بتاسے رکہتی ہے اون کو نوشہ اپنے منہہ سے اوٹہاتا ہے پہر مراسن دو بتاسے دُلہن کے سر پر
رکہتی ہے اور نوشہ سے کہواتی ہے کہ "ہا بیوی بتاسا" اگرچہ وہ بشرطیکہ نیا پہنس کر گہبرا نجاوے نباتین چہنا
یہ الفاظ نہین کہتا ہے مگر اوس کا اشارہ کرنا ہی کافی سمجہا جاتا ہے اور بتاسے اوس کو دیدیے

جاتے ہین - دو بتاسے دلہن کے پاؤن کی انگلیون پر رکھکر نوشہ کے ہاتھہ کی انگلیون سے توڑوائے جاتے ہین - چنانچہ ان آٹھہ بتاسون کو دُلہن کے مختلف عضوہاے جسم پر رکھنے کو نوبا تین چنّا عورتین اپنے محاورے مین کہتی ہین - اس رسم کے بعد نوشہ کی کمر کا پٹکا کھول کر دُلہن کے سر پر لپیٹ کر پگڑی کے مراسن باندہ دیتی ہے اور دُلہن کے سر کو ہلاتی ہے پھر اوتار کر دولہ کو دیدیتی ہے بعدہ ایک دو منٹ تک دُلہن کی پشت پر نوشہ کا ہاتھہ رکھوائے رہتی ہے

رسمِ مصحف

پھر آرسی مصحف کی رسم ہوتی ہے - جو رضائی یا غلاف جہیز مین دیا جاتا ہے اوس کو نوشہ اور دلہن کے اوپر ڈال دیتی ہین دونون کے درمیان مین آئینہ اور قرآن مجید رکھدیا جاتا ہے - اوس وقت نوشہ دُلہن کے داہنے ہاتھہ کی انگلی مین ایک سُرخ نگ کی انگوٹھی پہناتا اور منہہ مین بیڑا دیتا ہے - تبرکاً سورۂ اخلاص بھی پڑہ لی جاتی ہے - پھر جو سب سے زیادہ آسودہ اور خوش قسمت سواسن ہوتی ہے وہ رضائی کے اندر نوشہ کو سب سے اول اپنا منہہ دکھاتی ہے اور رضائی الگ کر لیجاتی ہے نوشہ باہر چلا جاتا ہے اور دلہن کو پھر کوٹھری مین اوٹھا کر لیجایا جاتا ہے -

جہیز

ان سب کے بعد وداع کی طیاریان شروع ہوجاتی ہین - جہیز باہر نکالا جاتا ہے اور اوسکی ایک فہرست طیار کرکے نوشہ کے باپ کو دیدیجاتی ہے - جہیز کے پلنگ پر دُلہن کا پُر تکلف دوپٹہ جو اوس کے برات کے جوڑے مین ساچق کے روز آتا ہے آرایش کے لیئے ڈالدیتے ہین -

وداع

اس وقت دلہن کے پاس جاکر سب عورتین اوس سے گلے ملکر روتی ہین اور دُلہن خود بہی خوب چیخین مار مار کر روتی ہے - یہ ہوچکنے کے بعد نوشہ کو گھر مین پھر بلوایا جاتا ہے اور چوکی پر

کھڑا کرکے دودھ پلایا جاتا ہے - آدھا دودھ نوشہ پی لیتا ہے باقی کا آدھا بچا ہوا دُلہن کو پلاتی ہین - وہ ہی نقد روپئے جو شربت پلائی کے دولہ والے دلہن والون کو دیدیتے ہین اُسوقت دلہن والے کچھہ اپنی طرف سے اور ملاکر نوشہ کے ہاتھہ پر بطور سلامی کے رکھدیتے ہین - دلہن کا بھائی ایک سہرا **وداعگی** کا نوشہ کے سر پر باندہتا ہے اور نوشہ کے سلام کرنے پر ایک روپیہ یا کچھہ زیادہ اوس کے ہاتھہ پر رکھدیتا ہے پھر دُلہن کے اور عزیز علی قدر حیثیت کچھہ نقدی نوشہ کو دیتے ہین - یہہ سہرا اسقدر نیچا ہوتا ہے کہ پاؤن تک اوس کی لڑیان پہونچ جاتی ہین - اِس رسم کے ختم ہونے پر نوشہ دُلہن کو اپنی گود مین اوٹھاتا ہے اگر وہ کسی وجہ سے معذور رہووے تو اوسکا کوئی عزیز قریب کے رشتے کا اوس کو اوٹھاکر پالکی مین لاکر بٹھا دیتا ہے دُلہن کے ہمراہ پالکی مین نوشہ کی بہنین بھی بیٹھہ جاتی ہین جنکی تعداد دو سے لیکر چار تک ہوتی ہے دُلہن کے دوپٹے کے چارون کونون کو اِس طرح باندہتے ہین کہ ایک کونے مین پان کے بیڑے کی دوسرے مین ایک اکبر آبادی پیسے کی تیسرے مین تھوڑے چانولون کی اور چوتھے مین ہلدی کی ایک گرہ کی گانٹھہ ہوتی ہے - پالکی کے اوپر بطور صدقہ کسی قدر چانول کچھہ گُڑ اور تھوڑے پیسے رکھدیتے ہین جسکے مستحق نوشہ کے گھر پالکی اوترنے کے وقت کہار ہوتے ہین -

جب سب رسوم پوری ہوچکتی ہین تو نوشہ گھوڑے پر سوار ہوجاتا ہے تاشے باجے بجنے شروع ہوجاتے ہین - جلوس اِس ترتیب سے بازار مین ہوکر نکلتا ہے - کہ اول تاشے باجے اور دیگر نمایش کی چیزین پھر نوشہ اور اوس کے ہمراہی - اوس کے بعد دُلہن کی پالکی - پھر جہیز کا

برات کی رخصت

پلنگ اور دوسری چیزین متعلق جہیز کے ہوتی ہین سب سے اخیر مین کچہ دیگین کہانے کی ہوتی ہین جو کہ دلہن والے نوشہ کے میہمانون کے شام کے کہانیکے لیئے بہیجتے ہین - بازارمین سب لوگون کو نوشہ برابر سلام کرتا ہوا جاتا ہے اور صدقہ بہی برابر جاری رہتا ہے - جب جلوس مکان پر پہونچتا ہے تو تاشا باجا بند ہوجاتا ہے اور پالکی لاکر نوشہ کے گھر کے دروازے پر رکہی جاتی ہے - اسوقت نوشہ کا کوئی رشتہ دار دُلہن کے پانون دودہ سے دہوتا ہے اور پہر دولہ یا کوئی اور قریب کا رشتہ دار گودمین اوٹہا کر دُلہن کو لاتا ہے راستے مین دُلہن کی بہن یعنی سواسن اپنا دوپٹہ روک کر کہڑی ہوجاتی ہے اور کہتی ہے کہ "جبتک میرا نیگ نہ ملے گا اوسوقتتک مین دُلہن کو اندر گھرمین جانے نہ دونگی" جب نوشہ بقدر اپنی حیثیت کے اوس کو کچہہ دیدیتا ہے جب وہ اوس کو اندر جانے دیتی ہے - دُلہن کو اوسی جہیز کے پلنگ پر لیجا کر بٹہایا جاتا ہے - اس عرصے مین کل سمدہنین دُلہن کے گھر سے واپس آجاتی ہین -

جب سونے کا وقت قریب ہوتا ہے تو نوشہ اور عروس کو کہیر کہلائی جاتی ہے - جو کہ خاص نوشہ ہی کے گھر مین پکتی ہے - دولہ اور دُلہن آمنے سامنے بٹہائے جاتے ہین سات مرتبہ نوشہ اپنے ہاتھ سے دُلہن کو کہلاتا ہے اور اسی طرح سات مرتبہ دُلہن کی ہتیلی پر کہیر رکہکر دولہ کو چٹوائی جاتی ہے - اس رسم کے ہوچکنے کے بعد خلوت ہوجاتی ہے -

بیان رسوم متعلق چوتھی وچالا وغیرہ

دوسری صبح کو دُلہن کے بہائی یعنی سواسی اپنی بہن کے لیئے مالیدہ - شیرینی - اور

پھولون کا زیور لیکر اپنے بہنوئی کے گھر آتے ہین - تھوڑی دیر کے بعد ایک سفید چادر بچھا کر دولہ دُلہن کو پھر آمنے سامنے بٹھاتے ہین - جب دلہن کو پھولون کا زیور پہنایا جا چکتا ہے تو نوشہ اوس کو اپنے ہاتھہ سے مالیدہ کے سات لقمے کھلاتا ہے - اسی طرح سات لقمے دلہن کے ہاتھہ پر رکھکر نوشہ کو کھلائے جاتے ہین - پھر ایسے ہی بعض جگہ علاوہ مالیدہ کے سٹورا بھی کھلایا جاتا ہے - یہ سٹورا یعنی حلوائے مرغن ہمیشہ شب زفاف کے دوسرے دن دولہا اور دُلہن کو کھلایا جاتا ہے - اگر شادی نابالغی مین ہووے یا کسی اور وجہہ سے چند عرصہ تک نوشہ کو خلوت کا موقعہ نہ ملے تو جس رات کو ایسا اتفاق ہوگا اوسی کے دوسرے دن یہہ سٹورا کھلایا اور کھنے مین تقسیم کیا جائے گا - اس رسم کے ہو چکنے کے بعد نوشہ کھڑا ہو جاتا ہے اور دُلہن کو اوسکے بھائی اپنے ہمراہ لیجاتے ہین - اس سے قبل اسی روز نوشہ کے باپ یا اور قریب کے رشتہ دارون کی طرف سے دُلہن کے مُنہہ دیکھنے یا اس نام سے موسوم کرکے دُلہن کو نقدی یا زیور دیدیا جاتا ہے - جو جلیبیان کہ دُلہن کے بھائی اپنے ساتھہ لاتے ہین اونکو ایک سوے کے رومال مین باندہ کر دُلہن کو دیدیتی ہین - شام کے وقت نوشہ کو چوتھی کی رسم ادا کرنے کے لیئے بلایا جاتا ہے - اس رسم پر بعض لوگ نوشہ اور اوس کے رشتہ دار مرد و زن کی بڑی دھوم سے مہمانداری کرتے ہین - بعض غریب صرف نوشہ ہی کو بلا لیتے ہین جسکے ہمراہ ایک سواسن اور دو تین گھر کے لڑکون کا ہونا ضرور ہوتا ہے - شیرینی - پھولون کے زیور اور فصل کی ترکاریون خصوصاً ککڑیون اور رنگینون کے علاوہ پھولون کی بنی ہوئی چار گیندین اور چار چھڑیان بھی نوشہ اپنے ہمراہ لیجاتا ہے - بعد نماز مغرب زمین پر نوشہ اور دُلہن دونون کو

مالیدہ و سٹورا کا

چوتھی

مقابل مین بٹھا کر اول دُلہن کو پھولون کا زیور پہنایا جاتا ہے - اوس کے بعد ایک طباق مین
کھیر پکا کر جسکو ستکور کہتے ہین دونون کے درمیان مین رکھی جاتی ہے - اول نوشہ اپنے ہاتھہ
سے مقررہ قاعدے کے موافق دُلہن کو سات لقمے اِس کھیر کے کھلاتا ہے پھر دُلہن کی ہتھیلی
پر رکھکر نوشہ کو بھی سات مرتبہ دُلہن کے ہاتھہ کی ہتھیلی پر سے کھیر چٹوائی جاتی ہے - جو کچھہ کہ
بچ رہتی ہے وہ اوسی جگہہ سے سوا سیون اور سوا سنون کو تقسیم کر دیجاتی ہے - جب طباق
خالی ہوجاتا ہے تو دونون دولہ اور دُلہن کے ہاتھہ اوسی طباق مین دُھلائے جاتے ہین - پھر
چار کچے پیسے یعنی اکبر آبادی پیسے کچھہ پان اور وہ کل چیزین جو کہ دُلہن کے دوپٹے کو نوچین
وداع کے وقت اوس کے گھر سے باندہ دی گئی تہین اِس طباق مین کھولکر ڈالدی جاتی ہین
اگر ہاتھون مین کنگنا بندہا ہوتا ہے تو اوس کو بھی اِسی طباق مین کھول کر ڈالدیتی ہین - اِن
سب چیزون کے دو برابر حصّے کیے جاتے ہین - آدہا دُلہن کے دونون ملے ہوئے ہاتھون پر
رکھتے ہین اور دوسرا آدہا نوشہ کے ہاتھون پر - تھوڑی دیر ہاتھون پر رکھنے کے بعد دونون
پھر اوسی طباق مین اِن چیزون کو ڈالدیتے ہین - جسمین کہ پھر اِن کو ملا کر آدہا آدہا کر کے موجودہ
عورات اون دونون کے ہاتھون پر رکھدیتی ہین - وہ اِن چیزون کو پھر طباق مین ڈالدیتے
ہین غرضکہ سات مرتبہ یہی عمل کیا جاتا ہے - اِسکے بعد طباق کو درمیان سے اوٹھا لیا جاتا ہے
پھر ترکاری لائی جاتی ہے - سات قسم کی ترکاری نوشہ کے آگے اور سات قسم کی دُلہن
کے آگے رکھی جاتی ہے - نوشہ اور دُلہن دونون کے ہاتھون مین پھولون کی چھڑیان
دیدیجاتی ہین - نوشہ اپنے ہاتھہ سے دُلہن کے دونون شانونکو اوس چھڑی سے چھواتا ہے -

دُلہن کی کھیر

چوتھی کھیلنا

اور دُلہن کی سواسنین دُلہن کی طرف سے نوشہ کو اوسی کے ہاتھہ سے چھوا دیتی ہین - جب
دونون آپس مین اِن چھیڑون اور تکاریون سے کھیل چکتے ہین تو پھر سواسنین آپس مین خوب
چوتھی کھیلتی ہین - اِس کے بعد نوشہ اپنے ہاتھہ سے دُلہن کے سر کی چوٹی کھولدیتا ہے - اور سواسنین
اوسکو اوٹھا کر اندر آراستہ کرنے کے لیئے لیجاتی ہین - اسکے بعد نوشہ اور مہمانون کو کھانا کھلایا
جاتا ہے - جب کھانے سے فارغ ہوچکتے ہین تو سب مع دُلہن کے گھر واپس آجاتے ہین
چوتھی کی رخصت
نوشہ کے ہمراہ دُلہن کے گھر سے پہیکے پکّے ہوے چانولون کا چوبہ - اور دُلہن کے ساتھہ
گڑھ چانول - کچھہ نقدی اور ایک نہایت نفیس پہننے کا جوڑا بھیجا جاتا ہے - پس اِس طرح
سے چوتھی کی رسم بھی ختم ہوجاتی ہے -

چالے
اسکے بعد چالے شروع ہوتے ہین - دو - چار اور آٹھہ روز کا ایک چالا متصور رہتا ہے -
تعداد چالون کی کل چار ہوتی ہے - ایک دو تو خود ہی ماں باپ اپنے گھر مین اور اپنے خرچ
سے کرتے ہین اور دو تین قریب کے رشتہ دار کر دیتے ہین - جن کو زیادہ مقدرت ہوتی ہے
وہ میہمانداری کرتے ہین ورنہ صرف دولہ اور دُلہن ہی کے بلا لینے پر اکتفا کرتے ہین - نوشہ کچھہ
شیرینی اپنے ہمراہ لیجاتا ہے - اور دُلہن ہر چالے پر وہی سوے کے رومال مین بندھی ہوئی
جلیبیان لیجاتی ہے جنکو کہ واپسی کے وقت وہ پھر ساتھہ لے آتی ہے - جب نوشہ اور اوسکے
ہمراہیان کھانے وغیرہ سے فارغ ہوچکتے ہین تو مع دُلہن کے گھر واپس آجاتے ہین -
واپسی کے وقت اوسکی طرف سے جس نے کہ چالا کیا تھا دولہ کو مٹھائی وغیرہ کا چوبہ اور دلہن
کو ایک پہننے کے لیئے جوڑا کچھہ نقدی اور گڑھ چانول دیے جاتے ہین - اِس اناج کو جسمین

کہ اکثر چنے کی دال بھی شامل ہوتی ہے اور اوس نقدی کو جو دُلہن کے میکے یا میکے والونکی طرف سے دُلہن کی سسرال مین آتی ہے **سیدا** کہتے ہین - یہ سیدا دُلہن کے میکے سے چند سال تک ہر تیوہار پر ہمیشہ آتا رہتا ہے - عید کے سیدے مین بجاے چانول چنے کی دال یا آٹے کے زیادہ تر سویون کا رواج ہے - اگر شوہر کے کنبے مین کسی جگہ یہ دُلہن اول مرتبہ شادی یا غمی کسی رسم مین جاویگی تو اوس گھر والے پر یہ امر لازمی ہوگا کہ وہ اسکے لیے جوڑا یا صرف دوپٹہ اور کسی قدر شیرینی کا چوبہ بناکر ضرور بھیجے - اگر بیاہی ہوئی بیٹی کو میکے والے اپنے یہان بلاوین گے تو اون کو بھی سیدا اور دوپٹہ دینا ضرور ہووے گا

دُلہن کے آنے جانے پر ایّام و شہور کا لحاظ

شادی ہونے کے ایک برس کے بعد تک دُلہن کے میکے اور سسرال مین آنے جانیکے لیئے مہینون اور دنون کا بہت بڑا خیال کیا جاتا ہے - محرم - صفر (تیرہ تیزی) اور شعبان (میرانجی) کے آدہے آدہے مہینے دُلہن کو اپنے میکے مین یعنی ماں ہی کے گھر پر صرف کرنے ہوتے ہین - اسی طرح محرم شبرات اور ہولی دیوالی وغیرہ تیوہار میکے ہی مین کرنے ہوتے ہین - رمضان شریف کے پورے مہینے تک میکے مین رہنا ضروریات سے ہے - اور کل عرصے مین نوشہ کو بھی بُلانا نحس سمجھا جاتا ہے - دُلہن کو عید الضحی یعنی بقرعید کا تیوہار آدہے روز اپنے گھر پر اور آدہے روز سُسرال مین کرنا ہوتا ہے - اسلیئے وہ اوسدن دوپہر کے وقت سسرال مین آجاتی ہے - دُلہن کے لیے عورتون کے قانون کے منشا کے مطابق یہ بھی ضرور ہے کہ وہ

ماہ ربیع الثانی اور شوال کی رویت ہلال اپنی سسرال ہی مین کرے۔ اسلیئے اوسکو بالکل آخر رمضان اور آخر ربیع الاول کی ۲۷ یا ۲۸ تاریخ کو اپنی سسرال مین آجانا ہوتا ہے۔ ان سب قواعد آمد و رفت کا لحاظ صرف ایک برس تک رہتا ہے پھر کوئی روک ٹوک کسی قسم کی آنے جانے مین نہین رہتی ہے۔ علاوہ ان قواعد آمد و رفت کے کچھ عرصے تک نئی دُلہن کے تکلفات اور قواعد نشست و برخاست بھی حد درجہ عجیب و غریب ہوتے ہین۔ جسوقت سے کہ وہ وداع کے روز اپنی سسرال کی زمین پر قدم رکھتی ہے اوسیوقت سے وہ ایک ایسا لمبا گھونگھٹ کہ جسکی چوپنچ اوسکے پاؤن تک پہونچ جاتی ہے کاڑھکر یعنی اوڑھکر ایسا سر نیچا کرکے بیٹھتی ہے کہ سر اور پاؤن مین شاید ایک بالشت کا فاصلہ بھی مشکل سے رہتا ہو۔ گھونگھٹ

برس دو برس تک ہر وقت اپنی سسرال والون کے سامنے یہ گھونگھٹ کاڑھے رہنا ضروریات سے ہے۔ اگرچہ امتداد زمانہ کے ساتھہ اسکی لمبائی مین بھی فرق آجاتا ہے کھانے مین اسدرجہ تکلف ہوتا ہے کہ الامان۔ اپنے ہاتھہ سے تو یہ غریب معصوم دُلہن بالکل کھانا جانتی ہی نہین۔ دوسری عورتون کو اس بیچاری کو کھلانا ہوتا ہے پھر اوسمین بھی یہہ کیفیت ہوتی ہے کہ جب نوالہ مُنہہ مین دیا جاتا ہے تو کبھی ناک مین جاتا ہے کبھی نتھہ مین اٹکتا ہے کبھی آنکھون اور گالون اور ماتھے کو بگاڑتا ہے۔ غرضکہ عجیب دلگی ہوتی ہے۔ بڑی دقتون سے کہین خدا خدا کرکے ان بہو صاحب کے منہہ مین دو تین لقمے کھانے کے جاتے ہین۔ کھانے پینے نہانے اور دوسری حاجات ضروریہ سے فراغت حاصل کرنے مین اسدرجہ شرم کرنے اور اپنی جان پر ایسی سخت مصیبت اوٹھانے کی وجہ سے اکثر یہ کمبخت جاہل اور نادان عورتین

بیمار رہو کر مفت مین تکلیف اوٹھاتی ہین - ان بدنصیبون کے لیئے کچہ عرصے تک سسرال بالکل مثل قید خانے کے ہوتی ہے - اکثر خاندانون مین ایک یہ رسم بہی جاری ہے کہ جب کبہی دلہن اپنے میکے سے سسرال کو آوے تو وہ اپنی ماں یا عزیزونسے پہلے ملکر خوب رولیوے تب سواری یا ڈولی مین بیٹہے - ہر عورت کو اپنے شوہر سے دو تین سال تک عموماً کسی قسم کی بات اور لوگونکے سامنے کرنا نہایت زبون اور سخت بیحیائی مین داخل ہے - اگر کوئی عورت ان قواعد پر عمل نہین کرتی ہے تو وہ عورتونکے نزدیک بہت بڑی بیحیا اور بے شرم سمجہی جاتی ہے -

شادی کے متعلق جسقدر رسوم کا حال کہ مجہکو اپنے ذاتی تجربہ اور تحقیق دقیق سے معلوم ہو سکا ہے اوسکو قریب قریب مین نے اپنے نزدیک نہایت تشریح و بسط سے لکہدیا ہے اور حتی المقدور کسی ضروری رسم کو فروگذاشت نہین کیا ہے ہم عورتونکے غیر منضبط اور غیر محدود قوانین ہونیکی وجہ سے مین بالکل اس امر کا دعوی نہین کر سکتا ہون کہ یہ میرا مضمون پورا اور مکمل ہے اب بہی اسقدر رسمیات لکہنے سے رہ گئی ہین کہ جنکے لکہنے مین کئی اجزا سیاہ ہو جاتے مگر مین نے اونکو غیر ضروری سمجہکر اور نیز طوالت کے خیال سے بجملہ بیان نہین کیا ہے مگر یہ خوب یاد رہے کہ جو لوگ مفلسی کیوجہ سے شادیونمین فضول خرچی اور دہوم دہام نہین کر سکتے ہین وہ لوگ اگرچہ عقد شرعی کے نام سے اس ضروری کام کو سرانجام دے لیتے ہین - مگر سوائے بازاری دہوم دہام زینت اور جلوس اور رقص و سرود تماشے باجے کے اونکے گہر ونمین ان کل رسوم پر پورا پورا عملدرآمد ہوتا ہے یہ رسوم قریب قریب اس شہر کے کل مسلمان خاندانونمین علی العموم رائج ہین -

اگرچہ بعض بعض تعلیم یافتہ اور متدین اشخاص انکے انسداد مین بہت کچہ کوشش کر رہے ہین اور مین یہہ کہنے سے خوش ہون کہ وہ اس ضروری کام مین کسیقدر کامیاب بہی ہوے ہین - (راقم ابوالقاسم محمد یاسین خان ساکن محلہ حکیمان شمس آگرہ)

تذکرۃ المشاہیر

(سلسلہ کے لیئے نمبر ۸ - جلد ۶ ملاحظہ ہو)

بقیہ ذکر پامپی منیس

مجمع اراکین ثلثہ کے سبب سے جو **پامپی** نے اپنے لشکریون سے وعدہ کیا تہا اون کو زمین دیکر پورا کیا۔ **سینر** رکے ساتہہ زیادہ ارتباط بڑہانے کے خاطر **پامپی** نے اوسکی بیٹی سے شادی کر لی اور جبتک وہ جیتی رہی دوستی برقرار رہی۔

اس تمام زمانے مین **سینر** روحشیان **گال** کے مطیع کرنے مین لگا رہا اور **پامپی روم** مین مقننین کی مجلس مین باہم رنجش ڈالتا رہا تاکہ وہ لوگ فساد پڑنے پر اوسکو اوس کے فرو کرنیکے واسطے طلب کرین۔ اور جیسا اوس نے منصوبہ کیا تہا وہ امراکا سردار اور طرفدار بنایا گیا اور **سینر** رسے بالکل تعلقات ٹوٹ گیے کیونکہ اوسکی جورو بھی یعنی سینر کی بیٹی مر چکی تھی اور **کریسس** بہی مر گیا تہا۔

اوسکے خود مختار بنجانیکی متواتر کوششون کا نتیجہ یہ ہوا کہ **سینر** رسے جہگڑا پیدا ہو گیا اور اسکو شکست ہوئی اوسکے بعد یہ مصر کو بہاگ گیا اور وہانکے بادشاہ کے وزیرون کے اشارے سے ۲۹ ستمبر کو ۴۸ برس پہلے مسیح سے مارا گیا جنکو آخرکار **سینر** رنے اوسکے خون کے انتقام مین مروایا۔

(سسرو مارکس ٹلیس ۱۰۶-۴۳ قبل مسیح)

یہ شخص **اپرینیم** کے مقام پر ۳ جنوری کو ۱۰۶ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا اور **رومیون**

مین نہایت ممتاز وکیل اور مدبر سلطنت ہوا ہے ابتداے عمر مین یونانی اور رومی استادون سے اون تمام علوم کی عمدہ طرح سے تعلیم پائی تھی کہ جس سے آدمی فصیح اور بلیغ ہوجاتا ہے اور وزارت کے عہدے کے واسطے جن سے جلا اور صیقل ہوتی ہے - اگرچہ اوسکے جوہر ذاتی مین ایسا مادّہ نہ تہا کہ کسی چیز کو وہ ایجاد کرسکے اور نئی نکالے مگر اوسمین یہ عجیب کمال تہا کہ جن باتون کو وہ سیکہ لیتا اور جان جاتا تہا اون کو اس طرح ترتیب دیتا اور اپنے اپنے مناسب مقامات پر رکہتا تہا کہ وہ نہایت دلچسپ ہوجاتی تہین اور جو سنتا اون کو مان جاتا اور دل سے قائل ہوجاتا چونکہ اوسمین یہ قابلیت نہ تہی کہ فوجی اور ملکی معاملات مین پیشوا اور رہادی بنے اس سبب سے وہ ایک سب سے بڑی دعویدار سلطنت **پاپیی** کا رفیق بن گیا اور اپنی عمر بھر ملکی کام کرتا رہا مگر بڑی ایمانداری اور راستبازی کے ساتہہ اور جتنے کام تہے اون سب مین حب وطن کی بو آتی تہی اوسکی دلی خواہش یہ تہی کہ ملکی مجرمونکی شفاعت کرے اوسکا یہ کام بہت ہی کم تہا کسی پر الزام لگانے مین پیشقدمی کرے چنانچہ اوسوقت کے مناسب بہی یہ ہی کارروائی تہی تاہم اوسکو سب سے پہلے کامیابی اوس مواخذہ مین ہوئی جو اوسنے **ورس** پر ۷۰ برس پہلے مسیح سے لگایا تہا اس مقدمہ مین وہ اہل سسلی کا وکیل تہا ۶۸ مین وہ پریٹر وزیر اعظم مقرر ہوا اور اوسی سال مین اوسنے نہایت عمدہ **اپیپیج** قانون میلا پردی جسکا یہ اثر ہوا کہ **پاپیی** کو بے انتہا اختیارات مل گئے اور **متریدیتس** کے مقابلے مین اوسکو فوج کی سپہ سالاری دی گئی **سسرو** اوسکے بعد کونسل اوسی وقت مقرر ہوگیا جبکہ **کیٹیلائن** شرکت کونسل سے الگ کردیا گیا چونکہ

کیٹیلائن کی سازشون کا اوسنے مقابلہ کیا اور نہایت کوشش اور جانفشانی سے اوسنے آخر کار اوسکو شکست دی اسوجہہ سے ۶۳ برس قبل مسیح کے اوسکو ایک بہت بڑا خطاب ابوالمملکت کا دیا گیا - چونکہ بعض لوگ اوس سے حسد کرنے لگے تہے اور لوگون سے اوسنے اپنی ان محنتون کی ناشکر گذاری بھی سُنی اسپر وہ کونسل سے خود علحدہ ہوگیا - اس حسد ورشک کا باعث دونون پامپی اور سنیر رتہے اور اوسوقت تک یہ اوسکے درپے رہے جبتک کہ اوسنے استعفا نہ دیا لیکن استعفا دینے کے بعد اونہون نے اوسکے دشمنون کو اور زیادہ اوسکے ساتھہ دشمنی کرنے کو نہ چہوڑا - اوس کے خود بخود استعفا دینے سے سسرو کی ہمت کی کمزوری ظاہر ہوگئی اور اس سے زیادہ اوسوقت پر اور بہی سُبکی معلوم ہوتی ہے جبکہ وہ پھر بلایا گیا اور اوسنے اوسپر بڑی خوشی وخورمی کی - لیکن اوسکے بعد گو اوسنے حب الوطنی ہمیشہ کی مگر اراکین ثلثہ کا خلاف نہ کیا اور سیزر مصر کو چلا گیا تو اوس نے ملکی معاملات سے تعلق بالکل ترک کر دیا سیزر کے قتل کی سازش مین وہ شریک نہ تہا - بلکہ اوسنے اکٹے ویس کی بہت بڑی طرفداری کی جبکہ اوسکا چچا مرگیا تہا اور مارک انٹنی پر اوسکی طرفداری مین بڑا حملہ کیا اور خوب خوب فلیپچین کہین جو اب تک فلیپک یعنی اعتراضات ملامت انگیز کے نام سے مشہور ہین سسرو ایسے زمانے مین تہا جب کہ حب الوطنی کی کوشش اور طرفداری اوسکے کرنیوالے کے لیئے نہایت خطرناک ہوتی تہی وہ اس باب مین اگرچہ بڑی احتیاط کرتا تہا مگر ملک کے فوائد سے ہرگز چشم پوشی نہین کرتا تھا اور جب موقع ہوتا تو کبہی منہہ بند نہین کرتا تھا وہ شہری ہونے کی حیثیت سے بہت اچہا شہری تہا حب الوطنی

مین اپنے وطن کا سچا خیرخواہ تہا انسان ہونیکی حالت سے نہایت رقیق القلب تہا اوسکی اخلاقی اور ذہنی عظمت اوسی زمانے مین نہ تہی بلکہ وہ اوسکی خوبی اور عمدگی آجتک دکہائی دیتی ہے جو اوسکے بیشمار بیانات اور تحریرات مین موجود ہے اینٹنی کے اشارے سے ۴۳ برس قبل مسیح کے مارا گیا۔

سیزر کیٹس جولیس (۱۰۰ ۴۴ قبل مسیح)

۱۲ جولائی کو سو برس پہلے مسیح سے یہ قدیم زمانے کا سب سے بڑا آدمی پیدا ہوا جبکہ قوم کے لیے ایک بڑا نازک وقت تہا تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ خدا تعالی نے اس شخص کو ایسی بڑی ذہنی قوت اسیواسطے دی ہے کہ ضرورت کے وقت کام آوے اور ہر ایک بات کو پورا کرسکے روم کو اوسوقت ایسے آدمی کی بڑی ضرورت تہی کیونکہ اگرچہ اوسکی فوج زبردست تہی مگر اوسکے شہری سردار عیش وعشرت مین نہایت مصروف ہوگئے تہے جو اوسکی سخت کمزوری کا باعث تہا اور بڑے اختلال کی حالت ہو رہی تھی کہ سیزر دنیا مین آیا اور ایک بہت بڑا عالیشان دل ودماغ لایا جسقدر بڑے آدمی دنیا مین گذرے ہین اون سب سے زیادہ اوسکا مزاج مستقل تہا جو بات اوسکے سامنے آتی اور اوسمین اوسکی ضرورت ہوتی وہ یقیناً اوسپر غالب ہوجاتا تہا۔ وہ بہت بڑا بے نظیر عالم تہا جو کتابین اوسنے لیٹن مین لکہی ہین اوسکے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے اوس زبان کی صفائی اور پاکیزگی کو کمال پر پہونچا دیا ہے اور عبارت ایسی سادہ ہے کہ کوئی مصنف اوس سے سبقت نہین لے گیا۔

سسرو ہی فقط ایک رومی ہوا ہے جو اوسکی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ کرتا تھا۔ جو دنیا کی تاریخ مین بڑے بڑے جنرل گذرے ہین اون سے اگر مقابلہ کیا جائے تو اوسکی فوجی تدبیرات کہین بڑھکر ہین کیونکہ اوسنے اوسوقت کی معلوم دنیا کو ہی فتح نہین کیا بلکہ تعریف تو یہ ہے کہ بہت کم فوج سے فتح کیا کیونکہ رومی مقنن اوسکے ساتھہ اس امر مین ضد کرتے تھے اور اوسکی مشہور و معروف جنرل پامپی اور کاٹو سے بھی اوسکی جد وجہد رہتی تھی۔ ہم یہان سیزر کی تعلیم کا اس لیے بیان نہین کرتے جسکے سبب سے وہ ایک بڑا مدبر سلطنت نہایت عمدہ سپہ سالار مقنن مورخ ریاضی دان اور ماہر فن تعمیرات ہوا بلکہ ہم راستبازی سے اور خوب یقین کے ساتھہ برخلاف روایت ہای مشہورہ کے کہتے ہین کہ انہین باتونکے سبب سے وہ نہایت ہی اچھا سرلشکر رئیس اور کفایت شعار ہوا ہے اور اپنے وطن اور اہل وطن کا ایسا بڑا دوست تھا کہ اپنے ملک کی دوستی اوسکی اپنی ذات کی محبت سے بڑھ گئی تھی اور مدبر سلطنت ایسا تھا کہ اوسکے کامون پر اگر اسوقت غور کرین تو معلوم ہوتا ہے کہ نہایت ہی ملکی مصلحتون پر مبنی تھے اور ایسے تھے کہ اون سے نہ صرف روم کو فائدہ تھا بلکہ ممالک مفتوحہ کے واسطے بھی نہایت مفید ہوتے تھے۔ فرانس اور انگلستان کی تہذیب کی بنیاد اوسیکے ہاتھون سے پڑی ہے اور آج اوسکے عمدہ کامون کے اچھے اثر دکھائی دے رہے ہین اس فیاض مزاج عالیشان دانشمند شخص کا اپنے ملک اور نیز تمام دنیا پر وہ بڑا احسان ہے کہ روم کو اختلال کیوقت مین جمہوری حالت سے نکالکر جبکہ اندرونی خرابیون سے اوسپر تباہی آنیوالی تھی سلطنت شخصی کر دیا جسکے سبب سے اوسکی کمزوری

رفع ہوگئی اور ہر طرح کی تقویت اوسکو بہم پہونچی اور اس طرح سے پانچسو برس تک اوس قوم کو دنیا مین تہذیب کا تخم بونیکے واسطے قائم رکھا جبکہ اوسنے روم پر پورا اختیار حاصل کیا تو وہ اسلیئے نہ تہا کہ خود اوسکی بڑائی ہو بلکہ اسوجہ سے تہا کہ روم کی حکومت اچھی ہوجاوے اوسنے مقننون کی تعداد بڑہادی تاکہ تمام ملک سے ہر قوم کے لوگ اوسمین شریک ہون۔ عدالتونکی اصلاح کی اور یہ قرار دیا کہ غریب لوگون کو ہی غلہ دیا جائے غلامون سے کیتی کا کام موقوف کرایا اور خانہ جنگیون مین بڑے بڑے اچھے کام کیے اور فریقین مین باہم صلح کرادی اسنے علوم وفنون پہیلائے اور اپنے زمانہ کی عیاشی کو کم کیا اور کارتیج اور کارتھہ کی تعمیرات جاری کین تاکہ غریب لوگ بھوکے نہ مرین اوسنے ۴۶ برس قبل مسیح کے تقویم کی اصلاح کی اور نوے ۹۰ دن اوسی سال مین زیادہ کیے جسکا اصلاح یافتہ سن گریگوری سنہ دہم تک نہ بدلا یعنی سولہ سو برس تک قائم رہا۔ اوسنے قانون مین وہ فقرات زیادہ کیے جس سے پاپی کو تمراقان بحری کے استیصال کرنیکے اختیارات حاصل ہوے اور متھریدیتیس کی جنگ کا خاتمہ ہوا۔ اوسنے اپنے رقیبون پاپی اور کریسس سے کبھی حسد نہین کیا البتہ جب پاپی کا حوصلہ حد سے بڑہا اور مجمع مقنن نے اوسکی حمایت کی تو اوسنے اپنی حفاظت کی اوسنے گال۔ اندلس۔ پانٹس اور افریقہ کو فتح کیا اور کلیوپاٹرا اور اوسکے بہائی کو مصر کے تخت پر بٹہایا۔ اوسنے لوگونکی عنایت سے بڑے بڑے عہدے پائے یہان تک کہ ۶۳ برس قبل مسیح کے وہ سب سے بڑا مذہبی شخص سہی مانا گیا اور ان سب عہدون مین اوسنے نہایت دانش اور انتظام کی خوبی دکہائی اور ایسی

کوشش کی کہ اوسکے ملک کی عزت اور حرمت برقرار رہے۔ اوسکے سب فوجی کام ۶۱ سال سے لیکر ۴۴ سال قبل مسیح تک کے درمیان مین ہوے۔ اوسکو ہمیشہ کیواسطے شہنشاہ کا خطاب ملا اور سکہ پر اوسکی تصویر بنائی گئی۔ اوسنے نہایت عمدہ عمارت سے شہر کو سجایا اور جابجا لعبت بنائے اور اپنی موت سے کچھ روز پہلے اوسنے تجویز کی تھی کہ بڑی بڑی تعمیرات حفظ صحت کی غرض سے تعمیر کرائے تجارت اور روم کی تعلیم کو ترقی دے۔ وہ اپنے نفس پر اچھی طرح قادر تہا اور بہت بڑا بلند حوصلہ مگر اپنی ذاتی خواہشون کو عام لوگون کی ترقی مین کبھی دخل ندیتا تہا پوپ نے اوسکے اوصاف کا خلاصہ کیا ہے جسکا مطلب اس ایک اُردو شعر مین ظاہر ہوتا ہے۔

جہان اور نفس پر رکہتا تہا قدرت	کہان ہو ہر بشر مین ایسی ندرت

یعنی جیسے وہ دنیا کا بادشاہ تہا اسیطرح سے وہ اپنے نفس کا بادشاہ تہا ایسے لوگ دنیا مین بہت کم ہوتے ہین ایک بدمعاشون کے گروہ کی تحریک سے ۱۵ تاریخ کو ۴۴ برس پہلے مسیح سے دو متعصب شخصون نے جنکا کام بادخوانی تہا اوسکو مار ڈالا جن سے بادخوانی کے بجاے یہہ یادگار رہگیا کہ اونہون نے ایسے شخص کو قتل کیا جو روم مین نہایت لائق اور بڑا شریف آدمی تہا اور جسکے برابر اون لوگون مین کوئی نہین ہوا۔ قاتلون کو اوسکے قتل سے کچھہ فائدہ نہوا سپہ سالار اعظم کے وارث نے اپنے چچا کی مرضی کو پورا کیا اور روم کا اول شاہنشاہ بنا جسکا لقب اگسٹس تہا۔

ہیرو ڈاعظم (۷۲ سے ۴ برس قبل مسیح)

یہ شخص اسکیلن مین تقریباً ۷۲ برس قبل مسیح سے پیدا ہوا اور انٹنی میٹیر کا بیٹا تہا۔ بیشک نہایت جفاکش اور سفارت کے مقاصد سے آگاہ تہا لیکن اسکے ساتہہ بہت بڑا لالچی بہی تہا اور لالچ کے مقام پر کیسے ہی وحشیانہ اور ظالمانہ کام ہون کرنے سے نہین چوکتا تہا چنانچہ اوسنے اپنے بیٹون کو مار ڈالا اور اپنی جورو کو قتل کیا جسکا نام ماریمن تہا یہ بی بی نہایت خوبصورت تہی اور ایک بہت بڑی مذہبی گروہ ہرکینس کی دختر تہی حالانکہ یہ کمبخت خوبی اوسکو بہت ہی پیارا کرتا تہا۔

اس شخص کو مزاجدانی مین کمال تہا اور وقت کے مناسب ایسا بن جاتا تہا کہ جس سے اوسکی باتون کا بڑا عمدہ اثر ہوتا تہا اسنے بہ ہی خاصیت کے سبب سے رومی جنرلونکی اپنے اپنے وقت پر ایسی مدارات کی کہ کیسیس انٹنی اور کیٹولیس اس سے راضی ہوے اور بوکٹکے ملک بہ دیکر اوسکو سلطنت مل گئی وہان پر اسنے بیت المقدس کی نہایت عمدہ طور پر دوبارہ تعمیر کرائی اور سلطنت کے بڑے بڑے شہرون مین معبد تماشا گاہین اور نہرین بنوائین جس سے یہودی لوگ اوسکے طرفدار ہوگئے۔ یہہ اپنے خاندان کا پہلا بادشاہ ہوا اور اگریپا کا دادا تہا جس کو سینٹ پال نے عیسائی کر ہی لیا تہا۔ اوسنے کریا کو پھر بنایا اور سباسٹی نام رکہا اور اسٹریٹو کے مینار کے چھوٹے سے قصبے کو ایک بہت بڑا بندرگاہ کرایا جسکا نام اوس نے سیزریا رکہا تہا۔ ۴ برس پہلے مسیح سے مرا اور اپنا نام جہان مین ایسا بدچہوڑ گیا جسکے معنی

آجکل ظالم اور بیرحم کے ہوگئے ہین-

ورجل پلیبس ورجلیس مارو-(۷۰-۹ قبل مسیح)

ورجل لیٹن زبان کا بہت براشاعر موضع انڈس مین قریب منٹیٹوا کے ملک گال مین پیدا ہوا تہا- اگرچہ یہ شاعر مزاج تہا لیکن اسمین بہت بڑا شک ہے کہ دنیا کی تاریخ مین یہ کوئی ممتاز اور نمود کا شخص ہوتا اگر یہ اوس زمانے مین نہوتا جسمین کہ پیدا ہوا تہا اور اون دو نامورون سے امداد نہ ملی ہوتی جنھون نے کہ روم کی سلطنت کو بنایا اور قائم کیا اور جنکے سبب سے اوس زمانے کی تمام ذہنی قابلیتین سانچے مین ڈہالی گیئن-

روم کی تاریخ کے ہی سبب سے ورجل کا یہان ذکر کیا جاتا ہے جولیس سیزر نے اپنی عالمانہ تحریکات سے جو چنگاری دہکائی تہی اوسکو اگسٹس نے پنکہا جہلکر روشن کیا اور خوب بہڑکایا یعنی اوسنے بڑی فیاضی کے ساتہہ اہل علم و ہنر کی قدردانی کی اور اوسکی قدردانی اور اوسکے وزیر میسینیاس کی نوازش کا سبب ہے کہ جس سے ورجل نے لیٹن زبان کو وسعت دی اور خوبصورت کر دیا اور اپنے زمانے اور فطرت کا حال اوسمین لکہا جس سے نہ صرف ہمکو اوس سے دلچسپی ہے بلکہ جو علما ہم سے آگے ہوئے یا ہم سے بعد آوین گے اون کیواسطے بہی بڑی دلچسپی کی چیز تہی اور ہے ہومر اور ورجل یونان اور روم کے جو بڑے بڑے شعرا گذرے ہین اونکی لیاقت کی نسبت نکتہ چینون کی کچہہ ہی رائین ہون لیکن ایک بات مین یعنی کونسا اپنی قوم کے لیئے نہایت مفید تہا یہ کہو کہ اس سبب سے دنیا کے واسطے اچہا تہا

سبکی ایک ہی راے ہے۔ اگر ہومر نہوتا تو بھی یونانی زبان ہمارے لاحظہ کے واسطے اپنی کمال کی حالت مین ہی پہونچتی۔ لیکن اگر ورجل نہ ہوتا تو لیٹن زبان کی خوبیان ہم کو دیکھنا نصیب نہوتین اور نہ اوسکے زمانے کے آدمیون کے حالات ہم کو معلوم ہوتے۔ اوسکی تعریف کرنیکے واسطے یہ کافی ہے کہ اگسٹس کے زمانے سے لیکر آجکے دن تک اوسکی کتابین ہمارے درس و تدریس مین داخل ہین۔ اوسنے زراعتی بیان مین جو نظم لکھی ہے نہایت ہی عمدہ ہے۔ جسمین اوسنے درختان ثمردار اراضی مزروعہ محال کی بکمیون گھوڑون اور عام مویشی کا اس دلچسپی کے ساتھہ اور مفید طور پر بیان کیا ہے کہ وہ نہ صرف کاشتکارون کے واسطے ہی مفید ہے بلکہ ہر ایک اہل علم کو اوسکے دیکھنے سے لذت آتی ہے۔ اوسکی ایک اور مثنوی ہے جسمین چوپانی اور گلہ بانی کا بیان ہے اس نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دل کے حالات کو خوب سمجھتا تھا انسان سے اوسکو بڑی ہمدردی تھی اور اوسکے بیان مین ایک تعجب انگیز زور بھرا ہوا ہے اور زبان لیٹن مین اوسکو کامل دستگاہ ہے۔ ستمبر کے مہینے مین ۱۹ برس پہلے مسیح سے مرا لیکن اسوقت مین یعنی مرتے وقت وہ جس کتاب کو نامکمل سمجھتا تھا وہ سب سے بڑی کتاب ہے۔ اور نہایت دلپسند اور مرغوب الطبع ہے نہ اس سبب سے کہ اوسمین ذاتی خوبیان ہین بلکہ اسوجہ سے کہ اوسمین قومی حالات کا بیان ہے اور اوسمین مشہور و معروف لیٹن نسل کے بانی کی تاریخ لکھی گئی ہے اور اوسکے اقبال اور کامون کا ذکر کیا گیا ہے اور رومیون کے حالات لکھکر اوسمین یہ پیشین گوئی کی گئی ہے کہ اگسٹس بادشاہ کی تمام روے زمین پر ہمیشہ کو سلطنت رہے گی۔

میسیناس کیٹیس سلینٹس (۷۰ سے ۸ قبل مسیح)

یہ شخص تقریباً ۷۰ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا اور ہمکو یقین ہوتا ہے کہ جسوقت اکیڈیوس نے نمود حاصل کرنا شروع کی اوسیوقت سے یہ بھی اوسکے متعلقین مین شامل ہوگیا اور عمر بھر اوسکا دوست رہا اور جو کام اور خدمت اوسکی اگریپا نے میدان جنگ مین کیے وہ اوسنے صلح کیوقت مین کیے ہین میسیناس فی الحقیقت سلطنت کے لیئے ایک اول درجے کا سفیر یا ایلچی تہا اور اسیکا سبب ہے کہ انٹنی کے بعد اگسٹس نہایت رحیم مزاج اور فیاض ہوگیا تہا جو کام بلا فوج کشی کے ہونے ممکن تہے اون تمام امورات اور مشکلات کو یہ ہی میسیناس اگسٹس کے عہد مین طے کیا کرتا تہا اور جب بادشاہ باہر کو کہین جاتا تو روم مین یہی اوسکے بعد انتظام سلطنت کیا کرتا قدیم زمانے کے علم وادب کا وہ ایک بہت بڑا مشہور ومعروف مربی تہا اور اوسکی سرپرستی صرف اس سبب سے نہ تہی کہ وہ علم ادب کا دل سے بڑا شوقین تہا بلکہ اس سبب سے کہ اوسنے دیکہا تہا کہ بڑے بڑے شعرا کے سبب سے سلطنت کو تقویت اور قیام حاصل ہوتا ہے اور اگر کوئی نئی بات جاری کی جائے تو اوسکے ذریعے سے عام لوگ اوسکو پسند کرنے لگتے ہین۔ اوسکو ملکی معاملات مین کامل دستگاہ تہی اور اسیکے ساتہہ وہ اہل وطن کا حامی بھی تہا یہان تک کہ وہ جب عورتون کے ساتہہ عیش وعشرت مین مصروف ہوتا تہا تو اوسوقت بہی وہ امورات سلطنت کو نہین بہولتا تہا۔ اوسکو اپنے خاندانی مورثون کی بہت بڑی دولت ملی تہی اور اس سبب سے اوسکو علم وہنر کے ساتہہ اپنا شوق پورا کرنیکے واسطے

کافی دسترس تھے اوسکا عالیشان مکان ابھی تک اسکوٹیلائن پہاڑ پر باقی ہے یہی جگہہ ہے
کہ جہان ورجل اور ہارلیس بیٹھکر اپنا وقت گذارتے تھے جنہون نے میسیناس کا نام
دنیا سے غیر فانی کر دیا ہے۔ اوسکا نام ہمیشہ قائم رہیگا جو ہر گھر مین اسوقت تک مشہور ہے جسکے
معنی سخاوت و وفاداری اور مروت کے ہوگئے ہین میسیناس ۸ برس قبل مسیح کے مرا۔

کلیوپاٹرا (۶۹ - ۳۰ قبل مسیح)

یہہ عورت اس سبب سے مشہور ہے کہ اسکے زمانے مین جو نہایت بڑے آدمی تھے
اون سے اسکو کمال تعلق تھا جسکے سبب سے روم کے کامون مین اسکا بہت بڑا اثر ہوا
ہے مصر مین ۶۹ برس قبل مسیح کے پیدا ہوئی تھی اور ۳۰ برس پہلے مری خاندان ٹالومی کی
یہ سب سے آخر ملکہ تھی اسی پر وہ خاندان ختم ہوگیا۔ کلیوپاٹرا کی شہرت اوسکی خوبصورتی اور
حسن وجمال کے سبب سے تھی وہ آدمی کو ذلین فریفتہ کرلیتی تھی اوسکا یہ کمال جسقدر اوسکے بعد یل
حُسن وجمال پر موقوف تھا اسیقدر اوسکی علمی اور ذہنی لیاقت پر بھی منحصر تھا کہتے ہین کہ وہ سات
زبانون مین کامل مہارت رکھتی تھی ۵۰ برس قبل مسیح کے اوسکے بھائی اور محافظین نے اوسکو
حکومت سے برطرف کر دیا تو وہ ملک شام کو چلی گئی اور یہ ارادہ کیا کہ کچھہ فوج جمع کرکے اپنا
ملک واپس لے مگر جب اوسنے دیکھا کہ سیزر پامپی کا تعاقب کرتا ہوا افریقہ مین آگیا
ہے تو کلیوپاٹرا نے اوس سے نامہ وپیام کرنا شروع کیا اور سیزر کو اپنے اوپر فریفتہ کرلیا
یہان تک کہ سیزر نے اوسکو امداد دی اور تخت سلطنت پر اوسکے چھوٹے بھائی کے ساتھہ

اوسکو بٹھادیا جسکے ساتھہ مصری دستور کے بموجب کلیوپاٹرا نے اپنا نکاح کرلیا تھا۔ لیکن جب سیزر افریقہ سے واپس جانے لگا تو یہ بھی اوسکے ساتھہ روم کو چلی گئی اور اوسی جگہہ رہی پر جب لوگون نے سیزر کو قتل کر ڈالا تو فوراً مصر کو لوٹ گئی۔ اوسنے اگسٹس کی تخت نشینی مین مدد دی لیکن یہ اوسکے لیے بڑی خرابی کا باعث ہوئی کیونکہ جب انٹنی مصر گیا تو کلیوپاٹرا نے اوسکی بی بی اگٹی ویا سے اوسکا دل پھیر دیا اور اپنے اوپر اوسکو فریفتہ کرلیا مگر جب اکٹیوس اور انٹنی سے لڑائی ہوئی اور انٹنی کو مقام اکٹیم پر ۳۱ برس قبل مسیح کے کامل شکست ہوئی تو چونکہ وہ لڑائی کے وقت بھاگ گیا تھا اور اس ذلت کے سبب سے وہ اپنا جینا پسند نکرتا تھا اپنے آپ خودکشی کرکے مرگیا۔ کلیوپاٹرا نے جب دیکھا کہ وہ اکٹیوس کو اپنے قابو مین نہ لاسکی اور اب وہ قید ہوکر روم کو جائے گی اس بے عزتی کے سبب سے اوسنے ایک زہردار سانپ سے اپنی تین کٹوالیا اور مرگئی۔

ہاریس (۶۵-۸ قبل مسیح)

ورجل کے بعد لیٹن زبان کے شعرا مین یہی سب سے بڑھکر مانا جاتا ہے وینوشیا صوبہ اطالیہ مین ۶۵ برس قبل مسیح کے پیدا ہوا تھا اس شخص کا وجود زمانہ اگسٹس کی طرز رفتار کا نتیجہ تھا اگر روم کا کوئی اور زمانہ ہوتا تو ہاریس سے شاعر کو کوئی بھی نہ پوچھتا اوسوقت کی حالتین ایسے شخص کے وجود کے لیے نہایت موافق تھین اور زمانہ اشارہ کر رہا تھا کہ اس طرز مین یہ خیالات ظاہر کیے جائین۔

ایسے آدمی کا بیٹا جو پہلے غلام تہا اور سلطنت کے قیام سے پیشتر غالباً خود بہی غلام رہچکا تہا کب ہوسکتا تہا کہ اپنے خیالات کو اگر اوسکے دل مین کچہہ آتے تو علانیہ ظاہر کردیتا اور پھر سلامت رہتا ہان البتہ اوسوقت یہ ہوسکتا تہا کہ کوئی اوسکا دوست اوسکی سرپرستی کرتا جسکو اس بات کا شوق ہوتا کہ روم کے لوگون کی اخلاقی اور ذہنی ترقی کرے - ہارس کی قسمت اچہی تہی کہ اوس زمانے مین جبکہ روم مین اختلال پڑرہا تہا تو اوسکے باپ کی آمدنی اچہی ہوگئی اور اس سبب سے روم اور یونان مین اوسکو اچہی تعلیم حاصل کرنیکا موقع ملا اور خزانے مین اوسکو ایک جگہہ مل گئی - اس موقع پر اوسنے اپنی پہلی نظم لکہی اور لوگون مین اوسکی شہرت ہوئی یہانتک کہ ورجل تک اوسکی خبر پہونچی اوسکو وہ ایسی پسند آئی کہ اوسنے میسیناس سے اوسکی سفارش کی جسکی سرپرستی مین وہ خود نہایت عیش وعشرت اور امن چین سے اپنی زندگی بسر کرتا تھا اور دیہات مین اپنے کام کے شغل مین شادمانی کررہا تہا - ہاریس اپنے زمانیکے خیالی مضامین مین ہی دست قدرت نرکہتا تہا بلکہ وہ بشری طبائع کے میلان کا بہی عالم تہا اور انسانون کے باہمی تعلقات کو خوب پہچانتا تہا جن سے اوسکی تحریرات مین جان پڑگئی اور جس سے اوسکا تمیز اور ہجو گوئی کا کمال معلوم ہوتا ہے اور نیز تجربہ کاری امورات دنیوی کی ظاہر ہوتی ہے اور یہی سبب ہے کہ آجکل کی تہذیب مین بھی اوسکی قدر وقیمت بڑہتی جاتی ہے اوسکی غزلین لیٹین زبان کی شاعری کی نہایت عمدہ نمونی ہین اوسکی ہجویات اور رسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا عمدہ آدمی تہا رسائل کی ایک عجیب نئی وضع ہے جس سے فلسفہ کی بوٹپکتی ہے اور لیٹین زبان کا کمال ظاہر ہوتا ہے کوئی شاعر زمانہ سلف یا حال کا اپنی

عادات واطوار کو ایسی صفائی سے نہین بیان کرسکتا ہو کہ جیسے اوسنے بیان کیے ہین اور اپنے زمانے کے ہر درجے کے لوگون کا ایسا حلیہ لکھا ہے کہ کیا کوئی لکھ سکتا ہے۔ اور اوسکی مشہور تحریرات جسمین اوسکے رسائل بھی شامل ہین ایسی ہین کہ جن سے خود اوسکی بہت عمدہ تاریخ ہمکو میسر آتی ہے۔

اگسٹس (۶۳ برس قبل سے ۱۴ء تک)

یہ پہلا شاہنشاہ روم کا ۲۳ ستمبر کو ۶۳ برس اول مسیح سے پیدا ہوا۔ اسکے باپ کا نام کیٹس اکیٹیولیس اور مان کا نام اٹیا اسکی مان جولیس سیزر کی بھانجی تھی۔ اوس کی ابتدائی تعلیم اوسکے بڑے مامون کی زیر نگرانی ہوئی تھی جسنے اکیٹیولیس کو اٹھارہ برس کی عمر مین ماسٹر آف ہارس مقرر کرکے ایرکم کے لشکر مین فوجی تعلیم حاصل کرنیکے کے لیئے بھیجدیا تھا۔ سپاہی اوس فوج کے اکیٹیولیس سے نہایت مانوس ہوگیے اور جب جولیس اوسکا مامون مارا گیا تو اونہون نے درخواست کی کہ وہ اوسکو ہر طرح کی امداد دینے اور روم کو چلنے کے واسطے طیار ہین لیکن اس دانشمند لڑکے نے اونکو وہین چھوڑا اور آپ تنہا روم کو چلا گیا لیکن روم مین پہونچکر اوسکو معلوم ہوا کہ اوسکا مامون اسیکو اپنا وارث قرار دیکر مرا ہے اور ۱۹ برس کی عمر مین اوسکو جولین نسل کے اقبال و دولت کی ترقی دینے کا کام حوالے کرگیا ہے اکیٹیولیس کے رشتہ دارون نے منع کیا تھا کہ اس کام سے وہ الگ رہے مگر اوسنے نہ مانا اور مامون کی وصیت کو بخوف دل سے تسلیم کرلیا۔ مارک انٹنی نے جسنے پہلے ہی سے سیزر

کے مال و متاع پر قبضہ کر لیا تھا یکلخت اکیٹولیس کی وراثت سے انکار کر دیا اور اوسکے دعووں کو ہرگز نہ مانا۔ لیکن اس نوجوان نے اپنی لیاقت کے جوہر دکھائے اور کوشش کر کے پریٹر یعنی وزارت کا عہدہ حاصل کیا اور اوس فوج کی سپہ سالاری کی حکومت پائی جسنے اِسکو امداد دینے کی درخواست کی تھی انٹنی سے جب میوٹنا کے مقام پر لڑائی ہوئی تو دونوں کونسل مارے گئے اور انٹنی شکست کھا کر بھاگا۔ اِسوقت اکیٹولیس ہی فقط مجمع مدبّران پر حاکم تھا اور وہ فوج جو اوسکی طرفدار تھی چاہتی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو۔ اِس سبب سے یہ کونسل مقرر کیا گیا بعد ازاں اکیٹولیس بظاہر انٹنی کے مقابلے کے واسطے چلا مگر درحقیقت وہ چاہتا تھا کہ انٹنی اور لیپیڈس سے اتفاق ہو جاوے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مجمع مدبّران کا اعتبار نہیں سلطنت کو استحکام اوسیوقت ہوگا کہ اراکین ثلثہ دوبارہ مقرر ہوں۔ چنانچہ اکیٹولیس اور انٹنی دونوں متفق ہو گئے اور بلکہ بروٹس کو جو ریپبلیکن فوج کا افسر ہو گیا تھا مقام فلپسٹی پر کامل شکست دی اور ۴۲ برس قبل مسیح کے دوسرا مجمع اراکین ثلثہ مقرر ہو گیا۔ اور اِس اتفاق بڑھانیکی غرض سے انٹنی نے اکیٹویا سے جو اکیٹولیس کی بہن تھی شادی کر لی۔ یہ اتفاق صرف ۳۷ برس قبل مسیح تک رہا کیونکہ جب انٹنی کلیوپاٹرا پر عاشق ہو گیا اور اکیٹویا کو اپنے پاس سے روم کو بھیجدیا اور خود مشرقی ممالک میں رہکر ایسے کام کیے جن سے روم پر بڑی بدنامی آئی تو اکیٹولیس سے پوری دشمنی ہو گئی مگر اِس زمانے میں اکیٹولیس اٹلی میں اپنی حکومت جما رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کامل غلبہ اسکو حاصل ہو جاوے۔ اوسنے سیزر کے قتل کا انتقام لیا اور مجمع مدبّران

مین سے پورانے لوگون کو نکالکر نئے آدمی ایسے بھرتی کیے کہ اپنے ہاتھہ مین درحقیقت ساری طاقت آگئی گو بظاہر خود مختار نہ تہا انٹنی کے کامون سے جو اوسنے مصر مین کیے تہے مجمع مدبران کو سخت نفرت ہوگئی تہی اسلیے اونہون نے کلیوپاٹرا کے مقابلے مین لڑائی کا اشتہار دیا اور اکٹیوس جواب تیسری بار موسم بہار مین ۳۱ برس قبل مسیح کے کونسل مقرر ہوا تہا اوس فوج کا افسر مقرر ہوا جو اوسکے مقابلے کے واسطے روانہ ہوئی جسنے جاکر کلیوپاٹرا اور انٹنی دونونکی فوجون کو جہازی لڑائی اکٹیم پر شکست دی۔ انٹنی اسکے بعد خودکشی کرکے مرگیا اور اکٹیوس ہی اکیلا روم کا مالک رہگیا اور ۲۹ برس قبل مسیح کے وہ اطالیہ کو واپس آیا اور روم مین پہونچکر جو بے قیاس دولت وہ مشرق کی لوٹ سے لایا تہا اپنے ملک والون اور سپاہیون مین تقسیم کرائی جسکے سبب سے سب کے دلون مین اوسکی پوری پوری جگہہ ہوگئی ۲۷ برس قبل مسیح کے مجمع مدبران نے اوسکو اگسٹس کا خطاب دیا ۲۳ برس پہلے تمام عمر کے لیے ٹریبیون مقرر کیا گیا اور ۱۲ برس پیشتر پانٹیفکس میگیسمس یعنی امام الائمہ کا درجہ ملا اسطرح سے اوسکو ہر طرح کے عہدے اور مراتب ملنے سے سب قسم کی طاقت اوسکے ہاتہہ مین آگئی اور یہ کچہہ اوسنے زبردستی نہین لی بلکہ لوگون نے اوسکو خوشی سے دی۔ اوسنے بڑی دانشمندی کی اور جمہوری سلطنت کا سا طریق رکہا باقاعدہ مجمعون مین کونسل مقرر کیے جاتے تہے اور ہر ایک کام کے واسطے وہ ہی پہلا دستور برتا جاتا تہا گو درحقیقت سب کچہہ اوسی کے اشارے سے ہوتا تہا اوسکو امپریٹر یعنی شاہنشاہ کا خطاب تمام عمر کے لیے مل گیا تہا مگر وہ ہر دس

سال کے بعد اوسکو تازہ کرایا کرتا تھا اس عرصے مین لوگونکے خیالات رفتہ رفتہ بدل گیے اور اونہون نے یہ فیصلہ کیا کہ اختیار حکومت ایک شخص کے ہاتھہ مین ہونا چاہیئے اور وہ ایک شخص سلیز ر اعظم کا وارث ہو سلیز ر نے یہ راستہ اوسکے لیے کھول دیا تھا لیکن اکیٹویس نے عجیب وغریب لیاقت اپنی مطلب برآری مین ظاہر کی اور مدبران تجربہ کار سے جو اوسکو اپنے کام مین لانا چاہتے تھے بڑہ گیا اور اونہین سے اپنا مقصد پورا کرالیا۔ یہانتک کہ اوسنے کامل اختیار حاصل کرلیا اور اوسوقت تک کہ اوسکو اختیار ملے کسی طرح کی نرمی نہ کی مگر جب حکومت مل گئی تو جو لوگ اوسکے برخلاف سازش کرتے تھے اونپر حد سے زیادہ سختی نکرتا تھا آخر اپنی عمر کے آخری تیس برس مین بغیر روک ٹوک وہ سلطنت کو ترقی دیتا رہا اوسنے روم کی شان وشوکت کمال کو پہونچادی شہر نہایت ہی آراستہ تھا ملک کو دشمن کے حملون سے محفوظ کرنیکے واسطے ہر طرح مضبوطی کی تھی لوگ ہر طرح خوش خرم تھے زندگی بڑی آسایش سے گذرتی تھی علم وہنر کو ہر طرح ترقی ہو رہی تھی اور تہذیب روز بروز بڑہتی جاتی تھی۔

اوسنے اپنے مامون کے منصوبون کو بہت کچھہ پورا کیا اور اپنے زمانے کے عالیدماغ لوگون کو ایسی ترغیب دی کہ جسکے ذریعے سے ہم اوس زمانے کی دنیا کو آج بخوبی دیکھہ رہے ہین اگسٹس مقام نولا مین ۱۹ اگست ۱۴ عیسوی کو مرگیا۔

اگریپا (۶۳ قبل مسیح)

یہہ شخص ۶۳ برس قبل مسیح کے پیدا ہوا۔ اگسٹس کا یہ بڑا بہاری دوست تھا اسنے

اوسکو فوجی اور ملکی دونون طرح کے معاملات مین جسقدر مدد دی ہے کسی دوسرے نے نہین دی یہ اگسٹس کا داماد تہا اور اوسکی جولیا بیٹی سے اسنے شادی کی تہی - اس نے لوکرائن جیل کو اورنس جیل کے ساتہہ ملاکر ایک نہر سمندر تک کھود دی تھی جسکے سبب سے اسکو ایک جہازی بیڑا بنانے اور ملاحون کی تعلیم کرنے مین بہت آسانی ہوگئی اور سکسٹس پامپی کے جہازی بیڑے سے مقابلے کے لیے بخوبی طیار ہوگیا جسنے بحر روم مین خوب طاقت حاصل کرلی تہی - اس طرح سے جہازی لڑائی مین مقام ملا اور ناکوس مین اوسنے پامپی کو شکست دیکر اگسٹس کو بحر روم کا مالک کردیا - اوس روز سے لیکر جولیس سیزر مارا گیا اوسوقت تک کہ اکٹیویس کو کامل طاقت ملی اور خطاب امپیٹر کا حاصل ہوا یہ تمام امورات مین اوسکا رفیق اور مشیر تدبیر رہا اور بہت کچہہ کامیابی اسی کی نیک تدابیر کا نتیجہ ہے - داروغہ تعمیرات کی حیثیت سے جسپر کہ ۳۳ برس قبل مسیح اسکا تقرر ہوا شہر روم مین اسنے بڑی ترقی کی نہرونکی مرمت کی اور جدید نہرین تعمیر کرائین میلا صاف کرنیکے واسطے نالیان بنائین اور اونکی صفائی کیواسطے ایک نیا طریقہ نکالا یعنی کئی نہرون کا پانی ملاکر ایک ساتہہ دوڑا دیتا کہ اچہی طرح وہ صاف ہوجائین - جب ۲۷ برس قبل مسیح کے یہ تیسری مرتبہ کونسل مقرر ہوا تو اسنے اگسٹس کے کامل اختیار حکومت کے حاصل کرنیکی یادگار مین ایک جدید عمارت پانتین کے نام سے بنائی جسپر کہ اوسکا نام آجتک کندہ ہے جب یہ سریا کا حاکم مقرر ہوا تو یہودی لوگ اس سے نہایت خوش ہوئے اور اوس نے اوسی زمانے مین وہان ایک شہر بسایا جسکا نام بیروت ہے - بعد سیزر اعظم کے یہ سب

بڑا فوجی افسر روم کا خیال کیا جاتا ہے۔ یہ کمپنیا مین ۱۲ سال قبل مسیح کے مرگیا۔

یہوی (۵۹ برس قبل مسیح سے ۱۰ برس بعد مسیح تک)

یہ مشہور و معروف رومی مورخ شمالی اطالیہ کے ایک شہر کا باشندہ تہا جسکو آج کل پدوا کہتے ہین۔ اسکی عمر کا بڑا حصہ روم مین گذرا جہان کہ اوسنے وہ کتاب لکہی جس سے اوسکا نام ہوگیا یعنی روم کی ابتدا سے لیکر ۹ برس قبل مسیح تک کا تمام حال اوسنے لکہدیا ہے اوسنے اس کتاب کا نام سالانہ تاریخ رکہا تہا جسکی ۱۴۲ جلدین یا باب تہے لیکن اونمین سے اب صرف ۳۵ تو خوب مشہور ہین اور ۴۰ کی جلدون کے خلاصے ملتے ہین۔

یہ خلاصے اچہی طرح کیے گیے ہین اگرچہ یہ نہین معلوم کہ کسنے کیے ہین اس کتاب کے الفاظ کی نشست عبارت کی خوبی اور مضمون کی چستی ایسی ہے کہ یہوی کو پہونچنا مشکل ہے اور یہی باتین اوس زمانے کی خوبی تہین ایک مخلوق ایسے مصنف کے دیکہنے کیواسطے دور دور سے سفر کرکے آیا کرتی تہی جو اس طرح پر اون کے قوم کی فخریہ تحریرین لکہا کرتا تہا وہ باتین جو آجکل ایک مورخ کے لیے ضروری سمجہی جاتی ہین کہ ہر ایک بات کو صحت کے ساتہہ لکہنا چاہیئے وہ اس کتاب مین نہین ہین لیکن بہرحال اوس زمانیکے حالات معلوم کرنیکے لیے بحیثیت مجموعی نہایت عمدہ اور معتبر ذریعہ تحقیقات کا ہے اوسکو پڑہنے سے بڑی لذت آتی ہے اور قریب قریب دنیا بہر مین لیٹین زبان کی درسی کتابون مین داخل ہے جو کتابین یا باب اوس کی کتاب کے اب متداول ہین اون مین روم کی ابتدا سے ۱۶۷ برس قبل سنہ عیسوی تک کا

بیان درج ہے درمیان کے ۷۵ سال ۲۹۴ سے لیکر ۱۹۲ تک کا بیان اوسمین نہین ہے یہودی نے اپنے ہی وطن مین ۱۷ عیسوی مین انتقال کیا۔

وسپاسین (۹ء سے ۷۹ء تک)

یہ شخص ری ایٹ کے قریب صوبہ اطالیہ مین پیدا ہوا۔ اسکا باپ ایک ادنی درجہ کا آدمی تہا لیکن اسکی مان ایک رومی رکن سینیٹ کی بہن تھی۔ وسپاسین نے تہریس کے مقام پر فوجی ٹریبیون[۱] ہونیکی عزت حاصل کی اور اوسکے بعد کریٹ اور سبرین[۲] مین وہ مالگذاری کا اول حاکم عہد حکومت کالیگولا مین مقرر ہوا اوسکے پیچھے برطانیہ پر ۴۳ء مین پریٹر مقرر ہو کر حملہ کیا اور افریقہ مین نائب کونسل کی حیثیت سے جاکر اور بہی زیادہ سپاہیانہ نام آوری حاصل کی ۶۶ء مین شاہنشاہ نیرو نے ملک یہودیہ مین اوسکو جنگ کے واسطے بہیجا جہان کہ اوسنے دو سال کے اندر ہی تمام ملک یہودیہ کو تابع کر لیا جولائی ۶۹ء مین وہ شاہنشاہ روم کا مقرر ہوا اور ۷۰ء مین وہ اپنے ملک کو واپس آیا اور اپنے بیٹے ٹٹس کو جو یروشلم کے محاصرے پر چہوڑ آیا وسپاسین نے یہان آکر شہر اور سلطنت کے کامونکی اصلاح کرنا شروع کی اور سنیٹ یعنی مجمع مدبران سے بہ نہایت نرمی اور ملائمت کام لیا۔ اور صرف قانون کے ذریعے سے ہی

---

[۱] ممبر سینیٹ کو کہتے ہین سینیٹ وہ مجلس ہے جہان بزرگان ملک و قوم جمع ہو کر قوانین اور آئین مرتب کرین۔

[۲] سلا نمبر ۳ کا نوٹ دیکھو۔

رومیون کے اخلاق کی درستی نہ کی اور اونکو پچھلی نیک باتونکی طرف مائل نہ کیا بلکہ خود ایسے کام کیے کہ سب لوگون کے لیئے ایک مثال قائم ہوگئی اور قانون کی بہ نسبت اس بات کا بہت زیادہ اثر ہوا۔ وہ علم وہنر کا بڑا مربی تہا اوسنے مجلس وزرا کے لیئے ایک نہایت عمدہ مکان بنایا معبد صلح کی نہایت نفیس عمارت تعمیر کرائی اور کالیسیم کی تعمیر شروع کی۔ اور خانہ جنگیون کے نشانات مٹانیکے لیئے بڑی سخت کوشش کی اور ہر صیغے مین خواہ ملکی ہو یا فوجی ضروری تبدیلی اور ترقی کی۔ اوسنے ایسے ایسے کام کیے کہ جس سے لوگون کو اوسکی دانشمندی پر تعجب ہوتا تہا جب وہ ۷۹ء مین مرا تو رومکی حالت نہایت عمدہ تھی۔

پلاٹنی (۲۳ء سے ۷۹ء تک)

پلاٹنی کلان اطالیہ شمال کے ایک شہر مین جسکو آجکل کومو کہتے ہین پیدا ہوا۔ علم کا اس شخص کو نہایت شوق تہا جب موقع ہوتا تو ہر ایک لمحہ اور لحظہ بھی تحصیل علم اور تحقیقات جدید مین لگاتا اور کبھی خالی نہ بیٹہتا اور چونکہ وہ ایک عالی خاندان اور دولتمند گھرانے مین پیدا ہوا تہا اسواسطے اوسکو اپنے شوق کے پورا کرنے مین نہایت آسانی بہی تھی جسوقت کہ وہ مرا تو ۱۶۰ جلدین اپنے مسودات کی چہوڑ مرا جس سے اوسکی بہتیجی نے ایک کتاب ہسٹوریا نیچریلس تصنیف کی اور صرف یہی ایک کتاب اوسکی تصانیف مین سے مشہور ہے۔ اوسکی ۳۷ کتابین یا جلدین ہین۔ باقی آئندہ۔

راقم
حسن

ہوالمستعان

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

خدا کے فضل وکرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور زبان کی کتابین اُردو - ہندی - فارسی - عربی نہایت خوشخط صحیح وعمدہ جلد ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتھو مین طبع ہوتی ہین - عدالتون ومحکمہ بندوبست اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی مطبع پچیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت اور نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین کتب نسبت اور مطابع کے بہت خوشخط صاف وعمدہ چھاپی جاتی ہین کیفیت نرخ وغیرہ کی خط وکتابت سے معلوم ہوسکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی وافی ہین -

المشتہر

محمد قادر علی خان ولد احمد خان صوفی مرحوم مالک ومہتمم مطبع مفید عام آگرہ

مہتمم "مرقع عالم" کی مقبول تصنیفات

"عبرت"

یعنی جان اور ہنوریا کا دہی اچھوتا ناول جو ۹۰ و ۹۱ء مین مرقع عالم کے ساتھ شائع ہوا اور جسمین شادی نہ کرنے کے نقصانات بہت عمدہ پیرایہ مین دکھائے گیے ہین - ضرور دیکھیے - عاشقانہ رنگ مین ایسا علمی مذاق اور کہین آپ نہ دیکھین گے - ضرور دیکھیے - حصّہ اوّل عہ حصّہ دوم عہ

"جعفر و عباسہ"

دنیا کی بیوفائی - زمانہ کے انقلابات - حسرت - رنج - غم - بس دل پکڑ کر رہجایے گا - بالکل طبیعت کے بیچین کر دینے والے سامان - یا ناول کے پیرایہ مین قوم کو ایک نیک صلاح اسمین عورتون کی بے پردگی کے نقصانات نہایت کامیابی کے ساتھ دکھائے گیے ہین قیمت عہ

"مسیحاے عالم"

حفظ صحت کی مستند کتاب جسمین اُن چھ چیزون سے محققانہ بحث کیگئی ہے جنپر زندگی کا بالکل مدار ہے - قیمت ۸ر علاوہ محصول -

درخواست خریداری نقد یا باجازت ویلو پی ایبل بنام حکیم محمد علی خانصاحب اڈیٹر "مرقع عالم" ہردوئی بھیجنا چاہیے - فقط

اشتہارات

فیروزالدین کی بےنظیر مشہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور سچی دوائیان

جوہر خیری یعنی "فیروز نردائین پلز ٹانک" انسان کی صحت مسلمہ اور شربتیہ دوائی جسکو ہندوستان بھر نے مفید بتایا ہی اس دوائی نے میڈیکل افسران - حکما اور عام پبلک سے بڑی تصدیق حاصل کی ہی کہ جسمانی کمزوری ضعف اعضائے رئیسہ ضعف معدہ ضعف دماغ - لقوہ - آدھرنگ - وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانے کیلیے اور خصوصیت کے ساتھ بلا اسبالہ بےنظیر اثر کے ساتھ جوانی کی غلط کاریون اور بے احتیاطیون کے نقص دور کرنے مین بےنظیر ہین - بکس ۴۸ گولی عہ **جوہر عرشہ** یعنی تریاق براے فسادات خون و درد کہنہ - خارش پھوڑا پھنسی وغیرہ شیشی کلان عصارہ خورد عہ **فیروز بام** اکسیر براے دمہ - کہانسی تر و خشک نزلہ زکام آواز کا بیٹھ جانا شیشی خورد ۱۲ کلان عہ **تپ تلی** کا علاج اکسیر ہے - گویان ۱۲ عرق عہ ہزاردن مایوس مریض خداوند تعالی کے فضل سے صحت یاب ہوئے ہین - تھوڑے عرصہ کے مریض کیلیے یہ گویان کافی ہین پرانے مریض کیلیے دونون چاہئین -

چوتھیا تپ جاد و بہراعراق مشہور ہے ایک شیشی سے ۹ مریض صحت پاتے ہین شیشی ۱۲ **حب بواسیر** بادی ہر یا خونی اکسیر ہے فی بکس عہ **فیروز سرب** اسکے استعمال سے عادات افیون و چانڈو وغیرہ بغیر تکلیف چھوٹ جاتی ہی نہ افیون زہر ہی نہ نشہ ہے - صرف بوٹی سے تیار کیا ہی شیشی عہ **بادی گارڈ** دوائی ہضمیہ و بھنمی شیشی عہ

دیکھو تازہ شہادت - جناب ڈاکٹر جیتن شاہ صاحب

راے بہادر سول سرجن و میڈیکل افسر ضلع جہنگ سنہ ۱۸۹۲ء ۸ اکتوبر - آپکا جوہر عرشہ چند مریضون مین آزمایا گیا عمدہ مصفی خون کلاہی جناب ڈاکٹر ہتہ دونی چند صاحب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ صدر سیالکوٹ ۲۴ اکتوبر سنہ ۹۲ء - آپکی جوہر خیری بجربہ کیگیکہ از بس مفید ہین

گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کا یورپین فوجی اعلی سے اعلی عہدہ دار - جناب میجر بلیک صاحب بہادر ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء مقام ڈلہوزی (ترجمہ خط انگریزی) براے مہربانی بوتل کلان فیروز بام ولیمپو پی ایل بھیجدیجیے درحقیقت تمہارا فیروز بام دمہ کہانسی کیلیے نہایت مفید ہے -

جناب مفتی دوست محمد خانصاحب - از مقام جوہر کانہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۱۱ نومبر سنہ ۹۲ء کو تحریر فرماتے ہین - جناب کی خوش معاملگی اور راست بازی کی مین جہانتک تعریف کرون صحیح اور درست ہے آپکی راست بازی سے ہزارہا بندگان خدا فیضیاب ہوتے ہین جنہین سے ایک دوائی یہ شکرگزار رہی ہی مینے آپکی جوہر خیری وغیرہ کا کثیر و تادیر مختلف وقتون مین استعمال کیا - یہ سب ایسی سریع التاثیر اور بےنظیر ثابت ہوئین کہ بیان نہین کرسکتا - مینے اپنی تمام عمر مین ایسی کوئی دوا نافع نہین پائی مجھے کلی فائدہ ہوگیا -

المشتہر (فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر (پنجاب)

ہندوستان مین پیدا شدہ مرضون کا علاج

(مندرجہ ذیل ادویہ راقم سے امتحاناً منگاکر دیکھو)

شربت مقوی اعصاب - یہ سریع الاثر قابل اعتماد و صلبی طاقت کیلیے جو کثرت مواخذات و مسکرات و کثرت محنت و ضعف دماغ

معدہ وجگر و دردسر و کم قبض تاریکی چشم وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کرنیوالے ہون دور کرکے نشانہ و مادہ انسانی کو درست کرتا ہے ۱۱
قیمت فی شیشی للعہ ر **روغن** خارجاً لگانے سے اون عوارض کو جو سوء استعمال و خلاف قدرت عامل ہونے سے اپنے ہاتھون فواحش اب کر چکے ہون فی تولہ للعہ **ہیر ائیل** دار یا خوشبو کے علاوہ بالون کو سفید ہونے سے روکتا ہے نیز لہ زکام ریزش عطسہ جنکو ادنی ادنی باتون سے ہو جاتا ہے۔ آواز بھاری ہو جانا کہانسی وغیرہ کو دور کرتا ہے ضعف دماغ و بصر کو پیدا نہین ہونے دیتا شیشی سے **سرمہ ممیرا** مقوی بصر ۱۱
حافظہ بینائی دہندہ جالا پانی جانا خارش سرخی وغیرہ دور کرتا ہے دہانہ کیلیے سے **سنون** عجیب الاثر ہلتے دانت کو مضبوط کرتا ہے درد و بد
میل گوشت خورہ مسور دنکی خرابیان دفع کرتا ہے ہم تولہ کیلیے عہ **حب** دائمی قبض درد شکم قراقر نفخ ریاح درد کمر کی اشتہا زردی چشم دل دھڑکنا ہتھ پاون کا جلنا عرق النسا سر کا چکرانا منھہ سے پانی جانا وغیرہ دور ہوتا ہے چار دن کیلیے عہ **حب** ذیابیطس تشنگی با ر
آنا پیشاب کا لاغری کمخوابی دنگر کو دور کرکے قوت پیدا کرتا ہے جگر کو درست بناتا ہے ایک تولہ کیلیے عہ **حب** بواسیر وغیرہ کو دور کرتا ہے
دو ہفتہ کیلیے عصار **روغن اعجاز** اسکا اعجاز دیکھنا ہے تو امراض سرطان بدہ ناسور ناسور بھگندر مین جب زخمون مین کیڑا
پڑے اور پیپ نکلنے سے ناک مین دم ہو تو آزما لگاتے ہی درد و بدبو کافور ہو زخمون دنون مین بھرتا ہے دو تولہ کیلیے عصا **حب**
قائم مقام افیون کمانیوالا زندہ درگور دنیا کے لطف سے محروم دیکھا جاتا ہے اسلیے اگر چھوڑنا چاہو بلا تکلف چھوڑ سکتے ہو حصہ **خضاب**
زینت شباب چند منٹ مین نیا رنگ نیا ڈھنگ ناپیری مفقود علامات جوانی مشہود قیمت شیشی سے ر

المشتہر حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کانپور کا قدرتی جوہر (چمڑہ کی دباغت و سامان کی طیاری)

جیسا کہ تمام ہندوستان مین صرف کانپور ہی کو یہ خوبی حاصل ہے کہ مثل ولایت کے چمڑے کی دباغت اسباب کی طیاری مین اپنا آپ نظیر ہے
ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامان کی طیاری کی خصوصیت حاصل ہے یعنی جنکی اول درجہ کی قیمت چارج کیجاتی ہے بالکل اعلی درجہ کا چمڑے و پرزون کی ساتھ نہایت
پائداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہے اور تمام دکمال لایقی اور زاون سے اور نہایت ہوشیاری کاریگرون کی کام لیا جاتا ہے اسکا بھی پورا لحاظ رہتا ہے کہ جس جس
مقام کا چمڑا جانور کا جسکا ناقص ہوتا ہے ہرگز نہین کہا جاتا بلکہ بلا خیال کسی نقصان کے نکالدیا جاتا ہے اور سلائی بھی کسی برنہی ہیئت کی نہین ہوتی بلکہ بیڑھ
کی پس جن صاحبونکو سہتی یا طیاری کسی سامان چرمی کی منظور ہو مفصل فہرست اردو یا انگریزی کارخانہ ہذا کی طلب فرماکر طلب فرماوین اور ایک ہی آرڈر مین کارخانہ
کی معاملات کا حسن و قبح معلوم فرماوین علاوہ اسباب چرمی کے ہر قسم کا اسباب شلاً جیسی گھڑیان ملاک ٹیم میں جو تہ ساختہ کانپور بوٹ گورگابی
و موزہ دوگیٹس و پرتلہ و تو سدان و نیز برتن مراد آبادی و کٹہرا دلایتی و دیسی ہر قسم کا دبرتن مسی وغیرہ وغیرہ جس قسم کی ضرورت ہو دوسرے سوداگرو
کمیشن ایجنٹ کانپور و بمبئی کی فہرست ملاکر اس فہرست سے جس چیز کو میری کمیشن ایجنٹی مین منگانا منظور ہو اس چیز کے نمبر فہرست
مذکور سے ارقام فرما کر طلب فرماوین انشاء اللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے ارزی روپیہ کی تخفیف سے ارسال ہوگی۔

المشتہر کرم الٰہی سوداگر محلہ بازار کانپور

اطلاع بخدمت خریداران رسالہ حسن

رسالہ حسن جو ماہوار زیر نگرانی و سرپرستی عالیجناب **نواب عماد نواز جنگ بہادر** حیدرآباد دکن سے نکلتا ہے اس مہینے سے چند عالی درجہ قدردانوں کی فرمایش سے مطبع مفید عام آگرہ سے جو چھاپنے کے فن میں مسلم اور نہایت پسندیدہ ہے شائع ہوتا ہے تاکہ اسکے اولوالعزم ناظرین کو خوبی مضامین کے ساتھہ لوازم طبع کا بھی پورا لطف حاصل ہو جو حیدرآباد کے مطابع سے باوجود کوشش ممکن نہیں ہوا۔ اس سے ہم کو اپنا حیدرآباد کا خاص مطبع بیکار کر دینا پڑا اور اخراجات کی توفیر ہوئی۔ ہم کو امید ہے کہ ہمارے اولوالعزم ناظرین بلحاظ کثرت وجدت اخراجات دفتر اپنا اپنا زر بقایا ادا فرما کے ممنون کریں گے اور اس علمی پرچے کی درمے و قلمے مدد فرما کر اپنی قوم کو جسمیں مختلف علوم و فنون کے اشاعت کی ہنوز بہت ضرورت ہے اس سے فائدہ اوٹھانیکا موقع دین گے۔ مطبع مفید عام آگرہ کو رسالہ کے دیگر تعلقات سے کوئی بحث نہین ہے اس لیے جملہ خط و کتابت و ترسیل زر حسب دستور سابق حیدرآباد مین نواب صاحب موصوف کے نام نامی سے ہونی چاہیے

چندہ سالانہ سال تمام عہ ۱۲ کم آمدنی والون سے لغہ ۹ راجرت اشتہار فی مرتبہ فی صفحہ ایک روپیہ

الراقم ۔ محمد یوسف منیجر رسالہ حسن حیدرآباد دکن

حسن

بابت ماہ نومبر سنہ ۱۸۹۳ء

عربوں کی گذشتہ تجارت ..... از جناب مجیب احمد صاحب تمنائی - ۱ صفحہ

بودھ کی زندگی کے مختصر حالات ..... از جناب محمد حشمت اللہ خانصاحب - ۲۹

ابونصر فارابی کے مختصر حالات ..... از جناب محمد حسان الدین صاحب کاکوروی - ۴۱

بقیہ تذکرۃ المشاہیر ..... از عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر - ۴۷

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قاسم علیخان صوفی طبع شد

سنہ ۱۸۹۳ء

عربون کی گذشتہ تجارت

تاریخ تجارت مین **روم** کبیر کی تباہی سے بڑھکر مغربی **ایشیا** پر عربون کی فتح کا زمانہ بھی ایک بڑے معرکے کا زمانہ شمار ہوتا ہے - یہ قوم کا اطلاق اُس وقت سے ہونے لگا کہ جبکہ ان لوگون نے دائرہ اسلام مین اگر قدم رکھا اور رفتہ رفتہ مذہبی جوش سے بیتاب ہوکر وہ از **سندھ** تا **پائرنیز** فتح و نصرت کا ڈنکا بجاتے چلے گئے ہین اور تجارت و صنعت کو خدا و رسول کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھکر اُنھون نے فروغ دیا ہے اگلی تاریخین عربونکی تجارت کے حیرت افزا حالات سے بھری پڑی ہین - وہ **مدین** ہی کے تاجرون کا قافلہ تھا کہ جسنے مصر کو جاتے ہوے راستے مین حضرت یوسف علیہ السلام کو اُنکے نامہربان اور سنگدل بھائیون سے خریدکیا تھا اہل یہود نے جس وقت مدین پر غارتگری کی ہے تو اُنکے ہاتھ وہان کے تاجرونکے مال و اسباب مین سے بیشمار زر و جواہر سونے کے عمدہ عمدہ زیورات اور اُونٹون کی گردن مین ڈالنے کے طلائی حلقے آئے تھے - اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہان کی تجارت کس قدر بڑھی ہوئی تھی - حضرت **حزقیل** کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ **فنشیا** سے **عدم** یا **عدومیا** کا تجارتی تعلق اس درجہ بڑھا ہوا

تھا کہ یہان سے نیلم۔ زمرد دوسرے قیمتی احجار۔ اور گڑھی ہوئی چیزین سماوے سے مین بھیجکر وہان کی تجارتی جنس منگائی جاتی تھی۔

ملک عرب کے لٹیرے **مصر** کی سلطنت کو تاخت و تاراج کرکے کتنی ہی صدیون تک **تھیبس** پر مسلط اور قابض رہے ہین۔ شہر **گرا** کہ جو خلیج **عمان** پر واقع ہے مدتون تک **ہندوستان** اور **بابل** کی تجارت کا ایک درمیانی واسطہ رہا ہے۔ زمانۂ حال کے بعض مورخین کا خیال یہ بھی ہے کہ **عافر** اسوقت لکاع ہی مین شامل تھا جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو وہان سے سونا چاندی صندل اور جواہرات بکثرت حاصل ہوتے تھے۔

زمانۂ قدیم مین **ہندوستان** اور **فینشیا** والون کے درمیان جو تجارتی اغراض سے آمد و رفت ہوتی تھی وہ بذریعۂ قافلہ جنگلون کی راہ سے ہوتی تھی۔

ہیرودوٹس ایک مشہور یونانی مؤرخ لکھتا ہے کہ صبر اور لوبان تو عرب کے سوا اور کہین دستیاب ہی نہوتا تھا۔ عربی تجارت کو جیسا فروغ اور عروج زمانۂ وسطی مین ہوا ہے ایسا عروج اس سے پہلے اسکو کبھی نہین نصیب ہوا تھا۔

سلطنت **فارس** پر قابض اور مسلط ہوجانیکے باعث بلحاظ تجارت **ہندوستان** کے بازارون پر بھی عربون کو پورا پورا اختیار حاصل ہوگیا تھا۔ اور اس سے بڑھکر **چین** سے تو وہ بلا کسی درمیانی واسطے ہی کے تجارتی معاملے طے کرنیلگے تھے۔ عربون نے سواحل **افریقہ** پر مصر سے رشتۂ تجارت برقرار رکھنے کے لیے

جابجا تجارتی منڈیاں قائم کر رکھی تھیں - یہانتک کہ گویا بحیرہ روم کی بحری تجارت تمام وکمال عربون ہی کے ہاتھ مین تھی -

شیوع اسلام کے قبل عرب لوگ مکے کو مقدس جگہ تو نہین خیال کرتے تھے مگر "اُم القریٰ" کی حیثیت سے اُنکے دلون مین اُسکی عظمت ضرور تھی - تعلیم اسلام کے اثر سے جب اُنکو مکے کی حرمت اور اُسکا تقدس معلوم ہوا تو اُسوقت اُنکے دلون مین اُسکی دوگنی عظمت اور وقعت قائم ہوگئی - اور قافلے کی پُرانی راہون نے اب پھر از سر نو رونق حاصل کی - مثلاً مدینہ - کوفہ - بصرہ - بوسرا - دمشق - بغداد - موصل اور حلب جو کہ دجلہ کے کنارے قدیم شہر سیلوشیا کے محاذی واقع ہے یہ سب چونکہ قافلون کے پڑاو اور روانگی کے مقامات تھے - اسلیئے اُنکو شہرت اور رسوخ خوب حاصل ہوا - خصوصاً بغداد جو کہ دارالخلافت ہونیکے علاوہ قافلونکی گذرگاہ ہونکے وسط مین بھی واقع تھا بلحاظ ترقی تجارت اُسنے تو بابل کی گذشتہ عظمت و جبروت کو بالکل ہی بھلا دیا تھا -

عرب - روم - مصر - فارس اور افریقہ کے مغربی سواحل کے مسافران حجاز جو بعزم حج آتے تھے وہ یہین سے گذر کر جاتے تھے - یہان اُنمین سے بہتیرون کے مقصد دینی کے ساتھ دنیوی حاجتین بھی پوری ہوجاتی تھین - چنانچہ ایسا ہوتا تھا - کہ اکثر تو اُنمین سے محافظین قافلہ بنا کر اور بعض پیشہ ور حجاج - دولتمند مگر کم ہمت یا ضعیف لوگون کی طرف سے نیابتہً حج کرنے کی غرض سے اخراجات سفر

اور کچھہ حق خدمت کے طور پر دیکر روانہ کیے جاتے تھے۔

عربون کا قدم جہان جاتا تھا وہان تجارت بھی اُنکے ہمرکاب ہوتی تھی جس کسی ملک یا صوبے کو وہ فتح کرتے تھے۔ اُس مین اُنکی طرف سے حاکم اور قاضی مقرر ہوتے۔ مدارس اور مسجدین تعمیر ہوتین۔ پختہ سڑکین بنتین اور سب چیزین خوش اسلوبی کے ساتھہ رکھی جاتی تھین۔

مکے کے ہر ایک راستے مین جابجا کنوئین۔ مسافرونکی شب باشی کے لیے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کاروانسرائین موجود تھین اور سڑکون پر فاصلہ بتلانے کے لیے نشانات نصب تھے۔

موقع اور محل مناسب پر مسافرون کے لیے تازہ دم گھوڑون اور اونٹون کے اڈے قائم تھے۔ یہ باتین ہین جو عربون کی حسن انتظامی پر بڑے زور کے ساتھہ شہادت دیتی ہین۔

سلطنت **عرب** کی وسعت اور اُسوقت کی وہانکی طرز حکومت سے جو کچھہ فائدے مترتب ہوے ہین وہ بھی کچھہ کم نہین ہین۔

عربون کی تمام مقبوضات مین خواہ وہ **یورپ** اور **ایشیا** مین ہون یا **افریقہ** مین زبان عربی ہی رائج تھی۔ اور یہی مفتوحات اور مقبوضات **عرب** کی گویا عام زبان تھی اسی طرح پر اُنکی سوشیل یعنی اخلاقی اور ارتباطی حالت مین بہت کچھہ نمایان ترقی پیدا ہوئی۔

شاہزادے اور مالدار و ذی مقدرت لوگونکے صاحبزادے تعلیم و تربیت کی غرض سے دارالعلوم بغداد کے مدارس مین بھیجے جاتے تھے۔ تجار لوگ تمام عرب مین بغیر تکلیف و زحمت کاروانسرائی سفر کر سکتے تھے۔ اور جہان جاتے تھے وہان اُنکی بڑی قدر و منزلت اور آؤ بھگت ہوتی تھی۔ عربونکی تجارت اسقدر پُرزور ہاتھون مین تھی کہ حریف سلطنتون کے روکنے سے بھی نہین رُک سکتی تھی۔

عربون کا طرز معاشرت بھی اقوام یورپ کے مقابلے مین نہایت ممتاز تھا جس زمانے مین کہ تہذیب جرمن۔ فرانس اور برطانیہ کے خانقاہ نشین راہبون مین بھی صرف برائے نام ہی تھی۔ اور اُن ممالک کے باشندے علی العموم مفلسی اور وحشیانہ حالت مین زندگی بسر کرتے تھے۔ اُس وقت ممالک عرب فضل خدا سے بلحاظ مال و دولت۔ علوم و فنون صناعی و دستکاری۔ اور عمارات عالی عروس سلطنت بنے ہوے تھے۔

چونکہ عربون کی شایستگی اور کمال اوج کا زمانہ یورپ والون کی بدتمیزی اور جہالت کے زمانے کے ساتھ تھا اس لیے اُس وقت جو کچھ اُنھون نے اپنی آنکھون سے دیکھا اُسکو تو وہ تمیز نہ کر سکے اور اب جو تاریخین اُنکے سامنے عربون کی گذشتہ تہذیب علوم و فنون۔ اور دولت و ثروت کا حال بیان کرتی ہین تو وہ اُسکو بطور فسانہ اور جھوٹے قصے کے سمجھتے ہین۔

حریف اگر سچے واقعے کو بھی نہ مانین تو بلا سے نہ مانین۔ اُنکے نہ ماننے سے واقعہ

کی سستی اور وقعت مین کوئی فرق نہین آسکتا - خیر یہ جملہ معترضہ تو اُن یورپین مؤرخون کا جواب تہا کہ جو عربون کے گذشتہ علوم وفنون - ترقی تہذیب الغرض اُنکے تمام کمالات کے منکر ہین - اب ہم اپنے اصل مطلب کی طرف رجوع ہوتے ہین -

عربون مین جو خلفاے وقت ہوتے تھے وہ عالمون اور اُنکے علوم کی بڑی قدر کرتے تہے چنانچہ اُنھین کے اشارے سے یونانی فلاسفرونکی تصنیفات عربی زبان مین ترجمہ ہوتین اور بڑے ذوق شوق سے پڑھی جاتی تہین - علم ہیئت - اور کیمیا کی کتابین خود عربی مین تدوین ہوکر یورپ کی دوسری زبانون مین ترجمے کے ذریعے سے گئی ہین - طریق شمار اور خصوصاً جبر مقابلہ عربون ہی کے دماغ سے پیدا ہوکر یورپ والونکے نصاب تعلیم مین داخل ہوا ہے "الجبرے" کا "الف لام" چونکہ خود اُسکے عربی الاصل ہونے پر گواہی دیتا ہے اسلیے یورپ والون نے بھی اقرار کرلیا ورنہ اس قسم کے خصوص مین وہ دوسرون کے زیر بار احسان ہونے کو ذرا کم پسند کرتے ہین -

اسپین کو رومانوالون کی زیر حکومت وہ کروفر ونق اور ترقی کبھی نصیب نہین ہوئی کہ جو مور یعنی عربون کے ظل عاطفت مین نصیب ہوئی ہے - چنانچہ عربون کے دور مین اسپین کی یہ حالت تہی کہ جہان دیکھو وہان آباد شہر - عالیشان عمارتین نظر آتی تہین - طریق آبپاشی کچھ ایسا پُرفن اور پُراثر تہا کہ زمین کے تختے مثل باغون کے گلزار اور رشک بوستان بنے ہوے تھے -

عربی تاجرون کی جانبازانہ سیر وسیاحت کی بدولت جغرافی معلومات

مین بھی بہت کچھ ترقی ہوئی - تجار **عرب** کے قافلے کے قافلے اُدھر تو تاتاری ملک کو پاؤن مین روندتے ہوے **سائبیریا** تک بڑھتے چلے گیے اور ادہر حُب قومی مین سرشار اور مذہب اسلام کے والہ وشیدا عربون کا ایک گروہ **ہندوستان** مین اگر مقیم ہوا کہ جسکی تلقین اور دعوت سے بیسیون اجہ اور مہاراجہ مشرف باسلام ہوے عربون کی تجارت جانب شرق اور بڑہی یہانتک کہ بڑہتے بڑہتے **چین** اور **مجمع جزائر الہند** تک پہنچ گیے - جانب غرب عربی تاجرون کے قافلے پہنچنے کا پتہ صرف **نائی گر** چلتا ہے - **افریقہ** کے شرقی سواحل پر عربی تجارت کی وسعت **میدا غشقار** (میدا گاسکر) تک معلوم ہوئی ہے - نتیجہ یہ ہوا کہ ترقی دولت کے ساتھہ خلفا عیش وعشرت کے مہلک سمندر مین ڈوب گیے - اور اسیکا سیلاب اُنکی سلطنت کو بہا کرلے گیا - عربی سلطنت کا تجارتی فروغ - وسعت اور کثرت دونون اعتبار سے سلطنتہاے قدیم سے بدرجہا بڑہا ہوا تہا - مگر بات یہہ ہے کہ جتنی جلد اسمین ترقی ہوئی تہی اُتنی ہی جلد اُسکو زوال بھی نصیب ہوا - عربون کی حکمت عملی تو یہ رہا کی ہے کہ جہان تک ممکن ہوتا تہا تجارتی مقامات تعداد مین بڑہاے جاتے تہے - اور اقوام قدیمہ کا دستور یہ تہا کہ وہ چند بڑے بڑے شہر بنکر دنیا کی تمام دولت وثروت کو اُنھین مین جمع کرنے کی کوشش کیا کرتے تہے - تجارت کی بدولت عربون مین جو عام فارغ البالی اور خوشحالی پہیل گئی تہی اُسنے اُن کو فلاحت اور نیز صنعت وحرفت کے دوسرے شعبون کی طرف مائل کیا - اور جب اُنکا وقت آیا تو اُنہون نے جنس بیدا

کی طرف انکی عام توجہ کو مبذول کرادیا۔ دولتمند لوگ خوشنما اور پرفضا باغون پر نازان نظر آنے لگے۔ اور ادنی درجے کے لوگ سامان آرایشی بنانے اور مہیا کرنے مین ذوق طبع ظاہر کرنے لگے۔ صنعت و دستکاری مین ریشمی کپڑے سب سے زیادہ پوجے جاتے تھے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ **مستنصر باللہ** کے توشہ خانے مین ایک ہزار ریشمی پردے موجود تھے کہ جنپر سونے کے تارون کا سوزنی کام کڑھا ہوا تھا۔ یہ پردے کیا تھے گویا اپنے خاصے مرقعے تھے کہ جنپر شاہان سلف۔ خلفا اور دارالخلافہ کے نامور لوگون کی تصویرین مع اُنکے مشہور کارنامون کے کڑھی ہوئی تھین اور جس خاندان مین سے جو خلیفہ اور بادشاہ ہوتا تھا اُسکا نام تصویر کے نیچے سوزنکاری سے لکھا رہتا تھا۔ آسمانی رنگ کی زمین کے قالینون پر تاریخی واقعات کے علاوہ شہرون دریاؤن۔ سڑکون اور سمندرون کے نقشے بھی مختلف رنگ کے ریشمی و ہاگون اور سونے چاندی کے تارون سے کڑھے رہتے تھے۔ اس قسم کے قالین نہایت قیمتی ہوتے تھے چنانچہ اسی قسم کے ایک قالین کی قیمت بائیس ہزار دینار بیان کی گئی ہے۔

تجارت سے عربون کو ایک بڑا نفع یہ بھی پہنچا کہ اُنھین سفر اور سیر و سیاحت کا ذوق پیدا ہوگیا۔ تاجر لوگ اپنے بیٹون کو قافلے کے ساتھ دور دراز ممالک مین بھیجنا گویا ایک جزو تعلیم سمجھتے تھے۔ علاوہ ازین جہان کہین علوم و فنون کے اساتذہ کامل ہوتے تھے وہان عرب لوگ اپنی اولاد کو بطیب خاطر بھیجکر پیغمبر آخرالزمان کے ارشاد

"اطلبوا العلم ولو کان فی الصین"[۱] کو بسر و چشم بجا لاتے تھے۔ الغرض عربوں نے اسطرح پیروہ تہذیب اور شایستگی حاصل کرلی تھی کہ جو اس سے قبل اُن مین نام کو بھی موجود نہین تھی۔

دارالخلافہ **بغداد** کی دلکش خوبصورتی اور اُسکی شان و عظمت سلطنت **عرب** کے مختلف ممالک مین سے سیاحین اور شائقین کے گروہ کے گروہ اپنی طرف بکثرت کھینچتی رہتی تھی چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اُسکے مشتاق سیاحون کی سالانہ تعداد حجاج **مکہ** کی تعداد کی برابر ہوتی تھی۔

صنعت و حرفت اور زراعت کی برکت سے خاص **عرب** مین بھی اس قسم کی تجارتی اشیا پیدا ہونے لگی تھین کہ جو ممالک غیر کی اشیا سے ہر طرح پر ممیّز اور انوکھی ہوتی تھین۔ **عرب** بہر مین **یمن** فن پارچہ بافی مین یکتا تھا۔ مضافات **یمن** مین سے **صنعا** جو ایک مشہور قصبہ ہے اُسمین خرمے اور گندم کی پیداوار بکثرت ہوتی تھی۔ روغن بلسان **مکے** سے بارہو کر **فارس** اور **ہندوستان** مین جاتا اور وہان سے اُسکے معاوضے مین ہندوستانی اور ایرانی ساخت کے کپڑونکی کھیپ آتی تھی۔ کافی کہ جسکا نام عربُ الون نے اُسکی خاصیت[۲] کے لحاظ سے قہوہ[۳] رکھا ہے یہہ بھی **عرب** کی خاص

---

[۱] ترجمہ۔ طلب علم کی کوشش کرو اگرچہ وہ چین ہی مین کیون نہو ۱۲ [۲] یونانی طبیبون نے اسکے خواص مین اسکو مسہّر یعنی بیداری لانیوالی شے لکھا ہے ۱۲ [۳] اس موقع پر مختلف ممالک مین قہوہ کے عام رواج پانیکا زمانہ بتلانا بھی خالی از دلچسپی نہوگا۔ قسطنطنیہ مین اول اول قہوہ خانہ قائم ہونیکی تاریخ ۱۵۵۴ء مارسیلس مین ۱۶۷۱ء۔ پیرس مین ۱۶۷۲ء۔ آکسفورڈ اور لندن مین ۱۶۵۲ء۔ اور لندن مین ۱۶۵۲ء بیان کی گئی ہے۔ قہوہ کا پودا اول اول ہیڈیا مین ۱۶۱۶ء۔ ایسٹرڈم مین ۱۶۱۸ء سورت نام مین ۱۶۱۰ء ہندوستان مین ۱۶۱۹ء کیپن وارٹینگ مین ۱۶۲۲ء عیسوی اور جمیکا مین ۱۶۳۲ء عیسوی مین لایا گیا تھا۔ ۱۲

پیداوار تھی۔

بنظر دلچسپی معزز ناظرین ذیل مین ہم عرب کے چند نامی گرامی تجارتی مقامات کا ذکر کرتے ہین **بغداد** اور اُسکے قرب وجوار کے مقامات سے تو جیسا کہ ہم اوپر بھی لکھہ چکے ہین **بابل** کی گذشتہ تجارتی وقعت اور رونق کو اپنی سرزمین پر گویا از سر نو ہی پیدا کیا تھا۔

دمشق جو صوبۂ **شام** کا صدر مقام اور دنیا کے نہایت قدیم شہرون مین سے ایک پُرانا شہر تسلیم کیا جاتا ہے وہ حجاج **مکہ** کی گذرگاہ پر واقع ہونے کے سبب سے ایک بڑا تجارتی مقام تھا۔ علاوہ ازین وہ فن لوہاری اور خصوصاً تلوار سازی مین ہمیشہ مشہور رہا کیا ہے۔ چنانچہ تلوارون پر جو وہان نقش و نگار ہوتے تھے اُسی کے اعتبار انگریزی زبان مین اُس قسم کی منقش تلوار کے ساتھہ لفظ "ڈیمسنگ" استعمال ہوتا ہے علی ہذا القیاس لفظ "ڈیمسک" جو انگریزی زبان مین مشجر اور جامدانی کے لیے مستعمل ہے وہ بھی شہر دمشق (ڈیمسک) کی مناسبت کے لحاظ سے بولا جاتا ہے۔

ضلع **ارمینیا** اور بالخصوص **ٹری برانڈ** کہ جو بحر اسود پر واقع ہے یہ دونون اعلیٰ رنگ کے منقش پردون کے باعث دور دور مشہور تھے۔

طہران کہ جہان کو تاتار کے کاروان گذر کر جاتے تھے اُسکے بازارون مین اعلیٰ ترین فرنیچر یعنی اسباب آرایشی مکانات۔ سوت۔ کتان اور شتر کی پشم کے کپڑے اور نیز مختلف قسم کا سامان دافرہ ہمیشہ موجود رہتا تھا۔

عربون کے عہد حکومت مین **فارس** کی اندرونی تجارت کی خاص منڈی **اصفہان** تہا جسکو کہ اُس وقت سلطنت **فارس** کے پایہ تخت بننے کی بھی عزت حاصل تہی - اس شہر مین کتان اور اون کے کپڑے نہایت ملائم اور نرم بُنے جاتے تہے - وہانکی کتان تو خیر مثل ریشم کے باریک ہوتی ہی تہی - مگر اُون بھی ایک خاص قسم کی بھیڑ سے لیجاتی تہی کہ جو اُسکے سرسبز و شاداب منون مین رکھکر پالی جاتی تھی -

بحیرہ **آرل** اور **طبرستان** (کاسپین) کے درمیان کے نشیبی حصہ مین اُن تاجرون کا گروہ آباد تہا کہ جو **روس** اور **عرب** والون کے مابین تجارتی لین دین کیا کرتے تہے - عربون سے سوت - کتان - اور ریشم کی صنعکاری کی چیزین لیکر اُنکے معاوضے مین اُنکو سمبور - شہد - اور موم شمالی ایشیا کی پیداشدہ چیزین دیتے رہتے تہے - تاجر لوگ **خراسان** سے دریاے **والگا** کے دہانے تک اور وہان سے جانب شمال **کزن** اور جانب غرب دریاے **ڈان** تک پہنچتے تہے -

ملک **نائی گر** سے اہل عرب سونا اور بردے لاتے تہے اور وہین اُن کو وہ جنگلی اور غیر مانوس جانور بہی بکثرت ملتے تہے کہ جنکے سدہانے اور تربیت دینے مین اُنکو اپنے ہنر و کمال کو دکہلانے کا موقع ملتا تہا -

عربون اور چینیون کے باہم تعلقات ملکی کا ایک مضبوط رشتہ قائم ہوگیا تہا - چنانچہ **بغداد** سے **کنٹن** تک قافلون کی آمد و رفت کے لیے برابر تین راستے کھلے ہوے تہے جنمین سے دو راستے تو **منگولیا** اور اضلاع **تاتار** خود مختار مین سے ہوکر جاتے

تھے اور تیسرا بلخ اور ختن کے مشہور تجارتی مقامات سے گذر کر بخارا کو طے کرتا ہوا جاتا تھا۔

ختن اُس زمانے مین نافۂ دنیا شمار ہونیکے علاوہ قسم قسم کی صنعکاری کے کارخانون اور مختلف علوم وفنون کی درسگاہون کے باعث بھی دور دور مشہور تھا۔ اور اُسکے قرب وجوار کا منظر نہایت ہی نظر فریب اور دلکش تھا۔

قافلۂ تجار کی آمد ورفت کے لیے جو ایک راستہ خراسان سے افغانستان اور بخارا کو ہوتا ہوا ہندوستان کو گیا تھا اُسکے اثنائے راہ مین نیشاپور مرو۔ ہرات اور بلخ یہ چارون بڑے بڑے اور مشہور ومعروف شہر بھی پڑتے تھے۔ مرو ریشم کی تجارت کا تو گویا مرکز ہی تھا مگر قطع نظر اسکے وہان سوتی کپڑے بھی بکثرت بنے جاتے تھے۔ ہرات مین قالین غالیچے۔ اور تلوارین نایاب بنتی تھین زعفران اور ہینگ بھی وہان بافراط پیدا ہوتی تھی۔ ایک نہایت عالیشان مسجد ہرات کی ایک پہاڑی کے وسط مین کھڑی اسلامی رعب وداب دکھلا رہی تھی۔ اور طرفہ ماجرا یہ کہ وہین اس کوہ اور قلعہ کوہ پر جدا جدا عیسائیون کا کلیسا اور آتش پرستون کا آتشکدہ بھی بنا ہوا تھا۔

بلخ کو بلحاظ اُسکی قدامت کے ام القری کہتے تھے۔ اور اُسکے گرد ونواح مین احجار قیمتی بکثرت پائے جاتے تھے۔ اسکی مختلف راہون مین سے ایک راہ ملتان کے تجارتی قافلونکی آمد ورفت کے لیے بھی کھلی ہوئی تھی۔

یورپ مین عربون کی تجارت

۷۱۲ء مین جسوقت اسپین کی عظیم الشان سلطنت نے عربونکی

طاقت ور حکومت کے جوے کے نیچے کندھا دیا ہے - فاتح بھی مثل اپنے مفتوحین کے محض وحشی اور ناہموار تھے - مگر اُنکا مذہب اسلام کچھ ایسا مصلح - اور تہذیب حاصل کرنے کے لیے عربونکی فطرتی استعداد اس غضب کی تھی کہ اُنکو مہذب اور ترقی یافتہ بنتے ذرا دیر نہین لگی -

جزیرہ نما اسپین کا کچھ حصہ تو بزور شمشیر عربون کے قبضے مین آیا تھا اور باقی پرو ہ اپنی حکمت عملیون سے بمصالحت تمام قابو یافتہ ہو گیے تھے -

بہادران عرب اسپین کا جو صوبہ فتح کرتے تھے وہ تمام وکمال اُنہین کی ملکیت تصور ہوتی تھی - الا جو ملک اُنکے پاس بصلح آتا تھا اُسکے باشندون کے حقوق ملکیت وہ ہر طرح پر محفوظ اور برقرار رکھتے تھے -

عیسائی مورخین کا فاتحین اسپین پر یہہ بہت بڑا اعتراض ہے کہ وہ اسپین کے اصلی باشندونکو براہ تعصب فوجی خدمتین نہین دیتے تھے - بلکہ ممالک شرقیہ ہی کی فوجین تمام اسپین مین پھیلی ہوئی تھین - چنانچہ قرطبہ مین خود خلیفہ کی خاص سپاہ تعینات رہتی تھی سوئیل مین ایمیسیا کے رسالے اور الجزیرہ و مدینہ سڈونیا مین فلسطین کی پلٹنین چھاونی ڈالے پڑی تھین - غرناطہ مین شریف و نجیب عربی خاندان کے ہزارہا لوگون سے رسالے بھرتی کر کے رکھا گیا تھا -

عیسائی مورخ اگر اپنے گریبان مین مُنہ ڈالکر دیکھتے تو کبھی اُن کو اس قسم کے اعتراض کرنیکی جرأت نہوتی - کیونکہ خود اُنکی سلطنتین بھی قومی طرفداری کے خصوص سے مستثنی نظر

نہین آئین ہندوستان مین فوجی ملازمت کا جو حال ہے وہ خود بتلا رہا ہے کہ غریب مفتوحین کے مقابلے مین فاتح قوم کے ساتھہ کس درجہ طرفداری کا برتاؤ کیا جاتا ہے دیسی لوگ فوج مین بھرتی ضرور ہین لیکن اُنکی ترقی اسقدر محدود ہے کہ اس بھرتی کیے جانے سے اُنکا نہ بھرتی کیا جانا اُنکے حق مین کہین بہتر ہوتا - یورپین کے لیے ترقی کا وسیع میدان کہلا پڑا ہے - افسری کی ادنی خدمت سے وہ کرنیلی - جرنیلی - حتی کہ کمانڈر انچیفی کے منصب جلیلہ اور اعلی خدمت پر بتدریج پہنچ سکتے ہین - فرق صرف اسقدر ہے کہ متعصب مسیحی مؤرخ اپنے ہان مفتوحین کو فوج مین با اثر خدمتین نہ دینے کو مصلحت ملکی اور وہان تعصب مذہبی سے تعبیر کرتے ہین -

عالی ہمت اور بلند حوصلہ عرب صرف اسپین ہی پر اکتفا کر کے نہین بیٹھے - بلکہ اُنکے منچلے بہادرون نے سلطنت فرانس کیطرف بھی قدم بڑہایا اور طورس تک پہنچے بھی مگر ناسازگاری بخت سے ایسا ہوا کہ ۷۳۲ء مین چارلس مارٹل کے مقابلے مین اُنکو شکست کھا کر وہان سے بے نیل مرام لوٹنا پڑا -

کوہ پائرمنیز کہ جو اسپین اور فرانس کے درمیان حد فاصل کے طور پر واقع ہے اُسنے بھی اپنی دشوار گذاری کے باعث عربون کو اپنے اوپر بالاستقلال قبضہ نہین دیا اور اُسمین جو پہاڑی جرگون کے لوگ آباد تھے اُنھون نے بھی اقوام غیر کا مطیع فرمان بننا کبھی گوارا نہین کیا -

بالآخر پندرہوین صدی مین سات سو سال کی باعظمت و جلال حکومت کے بعد عربونکو

ہمیشہ کے لیے اسپین چھوڑکر نکلنا پڑا۔ ان سات صدیون کا تاریخی حال سلطنتہاے مشرقیہ کی صدہا صدیون کی برابر ہے۔ الغرض جو سلطنت ایک زمانے مین عقل و دانش اور جوانمردی و بہادری سے عربون کے ہاتھ آئی تھی وہی اب اُنکی ناعاقبت اندیشی۔ بدعقلی اور بزدلی کے باعث اُنکے قبضے سے نکل گئی۔

عربون کی جفاکشی اور محنت پسند طبیعت کے ہاتھون اسپین کا چپہ چپہ رشک ارم بنا ہوا تھا۔ یہانتک کہ بنجر سے بنجر زمین کے قطعات بھی نہرون اور نالون کے آبیاری سے تختۂ گلزار بنے ہوے تھے۔

تجارت کے باعث مال و دولت مین دن دگنی اور رات چوگنی ترقی تھی۔ نصف صدی سے بھی کم مدت مین عربونکی ناشایستہ اور وحشی قوم تہذیب اور شایستگی کے اعلیٰ رتبے کو پہنچ گئی تھی۔

امیر اسپین ابتدا مین خلافت دمشق کے زیردست اور باجگزار ہوتے تھے خلافت دمشق کے تہ و بالا ہونے کے وقت ایک شخص عبدالرحمن نامی جو کہ خاندان شاہی مین سے تھا وہان سے نکل کر اسپین مین آیا اور یہان اُسنے اپنی خودمختار سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اسپین کو جب اسطرح خودمختاری نصیب ہوئی تو وہان کی وہ دولت و ثروت کہ جو وہان سے نکلکر بطور خراج دمشق کے خزانے مین داخل ہوتی تھی اب وہین رہنے لگی اور اس سے ترقی تہذیب مین گویا اور زیادہ مدد ملی۔

مورخین نے عبدالرحمن کے حال مین لکھا ہے کہ اُسکی سالانہ آمدنی حسب تفصیل

ذیل ہوتی تھی سونا دس ہزار اونس - چاندی دس ہزار رطل - خچر دس ہزار - زرہ بکتر ایکہزار - خود ایکہزار - برچھیان ایکہزار -

عبدالرحمن ثالث کے وقت مین سلطنت اسپین کمال عروج پر تھی اور اُسکے عہد مین اسپین کی آمدنی بھی بہ نسبت دوسرے خلفا کے عہد کے بڑھی ہوئی تھی چنانچہ بیان کرتے ہین کہ مالگزاری کا ساڑھے پانچ ملین روپیہ سال بسال رعایا پر کسی قسم کا فضول اور ناگوار ٹکس لگانے یا اور کسی طرح کی جور و تعدی کرنے کے بغیر وصول ہوجایا کرتا تھا -

عبدالرحمن ثالث کے وزیر اعظم نے ایک موقع پر اُسکے حضور مین جو نذرانہ پیش کیا تھا اُسکا حال مورخین نے بھی بیان کیا ہے اُسکو دیکھکر اسپین مین عربون کے تمول کا اندازہ اچھی طرح ہوسکتا ہے -

مورخین نے اس نذرانہ کی فہرست حسب تفصیل ذیل دی ہے -

ململے خالص ۰۰ بہ رطل - چار لاکھ بیس ہزار دینار کی مالیت کی چاندی کی سلاخین - مصبر ۰۰ بہ رطل - عنبر ۰۰ ۵ اونس - کافور ۰۰ ۳ اونس - تاش بادلے کے تیس تھان - قسم اعلی کے پوستین دس سمبوری پوستین ایک سو - گھوڑونکی ریشمی اور کارچوبی جھولین چار درجن - ریشم ۰۰ بہ رطل - ایرانی قالین تیس عدد - آٹھ سو گھوڑون کا فولادی ساز و سامان - ایکہزار ڈھالین - ایک لاکھ تیر - ایک سو پندرہ عربی گھوڑے - اور بیس خچرین مع قیمتی زیورات -

دولت و ثروت کے ساتھہ عقل و دانش اور علم و ہنر کا بھی تمام اسپین مین سکہ بیٹھا ہوا تھا - حق تو یون ہے کہ اسپین کے بیحد تمول نے شرقی ٹیپ ٹاپ کو اپنے دل کے

ارمان نکالنے کا خوب ہی موقع دیا تھا۔

چنانچہ **قصرۃ الحمرا** کی در و دیوار کے طلائی نقش و نگار اور رنگ برنگ کی گلکاریان پر حسرت نظارہ کے ساتھ اب بھی اُسکے مٹے مٹے نشان ظاہر کر رہی ہین۔

خلفاے **اسپین** کو عمارات کا اس درجہ شوق تھا کہ اسپین کے ہر صوبے اور ہر شہر مین عالی عالیشان متعدد مسجدین اور بیشمار سر بفلک قصر کھڑے نظر آتے تھے اور جو عمارت ہوتی تھی وہ اس شان و شکوہ اور صنعت کی ہوتی تھی کہ آج باوجود اسکے کہ اُس زمانے کی مشہور عمارتین ویرانے اور کھنڈر کی بھیانک اور مہیب صورت بنائے کھڑی ہین لیکن تاہم جس شخص کا اُدھر گذر ہوتا ہے وہ اُنکی عجیب و غریب صناعی پر عش عش کیے بغیر نہین رہتا۔

مسجد **قرطبہ** کہ جسکو **عبد الرحمن** اول نے تعمیر کرا کر اپنی عالی حوصلگی اور فراخ دلی کا ثبوت دیا تھا وہ چھ سو فٹ لمبی اور دو سو پچاس فٹ چوڑی تھی۔ اُسکی چھت کو سنگ مرمر کے ایکہزار ترانوے ستون بلحاظ عظمت اپنے سرون پر لیے کھڑے تھے۔ مسجد کا اندرونی حصہ ستونون کی قطارون سے اُنیس ۱۹ درجون مین تقسیم کیا گیا تھا۔ مسجد مین رات کے وقت سات آٹھہ ہزار گلاس اور قندیل روشن ہوتے تھے جنمین روزانہ بیس ہزار رطل تیل جلتا تھا۔

قصرۃ الزہرہ کی عمارت مین اس مسجد سے بھی بڑھکر اعلیٰ درجے کی صناعی دکھلائی گئی تھی۔ باوجود تعجیل اور کوشش بلیغ کے اُسکی تعمیر مین پچیس سال کا عرصہ لگا تھا۔ اسکی لاگت کا تخمینہ سوا تیس لاکھہ روپیہ کیا گیا ہے۔

مدینۃ الزہرہ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ **قصرۃ الزہرہ** کے اردگرد بعد مین آباد

کیا گیا تھا۔

قرطبہ سلطنت **اسپین** کے دارالخلافت ہونے کے علاوہ کارچوبی کے کام سونے اور چاندی کے زیورات کی ساخت اور وہین کے ایک خاص قسم کے چمڑے کے لحاظ سے بھی مشہور عام تھا۔

شہر **قرطبہ** کی وسعت اور رونق ظاہر کرنے کے لیے اسقدر لکھنا کافی ہے کہ اُس مین چھ سو مسجدین اور ایک ہزار حمام موجود تھے۔ صنعت و حرفت پیشہ والون کے دو لاکھ خاندان آباد تھے۔ اور ہر خاندان کی بود و باش علٰحدہ علٰحدہ تھی۔ ریشم بافی کے سولہ ہزار کارخانے قائم تھے اور صرف **سوئیل** مین ایک لاکھ تیس ہزار جولاہے بستے تھے آبادی کی گنجانی کی یہ کیفیت تھی کہ دریاے **گوئڈلکوئر** کے کنارون پر جو مواضعات آباد تھے اُن مین باہم ایک چوتھائی فرسنگ کا بھی فصل نتھا۔

وہان کے لوگونکی محنت اور جفاکشی کا یہ حال تھا کہ وہ ہر ایک کام اور ہر ایک پیشے کو نہایت سرگرمی اور بڑی تندہی سے انجام دیتے تھے **ہندوستان** کے مسلمانون کی طرح وہ کسی قسم کی محنت اور حرفہ کو باعث ذلت اور عار نہین سمجھتے تھے۔ اور نہ اہل **یونان** اور **روما** کی طرح محنت و مزدوری کو فعل غلامی خیال کرتے تھے۔

اہل عرب اپنے مفتوحین کے ساتھ اُس نرمی اور تلطف سے پیش آتے تھے کہ شاید کوئی فاتح اپنے مفتوح سے کبھی اُسطرح نہ پیش آیا ہوگا۔ وہ بات کے ذہنی اور قول کے پکے ہوتے تھے۔

چاندی کی قدیم کانین کہ جو اسپین مین از کار رفتہ سمجھکر ویسے ہی چھوڑدی گئی تھین عربونکی تدبیر وحکمت سے وہ پھر چاندی اگلنے لگین اور درایت امریکہ تک اسپین کے معادن سے برابر قیمتی فلزات نکلتے رہے - لعل وزمرد بیجا اور ملاگا سے نکالے جاتے تھے - مرجان اور موتی ساحل سمندر پر جمع کیے جاتے تھے -

عرب لوگ ریشم اور اون کے رنگنے اور بننے اور بالخصوص معدنی کامون مین نہایت مشہور تھے - اُنکی صنعت وحرفت کی دوسری پیدا کی ہوئی چیزین مثل ریشم خام - روغن شکر - سیماب - لوہے کے شہتیر - رنگ - عنبر - مقناطیس - سرمہ - بلور - گندھک - بول قسطنطنیہ کو بطور برآمد بکثرت بھیجی جاتی تھین - علاوہ ازین ملک کی اور دوسری مختلف پیداوار کی اس درجہ کثرت تھی کہ بہ نسبت درآمد کے وہان برآمد کی مقدار ہمیشہ بڑہی رہتی تھی - اور تبادلہ جنس کے لحاظ سے عرب ہی ہمیشہ نفع مین رہتے تھے -

متواتر کامیابیون اور بیحد دولت وثروت نے قاعدہ عام کے مطابق اُنکو ایسا بدمست کیا کہ وہ اپنے پاک مذہب اور سچے دین اسلام کے بھی پورے پورے پابند نہ رہے اور عیش وتعیش مین پڑکر بالکل سست وکاہل بن گیے - انکے دلون مین جوش اور ہاتھہ پانون مین طاقت تو باقی رہی نہ تھی مگر اُسپر بھی طمع وحرص کے گدگدانے سے اُنسے بیٹھا نہین بیٹھا جاتا تھا - آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے ضعف اور ناتوانی کے زمانے مین پائرینیز کے جنگجو پہاڑی لوگون سے جا بھڑے اور بجاے اسکے کہ اُنسے پہاڑکی دشوار گذار گھاٹیان خالی کراکر اُن پر خود قابض ومسلط ہوتے افسوس اور صد افسوس کہ

اُلٹا اُن کو ہی اسپین خالی کر دینا پڑا۔

افریقہ مین عربونکی تجارت عربونکی فتح سے پہلے بربر اُنکی اصطلاح مین افریقہ کے اُس حصہ ملک کو کہتے تھے کہ جو مصر سے لیکر بحر اطلانطک تک پھیلا ہوا تھا اور اسکا کچھ حصہ زمانۂ قدیم مین مارٹینا کے نام سے بھی مشہور تھا۔

عربون نے ممالک بربر کے دو ہزار میل رقبے پر مشتمل مصر فتح حاصل کی اور خلیفہ دمشق بذریعہ وائسرائے یا نائب السلطنت اُسپر حکمران ہوا۔

خلافت دمشق کا خاتمہ ہونے کے بعد بربری عربون کے دل مین بھی سلطنت اسپین کی طرح اپنی خود مختار سلطنت قائم کرنیکی ترغیب اور تحریص پیدا ہوئی۔ اور اسی بنا پر مصر مین خاندان بنی فاطمہ کی پُرزور خلافت قائم ہوگئی۔

ٹونس سے جانب جنوب بارہ میل کے فاصلے پر شہر قیروان جو ۶۷ھ مین تعمیر کیا گیا تھا ممالک بربر کا صدر مقام اور خلیفہ دمشق کے نائب السلطنت کا قیام گاہ تھا۔ گو اب یہ شہر چنداں مشہور نہین مگر اُس زمانے مین اسکی شہرت اور عظمت کا یہ حال تھا کہ مرجع خلائق کے اعتبار سے گویا وہ بربری سلطنت کا مرکز بنا ہوا تھا کہ جس سے مشرق مغرب اور جنوب کو برابر سڑکین چلی گئی تھین۔ شہر کے بیچون بیچ ایک نہایت عظیم الشان مسجد کھڑی اسلامی شان و شوکت ظاہر کر رہی تھی۔ اسکا طول (۲۵۰) اور عرض ۱۵۰ گز کے قریب تھا۔ اسکے گنبد کو کہ جو اعلیٰ درجے کے سنگ مرمر سے تراش کر بنایا گیا تھا اُسی قسم کے پتھر کے ۲۲ ستون اپنے سرون پر اُٹھائے کھڑے تھے

اور باقی حصہ مسجد کو معمولی پتھر کے ستون کہ جو شمار مین چار سو چودہ تھے سنبھالے ہوے تھے
اسی جگہ سے شہر کے ساتون دروازون کو بڑی بڑی کشادہ اور فراخ سڑکین گئی
تھین کہ جنپر ہر وقت تجارتی مال کی آمد و رفت رہتی تھی - ان مین سے خصوصًا اُن دو
سڑکون پر کہ جو "باب طونس" اور "باب الفرج" کو جاتی تھین برابر دو میل تک بلا کسی
فرق و فصل کے دونون طرف نہایت عالیشان دکانین کھلی ہوئی تھین کہ جنمین تقریبًا ہر
ایک اقلیم یہانتک کہ **یورپ** اور **چین** کیسے دور و دراز ممالک کی چیزین بھی بکثرت
موجود رہتی تھین -

قیروان کے قرب و جوار مین اور بھی بہت سے پُر رونق شہر آباد تھے کہ جن کو
اپنی تجارتی منڈیون اور سنگ مرمر کی عمدہ اور نفیس عمارتین پر بہت بڑا فخر اور ناز تھا -
ذیل مین ہم **افریقہ** کے چند ایسے شہرون کا حال لکھتے ہین کہ جو تجارت اور اسباب
تجارت کے لحاظ سے شہرت پائے ہوے تھے -

بکاڈا ہی صرف ایک ایسا شہر تھا کہ جسکو شراب خرما بننے کی شہرت حاصل تھی -
حوالی **کسک** مین قلعون کی شمار دو سو تک پہنچتی تھی -

صبرہ کہ جو غلہ کی تجارت کا خاص مقام تھا وہ پایۂ تخت **قیروان** سے بذریعہ
ایک طول طویل دیوار کے ملحق کر دیا گیا تھا اور اُسکے آس پاس بہت سے ایسے بندرگاہ
موجود تھے کہ جو بحری تجارت اور صنعت و حرفت کے لحاظ سے یکسان مشہور تھے -

صوصہ مین زربفت اور ریشمی کپڑے کے تھان اس صفائی اور صناعی سے طیار ہوتے

تھے کہ لوگ انکو بلحاظ انکی نزاکت اور صفائی کے "ریح منسوج" یعنی "بنی ہوئی ہوا" سے تعبیر کرتے تھے۔

مہادیہ اور **سفاکس** مین سفید توت بکثرت پیدا ہوتے تھے اور ریشم کے کیڑے بھی بافراط پالیے جاتے تھے۔

طرابلس مین بسبب ایک میدان شور کے قریب واقع ہونیکے نمک کی بہت کثرت تھی۔ بندرگاہون مین بحری اور کاروانی دونون تجارتون کا سلسلہ قائم تھا۔ بحری تجارت کا تعلق بالخصوص جزیرہ **سسلی** اور **اسپین** کے ساتھ تھا۔ اور کاروانی تجارت کے لحاظ سے تمام بندرگاہین پایہ تخت **قیروان** سے بذریعہ سڑکونکے وابستہ تھین۔ ممالک **ماڑینیا** کہ جنمین اب **مراکو فیض** اور مغربی **الجیریا** شامل ہین **عرب** اور **اسپین** کے لوگون کو اپنی طرف گویا مقناطیسی قوت سے کھینچتے رہتے تھے۔ چنانچہ انہین نووارد لوگونکی مجموعی کوشش کا نتیجہ تھا کہ آٹھوین صدی مین شہر **فیض** کی بنیاد پڑی۔ شدہ شدہ **فیض** نے صنعت اور دستکاری خاص کر فیض کلاہ کے بنانے مین کہ جو زیادہ تر رومی کلاہ کے نام سے مشہور اور ابتک ترکون اور **ہندوستان** کے مہذب لوگون کے سرون پر نظر آتی ہین۔ بڑا نام پیدا کیا۔ کپڑے بافی اور رنگ سازی کے بیشمار کارخانون کے علاوہ وہان ریشم اور زردوزی کے کارخانے اور صابون کی بھٹیان بھی بکثرت موجود تھین۔ اُسکے سرسبز و شاداب تختہ جات زمین مین غلہ۔ کھجور۔ انگور۔ اور زیتون کی پیداوار بافراط ہوتی تھین۔ بھیڑ۔ بکریون۔ گھوڑون

گدھوں اور اونٹوں کے غول کے غول ہرے بھرے مرغزاروں مین چرتے چراتے اور کلیلین کرتے ہوے نظر آتے تھے - معدنی پیداوار مین لوہا - تانبا - سُرمہ اُس ملک کی خاص چیزین ہین - **مکہ** سے اس ملک کی تجارت بذریعہ کاروان اور **لوانٹ** **سسلی** اور **اسپین** مین جہازون کے ذریعے سے ہوتی تھی - وسط **افریقہ** یعنی **سوڈان** اور **حبش** مین یہان کے تاجرونکی آمدورفت بغرض حصول پر - بردہ - سونا - اور ہاتی دانت برابر جاری رہتی تھی اور **سگل میسا** ان چیزونکی تجارت کا خاص وساور تھا -

سگل میسا کہ جو علاوہ وساور گاہ ہونیکے صنعت و دستکاری کے اعتبار سے بھی ایک بڑا مشہور شہر تھا وہان سے شرقاً وغرباً ہمیشہ **مصر** اور **نائی گر** کو قافلے جاتے رہتے تھے - اس مقام کی تجارت اسقدر بڑہی ہوئی تھی کہ عربون نے مال تجارت کی درآمد اور برآمد کی سہولت کے لیے پہاڑ کاٹ کر بیالیس میل لمبی ایک سڑک نکالی تھی -

ممالک **مارٹینیا** کی گذشتہ اور موجودہ حالت مین بلحاظ سرسبزی و شادابی بہت بڑا فرق ہے - جہان اب خشک اور بنجر زمین کے قطعات پڑے نظر آتے ہین - وہان اُس زمانے مین سرسبز و شاداب اور لہلہاتے ہوے باغات - آباد مواضعات - بیشمار عظیم الشان قلعے - اور جابجا آبپاشی کے لیے نہرین اور نالے موجود تھے - اس بنا پر اسکی اگلی اور موجودہ حالت دیکھکر دل مین خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دراصل **نیچر** کی مہربانی اور فیاضی بنسبت پہلے کے اب کچھہ کم ہے کہ جسکے باعث اِس

سرزمین کو یہہ روز بد دیکھنے نصیب ہوئے جو اس گئے گذرے زمانے مین بھی اسکی زرخیزی کا یہ حال ہے کہ جس جگہہ آبپاشی وغیرہ کا اچھا بندوبست کیا جاتا ہے اُس جگہہ گویا گذشتہ سرسبزی اور شادابی کا نمونہ نظر کے سامنے پھر جاتا ہے۔

عربون کے زیر حکومت رہکر مصر مین بھی بلحاظ اُسکی تجارتی وقعت اور شان کے بہت کچھہ ترقی ہوئی ہے۔

سائین کاروانی تجارت کے لحاظ سے ایک مشہور دساوری مقام تھا۔

ٹینس اور **ڈیمیٹا** یہ دونون مقام صنعت و حرفت کے اعتبار سے یکسان مشہور تھے۔

مشرق کو جسقدر قافلے جاتے تھے اُن سب کو پایہ تخت **فوسٹاٹ** سے ہوکر گذرنا پڑتا تھا اور یہہ انتظام اس نظر سے کیا گیا تھا تاکہ پایہ تخت کی تجارت مین ترقی اور رونق ہو آخرکار یہ غرض پوری ہوئی اور شہر **فوسٹاٹ** شرقی دولت و ثروت اور شان و شوکت کا مرکز بنکر رہا۔ لیکن افسوس اور صد ہزار افسوس کہ ۱۱۶۸ء مین اُسکی تمام ثروت اور شوکت آتش زدگی کے ہاتھون خاک مین مل گئی۔

سسلے اور نیز دیگر ممالک مین عربونکی تجارت

سسلی کے اُس خوشنما اور پُرفضا جزیرے پر کہ جسکے جاڑے اور گرمیون مین جدا جدا موسم بہار اور گلابی جاڑون کا لطف تھا۔ عربون کا قبضہ ۸۳۲ء سے لیکر ۱۰۹۰ء تک رہا ہے۔ وہان عربونکی بود و باش اگرچہ فاتحانہ حیثیت سے تھی مگر مفتوحین کے ساتھہ اُنکا برتاؤ بالکل بے تکلفانہ اور ہمسرانہ

تہا۔ عربون کی توجہ اور کوشش سے مصر کی روئی نیشکر اور فارس کی طبا شیر بھی وہان بکثرت پیدا ہونے لگی تھی غلہ خصوصاً گیہون کی پیداوار کے لحاظ سے تو سسلی دنیاے قدیم کا کعبہ ہی کہلایا جاتا تہا۔ انگور۔ زیتون۔ اور نیز دوسری قسم کے بہت سے میوے بھی وہان بکثرت پیدا ہوتے تہے۔ اُسکے معاون سے مختلف قسم کی معدنی چیزین بھی بافراط نکالی جاتی تہین سسلی کے کشیدون اور تاش بادلون کی تو یہانتک قدر تھی کہ شہنشاہان جرمن کی تاج پوشی کے موقع پر جرمنی مین انکی اکثر مانگ رہتی تہی۔

عربونکی تجارت کے متعلق ابتک جسقدر باتین دریافت ہوئی ہین اُنسے عربونکی اعلیٰ تہذیب اور شرافت نسل کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔

اُنکے تجارتی قوانین کفایت شعاری کے اصول کے گو کیسے ہی خلاف کیون نہوتے تہے مگر ساتھ ہی اسکے وہ انسانی ہمدردی سے فراتجاوز نہین کرتے تہے۔ اشیاے مایحتاج کی قیمت کی شرح اُنکے ہان اکثر غربا اور کم استطاعت لوگونکی حیثیت کے موافق مقرر کی جاتی تھی۔ تاکہ اُنکی ضرورتین اٹکی نہ رہین۔

اُنھون نے جہازونپر مقدار معین سے زیادہ مال و اسباب بار کرنیکی اسلیے سخت ممانعت کردی تھی کہ کہین طامع اور لالچی تجار اپنے منافع کے لالچ مین جہازون پر بیشقدر اسباب لاد لیجائین کہ جسکے باعث جہاز کے ٹوٹنے اور اُسکے آدمیون کے ضائع ہونیکا خطرہ درپیش آیے۔

عربون کی بحری تجارت اسمین شک نہین کہ بہت ہی بڑہی ہوئی تہی مگر پہر بہی انکی کارروائی

تجارت کے مقابلے مین وہ کسی شمار مین نہین آسکتی۔

سمندر کی راہ سے سفر کرنے مین اگرچہ اُس طاقت اور قوت کی زیادہ تر ضرورت تھی کہ جس سے اُنکے بزرگون نے اُنکو پہلے سے بے نیاز کر کے نہین رکھا تھا مگر تاہم فن جہازرانی کی تھوڑی سی واقفیت پر بھی اُنھون نے اپنے جان و مال سے بخیطر ہوکر بحری تجارت کو جسقدر وسعت اور ترقی دی تھی آج وہ بھی ہمارے لیے کچھہ کم حیرت انگیز اور خالی از عبرت نہین ہے۔

مشرق مین عربی تاجرون کا ایک گروہ **بصرے** سے چل کر **مسقط** پہنچتا وہان اُسکو ایک طرف تو **ہندوستان** اور دوسری طرف **افریقہ** کے جنوبی اور شرقی سواحل نظر آیے اُس گروہ کے لوگ تجارت کی غرض سے ان دونون ممالک مین پھیل گیے۔ چنانچہ **افریقہ** کے مشرقی سواحل پر جسقدر مقامات ہین وہ تقریباً کل کے کل عربی الاصل یعنی اُنھین لوگون کے آباد کیے ہوے ہین۔

افریقہ کے اندرونی حصے کے باشندے سونا شتر مرغ اور مور کے پر۔ ہرن کی کھالین۔ ہاتی دانت۔ عنبر۔ کچھوے کے خول۔ ان مقامات پر لاکر فروخت کیا کرتے تھے۔

ہندوستان مین بھی اس قسم کے مقامات اول اول ساحل **ملابار** پر آباد کیے گیے تھے۔ اور یہین سے عربونکی تجارت جزائر **مالدیو**۔ **نکوبار**۔ **سراندیپ** اور **سماترا** کیسے دور و دراز ممالک مین پہنچی تھی۔

چین مین مسلمانان عرب کی جماعت اول اول ۸۷۷ء مین پہنچی اور بڑی گرمجوشی کے ساتھہ اُسکا استقبال کیا گیا۔ اور تجارتی کوٹھیان کھولنے کی اُسکو اجازت دی گئی۔ عربی تاجر ٹیکس وغیرہ کی زحمتون سے مستثنیٰ کیے گیے۔ اور اُنکے باہمی مقدمات اور تنازعات کے فیصل کرنے کا حق بھی اُنہین کے حاکمون اور قاضیون کو دیا گیا۔ عربون کے اس قسم کے چند ہی جہاز تھے کہ جنکو **چین** کے دور و دراز اور پرخطر سمندرون مین جانے کی جرأت ہوئی تھی۔

واسکوڈیگاما نے جسوقت **کیپ آف گڈہوپ** کی راہ دریافت کرکے **ہندوستان** کی تجارت پرتگالیون کے ہاتھہ مین دی اُس وقت گویا عربون کو پرتگال اور ہندوستان والون کے درمیان ایجنٹ یا گماشتہ بنکر اپنی گذشتہ تجارتی شہرت اور عظمت از سرنو حاصل کرنیکا موقع ہاتھہ آیا۔ بحری سفرون مین عربون کا دستور تھا کہ وہ تیزبو والی لکڑی کا ایک ٹکڑا اپنے ساتھہ رکھا کرتے تھے کہ جسمین ایک سوئی (سوزن) لگی رہتی تھی کہ جو ہر صورت اور ہر حالتمین سمت شمال کو بتلاتی چلیتی تھی۔ اس آلہ کا رواج **چین** مین ابتک جاری ہے اور یورپ کے جہازران جو قطب نما استعمال کرتے ہین وہ بھی گویا اُسکی ایک شائستہ اور مہذب صورت ہے۔

اس مضمون سے ہماری یہ غرض اصلا نہین ہے کہ اپنے بزرگونکی فارغ البالی اور دولت و ثروت کو ہم اپنے لیے مایۂ فخر اور ناز قرار دین بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسلمان جو تجارت کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اس سے اُنکے دلونمین تجارت کی وقعت و عظمت اور ترغیب و تحریص پیدا ہو۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ — **خاکسار مجیب حسد تمنائی**

بودھ کے زندگی کے مختصر حالات

اودھ کے جنوب اور نیپال کے پہاڑون کے دامن مین Kapilavastu
کاپلاوستو ایک سلطنت تھی جسکی دارالسلطنۃ کا بھی نام کاپلاوستو تھا۔ اس شہر مین مسیح سے ساڑھے پانسو سال پہلے بودھ پیدا ہوا تھا اُسکا باپ یعنی کاپلاوستو کا راجہ **ساکیا** Sakya کے خاندان اور گوتم کی ذات سے تھا۔ اُسکی مان کا نام **مایا دیوی** Mayadevi تھا جو راجہ **سُپرابُدھا** Suprabuddha کی بیٹی تھی۔ اور اس بات کے کہنے کی چندان ضرورت نہین کہ یہ عورت ایسی ہی خوبصورت اور حسین تھی جیسا کہ وہ طاقتور اور منصف تھا۔ اس لیے بودھ نسل کے لحاظ سے چھتری تھا اپنے خاندان سے ساکیا اور اپنی ذات سے گوتم کا نام اُس نے پایا۔ جس سے گوتم کی مغز نسل سے ایک قسم کا روحانی رشتہ ظاہر ہوتا ہے۔ بودھ یعنی شایستہ کا نام اُسنے اپنی زندگی کے آخری حصے مین اختیار کیا اور سدھارتھا siddhartha یعنی جسکے اغراض و مقاصد پورے ہو جا چکے ہین یہ نام بھی غالبًا اُسی زمانے مین کہا گیا ہے۔ اگرچہ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ اُسکے لڑکپن ہی مین اُس کو اس نام سے پکارا جاتا تھا اُسکی پیدایش کے ایک ہفتہ بعد اُسکی مان فوت ہو گئی اور اسکے باپ نے اُس کو اپنی سالی کے سپرد کر دیا۔ جو کہ اُسکی مان کی زندگی ہی مین اُسکے باپ کی بی بی تھی۔ یہ بچہ

نہایت خوبصورت اور بہت ہی قابل لڑکا نکلا - اور جسقدر اُسکے معلم اُسکو سکھا سکتے تھے اُس سے زیادہ وہ سیکھ لیتا تھا اسکو کھیل کود کی طرف بالکل رجحان نہ تھا اور ہمیشہ اُس سے انکار کیا کرتا تھا - اور اس درجہ خوشی اسکو کبھی نہین ہوتی تھی جیسی کہ اُس وقت جب کہ وہ تنہا ہوتا تھا - اور جنگل کی قدرتی چیزون کے نظارے کو دیکھکر اپنے خیالات مین محو رہتا تھا - جب اُسکے باپ نے اُسکو ان حالات مین پایا تو اسنے خیال کیا کہ یہ لڑکا بالکل ہاتھ سے نکل گیا اور ضائع ہوا - اُسکو اس خواہ مخواہ کی فکر مین گرفتار ہونے اور سودائی بننے سے روکنے کے لیے اسنے یہ تجویز کی کہ فی الفور اسکا بیاہ کردے -

جب حسن سیدہ وزیر سلطنت نے راجہ کی اس تجویز کا ذکر آیندہ وارث تاج و تخت سے کیا تو اسنے غور و فکر کرنیکے لیے سات روز کی مہلت مانگی - اور آخر کار اسبات کا یقین کرکے کہ شادی بیاہ بھی میرے دل کے اطمینان اور تسلی مین مخل نہین ہو سکتے اُسنے وزیر کو اجازت دی کہ شاہزادی کی تلاش کرے - وزیر نے خوبصورت گوپا کو جو ڈنڈا پی کی بیٹی تھی منتخب کیا - اگرچہ اُسکے باپ نے پہلے پہل اپنی بیٹی کو ایک ایسے نوجوان شاہزادے کے ساتھہ بیاہنے سے انکار کیا جو اُسکے سامنے بیان کیا گیا تھا کہ مردانہ اور بہادرانہ کاموں سے بالکل حس نہین رکھتا - مگر جب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ وہ ہتھیارون کے کرتب اور نیزہ لکی طاقت مین اپنے تمام رقیبون سے بہت بڑھا ہوا ہے تو وہ خوشی سے اس معاملے پر راضی ہو گیا اُنکی شادی نہایت ہی مسرت انگیز ثابت ہوئی لیکن شاہزادہ اب بھی ویسا ہی رہا جیسا کہ پہلے تھا - زندگی اور موت کے مسئلے مین محو رہتا تھا اور ہمیشہ تخیلات مین غرق تھا - وہ کہا

کرتا تہا دنیا مین کوئی چیز پایدار اور اصلی نہین ہے - زندگی ایک اس چنگاری کی سی ہے جو لکڑی کی رگڑ سے پیدا ہوئی ہو - وہ چمک پڑتی ہے اور پھر بجھ جاتی ہے ہمین یہ نہین معلوم وہ آتی کہان سے اور جاتی کہان ہے - زندگی بربط کی آواز کی مثل ہے اور ایک عقلمند آدمی بیکار گو پوچھتا ہے کہ وہ کہان سے آتی اور کدہر جاتی ہے - کوئی اعلی عقل ضرور ہونی چاہیئے جس سے ہم اطمینان اور آرام حاصل کرین - اگر مین اُسے حاصل کرلون تو مین انسان تک دوشنی لاسکتا ہون - اگر مین خود آزاد ہوجاؤن تو دنیا کو نجات دے سکتا ہون،، بادشاہ نے اس نوجوان شاہزادے کا یہ غمناک طرز زندگی معلوم کرکے ہر ایک طرح کی کوشش کی کہ اسکو ان تمثیلات سے ہٹائے اور اس فکر سے باز رکہے مگر یہ تمام کوششین بیکار ہوئین - تین بہت ہی معمولی واقعات جو ہر شخص کو پیش آتے ہین - بودہ کی زندگی کے لیے بے انتہا ضروری اور اہم ثابت ہوے -

ایک روز بودہ بڑی شان و شوکت کے ساتہہ سیر کے واسطے اپنے ایک باغ مین جاتے ہوے شہر کے مشرقی دروازے سے گذرا - اُسنے راستے پر ایک ضعیف پیر مرد کو دیکہا جسکے ہاتہہ پانون کمزور ہوگیے تھے - جوانی کی تمام طاقت اور زور بڑہاپے کی کمزوری اور لاغری سے تبدیل ہوگیا تہا - رگ اور پٹھے اُسکے جسم پر صاف دکہائی دیتے تہے - ہڈیون پر گوشت مشکل سے باقی تہا - تمام جسم کی کہال جوانی کے گوشت سے کہنچی رہتی ہے اُسکی بوڑہی ہڈیون پر ڈہیلے غلاف کی طرح باقی تہی جس مین برابر سے جھریان پڑی ہوئی تہین - اُسکے دانت زندگی کے صدمات کی تاب نہ لاکر اُسکا ساتہہ چہوڑ گیے تہے - ہونٹ

جو جوانی کے عالم مین منہ کی زینت ہوتے ہین بیٹھ گیے تھے اور وہ کھوکھلی آواز بھی مشکل سے نکال سکتا تھا۔ اسکی کمر اوپر کے دھڑکی جھونک کو نہ سنبھال سکنے کے باعث جھک گئی تھی۔ اور وہ اپنی چھڑی کے سہارے پر کھڑا تھا۔ اُسکے ہاتھہ پانون کانپ رہے تھے۔ شاہزادے نے گاڑیبان سے پوچھا دیہ کون شخص ہے جو لاغر اور کمزور ہے۔ اسکا گوشت سوکھہ گیا ہے اور خون خشک ہوگیا ہے۔ اسکی رگین اور پٹھے اسکی کھال تانے ہوے ہین اور ہڈیون پر گوشت کا نام نہین ہے۔ اسکا سر سفید ہوگیا ہے دانت گر گیے ہین۔ اسکا تمام جسم ضائع ہوگیا ہے۔ اپنی چھڑی کے سہارے پر بھی وہ مشکل سے چل سکتا ہے اور قدم قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہے۔ کیا یہ کوئی چیز اس کے خاندان کے ساتھہ مخصوص ہے یا تمام نوع انسان کی یہ عام قسمت ہے؟"

"حضور" گاڑیبان نے جواب دیا "یہ اس آدمی پر بڑھاپا سوار ہے اسکے حواس سست ہوگیے ہین۔ تکالیف نے اسکی طاقت ضائع کردی ہے۔ اسکے ہاتھہ پانون کام سے رہ گیے ہین اور اب اسکا جسم ہڈیون کے ایک ڈھانچہ سے زیادہ کچھہ بھی نہین ہے جسپر جھائی ہوئی کھال کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ اور اب اسکے رشتہ دار اور عزیز اس سے نفرت کرتے ہین۔ کوئی شخص اسکی مدد نہین کرتا اور لوگون نے اسکو جنگل کے ایک خشک اور مرجھایے ہوے درخت کی طرح چھوڑ دیا ہے لیکن یہ معاملہ اسیکے خاندان کے ساتھہ مخصوص نہین ہے ہر ایک مخلوق کا یہی حال ہے کہ جوانی کو بڑھاپا شکست دیدیتا ہے۔ آپ کے باپ۔ آپ کی ماں۔ آپ کے تمام رشتہ دار اور تمام دوست احباب اسی حالت مین آنیوالے ہین

تمام مخلوقات کا یہ مقررہ خاتمہ اور انجام ہے"۔

"ہاے"، شاہزادے نے جواب دیا "کیا لوگ ایسے جاہل ہین ایسے دل کے کمزور اور بیوقوف ہین کہ جوانی پر فخر و ناز کرتے ہین جس سے اُنکی آنکھون پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور جس باعث سے کہ وہ بڑھاپے کو نہین دیکھہ سکتے جو اُنکی تاک لگاے ہوے بیٹھا ہے۔ مین تو اس سے باز آیا۔ گاڑیبان! گاڑی کو فوراً پلٹاؤ۔ مین جو بڑھاپے کا شکار ہون مجھے خوشی اور مسرت سے کیا سروکار ہے"، یہ کہکر شاہزادہ شہر مین واپس چلا آیا اور باغ کو نہ گیا۔

ایک اور دفعہ شاہزادہ جنوبی دروازے سے سوار ہوکر گذرا اس دفعہ اُسنے ایک شخص کو سڑک پر دیکھا جو بیماری مین مبتلا تھا۔ بخار سے اُسکا تمام جسم جُھلسا ہوا تھا۔ اُسکا بدن بالکل کُھل گیا تھا۔ تمام جسم پر گرد چڑھی ہوئی تھی نہ اسکا کوئی یار تھا نہ مددگار نہ گھر نہ بار۔ کمزوری سے اُسکی یہ نوبت پہونچ گئی کہ سانس لینا بھی اُسے دشوار تھا۔ اپنا سایہ دیکھہ کر وہ آپ ڈرتا تھا اور موت کے نزدیک ہونیکا خیال اور بھی اُسکا خون خشک کیے دیتا تھا۔ گاڑیبان سے شاہزادے نے اِسکے حالات پوچھے اور اپنے حسب توقع جواب پاکر اُسنے کہا افسوس! تندرستی کچھہ نہین ہے مگر خواب کا ایک کھیل۔ اور تکالیف کا خوف اس ہولناک صورت مین ظاہر ہوتا ہے۔ وہ کون سا عقلمند اور دانا ہے جو اپنا حال جیسا کہ وہ ہے بخوبی معلوم کرنیکے بعد بھی کبھی خوشی اور مسرت کا خیال کرسکیگا؟" شاہزادے نے اپنی گاڑی پھیروالی اور شہر مین واپس آگیا۔

تیسری دفعہ شاہزادہ مغربی دروازے سے سیر کے لیے گذرا۔ اب کی دفعہ اُسنے سڑک پر ایک مردہ دیکھا۔ جو کپڑے سے لپٹا ہوا ایک ٹکٹی پر رکھا ہوا تھا۔ اُسکے احباب اردگرد کھڑے رو رہے تھے۔ ہچکیاں بندھی ہوئی تھین۔ اپنے بال نوچے ڈالتے تھے۔ اپنے سرون پر خاک ڈال رہے تھے اپنی چھاتی کوٹ رہے تھے اور فرط غم و الم مین وحشیانہ چیخین مار رہے تھے۔ شاہزادے نے پھر اپنے گاڑی بان کو اس اندوہناک نظارے کی طرف متوجہ کرکے کہا دراُوہ! افسوس اس جوانی پر جسکو بڑھاپا ایک روز ضائع کردیگا! افسوس تندرستی پر جو اسقدر بیماریون سے ضائع ہوجانیوالی ہے! اور افسوس اس زندگی پر جہان کہ آدمی کو اسقدر تھوڑے عرصے رہنا ہے! کاش بڑھاپا نہوتا۔ کوئی بیماری نہوتی۔ اور موت نہوتی کاش یہ ہمیشہ کے لیے قیدی بنالیے جاسکتے! پھر اپنے ارادے کو پہلی دفعہ ظاہر کرکے نوجوان شاہزادے نے کہا دراُو ہم واپس ہوجلین۔ مجھے غور اور فکر کرنا ہے کہ ان تمام بلاؤن سے نجات پانے کی تکمیل کسی طرح ہوسکتی ہے"۔

ایک آخری واقعہ نے اسکے تامل اور جھجک کا خاتمہ کردیا۔ سیر کرنے کے لیے جاتے ہوئے وہ ایک دفعہ شمالی دروازے سے گذرا۔ یہان اُسنے ایک فقیر کو دیکھا جو ظاہر اطور پر سنجیدہ اور خاموش معلوم ہوتا تھا۔ اُسکی آنکھین نیچے کو جھکی ہوئی تھین اپنی مذہبی پوشاک غالباً گفنی پہنے ہوئے تھا جس سے معلوم تھا کہ شوکت اور شان کی کچھ ہوا اُسکو لگی ہے۔ ورنہ اسکی یہی ضرورت اُسے نہوتی۔ اور ایک کشکول گدائی اُسکے ہاتھ مین تھا۔

شاہزادے نے پوچھا "یہ کون آدمی ہے؟"

گاڑیبان نے جواب دیا "حضور، یہ اُن آدمیون سے ہے جسکو بھیکشا (گداگر) کہتے ہین۔ تمام قسم کی خوشی اور مسرتین اور تمام خواہشین اسنے چھوڑ دی ہین۔ اور ایک سخت قسم کی زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو فتح حاصل کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ اور اپنی خواہشون اور جذبات انسانی کو اپنے قابو مین لانا چاہتا ہے۔ دنیا سے اپنا دل اُسنے الگ کرلیا ہے اور خدا کا ایک جان نثار ہوگیا ہے۔ اسکو غصہ نہین۔ حسد نہین۔ کسی سے عداوت نہین۔ صرف خیرات مانگتا پھرتا ہے۔ اور خوشی سے کوئی آدمی اُسے دے دیتا ہے اُس سے اپنا پیٹ پالتا ہے اور اپنے مالک کے دھیان مین لگا رہتا ہے۔ دنیا کے لوگون سے یہ کچھ سروکار نہین رکھتا۔"

شاہزادے نے جواب دیا "یہ خوب کہا۔ یہ معقول ہے۔ دانا اور عاقل جان نثار خدا کی زندگی کی ہمیشہ تعریف کرتے رہتے ہین۔ یہی میری پشت و پناہ ہوگی۔ اور لوگون کے لیے بھی یہ ہمکو اصلی زندگی اصل مسرت اور دوامی بقا کی طرف رہنمائی کریگی۔"

ان الفاظ کے ساتھ شاہزادے نے اپنی گاڑی پھیر والی اور شہر کو واپس آگیا۔ اسنے اپنے باپ اور بی بی کو اس ارادے سے آگاہ کیا کہ مین دنیا ترک کردینا چاہتا ہون اور اپنے باپ کے محل سے ایک رات کو جب کہ تمام محافظ اور نگہبان جو اسکی حفاظت کے لیے مقرر کیے گیے تھے سو گیے نکل کھڑا ہوا۔ رات بھر وہ چلتا رہا جب صبح ہوئی تو اپنا گھوڑا اور زیورات اپنے سائیس کو دے کر اُسے کاپلاوستو کی طرف واپس بھیج دیا

لالیتا وستر Lalitavistara کا مصنف لکھتا ہے وجس جگہ سے کہ اُسکا گاڑیبان واپس پھرا تھا وہان پر ایک یادگار ابتک قائم ہے، ہیون تسانگ Hiaun-Thsang وہی یادگار تھی جو ایک بڑے جنگل کے کنارے Kusinagar سڑک کوسی نگر پر واقع ہے۔ یہ شہر اب تباہ ہوگیا ہے جو گورکھپور کے مشرقی جنوبی مشرق کی طرف اُسکے چالیس میل کے فاصلے پر واقع تھا۔

بودھ پہلے ویسالی Vaisali کے پاس گیا اور اس مشہور و معروف برہمن کا شاگرد بنا۔ جسکے گرد تین سو شاگرد جمع تھے۔ جو کچھ کہ یہ عالم برہمن سکھا سکتا تھا وہ حاصل کرکے بودھ محروم و نا امید وہان سے چلا۔ نجات کا راستہ جسکی اسکو تلاش تھی اُسے نہین ملا تھا۔ راج گرھی Rajagari مین وہ ایک اور برہمن کے پاس پہنچا یہ شہر مگدھا (Magadha یا بہار کا دارالسلطنت تھا اس برہمن کے سات سو شاگرد تھے یہان بھی اُسنے نجات اور بخشش کے وسائل کی تلاش اور جستجو کی۔ آخر کار اسکو بھی اُسنے چھوڑا۔ لیکن اس دفعہ پانچ اور طالب علم جو اسکے ہم جماعت تھے اِسکے ساتھ ہوے اور چھ برس تک ایک گانون اروِلو Uravilva کے قریب تنہائی مین زندگی بسر کی۔ اور دنیا مین ایک مصلح اور رفارمر کے طور پر ظاہر ہونے سے پیشتر اپنے آپ کو نہایت سخت تکالیف اور عذاب کا مطیع رکھا۔ تاہم اس زمانے کے خاتمے پر وہ اس اعتقاد اور یقین پر پہنچا کہ رہبانیت اور ترک دنیا دل کو تسلی اور اطمینان دینے اور نجات کے راستے کے لیے طیار کرنے سے بہت دور ہے اور صداقت کی راہ مین ایک کنوان ہے جسمین

لوگ ٹھوکرین کہاکے گرتے ہین اور ایک جال ہے جسمین لوگ گرفتار ہوجاتے ہین اور منزل مقصود تک نہین پہونچنے پاتے - اُسنے اپنے یہ عمل چھوڑ دیے اور اس طرز زندگی سے یکدم سے دست بردار ہوا جسپر اُسکے ساتھیون نے جو اُسکے شاگرد اور چیلے بن گیے تھے ناراض ہوکر اُسکا ساتھ چھوڑ دیا اور اُسکو گمراہ اور دین سے برگشتہ سمجھنے لگے - جب تنہا رہ گیا تو اُسنے خود اپنا طریقہ ایجاد اور پیدا کرنا شروع کیا - اُسکو یہ معلوم ہوچکا تھا کہ نہ تو برہمنون کے اصول مذہب اور نہ اُنکی زندگی کی تکالیف اور سختیان انسان کی نجات پوری کرنے کے لیے کوئی فائدہ پہونچا سکتی ہین اور نہ بڑھاپے - بیماری اور موت کے خوف سے بچا سکتی ہین - ایک لمبے عرصے کے غور و فکر اور وجد کی حالت کے خیالات و تفکرات کے بعد آخر الامر اُسنے قیاس کیا کہ مین سچے علم پر پہونچ گیا ہون جو اُن تمام تغیرات کے اسباب ظاہر کردیتا ہے جسکی تمام مخلوقات کی زندگی تابع اور مطیع ہے - اور اُن تغیرات کے ڈر سے انسان پر جو خوف طاری ہوتا ہے اُسکو دور کردیتا ہے - کہ وہ اس علم پر پونہچا ہے تب اُسنے بودہ یا شایستہ و مہذب کے خطاب کا دعوی کیا - ہم ٹھیک طور پر کہہ سکتے ہین کہ اُسوقت اور لمحہ مین لاکھون کرورون نوع انسان کی قسمت مین ایک لغزش اور ڈگمگاہٹ پیدا ہوگئی تھی اب بودہ کو یہ تامل ہوا کہ آیا مین اپنے اس علم کو اپنے ہی تک رکہون یا دنیا مین عام طور پر اسکے پہیلانے کی کوشش کرون اور روشنی مین لاؤن - نوع انسان کی تکالیف کے ساتھہ جو ہمدردی کا خیال اُسکو پیدا ہوچکا تھا آخر کو اُسنے غلبہ پایا اور آخر کار یہ نوجوان شاہزادہ اُس عالمگیر مذہب کا بانی ہوا جو دو ہزار سالون سے زیادہ گذر جانے پر اب تک پینتالیس کرور

پچاس لاکھ نوع انسان سے تسلیم اور پیروی کیا جاتا ہے۔

جس مذہب کی اُسنے بنیاد رکھی وہ نوع انسان کے ساتھ بہت ہمدردی رکھنے کے اصول پر مبنی تھا اُسکے بڑے اصول یہ تھے کہ دنیا خواب و خیال ہے اور زندگی خواہ اس جہان مین ہو یا دوسرے جہان مین بہرحال ایک وبال ہے۔ انسان کو یہان کی بلکہ بہشت کی خوشیون پر بھی نظر نہ رکھنی چاہیے کیونکہ اس پھنسا وے مین آواگون سے نجات نہین ملتی۔ غرض بڑی بات اُنکے نزدیک یہ تھی کہ انسان مرنے جینے سے چھوٹ جاے اور ایسا عالم استغنا اُسکو حاصل ہو کہ نہ رنج کا رنج رہے اور نہ خوشی کی خوشی۔ اس حالت کو اُن کی اصطلاح مین **نروان** کہتے تھے جو بغیر سچ بولنے اور نہایت استبازی اختیار کرنے دنیاوی لذات اور خواہشات سے بے پروائی کرنے سخت اور پر تکلیف طرز زندگی اختیار کرنے اور سب سے بڑھکر بغیر خیرات یا **متری** کرنیکے حاصل نہین ہو سکتا۔

اس نیے مصلح اور رفارمر کی آیندہ تواریخ بہت ہی سیدھی سادی ہے۔ وہ بنارس کو چلا جو ہر ایک زمانے مین ہندوستان مین بہت بڑا دارالعلم رہا ہے اور سب سے پہلے اسکے مذہب پر ایمان لانیوالے وہی پانچ طالب علم اُسکے ساتھی تھے جنھون نے اُسکو اُس وقت چھوڑ دیا تھا جبکہ اُسنے براہمنون کی رسوم کا جوا اپنے کندھے سے اُتار ڈالا تھا اور ان رسمیات کی قید سے وہ آزاد ہو گیا تھا اور بہت سے لوگون نے اُن طالبعلمون کی پیروی کی اور اُسکا مذہب اختیار کیا۔ مگر چونکہ **لالیتاوستر** *Lalitavistara* بودہ کے بنارس پہونچنے پر ختم ہو جاتی ہے اس سے ہم بودہ مذہب کی نیز ترقی اور

اشاعت کے زیادہ مفصل اور درست حالات نہین بتا سکتے Buddhist Canon
بدھسٹ کینن مین جو کہین کہین مختصر حالات منتشر طور پر ملتے ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ
مگدھا بمبسرا Bimbisara کے راجہ نے اسکو اپنی دارالسلطنت راج گرہی
مین مدعو کیا تھا بہت سے اُسکے لکچرونکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کالنٹک کی خانقاہ
مین دیے گیے تھے جو عمارت کہ خود بادشاہ یا کسی اور دولتمند آدمی نے اُسکو رہنے
کے لیے نذر کے طور پر دی تھی ۔ اور اور لکچرونکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ولچر پیک
Vulturepeak پر دیے گیے ہین جو اُن پانچ پہاڑیون مین سے تھی جو اس
قدیم دارالسلطنت کے اردگرد واقع تھین ۔
اُسکے نو مریدون مین سے تین شخص ساری پترا ۔ کاتیا ینا اور موگلیا ینا
Sariputra Katyaayana Maudgalyana —
جو بہت مشہور و معروف ہین جس زمانے مین وہ مگدھا مین مقیم تھا اُسکے شریک اور ساتھی
ہو گیے یہان بودہ عرصے سے بادشاہ مگدھا کی دوستی اور مہربانی مین رہتا تھا ۔ کچھ دنون
بعد اس بادشاہ کو اُسکے بیٹے جاتاسترو Jatasatru نے مار ڈالا اور تب بودہ
کی نسبت ہم سُنتے ہین کہ وہ کچھ عرصے کے لیے سراوستی Saravasti پر جو گنگا کی
شمال مین ہے قیام پذیر رہا ۔ اس مقام پر ایک دولتمند سوداگر نے جسکا نام انا تھا پنڈا
Anathapendada تھا اُسکے اور اُسکے مریدون کے رہنے کے لیے ایک
عظیم الشان عمارت نذرانہ کے طور پر پیش کی تھی ۔ بودہ کے بہت سے لکچر یا سرمن

سراوستی پر دیے گیے تھے یہ مقام سلطنت کسالا کا دارالخلافت تہا۔ اور کسالا کے بادشاہ پراسنی جیٹ Praee nagit نے بھی اُسکا مذہب اور اصول اختیار کیے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ بارہ برس کی غیر حاضری کے بعد بودھ نے اپنے باپ کی ملاقات کا پلاوستو مین کی۔ اس موقع پر اُسنے بہت سے معجزے یا کرتب دکھائے اور تمام ساکیا قوم کو اپنے مذہب مین لایا خود اُسکی بی بی بہی اُسکی پیرو ہوگئی۔ اور اپنی چچی کے ساتھہ اُسنے بودھ مذہب کی عورات نو مریدنکی پہلی مثال ہندوستان مین دکھائی۔ بودہ کی آخری زندگی کے پورے حالات پہر ہمکو معلوم ہوتے ہین۔ اب اُسکی عمر ستر برس کی ہوگئی تہی جب وہ پھر تاپھر تا راج گرہی مین پہونچا جہان بادشاہ اجانستر وجو کہ پہلے بودھ کا دشمن اور اپنے باپ کا قاتل تہا اُسنے اپنی اس خطا اور جرم کا عام طور پر اقبال کیا اور بودہ کے مقلدین مین شریک ہوا جب وہ یہان سے اپس چلا تو اُسکے ساتھہ بہت سے اُسکے مقلدین تھے اور جب گنگا کو عبور کرنے کو تھا تو ایک مربع پتھر پر کہڑا ہوا اور راج گرہی کی طرف اپنی آنکھین پھیر کر اُسنے پورے وجد کی حالت مین کہا "یہ آخری موقع ہے کہ مین اس شہر کو دیکہتا ہون" اُسنے اس طرح سے ویسالی کو بھی دیکہا اور وہان سے رخصت ہوکر وہ تقریباً کوسی نگر پہونچ گیا تہا جبکہ اُسکی زندگی کی طاقت اُسکو جواب دینے لگی وہ ایک جنگل مین ٹہہر گیا اور جبکہ ایک سال کے درخت کے نیچے بیٹہا ہوا تہا اُسکی روح نے اس جسم عنصری کو چہوڑ دیا یا جیسا کہ ایک بودہ مذہب والا کہیگا وہ نروان مین داخل ہوا۔

راقم فقیر محمد حشمت اللہ خان

ابو نصر فاریابی

ابو نصر فاریابی ایک بہت بڑا حکیم اور اعلیٰ درجے کا ذکی تھا اُسکی تصنیفین منطق اور موسیقی اور بیشتر علوم مین سارے جہان مین مشہور ہین - اور وہ مسلمان فلاسفر مین اعلیٰ درجے کا فلسفی تھا کہ اسلامی فلسفیون مین کوئی اُسکے مرتبے کو نہ پہونچیگا یہانتک کہ بوعلی سینا سائیں فلاسفر اُسکی تحریرون سے تخریج کرتا ہے -

اور اپنی تصنیفون مین اُسکے ذہنیات سے ناقل ہے - ابو نصر ایک شخص ترکی تھا فاریاب کا رہنے والا - کہ ماوراالنہر بلاد ترک مین ایک مشہور مقام ہے - اپنے شہر فاریاب سے علوم کی تحصیل کے شوق مین نکلا -

اور سیر و سفر کرتا ہوا شہر بغداد مین پہنچا - کہ جو دجلے کے کنارے ایشیا مین عباسیون کا دارالخلافت ایک مقام مشہور ہے - ابو نصر ترکی زبان کی سوا بہت سی زبانین جانتا تھا لیکن عربی زبان سے ناآشنا تھا - کہ بغداد مین پہونچکر عربی زبان سیکھی -

اور عربی زبان سیکھنے مین اعلیٰ درجے کا کمال پیدا کیا بعد اُسکے حکمی علوم کی تحصیل شروع کی - اور جب بغداد مین پہنچا تو ابی بشر ابن یونس ایک مشہور حکیم سے ارسطو کی کتاب منطق مین تحصیل شروع کی -

نوٹ ایڈیٹر - مین بہت عرصے سے ارادہ رکھتا تھا کہ اس حکیم کی سوانح عمری مکمل سالہ حسن مین طبع ہو یہ مختصر مضمون ہے اگر کوئی صاحب مفصل مضمون بھیجدینگے تو نہایت ممنونی کے ساتھ چھاپ دیا جاویگا -

اور ابی بشر ابن یونس سامی فلسفے علوم مین ایشیا مین بلند آوازہ اور مشہور تہا۔ کہ اُسکے درس کی مجلسون مین سیکڑون طالبعلم فراہم ہوا کرتے تہے اور وہ ارسطو کی کتاب منطق مین درس دیتا تہا اور اپنے تلامذہ پر اُسکی شرح نہایت واضح بیان سے تقریر کرتا تہا۔

غرض اُس وقت منطق کے مہارت مین کوئی اوسکا نظیر نتہا۔ اور اپنی تقریرون مین مضامین علوم مین نہایت عمدہ بیان سے اور خوبی کے ساتہہ املا کیا کرتا تہا۔ یہانتک کہ بعضے دانشمندون نے کہا ہے۔ کہ ابونصر فاریابی نے ایسے اعلی درجے کے معانی کی تفہیم آسان لفظون مین اور اُسکی روش اپنے اُستاد ابی بشر سے سیکہی ہے۔ سو پہلے ہی فن منطق کو ابونصر نے اسی حکیم سے حاصل کیا۔

اور اُسکے بعد بغداد سے شہر خراسان مین آیا۔ اور وہان ابی حنا ابن عیلان ایک نصرانی حکیم سے نیز منطق کا درس لیا۔ اور پہر بغداد مین پلٹ آیا۔

اور وہان سارے فلسفی علوم مین تکمیل کی اور ارسطو کی ساری کتابون پر حاوی ہوگیا اور معانی کے استخراج مین ارسطو کی تحریرون مین بہت بڑا ماہر۔ یہانتک کہ ارسطو کی کتاب النفس دیکہی گئی۔ کہ اُسمین ابونصر فاریابی کے خط سے تحریر تہا کہ مین نے اس کتاب کو دو سو مرتبہ پڑہا ہے اور مشہور ہے کہ سماع طبیعی ارسطو کی چالیس بار پڑہی اور کہتا تہا کہ بایں ہمہ پہر مین اُسکے دیکہنے کا محتاج ہون۔ اور ابونصر سے منقول ہے کہ کسی نے اُس سے پوچہا کہ ان فلسفی علوم کو تو زیادہ جانتا ہی یا ارسطو اُسنے کہا کہ اگر مین ارسطو کے زمانے مین ہوتا تو مین اُسکے اعلی درجے کے شاگردون مین شمار کیا جاتا یہ مضمون ابن خلکان نے قفطی سے طبقات حکما مین نقل کیا ہے۔

اور اُنہی سے حکایت ہے کہ اسلامی فلسفی علما مین اُسکی تحقیق باریک اور دقیق مضامین کی شرح مین بہت بڑھ گئی تھی۔

اور اُسکی تعلیمات سے ہے کہ کلیات خمسہ کے استعمال کا طریقہ اور کس طرح شئے ہائی قیاس کی صورت ہر مادّے مین صرف کیجائیگی سو اُسمین تحقیق اور توضیح ابو نصر نے انتہا درجے کو پہنچا دی — اور بعد اُسکے بغداد سے دمشق مین آیا اور اُسکے بعد مصر مین بعد اُسکے پھر دمشق مین پلٹ گیا اور وہان سلطان سیف الدولہ بادشاہ حلب و شام نے اُسکی بڑی تکریم کی اور چونکہ کمال کو بے نیازی لازم ہے زاہدانہ دنیا مین اپنی گذران کرتا تھا — اور اسی لیے چار درم یومیہ سے اُس سلطان سیف الدولہ کی خدمت اُسنے گوارا نہ کی۔ اور بے تعلق محض گذران کرتا تھا نہ کہین مکان بنایا اور نہ کبھی مال و زر کے اکتساب کا قصد کیا اور سیر و سیاحت مین آب روان اور مجمع آب مین مقام کرتا تھا یا کسی پُر فضا باغ اور دلکش مقام مین اور وہین علوم مین کتابین تصنیف کرتا تھا۔

بیشتر تصنیفات اُسکی متفرق کاغذون پر ہین اور ترتیب و ارستہ اور مجلد کمتر۔ اسی لیے اُسکی تصنیفات اکثر فصول اور تعلیقات ہین اور بیشتر ناتمام۔

(اب مین اُسکے حالات کا ایک عمدہ واقعہ اور حکایت پر تقریر کا اختتام کرتا ہون)

ابو نصر فارابی جب دمشق مین سیف الدولہ کے دربار مین آیا اُس وقت اُسکی وضع ترکی تھی اور سیف الدولہ کا دربار ہمیشہ عالمون اور دانشمندون کے قدوم سے معمور رہا کرتا تھا سو ابو نصر پہلے اُسکے دربار مین جا کھڑا ہوا۔ سیف الدولہ نے حکم کیا کہ بیٹھے ابو نصر نے کہا کہ مین

اُس مقام پر بیٹھوں جہان کہ کھڑا ہون یا تیرے مقام پر۔

سو حاضرین دربار کی صفین پھاڑتا ہوا سیف الدولہ کی مسند پر جا بیٹھا اور اُسکو مسند سے ہٹا دیا۔ سیف الدولہ کے چند غلام تھے۔ کہ وہ دربار مین سرہانے سیف الدولہ کے حاضر رہا کرتے تھے۔

اُن سے بادشاہ نے ایک زبان خاص مین کہ اُس زبان کو لوگ کمتر جانتے تھے کہا کہ اس بزرگ نے میرے ساتھہ دربار مین بے ادبی کا برتاو کیا مین اس سے چند باتین علمی پوچھتا ہون اگر یہ جواب نہ دیسکا تو تم بے تکلف اسکو دربار سے نکال دیجیو ابو نصر نے اُسی زبان مین بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ ٹھہر جا ہر چیز کا مدار انجام پر ہے بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا۔ سیف الدولہ نے ابو نصر سے کہا کہ آیا تو یہ زبان جانتا ہے۔

ابو نصر نے کہا کہ یہ زبان کیا۔ مین ستر زبانین جانتا ہون سو بادشاہ کے نزدیک اُسکی بڑی عظمت ظاہر ہوئی۔ بعد اُسکی اُس دربار مین ابو نصر نے علماے حاضرین کے سامنے تقریر علوم شروع کی اور ہر فن مین ایسی عمدہ تقریر کی کہ سب سے اُسکا سخن بالا رہا۔ اور حاضرین دربار کی تقریرین سب پست ہوگئین اور سارے فلسفی عالمون نے اُسکے مقابلے مین سوا ے سکوت کے چارہ نہ دیکھا۔

اور یہ اُنکے سکوت کے بعد بھی بساط بزم مین کس آب و تاب کی تقریر سے موتی برساتا رہا کہ اُن لوگون نے جھولیان بھرنا شروع کین یعنی انجام کار اُن سارے فلاسفر مناظر عالمون نے اُسکی تقریر کو قلم دوات لیکر لکھنا شروع کیا۔ آخر کو بادشاہ نے اُن سب عالمون کو دربار

سے رخصت کیا۔ پہر ابونصر سے خلوت اور دربار خاص مین ملاقات کی بادشاہ نے کہا کہ کچھہ دور شراب کا آپکو شوق ہے ابونصر نے کہا نہین بادشاہ نے پہر کہا کہ آپ نغمہ سرود سے آپکو مذاق ہے کہا ہان سو بادشاہ نے بڑے بڑے موسیقی دان گانے بجانیوالون کو خلوت مین بُلایا اور نغمہ سرود شروع ہوا لیکن ابونصر نے سبکی خطائین موسیقی کے قواعد سے ظاہر کین۔ اور سب کا نقصان موسیقی کے علم مین ظاہر کر دیا بعد اُسکے بادشاہ نے کہا کہ آپ اس صنعت کو عملاً بہی جانتے ہین ابونصر نے کہا ہان۔

بعد اُسکے اُسنے ایک تہیلی نکالی جسمین چند لکڑیان تہین اُن لکڑیون کو اُس تہیلی سے اور ترکیب دیکے جیسے بجانا شروع کیا۔ سارے دربار خاص کے لوگ بے اختیار ہنسنے لگے اور بعد اُسکے اُن لکڑیونکی ترکیب کو دوسری ترکیب سے بدل کر پہر جو بجانا شروع کیا ساری مجلس کے لوگ بے اختیار رونے لگے پہر تیسری ترکیب سے انکو بجانا شروع کیا کہ بادشاہ اور سارے رفیق خلوت خاص کے بے اختیار سو گیے۔ یہانتک کہ دربان بادشاہی دولت کو بھی نیند آگئی۔ سو ابونصر اُسی حالت مین بادشاہ اور رفیقون کو چہوڑ کے دربار سے نکل گیا۔

مشہور ہے کہ باجا جسکا نام قانون ہے اسی نے بنایا ہے۔ اور پہلے اسی نے اس باجے کو ترکیب دی ہے۔

خلاصہ یہ ہے۔ کہ سنہ ۳۳۹ھ مین اس عالم سے گذر گیا اور اپنے علوم کا نامونیتجہ مدینہ فاضلہ اور سیاست مدینہ اور اسیکے مانند بہت سی تحریرین اپنے اعقاب مین یادگار چہوڑ گیا فقط۔

خاکسار کونین محمد احسان الدین از کاکوری لکھنؤ اودہ

سالانہ رپورٹ انجمن لاہور دہلی

تذکرۃ المشاہیر

(سلسلہ کے لیے نمبر ۱ جلد ۶ ملاحظہ ہو)

بقیہ ذکر پلائنی

اور ایک قسم کی سائیکلوپیڈیا یا مخزن العلوم ہے۔ اگرچہ آج کل کے لحاظ سے وہ اہل علم کے لیے تو کچھ کام کی کتاب نہین ہے مگر تاریخ کی حیثیت سے اسمین بہت باتین ایسی ہین جو اور کہین کسی کتاب مین نہین ملتین وہ ایک عجیب و غریب شخص تھا نہ صرف اس سبب سے کہ اوسنے ایک ایسا بڑا ذخیرۂ معلومات جمع کیا جسکو اگر برابر ساری عمر کام کرتے تو اوسطدرجے کے تین آدمی جمع کرتے بلکہ اس سبب سے کہ اسی کے ساتھ ہمیشہ وہ سرکاری کام بھی کیا کرتا اور جنگ و جدل مین مصروف رہتا تھا اگست ۷۹ء مین جب وہ مرا ہے تو وہ روم کے ایک جہازی بیڑے کا سپہسالار تھا اور اپنی تحقیقاتون کے اشتیاق مین کوہ ویسوویس کے پاس ایسے وقت چلا گیا جبکہ وہان آتش فشانی ہو رہی تھی اسی آتش فشانی مین برکولینیم اور پامپی تباہ ہوے تھے۔

وہ تمام باتین جانتا تھا جو اُسکے وقت مین معلوم ہو سکتی تھین جب اُسکی تحریرات کو پڑھو تو آدمی کے خیالات مین ایک جرأت اور آزاد منشی پیدا ہوتی ہے جو اصل اصول فلسفہ کا ہے۔

اگریکولا (۱۴۹۴ء سے ۱۵۵۵ء تک)

یہ شخص مقام فورم جولائی ملک گال مین ۱۴ جون ۱۴۹۴ء کو پیدا ہوا۔ اچھا تعلیم یافتہ

تہا۔ اور سنہ ۶۰ء مین جب ۲۳ سال کا تہا تو برطانیہ کی فوج مین کام کرتا تہا سنہ ۶۳ء مین وہ ملک **ایشیا** مین حاکم مالگزاری مقرر کیا گیا اور دیانتداری کی وجہ سے بڑی نیکنامی حاصل کی بعدازان سنہ ۷۳ء مین **وسپاسین** نے اپنے عہد حکومت مین **اگوسٹا** کا امیر اور گورنر مقرر کر دیا سنہ ۷۷ء مین کونسل ہوکر برطانیہ اوسکے سپرد ہوا جہان اوسنے سات سال تک نہایت دانشمندی کے ساتھہ ملکداری کی اور تمام ملک کو سوائے **ہائی لینڈ** کے تابع کرلیا اور جابجا قلعجات بنایے تاکہ نیچے کے رہنے والون کو اپنے شمالی باشندون سے امن رہے۔ ایک جہازون کا بیڑا ساحل کی تحقیقات مین روانہ کیا جسنے آکر خبر دی کہ یہ ملک برطانیہ جزیرہ ہے اور اُسکے چارون طرف پانی ہے اور لوگون کو اوسنے تحریص و ترغیب دی کہ رومیون کے طرز و اطوار اور زبان کو سیکھین معبد اور حمام بنایے ہر ایک درجے کے لوگون کے ساتھہ انصاف سے پیش آتا تہا اور جہان تک کہ لوگون کو اچہا معلوم ہوا روم کی تہذیب و باشندون مین پہیلائی۔ اوسکا طریق ایسا مرغوب تہا اور اُسکی جابجا ایسی تعریف ہورہی تھی کہ شاہنشاہ **دامٹن** کو رشک و حسد پیدا ہوگیا اور اُسکو برطانیہ سے واپس بلالیا چنانچہ وہ اُسی جگہہ ۳۰ اگست سنہ ۹۳ء کو مرگیا اور تمام روم کے لوگون کے دلون مین اپنی عبرت چہوڑ گیا۔

جووینل (سنہ ۴۰ء سے سنہ ۱۲۵ء تک)

جووینل مقام **اکوئنم** مین قریب سنہ ۴۰ء کے پیدا ہوا۔ اسکے مان باپ اوسط درجے کے لوگون مین اچہے عزت دار تہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اسکو اتنی استطاعت تہی کہ وہ اپنے

خیالات اور افعال مین خود مختار رہتا۔ اُسکے ایام جوانی زبان آوری اور سخنوری مین گذرے اور اس سبب سے اُسکو دادے مطلب مین کامل ہوگیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ کچہری مین وکالت کرنے لگا اور وکالت نہایت کامیابی کے ساتھہ چلتی تہی **جووینل** کے ہجویات جنکے سبب سے اُسکی شہرت ہے ضرور ہے کہ اوسنے اپنی آخری عمر مین لکہی ہون جبکہ شاہنشاہ **ڈامیٹین** کے مرنیکے بعد **ٹراجن** حکمرانی کر رہا تہا کیونکہ یہہ ممکن نہین ہے کہ **ڈامیٹین** سے بدنام کے ہوتے ہوے اوسکے زمانے کی بدمستیون اور عیاشیون کا حال ایسی ہجو آمیز تقریر مین لکہی اور پہر سلامت رہ سکی۔ جیسا کہ وہ انسان کی اصلی سیرت کا خاکہ اوتارتا ہے ایسا کوئی دوسرا نظر نہین آتا۔ اُس زمانے کی تمدنی حالت اُسنے اچہی طرح سے دریافت کی اور نہایت انصاف کے ساتھہ اپنی پُرزور قلم سے ایسی تصویر کہینچی ہے کہ جس سے اُسوقت کی اندرونی حالت مخلوق کے چال چلن یا دانش جو پہلی صدی عیسوی مین رومیونکی تہی صاف صاف نظر آتی ہے اور بہت سی باتین جو اُسکے ہمعصر **ٹیسیٹس** مؤرخ نے چہوڑدی ہین اوسمین موجود ہین۔

بہت سے لوگ کہتے ہین کہ **جووینل** کی ہجویات **ہاریس** سے بڑہکر ہین لیکن چونکہ وہ زیادہ کہیل اور تماشے کے طور پر لکہی گئی ہین اور شہوت پرستی کے بیانات سے مملو ہین اور بڑی ہجو ہے جن سے اُسوقت کی تمدنی حالت معلوم ہوتی ہے اسواسطے کثرت راے یہی ہے کہ پہلے قدیمی شاعر کو ہی فوقیت ہے **جووینل** کی تحریرات کو لوگ بہت پڑہتے ہین اور نہایت تعریف و توصیف کرتے ہین نہ صرف اس سبب سے کہ ہم اُسکے ذریعے سے اُسکے زمانے کی تمدنی حالت دریافت کرتے ہین بلکہ اس سبب سے کہ وہ ایسی تصویر

کہتا ہے کہ اُس مین گویا جان ڈالنا باقی رہ جاتا ہے اور بیان ایسا شیرین ہے کہ جس سے ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے زبان لیٹن کے فصحا مین سے یہ سب سے آخری شخص ہے۔ جوڈینل کے مرنے کی تحقیق تاریخ تو معلوم نہین تو بھی اتنا جانتے ہین کہ وہ سنہ ۱۲۵ع مین ملک مصر مین تھا جہان کہ وہ شاہنشاہ ہیڈرین کے حکم سے اس بنا پر جلاوطن کر دیا گیا کہ اُسنے ایک نقال پیرس کی ہجو لکھی تھی اور جس سے بادشاہ کو یہ شبہہ ہوا تھا کہ اُسنے اُسکے کسی دوست کی درحقیقت ہجو لکھی ہے۔

پلوٹارک (سنہ ۵۰ع سے سنہ ۱۲۰ع تک)

یہ شخص بڑا نامور یونانی اور سوانح عمری لکھنے والا قریب قریب سنہ ۵۰ع کے پیدا ہوا ہے اسکا وطن شہر چیرونیا ملک بے اوٹیا مین ہے ابتدائی حالت تو اسکی مجھکو معلوم نہین لیکن اُسکی پچھلی سرکاری کارروائیون اور تحریرات فلسفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے نہایت عمدہ اوستادون سے تعلیم پائی تھی اور ذی راے ہونے مین مشہور تھا اسکی ایک ہی عمدہ کتاب مماثل سوانح عمری نے اوسکا نام آج کے دن تک گھر گھر مشہور کر دیا۔ اُسپر اُسنے ایسی سخت محنت کی ہے کہ نہایت تعجب آتا ہے اُسکی انشا مین جادو بھرا ہے اُسکے انتخاب کی دانشمندی اور پھر سجا بیان ایسا ہے کہ جس سے ایک معجزہ دکھائی دیتا ہے اُس مین مشاہیر یونان و روم کے تاریخی بیان اس طرز سے لکھا ہے کہ جسکو صرف وہی شخص لکھہ سکتا ہے جو نہایت ایماندار اور خیالات مین صاف عقلمند کامل اور نہایت ذی تمیز ہو اسکی عبارت ایسی صاف اور دلچسپ ہے کہ آج کل اُس سے زیادہ قدیمی کتابون

مین سے کسی کتاب کو لوگ نہین پڑہتے وہ اپنے طرز مین بیمثال ہے۔ اُس مین تیسیئس یونانی اور تیسیئس رومیون کی سوانح عمری لکھی ہے اور ایک یونانی کا ایک رومی سے مقابلہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ کسکا چال چلن دوسرے کے مقابلے مین کیسا ہے۔ **پلیوٹارک** نے اپنے وطن مین ۱۳۱ء مین وفات پائی۔

ٹیسٹس (۵۵ء سے ۱۲۰ء تک)

اسکی ولادت ۵۵ء مین فرض کی جاتی ہے کیونکہ اُسکے شروع عمر کا حال مطلق معلوم نہین۔ **ویسپیس** بادشاہ کے یہان ۷۹ء مین جاکر ملازم ہوا اور ۱۷ء تک برابر وہان **ٹراجن** کی وفات تک نوکری سرکاری کرتا رہا۔ **اگریکولا** کی بہن سے ۷۸ء مین اسنے شادی کی اور ۸۸ء مین **بربٹریا** وزیر مقرر ہوا اور ۹۷ء مین کونسل کے عہدے پر سرفرازی پائی چونکہ ہم ٹیسٹس کا مفصل حال نہین جانتے اسلیے جو کچھہ ہمکو معلوم ہے وہ وہی ہے جو اسکی کتاب پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے جس کو دیکھنے سے کہہ سکتے ہین کہ اسکو فرصت بہت رہتی تہی اُسکی تمام تحریرات مین خوب جانچکر انتخاب کیا گیا ہے جو الفاظ اُسمین لکھے گیے ہین وہ ایسے غور سے لکھے ہین کہ جو معنی اُنسے مقصود ہین وہی اُنسے نکلتے ہین مگر چونکہ عبارت کو نہایت مختصر اور دقیق کر دیا ہے کہ بہت غور سے مطلب سمجھہ مین آتا ہے اس سبب سے پڑہنے والون کو اُس سے دلچسپی نہین ہوتی۔ تاریخی بیانات مین اکثر بادشاہون کے ہی کام لکھے گیے ہین اُس وقت کے تمام لوگون کے حالات اور دستورات کم ہین۔ اس سبب سے اگرچہ اُس زمانے کے حکام کے وہ

نہایت سچی تاریخ ہے مگر نہ تو آج کل اور نہ پہلے کبھی وہ عام پسند ہوئی ہے مشہور کتابین ٹیسیٹس کی یہ ہین سوانح عمری اگریکولا پانچ کتابین تاریخ کی جس مین ۶۸ء سے لیکر ۹۶ء تک کا ذکر ہے۔ سالانہ تاریخ جس مین ۱۴ء تک روم کی تاریخ ہے تاریخ جرمن جس مین جرمن قوم کی عادات مذہب اور ملکی دستورات کا بیان ہے۔ لوگون کے نزدیک ٹیسیٹس روم کے مورخین مین سب سے زیادہ لائق شمار کیا جاتا ہے اور اپنے زمانے کے سب سے عمدہ آدمیون مین تھا۔

بطلیموس (دوسری صدی ع)

بطلیموس سب سے پہلا ہیئت دان ہوا ہے جسکی تحریرات محفوظ رہی ہین اس وجہ سے اُسکی کتابین نہایت ہی مفید اور قدر و عزت کے لائق ہین۔ اُسکے ذاتی حالات اُسکی تحریرات کی حالت سے کچھ معلوم ہوتے ہین۔ وہ یونانی نسل سے تھا اور شہر اسکندریہ واقع ملک مصر مین پیدا ہوا تھا جہان اُسکی جوانی کی عمر بسر ہوئی تھی۔ اسکی ولادت و وفات کا حال کچھ بھی معلوم نہین لیکن اُسنے جو تحقیقاتین لکھی ہین اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس علم کی تجسس مین ۱۳۰ء سے ۱۶۱ء تک لگا رہا۔ بطلیموس کی سب سے بڑی کتاب المیجسٹ کہلاتی ہے یہ لفظ عربی زبان کے ال حرف تعریف اور میجسٹ یونانی لفظ سے مرکب ہے میجسٹ کے معنی ہین اعظم۔ اس کتاب مین ہپرکس باشندہ نسیا واقع ملک بتھنیا صوبہ ایشیا کوچک کو بانی علم ہیئت تسلیم کیا ہے۔ اور اُسکی تحقیقاتون کی تفصیل لکھی ہے۔ ہپرکس کا حال ہمکو سوائے اسکے اور کچھ معلوم نہین

بطلیموس نے لکھا ہے اور اُسکے تمام کامون کو تسلیم کیا ہے جنمین بعض یہ ہین
طریق الشمس کا قائم کرنا حرکات شمس و قمر کے بڑے بڑے اصول نکالنا اوقات و مقامات
طلوع و غروب شمس و قمر کے ٹھیک ٹھیک لکھنا اور ایک ہزار ستارون کا موقع ایک فہرست
مین طیار کرنا چونکہ اُس زمانے مین آلات رصدی اچھے اور صحیح نہ تھے اس سبب سے
ہپرکس اور بطلیموس دونون غلطیون مین پڑ گئے اگر آلات ہوتے تو جو غلطیان اُنہون
نے کی ہین وہ نہ کرتے - ہپرکس نے جو جو تحقیقاتین کی تھین بطلیموس نے اُنمین
سے ہر ایک مین ترقی کی اور جگہون اور اوقات کو ٹھیک کیا اور ایسا طریق نکال دیا کہ جو
اُس زمانے سے نظام بطلیموسی کے نام سے مشہور ہے - اگر اُسمین کیسی ہی عمدگی یا خرابی
ہو مگر وہ بطلیموس کے مرنے کے بعد سے لیکر چودہ سو برس تک برابر دنیا کے لوگون
مین متداول رہا جب کوپرنکس پیدا ہوا تو[1] دوسرا نظام مانا گیا اگرچہ بطلیموس حرکات
اجرام سماوی مین خیال اپی سکلیکل سے اپنے تئین بچا نہ سکا تاہم اُسنے ایسی بڑی بڑی تحقیقاتین
کی ہین کہ جنسے علم ہیئت کی ترقی مین بڑی مدد ملی ہے چنانچہ اوسنے قمر کی اُس تجاوز مداری کو
دریافت کیا جو کشش آفتاب سے ہوا کرتا ہے بطلیموس نے جو جو تحقیقاتین چاند
سیارات اور ثوابت کی صحیح تصور کین اُنکو اس بنا پر بیان کیا ہے کہ ہماری دنیا عالم کا مرکز ہی
جسکے گرداگرد تمام اجسام گھومتے ہین حرکات مداری مین چاند اور سیارات کا مرکز ایک ہی ہے
جنکو وہ اپی سائکل کے مسئلے کے بموجب قیاس کرتا تھا ان غلطیون کا سبب صرف یہی

[1] اپی سائکل اُس دائرے کو کہتے ہین جسکا مرکز کسی دوسرے دائرے کے محیط پر ہو بطلیموس کا قیاس تھا کہ سیارات کی مداری گردش ایسے ہی

تہا کہ اُس زمانے مین ایسے وسائل مہیا نہ تہے کہ جن سے اوقات مختلفہ مین شمس و قمر کے فاصلے دریافت کیے جاتے بطلیموس کا خیال اُن واقعات نفس الامری کے علم کا فطرتی نتیجہ تہا جو اسوقت تک دلائل سے ثابت ہوسکتا تہا۔ اُسنے جو بڑا کام ہمارے لیے کر چھوڑا ہے وہ یہ ہے کہ اُسکے زمانے مین یا اُس سے پہلے جو خسوف کسوف ہوے یا جو مواقع ثوابت اور سیارات کے اُسنے دیکھے یا سُنے اُنکو قلمبند کردیا۔ بطلیموس کی دوسری کتابون مین سے بڑی چیز اُسکا جغرافیہ ہے جو بیندرہوین صدی عیسوی تک صحیح مانا جاتا تہا اس جغرافیے مین شہرون کے مقامات بتایے گیے تہے اور نیز اُنکے طول اور عرض بلدان بہی لکہے تہے۔

نامورانِ زمانہ وسطیٰ

جنکے

اثر سے زمانہ نے رنگ پلٹا ہے

الارک اول (سنہ ۳۷۶ء سے سنہ ۴۱۰ء تک)

الارک اول سنہ ۳۷۶ء مین پیدا ہوا۔ وزیگاتہہ[1] قوم کے لوگون مین سے چونکہ اُسکا خاندان سب سے زبردست تہا اور وہ خود بہی لائق تہا اس سبب سے وہ مغربی گاتہہ کا بادشاہ ہوگیا۔ سب سے اول اُسکو اسوقت سے شہرت حاصل ہوئی جبکہ وہ سنہ ۳۹۴ء مین قوم گاتہہ کی امدادی فوج کا سردار ہوکر **تھیوڈوسیس** شاہنشاہ روم کے ساتھہ مین تہا جب **تھیوڈوسیس** مرگیا تو اوسنے روم کی مشرقی سلطنت پر حملہ کیا اور یونان کے

[1] وزیگاتہہ قوم گاتہہ یعنی قدیمی جرمنیون کا وہ طریق ہے جو بحیرہ سمت مین رہتے تہے اور آخرکار جنوبی مملکت فرانس اور اندلس مین آباد ہوگیے

وسط تک چلا گیا اور یونان والون کو مجبور کر کے جرمانہ فوج کشی لیا اور قسطنطنیہ کو اپنے رعب داب سے ہلا دیا لیکن جب **اسٹیلکو** نے **الریا** تک بھگا دیا جو فوج لیکر مغربی رومی سلطنت سے اسپر حملہ آور ہوا تھا تو شاہنشاہ سلطنت شرقی **آرکاڈیس** نے اُسکے حوصلے کی روک کیواسطے اُسکو اُس صوبہ کا جہان وہ تھا حاکم مقرر کر دیا۔ چند روز تک تو بیشک وہ اپنی جگہہ پر چپ رہا لیکن ۴۰۲ء مین **الارک** نے **اطالیہ** پر حملہ کیا اور **اسٹلکو** نے شکست کھا کر پھر **الریا** کو واپس چلا آیا۔ مگر وہ پھر ۴۰۱ء مین **روم** پر حملہ کر کے گیا اور تمام ملک **اطالیہ** کو فتح کر کے روم کو قبضے مین لایا مگر اوسی سال اس مقام کو **سیزاریا** ملک **سسلی** مین مر گیا اور اس سبب سے غیر مہذب فتحیابیون سے **روم** کو چند روز کے واسطے نجات ملی لیکن اوسنے وہ کام شروع کر دیا تھا جسکو اُسکی اولاد نے پورا کر لیا یعنی **روم** کی سلطنت کو نیست و نابود کر دیا۔

تھیوڈورک اعظم (۴۵۵ء سے ۵۲۶ء تک)

تھیوڈورک ۴۵۵ء مین پیدا ہوا وہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ۴۷۵ء مین **اسٹریا وگاتھہ**[1] کا بادشاہ ہو گیا تھا جب شاہنشاہ شرقی **زینو** نے دیکھا کہ **تھیوڈورک** کی طاقت بڑھتی جاتی ہے تو اُسنے ایسا اُسپر اثر ڈالا کہ وہ **آووالیسر** کے مغلوب کرنے کی طرف متوجہ ہو گیا اس **آووالیسر** نے **روم** کی سلطنت پر نا جائز قبضہ کر لیا تھا **تھیوڈورک** نے تین بڑی لڑائیون مین **ویمون** کو متواتر شکست دی اور جا کر **زراونیا** پر محاصرہ ڈال دیا جہان کہ **آووالیسر** ۴۸۹ء مین پس پا ہو گیا تھا تین

[1] اسٹروگاتھہ مشرقی گاتھہ کو کہتے ہین۔

سال کے محاصرے کے بعد باہم یہ عہد و پیمان ہوا کہ دونو بشرکت ملک اطالیہ مین حکومت کرین۔ لیکن بہت جلد وہ قتل کیا گیا اور تھیوڈورک مغرب کا بالکل خود مختار بادشاہ ہوگیا۔ ۳۳ برس تک اوسنے اطالیہ مین ایسی خوبی سے بادشاہت کی کہ وہان کے باشندے اُس سے بہت خوش رہے اس امن چین کے زمانے مین ملک اطالیہ مین خوب رونق ہوگئی تھی اور اپنے گاتھہ کی قوم کے شاہنشاہ کی دانشمندی انصاف اور لیاقت کی سب قائل تھے۔ تھیوڈورک تقریباً ۵۲۶ء مین مرگیا۔ کہتے ہین کہ اُسکو جلدی سے موت اس وجہ سے آگئی کہ اُسنے ناحق اپنے دو وزیرون کو قتل کرادیا تھا۔ تھیوڈورک کے عہد سے قدیمی رومیون کی سلطنت جاتی رہی اور سلطنت اطالیہ کی بنیاد پڑی۔

جسٹینین اول (۴۸۳ء سے ۵۶۵ء تک)

اسکا پہلا نام اوپروڈا تھا مقام ڈارڈینا ضلع الریکم مین ۱۱ مئی ۴۸۳ء کو پیدا ہوا اگرچہ جسٹینین اول شاہنشاہ شرقی کا بھانجا تھا مگر یہ غیر مہذب نسل کا آدمی تھا۔ اُسکے مامون نے اُسکو متبنّٰی کرلیا تھا اور شہر قسطنطنیہ مین کہکر عمدہ تعلیم دلوائی تھی ۵۲۷ء مین اُسکے مامون نے اُسکو شریک کرلیا اور جب وہ مرگیا تو یہی بالاستقلال خود بادشاہ ہوگیا جب وہ تخت نشین ہوا اُس وقت سے لیکر اُسکے مرنے تک اُسکی قوم ہمیشہ اندرونی یا بیرونی لڑائیون مین مصروف رہی اور اس درمیان مین اُسکے لائق سپہسالارون خصوصاً بلیساریس نے بہت سی فتوحات حاصل کین اور آخرکار قوم گاتھہ کو مغلوب کرکے

تمام ملک اطالیہ کو سلطنت شاہنشاہ شرقی کی حکومت مین ملا لیا مگر سلطنت فی الحقیقت اُس وقت کی نسبت کمزور تہی جبکہ جسٹینین تخت حکومت پر بیٹہا تہا کیونکہ لڑائیون کے سبب سے ملک ویران ہوگیا تہا اور فضول خرچیون کے باعث ملک مین کنگالی چہا گئی تہی اور کثرت محصولات کے سبب سے لوگ یہان تک تنگ ہوگئے تہے کہ بغاوت پر آمادہ تہے یقیناً اس شاہنشاہ کی فضول خرچیان بہت کچہہ اموالت رفاہ عام مین ہوئی تہین۔ اُسنے سڑکون اور راستون کی درستی کی تہی تاکہ مراسلت اور میل جول مین ترقی ہو اور نہرین پل بندرگاہ تعمیر کیے تہے قسطنطنیہ کو آراستہ کیا تہا مملکت کے تمام حصون مین قلعجات بنا دیے تہے مگر لوگون کو اس سے بہی بڑہکر اور ضرورتین تہین اور جسٹینین کو آخرکار مجبوراً خرچ مین تخفیف کرنا پڑی اور اُسنے وہ دفاتر توڑ دیے جنکی ضرورت نہ رہی تہی اور پیشتر کے دستور کے بموجب اُن لوگون کی خاطر سے چلے آتے تہے جو اُمرا لوگ اُسمین ملازم تہے۔ دو عمارتین جسٹینین کے زمانے کی ابہی تک اچہی طرح موجود ہین ایک سینٹ سوفیہ کا گرجا اور دوسرا سینٹ سرجیس اور بکیس کا گرجا۔ جسٹینین بڑا محنتی شخص تہا اور جب اُسکے ایام حکومت کے آثار اور نتائج پر غور کرو تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑا لائق شخص تہا لیکن اسی کے ساتہہ یہ بہی سچ ہے کہ اُسکا چال چلن ایسا تہا کہ جو بڑے آدمیون کے مناسب نہین ہے۔ ہم یہان اسکی سوانح عمری پر توجہ نہین کر سکتے تاہم وہ باتین کہ جنسے اُسکی تعریف ابتک ہو رہی ہے لکہتے ہین اُسکی ذاتی خوبیان اُسکے قوانین انتظام کی درستی اور سب سے بڑہکر رومی قانون کا جمع کرنا جو اُسنے ٹریبونین اور اُسکے ساتہیون سے

اکھٹے کرائے تھے ایسی چیزین ہین کہ جن کے باعث سے اُسکو روم کے مشرقی بادشاہون مین سے سب سے بڑا ماننا پڑتا ہے - جن کتابون کے سبب سے **جسٹینین** کا دنیا پر بڑا احسان ہے وہ یہہ ہین **کاڈیکس ڈائیجسٹ ایسٹیٹیوشنس** اور **ناویلی** - **کاڈیکس** رومی شاہی فرامین کا مجموعہ ہے جو تالیف کے وقت بہت بکار آمد تھے جن سے حشو اور زوائد اور منسوخات نکالکر یہ کتاب طیار کی گئی تھی - اس کتاب کی دس جلدین تھین اور چودہ مہینے کی محنت مین **ٹریبیونن** نے دس آدمیون کی امداد سے بنائی تھی جسکے بنانے کے واسطے یہ لوگ مقرر ہوے تھے - **ڈائیجسٹ** جو قانونی کتاب ہونے کی حیثیت سے ایک بے نظیر کتاب ہے اُنتالیس قدیمی ماہران قانون و آئین کی کتب سے منتخب کرکے پچاس جلدون مین مرتب کی گئی تھی جس مین سے ایک ثلث کے قریب **ایڈاڈکیٹم** اور **لبری ایڈیریم** کتابون سے انتخاب کیا گیا ہے جو **ڈومیسٹیس الپین** ایک مشہور و معروف رومی وکیل کی تصنیفات سے ہین - ان کتابون کے طیار کرنے کے واسطے بنانیوالون کو یہ حکم تھا کہ انتخاب مین وہ باتین لین جو ہمیشہ کے واسطے مفید ہون اور فقرات و عبارت کو اس جگہ بدل دین جہان معانی کی صفائی کی ضرورت ہو اور مضامین مکرر اور متناقضات کو نکال دین انتخاب کے ساتھہ اصل مصنف اور کتاب کا نام لکھا ہوا ہے جسکے سبب سے ہمکو فقط یہ کتاب ہی نہین ملی ہے بلکہ قانون کی تاریخ دستیاب ہوگئی ہے - اسی کتاب کے بناتے وقت **ٹریبیونن** اور دو اور جامعین نے ایک رومی قانون کا مختصر رسالہ

مرتب کیا جسکا نام انسٹیٹیوشنس یا جسٹینین کا انسٹیٹیوٹ ہے یہ کتاب مدارس مین پڑہائی جاتی تہی - اس کتاب کی ترتیب گیئس کی مشہور شرح انسٹیٹیوشنس کے طرز پر تہی ناویلی جسٹینین کے اُن فرامین کا مجموعہ ہی جو وقتاً فوقتاً اُسنے غیر سرکاری طور پر جاری کیے تہے - یہہ بادشاہ ۱۴ نومبر ۵۶۵ء مین مرگیا -

بیڈی یا بیڈا ایڈم (۶۷۲ء سے ۷۳۵ء تک)

یہ شخص مقام منگورماتہہ ضلع ڈرہم ملک انگلستان مین تقریباً ۶۷۲ء مین پیدا ہوا اس کا خطاب بزرگ تہا - انگریزون مین یہ سب سے پہلا مؤرخ ہوا ہے اور اپنے زمانے مین سب سے بڑا عالم تہا - ابتداے تعلیم اُسنے خانقاہ سیٹ مال و بیر مین حاصل کی تہی لیکن وہ بہت جلد اپنے آپ علیحدہ لکہنے پڑہنے لگا جسکے باعث سے آخرکار وہ دنیا بہر مین مشہور ہوا - اُسنے قریباً چالیس کے رسائل لکہے جسمین اُن تمام باتون کا ذکر ہے جو اُسوقت بحث و مباحثہ یا لوگون کے پڑہنے لکہنے مین مروج تہین لیکن اوسکی سب سے عمدہ کتاب انگریزی قوم کی کلیسیا کی تاریخ ہے جسکے ذریعے سے بہت کچہہ اور صحیح حالات ہمکو انگلستان کی تاریخ کے ۷۳۱ء تک کے ملتے ہین وہ لیٹین زبان مین لکہی گئی تہی اور جرمنی مین سب سے پہلے چہپی تہی بادشاہ الفریڈ نے اُسکا ترجمہ اینگلو سیکسن زبان مین کیا ہے دنیا کی چہہ زبانون کا تاریخی حساب اپنی کتاب مین اُسنے دای اونیشین شمارہ بموجب قائم کیا ہے جو زمانہ وسطی مین مورخین کے لیے ایک قاعدہ ہوگیا تہا بیڈی کی تعلیم کی قدر و عزت تمام یورپ مین مانی جاتی تہی

یہان تک کہ پوپ بہی اُس سے مشورہ لیا کرتا تہا وہ ۸۳۵ء مین مرا اور خانقاہ جابرو مین دفن کیا گیا۔

شارلیمین یا چارلس اول (۷۴۲ء سے ۸۱۴ء تک)

یہ شخص پلین بادشاہ قوم فرینگ[۵۱] اور چارلس مارٹل کا پوتا تہا جسنے بادشاہت فرانس کی قائم کی ہے اور جسکے سبب سے اس ملک کا نام اُس وقت سے فرانس ہوگیا ہے شارلیمین ۲ اپریل ۷۴۲ء کو پیدا ہوا ۷۷۱ء مین جب اُسکا بھائی کارلومن مرگیا تو یہہ گال اور مغربی جرمن کا بادشاہ ہوگیا۔ مگر چونکہ صاحب حوصلہ تہا اور پوپ نے بہی ترغیب دی اس وجہ سے اسنے لومباردی صوبہ اطالیہ پر فوج کشی کی اور آخر کار مطیع کرکے لومباردی کا بادشاہ ہوگیا۔ اُسکے بعد سکسین قوم سے لڑائی شروع کردی جنہون نے بڑے سخت مقابلے کے ساتہہ ۳۰ سال تک اُس سے جنگ کی ان سکسین لوگون کا سردار اس وقت مین ویٹکینڈ تہا۔ الغرض یہ لوگ بہی اُسکی شمشیر کشور کشا کے سامنے نہ ٹہہر سکے اور تابع ہوگیے۔ اُسکے بعد وہ تمام ملک اطالیہ کا بادشاہ ہوگیا اور شمالی اندلس کو بہی لیا اور جرمن کے شمال تک اُسکی عملداری پہونچ گئی فقط باقی آیندہ۔

راقم
حسن

---

[۵۱] فرینگ جرمن کی ایک قوم تہی جو فرانس مین آباد ہوگئی تہی اور جسکے سبب سے اُس ملک کا نام فرانک اور آخر کو فرانس ہوگیا یہی لفظ ہے کہ جسکو فرنگ اور فرنگی کے لہجہ سے باشندگان فرنگ یا انگلستان کو ہندوستان مین بولا کرتے ہین۔

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور زبان کی کتابین اردو - ہندی - فارسی - عربی نہایت خوشخط صحیح و عمدہ ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتھو مین طبع ہوتی ہین - عدالتون و محکمہ بندوبست اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی مطبع پچیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت اور نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین بنسبت اور مطابع کے کتابین بہت خوشخط صاف و عمدہ چھاپی جاتی ہین کیفیت نرخ وغیرہ کی خط و کتابت سے معلوم ہوسکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی و وافی ہین -

المشتہر

محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم مالک و مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

مہتمم مرقع عالم کی مقبول تصنیفات

"عبرت" یعنی جان اور ہنوریا کا وہی اچھوتا ناول جو ۱۸۹۰ء و ۱۸۹۱ء مین مرقع عالم کے ساتھ شائع ہوا اور جسمین شادی نکر نیکے نقصانات بہت عمدہ پیرایہ مین دکھائے گیے ہین ضرور دیکھیے

عاشقانہ رنگ مین ایسا علمی مذاق اور کہین آپ نہ دیکھینگے ضرور دیکھیے حصہ اول عہ حصہ دوم عہ

"جعفر و عباسہ" دنیا کی بیوفائی - زمانہ کے انقلابات - حسرت - رنج - غم - بس

دل پکڑکر رہجائیگا۔ بالکل طبیعت کے بیچین کردینے والے سامان۔ یاناول کے پیرایہ مین قوم کوایک نیک صلاح ہمین عورتونکی بے پردگی کے نقصانات نہایت کامیابی کے ساتھہ دکھایے گیے ہین قیمت عہ ردمسیحاے عالم،، حفظ صحت کی مستند کتاب جسمین اُن جمیع چیزون سے محققانہ بحث کی گئی ہے جنپر زندگی کا بالکل مدار ہے قیمت ۸ر علاوہ محصول درخواست خریداری نقدیا باجازت ویلیو پی ایبل بنام حکیم محمد علی خانصاحب اڈیٹر مُرقع عالم،، ہر دوئی بھیجنا چاہیے۔ فقط

اشتہار

فیروزالدین کی بینظیر مشہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور سچی دوا ایان

حبوب خیری یعنی ردفیروز نرداین پلز ٹانک، انسان کی صحت مسلمہ اور شرطیہ دوائی جسکو ہندوستان بھر نے مفید مانا ہے اس دوائی نے میڈیکل افسران۔ حکماء اور عام پبلک سے بڑی تصدیق حاصل کی ہے کہ جسمانی کمزوری۔ ضعف اعضای رئیسہ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ لقوہ۔ آدھرنگ وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانیکے لیے اور خصوصیت کے ساتھہ بلا مبالغہ بینظیر اثر کے ساتھہ جوانی کی غلط کاریون اور بے احتیاطیون کے نقص دور کرنیمین بینظیر ہین۔ بکس ۸ عہ گولی عہ **جوہر عشبہ** یعنی تریاق برای فسادات خون ورد کہنہ۔ خارش پھوڑا پھنسی وغیرہ شیشی کلان عہ خرد عہ **فیروز بام** اکسیر برای سہ۔ کھانسی و خشک نزلہ وزکام آواز کا بیٹھہ جانا شیشی خرد ۱۲ر کلان عہ **تپ تلی** کا علاج اکسیر ہے۔ گولیان ۱۲ر عرق عہ ہزارون مایوس مریض خداوند تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہوے ہین سہو طے

عرصہ کے مریض کیلیے یہ گولیان کافی ہین پرانے مریض کے لیے دونون چاہئین۔ **چوتھیا تپ** جادو بہر عراق مشہور ہے
ایک شیشی سے چھ مریض صحت پاتے ہین شیشی ۱۲ **حرب بواسیر** بادی ہو یا خونی اکسیر ہے فی بکس ۱ **فیروز سرب**
اسکے استعمال سے عادات افیون و چانڈو وغیرہ بغیر تکلیف چھوٹ جاتی ہے نہ ہمین ضرر ہے نہ نشہ ہے۔ صرف بوتی مسی طیار کیا ہے
شیشی ۱ **بادی گارڈ** دوائی ہیضہ و بدہضمی شیشی ۱ **دیکھو تازہ شہادت**۔ جناب ڈاکٹر چیتن شاہ صاحب
راے بہادر سول سرجن و میڈیکل افسر ضلع جہنگ ۱۸۹۲ء، اکتوبر۔ آپکا جوہر عشبہ چند مریضون مین آزمایا گیا عمدہ مصفی خون نکلا
ہے **جناب** ڈاکٹر ہتہ دوی چند صاحب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ صدر سیالکوٹ ۴ اکتوبر ۱۸۹۲ء آپکی جوب خیری تحریر کمپنین
از بس مفید ہین **گورنمنٹ** طالیہ انگلشیہ کا یورپین فوجی اعلی سے اعلی عہدہ دار۔ جناب سیجر بلیک صاحب بہادر ۱۱ نومبر ۱۸۹۲ء مقام ڈلہوزی
(ترجمہ خط انگریزی) براہ مہربانی بوتل کلان فیروز بام ویلوپی اپنی ہیجدہ بیچے و حقیقت تمہارا فیروز بام دمہ کھانسی کیلیے نہایت مفید
ہے جناب مفتی دوست محمد خانصاحب از مقام جوہر کانہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۱۱ نومبر ۹۲ء کو تحریر فرماتے ہین جناب کی
خوش معاملگی اور راستبازی کی مین جہانتک تعریف کرون صحیح اور درست ہے آپکی راستبازی سے ہزار ہا بندگان خدا فیضیاب ہوتے
ہین جنمین سے ایک ادنی شیکگر گزار رہی ہے مین نے آپکی جوب خیری وغیرہ کا ضرر تا دمختلف و تمونین استعمال کیا۔ یہ ایسی سریع التاثیر
اور بیمثل ثابت ہوئین کہ بیان نہین کرسکتا۔ مین نے اپنی تمام عمر مین ایسی کوئی دوا نافع نہین پائی مجھے کافی فائدہ ہوگیا۔

المشتہر (فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر (پنجاب)

ہندوستان مین پیدا شدہ مرضون کا علاج

(مندرجہ ذیل ادویہ اقم سے امتحاناً منگاکر دیکھو)

شربت مقوی اعصاب۔ سریع الاثر قابل اعتماد صلبی طاقت کیلیے جو کثرت فواحشات و مسکرات و کثرت محنت سے ضعف دماغ
معدہ و جگر و درد سر و قبض تاریکی چشم وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کرنیوالے ہون دور کرکے شادہ دادہ انسانی کو درست کرتا ہے
قیمت فی شیشی للعہ **روغن خارجا** لگانیسے اون عوارض کو جو سوء استعمال مخالف قدرت عامل ہونیسے اپنے ہاتھون قوا
خراب کرچکے ہون فی تولہ للعہ **رہیر آئل** دلربا خوشبو کے علاوہ بالون کو سفید ہونیسے و کتاہی نزلہ کام ریزش عطسہ جنکو
ادنی ادنی باتون سے ہوجاتا ہے آواز بہاری ہوجانا کھانسی وغیرہ کو دور کرتا ہے ضعف دماغ و بصر کو پیدا نہین ہونے دیتا شیشی ۱

سرمہ ممیر اسقوی بصر حافظ بینائی مُہند جالا پانی جانا خارش سرخی وغیرہ دور کرتا ہی دو ماشہ کیلیے ۔ سرنون عجیب الاثر ہمیشہ دا
کو مضبوط کرتا ہی درد بدبو میل گوشت خورہ مسوڑوں کی خرابیاں رفع کرتا ہی ۴ تولہ کیلیے ۔ حب دائمی قبض دور تکمہ فرا رفتح ریاح درد کمر کی اشتہا
زردی چشم دل کا دھڑکنا ماتھہ پاؤں کا جلنا عرق النسا سر کا چکرانا منہ سے پانی جانا وغیرہ دور ہوتا ہی چار جن کیلیے ۔ حب نیا بطیس تشنگی بار
آنا پیشاب کا لاغری بخوبی ہو کر کمر کو دور کر کے قوت کو پیدا کرتا ہی جگر کو درست بناتا ہی ایک تولہ کیلیے ۔ حب بواسیر وغیرہ کو دور کرتے
دو ہفتہ کیلیے ۔ روغن اعجاز اسکا اعجاز دیکھنا ہی تو امراض سرطان بدہ خنازیر تالو کا سوراخ بھگندر مین جب خون مین کیڑا پڑے
اور پیب نکلنے سے نا کین دم ہو تو آزما ؤ لگاتے ہی درد دور بدبو کافور برسون کا خم دفون مین تبا ہی دو تولہ کیلیے ۔ حب
قائم مقام افیون افیون کہانیوالا زندہ در گور دنیا کی لطف سے محروم دیکھا جاتا ہی اسلیے اگر چھوڑنا چاہو بلا تکلف چھوڑ سکتے ہیں
خضاب زینت شباب چند منٹ مین نیا رنگ نیا ڈھنگ آثار پیری مفقود علامات جوانی مشہود قیمت شیشی ۔

المشتہر حکیم ڈاکٹر غلام نبی بدۃ الحکما ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کانپور کا قدرتی جوہر (چمڑہ کی دباغت و سامان کی طیاری)

جیسا کہ تمام ہندوستان مین صرف کانپور ہی کو یہ فوق حاصل ہی کہ مثل ولایت کی چمڑے کی دباغت و اسباب کی طیاری مین اپنا آپ نظیر ہے
ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامانکی طیاری کی خصوصیت حاصل ہی یعنی جنکی اول درجہ کی قیمت چارج کیجاتی ہی بالکل اعلیٰ درجہ کی چمڑے پر زرفنگ
ساتھہ نہایت پایداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہی اور تمام کمال ولایتی ذوالرون سے اور نہایت ہوشیار کاریگرون سے کام لیا جاتا ہی اسکا بھی پورا
لحاظ رہتا ہی کہ جس جس مقام کا چمڑا جانور کی جسم کا ناقص ہوتا ہی ہرگز نہین کہا جاتا بلکہ بلا خیال کسی نقص کا نکال دیا جاتا ہی اور سلائی بھی کسی پر
پرسوت کی نہین ہوتی بلکہ تہریڈ کی پس جن صاحبونکو دستی طیاری کسی سامان چرمی کی مدنظر ہو مفصل فہرست اردو یا انگریزی کی خانہ ہذا کی طلب فرما کر
طلب فرماوین اور ایک ہی آرڈر مین کارخانہ کی معاملت کا حسن و قبح معلوم فرماوین علاوہ سامان چرمی کی ہر قسم کا اسباب مثلاً جیبی گھڑیان و کلاک و
ٹیم پیس جوتہ ساختہ کانپور بوٹ گوگابی موزہ گیٹس پرتلہ توسدان و تیر برتن مراد آبادی و کپڑا ولایتی و دیسی ہر قسم کا و برتن سبی و عطر وغیرہ جس قسم
کی ضرورت ہو دوسرے سوداگر کیستن ایجنٹ کانپور بمبئی کی فہرست ملاکر اس فہرست سے جس چیز کو سستی بھنڈی مین منگانا منظور ہو اس چیز کے
نمبر فہرست مذکور سے اقام فرما کر طلب فرماوین انشاء اللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے اڑھی روپیہ کی تخفیف سے ارسال ہوگی

المشتہر کرم الٰہی سوداگر مہیلی بازار کانپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن

بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء

تبصرہ در بیان ابطال غلامی

از تالیف جناب غلام الثقلین صاحب

طالب علم مدرسۃ العلوم علیگڑھ۔

مطبع مفید عام آگرہ میں ہتمام بامداد علیخان صوفی کے چھپا

سنہ ۱۸۹۳ عیسوی

تبصرہ

(۱) ابطال غلامی المسمی بہ تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام۔
مع ایک آرٹکل کے کہ غلامی فطرت انسانی کے برخلاف ہے مصنفہ عالیجناب آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر۔ (مفید عام آگرہ ۱۸۹۳ء)

(۲) غلامی (سپرٹ آف اسلام یعنی منشائے اسلام کا باب ۱۴) مصنفہ آنریبل جسٹس مولوی سید امیر علی۔ (ڈبلیو۔ ایچ لندن)

(۳) باب غلامی اور غلامون کی تجارت (از کتاب وسٹڈیزان محمد نزم کے یا مطالعہ معاملات اسلامی) مصنفہ ریورنڈ جان جی پول سابق مشنری کلکتہ (کیشنل اورنٹیل کمپنی۔ لندن ۱۸۹۲ء)

(۴) محمد اینڈ محمدنزم۔ (حصہ غلامی) مصنفہ مسٹر لوسور تھ اسمتھ اسسٹنٹ ماسٹر ہیرو سکول۔ سابق فیلو ٹرنٹی کالج اکسفورڈ۔ (لندن۔ جان مرے ۱۸۹۹ء)

کوئی رسم دنیا مین غلامی سے زیادہ دیرینہ اور بزرگ نہین ہے جہانتک تاریخ سے پتا چلتا ہے دنیا کی ہر قوم مین کم و بیش اسکا رواج رہا ہے۔ اس صدی کے آغاز اور پچھلی صدی کے اخیر حصے مین اس رسم کے موقوف کرنیکے لیے کوششین کی گئین اور ان مین بہت کچھ کامیابی بھی ہوئی۔ مگر اسوقت تک غلامی دنیا کے ایک بہت بڑے

اور عظیم الشان حصے مین رائج ہے۔

ہمارا ارادہ ہے کہ اس مضمون مین نہایت اختصار کے ساتھہ اس مسئلے سے بحث کرین اور اسی کے ضمن مین اُن کتابون پر پہلے ایک نظر ڈالین جو حال مین غلامی کی بابت شائع ہوئی ہین۔

سب سے زیادہ بسط کے ساتھہ اس مضمون پر اُس کتاب مین بحث ہوئی ہے جو حال ہی مین اُردو مین شائع ہوئی ہے۔ ہماری زبان مین مسئلہ رقیت پر یہ پہلی ہی کتاب ہے۔ جو کئی برس ہوے **تہذیب الاخلاق** کے پرچون مین شائع ہوئی تھی۔ اسکے بعد آجتک ہمارے ملک کے کسی آدمی نے کوئی کتاب یا رسالہ نہین لکھا۔ الغرض یہ کتاب اُردو مین بلکہ تمام **ایشیا** مین اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے اسلیے مناسب ہوگا اگر اسپر تفصیل کے ساتھہ رائے لکھی جاے

یہ کتاب **ابطال غلامی** آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خانصاحب کی تصنیف سے ہے۔ اسکا دوسرا نام **تبریۃ الاسلام عن شبیۃ الامۃ والغلام** ہے یعنی اسمین اسلام کو لونڈی غلام کی بُرائی اور بدنامی سے بری کیا ہے۔ اس بحث سے پہلے سترہ صفحے کا ایک فصیح اور عالمانہ آرٹکل ہے جسمین یہ دکھایا گیا ہے کہ غلامی خود فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ غلامی کی مختصر تاریخ بھی کسی قدر اس مضمون مین آگئی ہے جس مین اون لوگون کا ذکر ہے جنھون نے حال ہی مین **انگلستان** اور **یورپ** سے اس رسم کا استیصال کیا ہے اور وہ مختلف مدارج بیان کیے ہین جن سے رفتہ رفتہ غلامی کا وجود **امریکہ** اور **یورپ** کی زمین سے دو صفحہ غلط کیطرح مٹ گیا،،۔

انگلستان اور یوروپ سے جس طرح غلامی بعض ذی ہمت آدمیون کی کوشش سے موقوف ہوئی - پھر غیر ملکون سے اسکی تجارت کرنا جرم قرار دیا گیا - پھر ہر ملک کے آدمیون کو جہانتک ممکن ہوا بجبر غلامی سے روکا گیا - اسکے بعد سمندر مین جہان کہین جہاز پر غلام سوار ہون انکے آزاد کرنے کا حکم اول انگلستان نے اور پھر اقوام یوروپ نے اپنے جہازون کو دیا ان سب چیزون کا ذکر ایک دلچسپ فسانہ ہے اور جسطرح پچھلی چار صدیون مین یوروپ و امریکہ مین غلامون کی تجارت کے پھیلنے کا حال پڑھکر افسوس ہوتا ہے اسیطرح اسکے استیصال کے تذکرے سے خوشی حاصل ہوتی ہے -

سرسید نے اس پر زور مضمون مین اس بحث کو مختصر طریقہ سے بیان کیا ہے - مگر جو کچھ اسمین بیان ہوا ہے وہ بھی ہمارے ملک کے ناواقف آدمیون کو متحیر کرنے اور جوش دلانے کے لیے کافی ہے -

جس وقت سرسید نے **تہذیب الاخلاق** مین یہ مضمون لکھا تھا اس وقت سے اسکے طبع ثانی تک بہت سے واقعات پیش آئے ہین پہلے لوگ ولیر فورٹ ہوڈ کا مارکس زیکیرے مکالے کے نام تک سے واقف نہ تھے - اب انگریزی لٹریچر کے مطالعہ کرنیوالون کے علاوہ اور لوگ بھی اس قصہ سے کچھ کچھ واقف ہو گیے ہین - کیونکہ اس دس پندرہ برس مین چند کتابون کا ترجمہ ہوا ہے جنمین اُن لوگونکی محنت جانفشانی اور استقلال کا بھی ذکر ہے جنھون نے غلامی کا استیصال اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا تھا - یہ حال زیادہ تر مسٹر سمائلز کی کتابون مین بیان ہوا ہے جن مین سیلف ہیلپ (اپنی مدد آپ کرنا) اور خصلت کیرکٹر

کا ترجمہ شائع ہوچکا ہے۔ مسٹر کولیم (جنھون نے چند سال سے اسلام کی تلقین لورپول مین شروع کی ہے) نے بھی اپنی کتاب فینی ٹکس اینڈ فینٹزم مین غلامی کی موقوفی کی دلچسپ تاریخ کو عمدہ طرح سے بیان کیا ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ بھی "خبطی اور اُنکے خبط" کے نام سے اُردو مین ہوگیا ہے۔ ہمکو ان سب مترجمون کا مشکور ہونا چاہیے اور ان سے بھی زیادہ ملک کے اُن قدردانون کا جو باوجود استطاعت نہ ان ترجمون کو خریدتے ہین ورنہ ایسی اصلی تصانیف کو جیسے ابطال غلامی ہے۔

علاوہ ان کتابون کی اشاعت کے خود غلامی کے متعلق بہت سے واقعات ہوچکے ہین۔ پرتگال نے اپنی آبادیون مین غلامی کی قطعی ممانعت نہین کی تھی۔ اب اس نے بھی اسکو قطعاً بند کردیا ہے۔ انگریزون نے سلطان زنجبار کو اپنی حمایت مین لے لیا ہے اور اُسکی قلمرو مین قانوناً تو غلامی یک لخت بند ہوگئی ہے اور عملاً بھی بند ہوجاتے تو کچھ تعجب نہین۔

انٹی سلیوری ایسوسی ایشن یعنی انجمن مخالف غلامی اب تک موجود ہے اگرچہ مقتضائے طبیعت کے موافق اسمین وہ جوش و خروش باقی نہین جو پہلے تھا۔ کیونکہ اسکا کام بہت کچھ ختم ہوچکا ہے تاہم تین سال کے قریب ہوے برسلز یا پایہ تخت بلجیم مین ایک کانفرنس اسی مسئلہ غلامی کے طی کرنے کے لیے ۱۸۹۰ء مین ہوئی تھی جس مین سترہ بڑی بڑی سلطنتون کے وکلا (ڈیلیگیٹ) شامل تھے۔ مگر ابھی تک اسکا کوئی معتدبہ نتیجہ ظہور مین نہین آیا۔

بہرحال سرسید کے مضمون کا یہ حصہ نہایت مفید ہے غلامی کی موقوفی کا دلچسپ حال

ہماری زبان مین اس سے پہلے کسی نے نہین لکھا۔ اور نہ کسی نے یہ بیان کیا ہے کیا دنیا کی قدیم قومون مین غلامی کس طرح رائج تھی اور مختلف ملکون کے خیالات اور قوانین غلامی کی نسبت کیا تھے۔

غلامی فطرت انسانی کے برخلاف ہے

یہ مضمون ہے جو عالی دماغ مصنف نے خاص اپنی طاقت سے لکھا ہے اور جس مین انکا سچا جوش اور اصلی ہمدردی پائی جاتی ہے وہ کہتے ہین۔

"ہم دیکھتے ہین کہ انسان ایک ایسی ہستی بنایا گیا ہے جسکی فطرت مین آزادی اور خود مختاری رکھی گئی ہے۔ وہ ذی عقل و ذی شعور ہے۔ اسکو تمام قوای ظاہری اور باطنی دیے گیے ہین..... اسکی فطرت ایسی ہے کہ اپنے لیے آپ تمام چیزین مہیا کرنے کی حاجتمند ہے یہ تمام چیزین اسبات پر دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی ہے کہ یہ پتلا آپ اپنا مالک رہے"۔

اسکے بعد وہ کہتے ہین کہ صانع نے جو قوی انسان کو دیے ہین اُن سے اسکی مرضی یہ معلوم ہوتی ہے کہ تمام قوی انسان مین اسطرح پیوستہ اور شاداب رہین کہ اعتدال سے خارج نہ ہونے پائین۔ اور انسان کی ذاتی محنت اُسی کے لیے سودمند ہو"۔

اب ظاہر ہے کہ غلامی کی حالت مین نہ یہ قوی تر و تازہ رہ سکتے ہین اور نہ اسکی محنت سے اسکو خود کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

پھر اُسی صفحے مین مصنف نے بیان کیا ہے کہ انسان مین ایک ایسی چیز ہے جسکو

روح کہتے ہین اور جس سے زیادہ شریف کوئی چیز نہین ہوسکتی - پھر وہ پوچھتے ہین کہ یہ روح - یہ امر رب کسی کی ملکیت ہوسکتی ہے - حاشا وکلا - پس صاف عیان ہے کہ غلامی اُس قادر مطلق کی مرضی اور قانون قدرت کے برخلاف ہے -

آج کل ایسے آدمی بہت موجود ہین جنکو تعجب ہوگا کہ اس سیدھے سادے قول کی تائید مین بھی کسی دلیل کی حاجت ہے -

اس اصول کو بہت کم لوگ سمجھتے ہین -

اور جنکو حیرت ہوگی کہ اس مسلمہ مسئلہ کے ثبوت مین سرسید نے اسقدر جوش کے ساتھہ مضمون تحریر کیا ہے - مگر وہ لوگ اس امر سے محض ناواقف ہین کہ جو باتین انکو بدیہی نظر آتی ہین اور جنکے لیے دلیل کی حاجت نہین - وہی باتین اگر اور آدمیون کے سامنے بیان کیجائین تو وہ اُنکو تعجب اور حیرت سے سُنین گے - جن لوگون کی تعلیم و تربیت ایک خاص طور سے واقع ہوئی ہے اور جو ایک ایسے زمانے اور نسل مین پیدا ہوے ہین جب کہ بعض خیالات لوگون کے دلون سے بالکل نکل گیے ہین انکو غلامی بیشک ایک ظاہری ظلم نظر آتی ہے - مگر ایک صدی سے کم ہوا کہ دنیا کے جو ملک نہایت مہذب سمجھے جاتے تھے ان مین بھی لوگون کی بڑی جماعت غلامی کو نہ صرف جائز بلکہ ایک فطرتی اور اسلیے ضروری چیز سمجھتے تھے - انگلستان مین اول اول جب غلامی کے خلاف کوششین ہوئین تو خود جارج سوم بادشاہ انگلستان

(۱) قرآن شریف مین ایک آیت ان سوالون کے جواب مین نازل ہوئی جو لوگ بار بار آنحضرت سے پوچھا کرتے تھے - وہ پوچھتے تھے کہ روح کیا ہے اسکے جواب مین حکم ہوا قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من علم الا قلیلاً کہدے کہ روح میرے خدا کا حکم ہے اور تم کو اسکا علم بہت کم دیا گیا ہے - اسی آیت کی طرف مصنف کا اشارہ ہے

جو ملکہ معظمہ کا دادا تھا (اور جو ۱۷۶۰ء سے ۱۸۲۰ تک تخت سلطنت پر رہا) غلامی کا سب سے بڑا حامی تھا۔ اور اُن لوگون سے سخت ناراض تھا جو اسکی موقوفی کی کوشش کرتے تھے۔ بیچارہ بادشاہ ہی نہین جو بہت پرہیزگار اور مذہبی مشہور تھا بلکہ پارلیمنٹ برطانیہ اسکی موقوفی کو ایک خیال محال اور جنون سمجھتے تھے۔ اٹھارہوین صدی کے آخر دس پندرہ برس مین ولیم ولبرفورٹ نے غلامی کے خلاف ہمیشہ رزلیوشن پیش کیا۔ اور ہمیشہ ولیم پٹ نے جو بڑا زبردست اور مشہور وزیر اعظم تھا اور جسکی وزارت کے طرفدار پارلیمنٹ کے ممبرون کی ایک کثیر تعداد تھی اس رزلیوشن کی تائید نہایت زور شور اور فصاحت سے کی۔ اور پٹ کا حریف چارلس جیمس فاکس نے جو لبرل یعنی آزاد فرقہ کا سرگروہ تھا اور جسکی فصاحت و بلاغت تاریخ انگلستان مین ہمیشہ یادگار رہیگی اسکی تائید کی۔ مگر ہر سال اس تحریک کو بری طرح سے شکست دی جاتی تھی۔

اُس زمانے کو چھوڑ کر آخر وقت یعنی ۱۸۳۳ء مین جبکہ کل عملداری برطانیہ مین غلامی یکقلم موقوف کی گئی اُس وقت سلطنت برطانیہ کے موجودہ وزیر اعظم مسٹر گلیڈسٹن جو اس زمانے مین ایک نوجوان ممبر تھے انکی پہلی تقریر پارلیمنٹ مین غلامی کی تائید مین تھی۔ اب ۱۸۹۳ء مین مسٹر گلیڈسٹن دنیا کے بہت بڑے رحمدل اور محب انسان لوگون مین شمار ہوتے ہین اور انگلستان کا فرقہ احرار (لبرل) تو قریباً انکی پرستش کرتا ہے۔ اس ساٹھ برس مین ایک شخص کے خیالات مین جو انقلاب واقع ہوا ہے اُس سے ہم زمانے کی رفتار اور خیالات کی تبدیلی کا کسی قدر اندازہ کر سکتے ہین۔ ایک شخص ۱۸۳۳ء مین اور ہر وہی شخص

۱۸۹۳ء مین اسقدر مختلف چیزین ہے جسقدر ایشیا کے اور ہندوستان کے اکثر نا تعلیم یافتہ مسلمان اور یورپ کے بعض محب انسان - (فلنتھراپسٹ) مختلف ہین - پس اگر مسلمانون کو آگاہ کرنیکے لیے یہ بات جتائی جاے کہ غلامی سے فطرت انسانی محض ابا کرتی ہے تو چندان تعجب کی بات نہین - خاص ایک نے مانے مین اور ایک قوم بلکہ ایک گھر مین انسان اور انسان مین ایسا فرق کہ انکو ایک نوع مین شمار کرنا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا -

غلامی کے کیا معنی ہین | جب ہم یہ کہتے ہین کہ غلامی فطرت انسانی کے خلاف ہے تو سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ غلامی کی اصل حقیقت کیا ہے اور انسانی طبیعت سے وہ کس قدر دور ہے - چند اصول ہین جنکو ہر شخص تسلیم کریگا (اور جنکو سر سید نے بھی بیان کیا ہے) -

۱ - انسان کے قوی اسلیے پیدا ہوے ہین کہ وہ اُنسے کام لے - ورنہ انکا پیدا کرنا فضول تھا -

۲ - انسان اپنے کامون کا آپ جوابدہ ہے اور اُس سے یہ سوال ہوگا کہ تو نے کیا کام کیا ہے -

ان دونون باتون کے جمع کرنے سے نتیجہ صاف نکل آتا ہے - جب کام کرنا آدمی کو ضرور ہے (کیونکہ اسی کے لیے وہ پیدا ہوا ہے (۱)) اور اُن دونون کامونکی جوابدہی

(۱) خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا
(خدا نے) موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ آزمائے کہ کسکا کام سب سے اچھا ہے -

بھی اسی پر ہے تو وہ اُسی کے کام ہونے چاہئین - کیونکہ انسان کے کام کے معنی یہی ہین کہ وہ خود اپنے ارادے اور مرضی سے کام کرے اور کامون کے نتائج پر غور کرے - ورنہ تعریف والزام - عذاب وثواب کوئی چیز اسکے ذمہ نہین ہوسکتی - اگر ارادی ایک کل یا ایک غیر ذی عقل حیوان کے مانند ہو تو انسانیت یعنی شخصیت یا اپنے عزم سے کام کرنا اور اُن کامون مین خود غور وفکر کرنا ایک بے معنی چیز رہ جاے - پس جب انسان خود جوابدہ ہو تو اوس کو مختار بھی ہونا چاہیے -

لیکن جب کوئی آدمی ایسا ہو کہ دوسرا شخص ہر وقت اسکے فعل کے روکنے پر قادر ہو - جو کام اس سے چاہے کرا لے اور جن سے چاہے منع کرے اسوقت اُس آدمی مین اور ایک کل مین کچھ فرق نہ ہیگا اور شخصیت اُس سے ساقط ہو جائیگی -

اس لیے لازم ہے کہ آدمی کی روح اور ارادہ کرنے کی طاقت آزاد رہے - یہ ایک صاف بات ہے اور دنیا مین یہی ہم پاتے ہین - جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ آزاد پیدا ہوتا ہے - اور آزاد ہی اسکو ہونا چاہیے - اس امر مین کوئی اختلاف نہ کریگا کہ پیدائش کے وقت بلکہ بچپن مین بھی کسی بچہ کو دوسرے شخص کی ملکیت کا خیال پیدا نہین ہوتا وہ بالکل آزاد ہوتا ہے جسطرح ہوا آزاد ہے اسکے خیالات اور روح کو کوئی چیز پابند نہین کرسکتی - غرض یہ امر مسلم ہے کہ بچہ آزاد پیدا ہوتا ہے -

عقل اور آزادی دوسری بات جو ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ عقل آدمی کو اس لیے دی گئی ہے کہ وہ اپنی طاقتون پر اور جذبات پر ایک مناسب اختیار رکھے اور کام کرنے کی

جو قوت اس مین موجود ہے اُس کو ٹھیک طور پر استعمال کرے - اس لیے عقل گو ظاہر اُس آزادی کی روک ہے جو آدمی کے ساتھ پیدا ہوتی ہے - مگر حقیقت مین یہ اُس آزادی کی تکمیل ہے - اگر عقل نہوتی اور طاقت دی جاتی - تو یہ انسانی طاقت اندھی آزادی کی مدد سے یا تو انسان کو بالکل فنا کر دیتی یا انسان وحشی حیوانون اور درندون کی حد سے کبھی نہ بڑھتے -

شریعت اور عقل ہم لوگ جو مذہب کے پابند ہین صرف عقل کو بھی دنیا کے اس حیرت انگیز کارخانے کے انتظام کے لیے جسکو انسانی جماعت کہتے ہین کافی نہین سمجھتے اور خیال کرتے ہین کہ اگر کوئی اَور چیز نہو تو انسان کی پیچیدہ اور نہایت دقیق بناوٹ کو اعتدال سے رکھنا بسا اوقات عقل کی طاقت سے بھی باہر ہے - اور خود عقل آدمی کی کمینہ خواہشون اور نامناسب جذبات اور ناجائز خودغرضی کے تابع ہو جاتی ہے، اس لیے عقل کی تکمیل کے لیے شریعت کی ضرورت ہے -

شریعت عقل کو نہ روکتی ہے اور نہ اُس کی مخالفت کرتی ہے - بلکہ عقل کے احاطہ سے جو باتین باہر ہین اُنسے آگاہ کرتی ہے اور عقل کو ہدایت کرتی ہے کہ انسان کے کامون کو ایک خاص حد تک قابو مین رکھے اور عقل سے ایسا کام نہ لے جو بُرا اور معیوب ہو -

عقل تو کامون کے نتائج بتاتی ہے اور شریعت اُنکے اصول - یہ دونون متفق ہو کر انسانی جماعت کی بہبودی چاہتے ہین -

عقل و شریعت اور حیوانی آزادی اب یہ بات ظاہر ہے کہ عقل اور شریعت دونون سے حیوانی آزادی مین خلل واقع ہوتا ہے۔ آدمی بے سمجھے کوئی کام نہین کرسکتا جو بدی کا خیال ہمیشہ اسکو لگا رہتا ہے۔ نڈر ہوکر کام کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ ایسی آزادی جو بغیر عقل کے ہو اُس مجنون کی سی آزادی ہے جو پاگل خانہ سے بھاگ جاتا ہے اور جو شخص اُسکے سامنے آئے اُسپر پتھر برساتا ہے یا اُس دیوانے کتے اور غضبناک خونی کی آزادی ہے جو ہر شخص کو ہلاک کردیتا ہے جو اُسکو راستے مین آملے۔ یہ آزادی نہین بلکہ بدترین قید اور غلامی ہے۔

رہی وہ آزادی جو شریعت اور اخلاقی اصول کے بغیر ہو اُسکی مثال اُس آزادی کی ہے جو ایک من چلے لُٹیرے یا مکار جُواری یا بے ایمان عامل اور حاکم کو حاصل ہوتی ہے۔ یا اور کسی خود غرض شخص کو۔ جو انسانون کی جماعت کو اپنی چالاکی کا کھیل سمجھتا ہے اور اپنے فائدے کے لیے دوسرونکی سختی اور مصیبت کا خیال نہین کرتا۔

جو آزادی انسان کے لیے ضروری ہے اُسکے بغیر اسکو خدا کی تصویر ہونیکا لقب حاصل نہین ہوسکتا۔ پس شخصی آزادی کو جہین لینا قتل و غارت سے زیادہ نہین تو اُسکے برابر ضرور ہے۔

سلطنت اور آزادی کسی قدر آزادی حکومت بھی چھین لیتی ہے اور ایک حد تک یہ بھی اُس بے انتہا آزادی کی ایک بڑی مگر ضروری تخفیف ہے جو قدرتی طور پر ہر انسان کو حاصل ہے۔ وحشی قومون مین لوگ الگ الگ رہتے ہین۔ جب اُن مین کچھ کچھ

عقل و تمیز آتی جاتی ہے تو وہ اکٹھے ہو کر رہنے لگتے ہین - آپس مین تعلقات روز بروز بڑہتے جاتے ہین انکے اس تمدن سے اور ہر شخص کی محنت اور کمائی سے نیے نیے حقوق اور نیے نیے فرائض پیدا ہوتے جاتے ہین - تمدن کے لیے ضرور ہے کہ آدمی اپنے جذبات اور قوت پر ایک حد تک قابو رکہین - مہذب ملکون نے جس آزادی کو جائز رکہا ہے اور جس سے زیادہ آزادی کسی شخص بلکہ کسی بادشاہ کو بہی نہین ملنی چاہیے - وہ آزادی ہے جس سے دوسرونکی آزادی مین خلل نہ پڑے - اب ظاہر ہے کہ بردہ فروش اور غلام خریدنے والے غیر کی آزادی مین رخنہ ڈالتے ہین - اس لیے قانوناً اور شرعاً انکا روکنا ضروری ہے -

آزادی کی تعریف بعض حکما نے آزادی یعنی اپنی مرضی کے موافق کام کرنے کی ایک نہایت عمدہ تعریف کی ہے - وہ کہتے ہین -

تیری آزادی وہان تک جائز ہے جہانتک وہ دوسرے کی آزادی سے نہ ٹکرائے - ہر شخص کو آزادی ہونی چاہیے کہ وہ دنیا مین ترقی کر سکے اپنی دنیوی اور دینی اصلاح کر سکے اپنے خیالات کو ظاہر کر سکے اور اپنے واسطے محنت کر سکے اور اپنی محنت کے پہل سے خود ہی فائدہ اٹہائے - لوگون کے ساتہہ اور اپنون کے ساتہہ بہلائی کر سکے اپنے وقت کو اپنی مرضی کے موافق کامون مین صرف کر سکے -

بس سلطنت یا حکومت ملک یا قوم کے طاقتور آدمیون کا صرف یہ کام ہے کہ لوگون کو اس آزادی سے فائدہ اٹہانے دین اور انکو ایک دوسرے کی صحیح آزادی مین

مخل ہونے سے روکین اگر اس صحیح آزادی مین وہ خود مخل ہون تو فلسفہ اور اخلاق کی رُو سے اُن مین اور قزاقون مین زیادہ فرق نہین ہے۔

جس وقت آدمی تمدن اختیار کرتے ہین تو دوسرون کو ستانے کی آزادی سے وہ دست بردار ہوتے ہین اور کچھ لوگون کو یہ اختیار دیدیتے ہین کہ جب ہم ایک دوسرے کی آزادی مین خلل ڈالین تو ہمکو روکین اور سزا دین اگر حاکم جسکو یہ اختیار ہوتا ہے اور جسکو معاوضہ دیا جاتا ہے لوگون کی جائز آزادی کو روکے اور جسقدر دباؤ سوسائٹی کے قیام کے لیے ضروری ہے اُس سے عمداً تجاوز کرے تو خود حکومت کو سزا دینے اور اُس سے باز پرس کرنے کا کوئی نہ کوئی قاعدہ ضرور ہوتا ہے۔ جن جماعتون مین زیادہ تہذیب نہین پھیلی اور تمدن نے ترقی نہین کی وہان خرابی کا ایک مہیب علاج بغاوت ہوتا ہے غرض جن ملکون مین رعایا کی جائز آزادی کو روکا جاتا ہے یا افراد کی شخصی آزادی کو بلاوجہ چھین لیتے ہین (مثلاً غلام بناتے ہین) وہ ملک اصول تمدن سمجھنے والون کی رائے کے موافق سرسبز نہین ہوسکتے اور مستقل ترقی ان مین ممکن نہین۔

غلامی جائز آزادی کی نفی کا نام ہے

کام کرنے یا نہ کرنے کی اور اپنی عقل اور ارادے کو کام مین لانے کی خو آزادی بچ رہتی ہے اور جس مین شریعت و سلطنت دخل نہین دیسکتی اسکو کسی شخص سے لے لینے کا نام غلامی ہے۔ جائز آزادی ایک بڑا حصہ تو عموماً مطلق العنان سلطنتین یا جابر حکام یا جاہل عمال یا ناسمجھ مذہبی پیرو ہت یا ملا یا بے علم سوسائٹی یا بے سمجھ عوام الناس۔ انسان سے چھین لیتے ہین۔ ایسی حالتون مین جائز آزادی یعنی

اصلی آزادی کی جگہہ اکثر آدمیون کو ناجائز آزادی یعنی جبر اور جرم کی اجازت ہوجاتی ہے مگر باوجود اس تعدی کے افراد انسانی کو ہر سوسایٹی مین بہت کچھہ آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اور انکو اپنی حالت سنوارنے۔ اپنے دل کو خوش کرنے۔ لوگون سے برابری کے درجے سے ملنے۔ اپنی خواہش اور طاقت کو عقل کے موافق کام مین لانے کے بہت سے مواقع ملتے ہین۔ لیکن بعض آدمیون سے یہ بقیہ آزادی۔ جسکو انسانیت باقی حصہ سمجھنا چاہیے لیکر انکو محض حیوان کی برابر کردیا جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا قومی نے انسانی کی شگفتگی کے لیے اور انسان کی عظمت قائم رکھنے کے لیے جسقدر ارادہ کی طاقت اور فیصلہ کی قوت ضرور ہے وہ غلامون مین مل سکتی ہے؟

ہر شخص اسکا فیصلہ خود کرسکتا ہے۔

انسان مین آزادی کی طبیعی خواہش ہے

اخوان الصفا کے رسائل مین ایک رسالہ ہے جسمین انسانون اور حیوانون کا مناظرہ نہایت لطیف اور دلچسپ طریقے سے بیان کیا ہے اور جس مین ایک بڑی دلیل جو انسان اپنی برتری اور حریت پر لایے ہین وہ یہ ہے کہ انسان کی ساخت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آزاد ہے کیونکہ برخلاف اور حیوانون کے وہ سیدھے کھڑے ہوتے ہین اور کسی مخلوق کے سامنے نہین جھکتے۔ فارسی شعرا اور انکی تقلید سے اردو کے شاعر بھی سرو سہی کو آزاد باندھتے ہین۔ صرف اس لیے کہ سیدھا ہونے مین وہ انسان سے مشابہ ہے اس سے بھی یہ پایا جاتا ہے کہ آزادی ایک ایسی صفت جو انسان کے ساتھہ مخصوص اور اس مین ہر وقت نمایان ہے۔ اسکو انسان ہمیشہ اپنا حق سمجھتا ہے

یہانتک کہ مطلق آزاد رہنا اور آدمی کا اپنے کامون مین دوسرے کا محتاج نہونا بھی ایک ایسی صفت ہے جسکی خواہش دنیا کے اعلیٰ آدمیون نے کی ہے۔ وہ دنیاوی علاقون سے علیحدہ ہونے کے خواہشمند رہتے ہین لیکن ایک حالت ایسی بھی ہے جہان تعلقات دنیاوی سے لوگیا بے نیازی حاصل ہو آدمی کو خود اپنے اوپر قدرت نہین ہوتی۔

حافظ (علیہ الرحمتہ) نے اس مضمون کو نہایت لطافت سے بیان کیا ہے۔

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود		زہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد ست	

یعنی جو شخص دنیا کے سب تعلقات سے آزاد ہے جسکو انکی رائے مین اور تمام شعرا کی رائے مین کامل آزادی ہے وہ اُسپر اسقدر گرویدہ ہین اور کامل آزادی کو ایسا بے بہا جوہر سمجھتے ہین کہ خود اپنی آزادی گنوا کر اسکی طبیعت کے غلام ہونے کو تیار ہین۔

سرسید اپنی کتاب کے دیباچے مین کہتے ہین۔

"مالکیت جو ایک قدرتی شے ہے وہ غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہے کیونکہ وہ کسی چیز کے یہانتک خود اپنے مالک نہین ہوتے اور یہ حالت ادنیٰ سے ادنیٰ جانور سے بھی جسکو خدا نے پیدا کیا ہے نہایت کمینہ اور بدتر حالت ہے"۔

لیکن یہ خیال ہو سکتا ہے کہ گو غلامون کی حالت اور باقی حیوانون سے بدتر ہو مگر جو حیوان انسان کے محکوم ہین وہ بھی تو آخرکار غلام ہین۔ اُن حیوانون سے انسان کی حالت بدتر نہین ہو سکتی + مگر یہ غلطی ہے۔ گھوڑے مین۔ بیل مین۔ اونٹ مین۔ گدھے مین۔ آزاد ہونے کی خواہش تو اولاً ایسی ہی زبردست ہوتی ہے جسقدر انسان کی۔ مگر جو کام

ان سے لیا جاتا ہے وہ ظاہرا انکی فطرت کے خلاف نہین ہے - انسان بھی حیوانون کی طرح غلام بنایا جاتا ہے اور یہان تک ان مین کچھہ فرق نہین مگر انسان غلامی کی حالت مین اپنے مرتبہ سے بالکل گر جاتا ہے کیونکہ عبدیت اسکی فطرت کے محض خلاف ہے

یہی اعتراض جو (اُس پاکیزہ کتاب اخوان الصفا مین) حیوانون کے وکیل نے جنات کے بادشاہ کے سامنے نوع انسان پر کیا ہے - وہ کہتا ہے کہ اے بادشاہ یہ انسان صرف ہم مظلومون ہی کو اپنا قیدی نہین بناتے بلکہ یہ خود آپس مین ایسا ہی سلوک کرتے ہین - عرب عجم پر حملہ کرکے انکو لونڈی غلام بنا لیتے ہین - عجم عرب کو - ترک چینیون کو اور چینی ترکون کو - ہندی سندہیون کو - سندہی ہندیون کو انکی بیدادی آپس مین بھی ایسی ہی ہے جیسی ہمارے ساتھہ -

آزادی کی خواہش قریبًا معدوم ہو سکتی ہے

یہ سچ ہے کہ انسان کے سینے مین آزادی کا جو شعلہ جلتا رہتا ہے ممکن ہے کہ ظلم سہتے سہتے اپنے ارادون اور طاقتون کو بیکار رکھتے رکھتے اپنے ذاتی خیالات اور جذبات کو دباتے دباتے - اسکی آگ بالکل سرد ہو جاوے اور زمانے کی درازی انکو اپنی حالت بالکل بھلا دیوے - جہالت اور مجبوری کی حالت جب ایک زمانے تک قائم رہتی ہے تو کل مظلوم قومون اور جماعتون کی یہی حالت ہو جاتی ہے - اور جن لوگون نے انکی یہ حالت کی ہے وہ اس حالت کو اپنے گناہون کے لیے عذر کی طرح پیش کرتے ہین - حالانکہ اس سے زیادہ ظلم اور گناہ نہین ہو سکتا کہ آدمیون کے جسم کے ساتھہ اسکی روح کو بھی بیکار اور ذلیل کردین بیشک

بعض جگہ جیسا مین عنقریب بیان کرونگا غلامونکی ایسی حالت ہوگئی ہے کہ انکو آزادی کا خیال بھی نہ ہا مگر غلامی کے خلاف شاید اس سے کوئی دلیل قطعی نہین ہوسکتی۔

ایسی حالت کو شاعر اُس بلبل کی حالت سے تعبیر کرتے ہین جسکو قفس مین رہتے رہتے اپنا وطن فراموش ہوگیا ہو۔ اور چونکہ اسکو آزادی کی نہ امید ہے نہ تمنا اسلیے صیاد اگر قفس کا دروازہ بھی کھول دے تو وہ نکلنے کی کوشش نہین کرتی (۱)۔

جب یہ حالت ہوجایے تو اسکا علاج نہایت مشکل ہے۔ مگر انسانی قوی سُست اور بیکار ہوجاتے ہین بالکل مُردہ نہین ہوتے۔ تعلیم سے۔ تربیت سے۔ مہربانی سے رفتہ رفتہ ان مین پھر شگفتگی آسکتی ہے۔ یورپ کے لوگون نے افریقہ کے باشندونکو غلام بناکر چند صدیونمین انکی ایسی حالت کردی ہے کہ سالہا سال کے بعد ان مظلومون مین انسان و قار اور برتری پیدا ہوگی۔ ابتک مغربی افریقہ مین جو جمہوری سلطنتین آزاد شدہ غلامون کی قائم ہوئی ہین ان مین اپنے اوپر بھروسہ کرنے اور اپنی آپ مدد کرنیکی عادت پیدا نہین ہوئی مگر آزادی کی وجہ سے وہ ذلت سے رفتہ رفتہ نکلتے جاتے ہین۔ باوجود انتہا درجہ کی پستی۔ جہالت اور ذلت کے انسان مین کچھ نکچھ مادہ ایسا باقی رہتا ہے کہ اگر عرصہ تک اسکو ترقی دی جایے تو وہ انسان آزاد قومون کے قریب قریب پہونچ سکتا ہے (۲)۔

(۱) اس کیفیت کو مولانا حالی نے شکوہ ہند مین مسلمانون کی بابت اسطرح بیان کیا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ شعر غلامونکی حالت کسقدر مناسب ہین ؎ گو یقین ہو رفتہ رفتہ یاد ایام سلف + دل سے چھوڑیگی مٹا کر گردش دوران بھول جائینگے کہ تھے کن ڈالیون کے ہم ثمر + ٹوٹ کر آیے کہان سے اور رہے اب کہان۔

(۲) امریکہ کے ایک نیگرو (حبشی) نے جو اپنے تئین خالص افریقی خون کا بتاتے ہین ایک اعلی درجے کی کتاب حال

محض عبدیت انسانی طبیعت کے خلاف نہین

اس بحث سے یہ لازم نہین آتا کہ اطاعت مطلق ہر صورت مین انسانی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ اگر عبد یعنی بندہ ہونے کو انسانی غلامی کے معنون سے علیحدہ کرکے مخلوق کے معمولی معنون مین لیا جاے تو ہر انسان اپنے خدا کا مخلوق - مملوک اور غلام ہے مگر خداے تعالے نے اپنی ملک کو ایسی آزادی اور اسقدر عظمت دی ہے کہ اسکے بندہ ہونیکا بوجھ اسکو گران معلوم نہین ہوتا - اور خالق و مخلوق مین اسقدر فرق ہے کہ اسکے بندہ ہونے سے مظلومی اور ذلت کا وہم بھی نہین ہوسکتا بلکہ خدا کے بندہ ہونے سے سرسید نے ایک بالکل جائز نتیجہ نکالا ہے کہ انسان اور کسی کا بندہ (غلام) نہین ہوسکتا - وکلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ (تم سب خدا کے غلام ہو اور تمہاری عورتین خدا کی لونڈیان ہین) ایک ایسا اصول ہے جس سے مسلمانون ہی پر نہین بلکہ کل مذاہب پر حجت لاسکتے ہین کہ انکو حق نہین کہ اپنے ہمجنس بندون کو اپنا بندہ بنائین - جبکہ خدا کے سامنے وہ سب برابر ہین سب سے زیادہ افسوس کی بات برابر کا غلام اور مجبوری سے غلام ہونا ہے ایک اطاعت وہ ہے جو ایک آزاد دل دوسرے آزاد دل کی پاک عقیدت اور خالص محبت سے کرتا ہے - اور اسکے ہر حکم کو غلامون سے بھی زیادہ اطاعت کے ساتھ قبول کرتا ہے اس تعلق مین کسی کی کسر شان نہین ہوتی بلکہ دونون کی عزت ہے - اسی معنی مین جناب امیرؑ

انگریزی مین طبع کرائی ہے اسکا نام ہے اسلام اینڈ کرسچینٹی اینڈ نیگرو ریس یعنی اسلام عیسائیت اور حبشی قوم اس پر زور کتاب کے مصنف کا نام ڈاکٹر بلاٹنڈن ال ال ڈی ہے اور وہ کسی جزیرہ مین امریکہ کی طرف سے سفیر تھے

نے فرمایا ہے "انا عبید من عبید محمد" - مین محمد کے غلامون مین سے ایک غلام حقیر ہون - مگر ایسی غلامی اعلیٰ درجے کی حریت ہے -

ہمسر کی غلامی حقیر

لیکن ایک وہ حالت ہے جب ایک انسان دوسرے انسان پر ملکیت کا دعوی کرتا ہے - اس سے بیشک دونون کی عزت مین فرق آتا ہے کیونکہ ایک تو وہ چیز مانگتا ہے جو نہ اسنے پیدا کی ہے نہ وہ پیدا کر سکتا ہے اور نہ اسکو کسی طرح پر اسپر قابض ہونے یا اُسکے مانگنے کا حق ہے - اِس مین مالک کی ذلت ہے - مملوک اپنے سر کو دوسرے کے سامنے جھکاتا ہے - اپنے برابر اور ہمسر کی ملکیت ہو کر اسکی خدمت کرتا ہے - گویا دنیا مین اسکو ایک دوسرے خدا کی اطاعت کرنی پڑتی ہے - اس اطاعت مین اور خالق کی اطاعت مین بسا اوقات مخالفت ہو جاتی ہے (۱)

اس سے بڑھکر کوئی ذلت کی نہین شان یہان — کہ ہو ہمجنس کی ہمجنس کے قبضے مین عنان
ایک گلے مین کوئی بھیڑ ہو اور کوئی شبان — نسل آدم کی کوئی ڈھور ہو کوئی انسان

نا توان ٹھہرے کوئی کوئی تنومند بنے
ایک نوکر (۲) بنے اور ایک خداوند بنے

ایک ہی تخم سے پیلو بھی ہو شمشاد بھی ہو — ایک ہی اصل سے خسرو بھی ہو فرہاد بھی ہو
ایک ہی ڈار مین آہو بھی ہو صیاد بھی ہو — ایک ہی نسل سے بندہ بھی ہو آزاد بھی ہو

(۱) مولانا حالی نے اپنے ایک مسدس مین خدمت کی ہجو کی ہے ہمین جو تصویر انہون نے کھینچی ہے اگر نوکری کے لیے صحیح ہے تو غلامی کے لیے ہزار چند موزون ہے - (۲) یہان نوکر کی جگہ "غلام" کا لفظ سمجھنا چاہیے -

ایک ہی سبزۂ جو تازہ بھی ہو خشک بھی ہو
ایک ہی قطرۂ خون ریم بھی ہو مشک بھی ہو

پھر آگے چلکر آزادی کی تصویر کھینچی ہے۔

حکم سے کوئی نہین انکا بلانے والا — جبر سے کوئی نہین انکا دبانے والا
بیٹھ جائین تو نہین کوئی اٹھانے والا — سو رہین جب تو نہین کوئی جگانے والا
اٹھ کے چل دین تو نہین روکنے والا کوئی
اُلٹے پھر جائین جو ہو ٹوکنے والا کوئی

خادم اور غلام جو اعتراض غلامی پر کیے جاتے ہین بعض آدمی وہی اعتراض نوکری پر کرتے ہین۔ اُس مین دوسرے سے خیال پست ہونیکا ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ اسمین بھی شک نہین کہ بعض خدمت مثلاً جاہل اور بدمزاج آقا کی نوکری۔ یا بادشاہون اور اُمرا کی مصاحبت اور اُنکا قرب بہت بڑی مصیبت ہے اور عموماً معیشت کے ذرائع مین نوکری سب سے بدتر اور کمین ذریعہ ہے۔ مگر خدمت اور غلامی مین اصولاً اور فروعاً بہت فرق ہے۔

اول فروعی فرق درجہ کا ہے۔ جو ذلت اور تکلیف خدمت مین ایک درجہ ہوتی ہے غلامی مین اُس سے بدرجہا زیادہ ہوتی ہے۔ **دوسرا** فرق لوگون کی نگاہ مین عزت اور وقعت کا ہے۔ **تیسرے** یہ کہ خدمت دنیا کے کام چلانے کے لیے ضروری ہے۔ اسکے بغیر چارہ نہین۔ غلامی غیر ضروری ہی نہین بلکہ سراسر مضر ہے۔ اس بات کی شاہد اُن قومون اور ملکون کی حالت ہے جنمین غلامی نے عام لوگون کو جانورون کی مانند ذلیل کر دیا ہے۔

اہل ملک مین سے ہمت اور جرأت رفتہ رفتہ سب ضائع ہوگئی ہے - نہ صرف غلامون بلکہ عام آدمیونسے بھی آزادی اور حریت کے خیالات زائل ہوگیے ہین - بہرحال غلامی دنیا کے کام چلانے کے لیے ضروری نہین ہے - اگرچہ قدیم حکما کی اور امریکہ کے مالکان غلام کی راے اسکے خلاف تھی -

دوسرا - اصول کا فرق ہے - خدمت آپس مین ایک معاہدہ ہین جسمین فریقین خوب سمجھ کر اور جانچ کر اپنے لیے شرطین مقرر کر لیتے ہین - اسمین خادم اور مخدوم کی حالت اس لحاظ سے برابر ہے کہ خادم ایک مقررہ کام کرنے کا وعدہ کرتا ہے جسکی عوض مین مخدوم یہ اقرار کرتا ہے کہ جسطرح ہوسکیگا وہ مقررہ اُجرت اُسکو دیگا یہ اُجرت بھی ایک خدمت ہے جو مخدوم اپنے نوکر کی کرتا ہے - مگر جسمانی خدمت کی جگہہ وہ دوسرے طریقے سے ایسے سامان مہیا کرتا ہے جس سے خادم کو آرام ملے اور وہ اپنا گذارا کر سکے -

جس زمانے مین غلامی کے خلاف نہایت جوش تھا اور امریکہ مین جنوبی اور شمالی یونائٹڈ سٹیٹس کی عظیم الشان جنگ غلامی کی بابت ہورہی تھی تو طامس کارلائل نے (جس سے زیادہ زبردست مصنف اور حکیم اُنیسوین صدی مین شاید یورپ مین کوئی نہین گذرا) اخبار مین ایک مضمون لکھا اور اُن انجمنون کی تضحیک کی جو غلامی کے خلاف غل مچاتی تھین - اُس کی یہ راے تھی کہ جو لوگ خود کوئی کام نہین کر سکتے اور غلامی مین رہتے ہین یہی حالت اُنکے لیے سب سے بہتر ہے - البتہ بیجا سختی اُنکے ساتھہ نہ کرنی چاہیے - کارلائل کا سوال یہ تھا لوگ کچھہ عرصہ کے لیے اپنے تئین اُجرت پر دیتے ہین پس ساری عمر کے لیے

کیون نہین؟ اسکا جواب ظاہر ہے۔ مزدور ایک دن۔ یا ایکماہ۔ یا ایک سال یا زیادہ کے لیے خدمت اختیار کرتا ہے مگر غلام خدمت اختیار نہین کرتا اور اپنی مرضی کے موافق اسکو چھوڑ نہین سکتا۔ بلکہ مجبور رہوتا ہے۔ ایک آزاد مزدور اور ایک غلام کی حالت مین محنت کے لحاظ سے ظاہر اکچھہ فرق نہو۔ مگر حقیقت مین انکی حالت بالکل مختلف ہے۔ ترقی کا امکان جس سے آدمی انسان ہوتا ہے ایک کو ہوتا ہے اور دوسرے کو نہین ہوتا۔ غلام مزدور سے کہہ سکتا ہے۔

وَلٰکِنَّ شَتَّانَ مَابَیْنَنَا۔ وَشَتَّانَ مَابَیْنَ خَمْرٍ وَخَلٍّ غلامونکی اصل شکایت کو سرسید اپنی کتاب کے دیباچے مین اسطرح بیان کرتے ہین۔

"غلامونکی خرابی انکی جسمانی حالت سے اسقدر تعلق نہین رکھتی بلکہ وہ خرابی زیادہ تر روح سے علاقہ رکھتی ہے۔ انسان کی روح جہانتک خراب و برباد ہوسکتی ہے۔ غلامی اسکے خراب و برباد کرنے کو کافی ہے غلام کو اسبات کا مطلق خیال نہین آتا کہ مین کیا ہون اور مجھے کیا ہونا چاہیے۔ مجھہ مین کیا کیا قوتین ہین اور انکو کسطرح اور کس درجہ تک ترقی دینی چاہیے"۔

تبرئیۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام

اسلام کی بریت لونڈی اور غلام کی برائی سے

سرسید کی کتاب ابطال غلامی کا دوسرا حصہ وہ ہے جسمین انہون نے اس بات کو

ثابت کیا ہے کہ آنحضرت نے غلامی کو بالکل منع کر دیا تھا یعنی یہ حکم دیا تھا کہ آیندہ لونڈی و غلام نہ بنائے جائین۔ سب سے زیادہ قابل غور حصہ اس کتاب کا یہی ہے۔ اس دعوے کو ثابت کرنے سے پہلے انہون نے قطعی طور سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اس رسم مین جو قبایح آج کل بعض وحشی ممالک مین پائے اور جو طریقے غلام بنانے کے مسلمانون مین کبھی جاری رہے ہین وہ سب قبل اسلام زمانہ جہالت مین موجود تھے یعنی یہ رویہ بجنسہ زمانہ جہالت کی نشانی ہے۔

مگر غلامی کے متعلق بہت سی رسمین زمانہ جہالت کی ایسی ہین جنسے فقہا صاف صاف انکار کرتے ہین۔ مثلاً اس زمانے مین یہ رسم تھی کہ مفلس لوگ اپنے تئین یا اپنی اولاد کو بیچ ڈالتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے دوسرے ملک سے چرا کر لے آتے تھے۔ بعض لوگون کو زبردستی ڈاکے سے پکڑ لیتے تھے انکے علاوہ اور بہت سے طریقے تھے جنکو تمام فقہا بالاتفاق ناجائز بتاتے ہین۔ مگر تعجب یہ ہے کہ باوجود شرعی ممانعت کے مسلمانون کے بہت سے ملکون مین یہ دستور جاری ہین اور وہان جو مرد و عورت ان ذریعون سے حاصل ہوتے ہین انکے ساتھ لونڈی غلامون کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک مین اب بھی بہت سے آدمی ایسے موجود ہونگے جنکو یاد ہوگا کہ قحط کے زمانے مین بچون کے مان باپ ایک روٹی یا آدھ سیر آٹے کے عوض مین اپنا لخت جگر انکے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے۔ یا یون کہنا چاہیے کہ مفلسی اور فاقہ کشی کی حالت مین انہون نے اپنے صغیر سن بچون کو پرورش کے لیے کسی رحمدل کے حوالہ کر دیا۔ اکثر انکی نگرانی اور پرورش عمدہ طرح پر ہوتی تھی۔

مگر ایسے لے پالک کو لونڈی یا غلام کے مکروہ نام سے پکارا جاتا تھا حالانکہ وہ ہر طرح سے آزاد تھے۔ علاوہ اِسکے مسلمانون کے آزاد اور خود مختار ملکون مین لونڈی غلام بنانے کے بہت سے طریقے اب بھی اختیار کیے جاتے ہین جنکو کوئی عالم بھی جائز قرار نہین دیسکتا مگر سرسید کا منشا یہ ہے کہ غلامی کے جو طرق علماے اسلام جائز مانتے ہین وہ بھی حقیقت مین ثابت نہین ہوتے۔

غلامی ایک بارہی موقوف نہین ہوئی

اول انھون نے یہ دکھایا ہے کہ جسطرح غلامی قبل اسلام چلی آتی تھی۔ ابتداے اسلام مین اسیطرح رہی۔ مگر رفتہ رفتہ اسکی نسبت احکام نازل ہوتے رہے اور تنگی کی گئی۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جو رسم خواہ وہ بُری ہو یا اچھی ہزارہا سال سے کسی قوم یا فرقے مین چلی آتی ہے۔ ایک دفعہ ہی ان لوگون کو اُس سے باز نہین رکھ سکتے جو مدت مدید سے اُسکے عادی ہون۔ شراب کی ممانعت جُوے کی ممانعت جمع بین الاختین کی ممانعت۔ زکوٰۃ۔ صلوٰۃ۔ حج کے احکام۔ یہ سب رفتہ رفتہ اور موقع موقع پر نازل ہوتے رہے ہین۔

غلامی بھی اسیطرح رائج تھی۔ لوگون کے ہزارہا غلام تھے اور جایداد کی طرح وہ بھی مالک کا حق سمجھے جاتے تھے۔ اسلیے جہان لونڈی اور غلام کے ساتھ خاص خاص موقع پر احسان کرنے کا حکم ہے۔ یا جہان انکو حقارت سے دیکھنے کی ممانعت ہے یا انکے ساتھ معاشرت کے آداب بتاے ہین۔ یا انکو آزاد کرنیکی تاکید ہے۔ ان سب سے یہ سمجھ لینا کہ کلام مجید مین حکم آیا ہے کہ تم غلامی کو برقرار رکھو ایک صریح غلطی ہے۔

کلام مجید مین غلامی کا ذکر

اس بات کو پوری طرح واضح کرنیکے لیے سرسید نے جہان کہین ایسی آیات کلام مجید مین آئی ہین جن مین لونڈی یا غلام کا نام یا ذکر ہے انکو نہایت محنت سے جمع کیا ہے انکا ترجمہ کیا ہے اور مشہور تفاسیر سے ان آیات کی تشریح کی ہے اور یہ دکھایا ہے کہ غلامی کی تائید یا تاکید کہین نہین ہے۔

اس قدر لفظ ہین جو لونڈی یا غلام کے لیے کلام مجید مین آیے ہین ما ملکت یمینك یا ما ملکت ایمانکم۔ جسکا مالک ہوا یا مالک ہوے تیرے دہنے ہاتھ رقبہ رقاب عبد امہ فتیات(۱)

جہان جہان یہ لفظ آیے ہین اور انکے متعلق احکام بیان ہوے ہین وہان تمام کتاب مین ایک جگہہ مستقبل کا صیغہ استعمال نہین ہوا۔ بلکہ احکام یا تو حال کی نسبت ہین یا ماضی کی نسبت۔ کیونکہ صیغے سب ماضی بیان ہوے ہین۔ اور مستقبل مین غلام بنانے کا ذکر تک نہین ہے۔ اس سے کم از کم یہ تو ضرور لازم آتا ہے کہ اسلام کی مقدس کتاب نے آیندہ کے لیے غلام بنانا فرض نہین کیا کلام مجید کے ان مقامات کو جو شخص پڑہیگا اسکو ذرا بھی شک نہ رہیگا کہ آیندہ زمانے مین غلام بنانے یا غلام رکہنے کا حکم مطلق نہین ہے۔

(۱) لفظ غلام اور جاریہ کے اصل معنی لڑکا اور لڑکی کے ہین۔ ابتدا مین یہ لفظ کبھی موجودہ معنی مین مستعمل نہوے تہے آنحضرت نے ہدایت کی تہی کہ اپنے بندہ کو عبد یا مملوک کی جگہہ لڑکا لڑکی کہو کیونکہ تمہارے عبدہ ہرگز نہین ہین۔ لیکن ان الفاظ سے جو حقارت پائی جاتی تہی اور جسکو دور کرنیکے لیے ان نئے لفظونکو آپنے جاری کیا تہا وہی اب اور حقارت لونڈی (جاریہ) اور غلام مین پیدا ہوگئی ہے۔ یہ بہی اس امر کی مثال ہے کہ گو احکام پیغمبر کے الفاظ کی اطاعت تو لوگ کر لیتے ہین مگر رسول کے منکر پر دانکے معنی کی بالکل پروا نہین کرتے۔

بیشک اگر کہین اس قسم کا حکم ہو جس سے مسلمانون پر غلامی کو جاری کہنا فرض ہو جاوے تو یہ دعوی ہو سکتا ہے کہ اسلام نے غلامی کو جاری نہین کیا تو قوت ضرور بخشی ہے۔ مگر کسی آیت مین ایسے حکم کا نشان بہی نہین۔ اسلیے اگر غلامی کو بالکل موقوف کر دیا جائے تو مطلق قرآن و حدیث کی مخالفت نہوگی بلکہ (جیسا آگے ثابت کیا جائیگا) خدا کے اور رسول کے احکام کی تایید ہوگی۔

فقہا کے نزدیک غلامی کا سبب غلبہ ہے۔

تیسرے باب مین مصنف نے علما کے اس قریبا متفقہ مسئلے پر بحث کی ہے کہ غلامی کا سبب قہر و غلبہ ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک آدمی یا ایک گروہ دوسرے آدمی یا دوسرے گروہ پر فتح پاوے اور انکو دبا لے تو فاتح کو یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ مغلوب فرقے کو اپنا غلام بنا لے۔

"یہ مسئلہ کہ تمام انسان در اصل حر یعنی آزاد ہین علماے اسلام بہی تسلیم کرتے ہین اور قاعدہ کلیہ الحر معصوم بنفسہ کو تسلیم کرتے ہین اور اسی سبب سے ابتدا طاری ہونے رقیت کا کسی انسان پر بذریعہ بیع وہ قبول نہین کرتے۔ چنانچہ انکا قول ہے کہ اگر کوئی ذمی یا حربی دار الاسلام اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو بیچے تو وہ بیع جائز نہین ہے اور جو لوگ بیچے گیے ہین وہ لونڈی یا غلام نہین ہین۔ اگر علماے اسلام اس مسئلہ کو صحیح سمجھتے ہین کہ سب انسان حقیقت مین حر ہین اور کوئی شخص اپنی مرضی سے اس بے بہا نعمت یعنی آزادی سے محروم نہین کر سکتا تو وہ ایک بہت بڑے اور عمدہ اصول کو تسلیم کرتے ہین۔ اور ہر شخص جسکو نوع انسان سے محبت ہے یا جسکے دل مین اسلام کی وقعت ہے وہ اس بات کو سنکر خوش ہوگا کہ فقہا ایسے عمدہ اصول کو

تسلیم کرتے ہین جسکی قدر نہ یہودیون نے کی - نہ عیسائیون نے نہ حکماے قدیم نے یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اپنے جوہر آزادی کو کوئی شخص فروخت کرنے پر آمادہ بھی ہو تو خود اُسکی بیع شرع کی رو سے ناروا ہے - (نہ کہ دوسرونکی)

لیکن اگر فقہا عموماً یہانتک اکتفا کرتے تو بعض آدمیون کا یہ الزام ان پر ہرگز صادق نہ آتا کہ وہ سلاطین اور بادشاہون کے خوش کرنیکے واسطے مسائل بنا دیتے تھے - اور اب بھی جس بات کو عوام الناس پسند کرتے ہین یا جو بات انکے محدود خیالات مین آتی ہے - اسکو وہ علما اپنی راے نہین گردانتے تھے بلکہ خدا و رسول کا حکم بنا دیتے ہین - بہت سے بدظن آدمی ایسے اعتراض کرتے ہین لیکن یہ گمان محض غلط ہین کیونکہ فقہاے اسلام اپنی عقل اور طاقت کے موافق اسلام کے اصول کو برقرار رکھنا چاہتے ہین - یہ ممکن ہے کہ جب ان اصول کو وہ خاص مسائل پر منطبق کرنے مین انسے سخت غلطی ہو -

غلبہ سے حق پیدا نہین ہوسکتا -

لیکن سچ یہ ہے کہ اس مسئلے مین عام فقہا نے ایک خوفناک غلطی کی ہے - وہ کہتے ہین کہ غلبہ سے ملک ثابت ہوتی ہے (۱)

(۱) چار صورتون مین علما کے نزدیک کافر لونڈی غلام بن سکتے ہین -

۱ - وہ مرد - عورت - اور بچے جو جہاد مین قید ہون - اور کافر ہون -

۲ - وہ مرد اور عورت اور بچے جنکو دارالحرب (کافرون کے ملک) سے مسلمان زبردستی پکڑ لین -

۳ - کافر بادشاہ کسی مسلمان کو کوئی لونڈی یا غلام بطور نذر یا ہدیہ یا جزیہ کے دیوے -

۴ - کوئی حربی دارالاسلام مین بغیر امان کے آیے اور پکڑا جاے -

حنفی علما کی یہ رائے فتاوای قاضی خان - حموی شرح اشباہ - خزانۃ الروایات ہدایہ درمختار - درۃ المختار - اور سراجیہ کی عبارتون سے ظاہر ہوتی ہے جنکو سرسید نے نقل کیا ہے اور آخر مین ایک استفتی کی کچھہ عبارت لکھی ہے جس سے یہی بات ثابت ہوتی ہے بعض آدمیون نے یہ سوال کیا تھا کہ انسان کس چیز سے لونڈی غلام بنتا ہے اسکا جواب بہت سے مشہور علماے ہند نے دیا ہے جنمین سے بعض ابتک زندہ ہین - انکا جواب نہایت دلچسپ ہے سرسید نے اسکا ایک فقرہ نقل کیا ہے جسکا لکھنا لطف سے خالی نہوگا -

"سبب غلام اور کنیز ک ہونے کی ابتدا غلبہ ہے حالاً و مالاً یعنی بالفعل اور آیندہ کو نہ غیر اسکا - اور آدمی مین مال مباح فقط حربی ہے - اور معنی غلبہ کے قابو پانا ہی ایک چیز پر بالفعل اور آیندہ کو بھی یعنی اسطرح پر اُسکی پناہ مین آیا کہ کوئی اُس سے چھٹا نہین سکتا اور غالب حربی پر جو کوئی ہو مسلمان یا کافر ذمی یا حربی مالک اسکا ہو جاتا ہے" - فی الحقیقت اس سے بڑی غلطی اور اس سے زیادہ کمزور استنباط مشکل سے کوئی جماعت کر سکتی ہے سرسید نے ابطال غلامی مین اس مقام پر جو غصہ ظاہر کیا ہے وہ بالکل سمجھہ مین آتا ہے اس کتاب کو پڑھکر بہت سے آدمیون کو بہت سی ناگوار باتین دیکھنی پڑینگی اور ناملائم سچ سُننی ہونگی مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ یہ کتاب پیغمبر اسلام کی حمایت مین لکھی گئی ہے اور جن اصول کی خلاف مصنف نے ملائم الفاظ استعمال نہین کیے وہ اسقدر بے اصول ہین تو انکے غصے پر ہمکو کچھہ تعجب نہین ہوتا بلکہ اس سے انکا سچا جوش پایا جاتا ہے - ایسی ہی باتین ہین جنسے

مخالفین مذہب اسلام پر یہ الزام لگاتے ہین کہ اس دین مین تلوار کے سوا کوئی دلیل نہین ہر چیز کا ثبوت اسمین غلبہ یعنی تلوار ہے۔

اس اصول سے کیا نتائج نکلتے ہین۔

اگر اس اصول کو تسلیم کر لیا جاے تو مذہب کی جڑ کٹ جاتی ہے اور تمدن کی بنا برباد ہوتی ہے اور اخلاق ایک خالی لفظ رہ جاتا ہے کیونکہ جب غلبہ انسان کی روح اور جسم کی ملکیت کی دلیل ہے تو کیا چیز باقی رہی جو غلبہ سے حاصل نہین ہو سکتی۔ اس مقولے کے موافق اگر کافر بھی دوسرے کافرون پر غلبہ پائین تو انکو بھی یہ حق حاصل ہے کہ انکو غلام اور کنیز بنالین واذا غلب الترک علی الروم فسبوهم واخذوا اموالهم ملکوها۔ والا لا ستیلاء قل تحقق فی مال مباح وهو السبب۔ جب کفار ترک کفار روم پر غالب ہو جائین اور بندی مین پکڑ لین اور مال لے لین تو اسکے مالک ہو جاتے ہین کیونکہ استیلا یعنی غلبہ ثابت ہو گیا(۱)۔

سرسید کا یہ کہنا کہ یہ اصول قرآن سے ثابت نہ حدیث سے کچھ مبالغہ نہین۔ اسپر یہ اور زیادہ کرنا چاہیے کہ عقل اور شریعت کے اصول مسلمہ اور اخلاق کے قواعد اس مسئلے کے خلاف ہین کہ غلبہ کے موجود ہونے سے حق ثابت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس اصول کو ذرا وسعت دیجائے تو دنیا مین ملک یا جایداد بلکہ کوئی چیز قائم نہین رہتی۔ انصاف اور عدل اخلاق اور نیکی، مذہب اور شریعت سب طاقت حیوانی کے مطیع ہو جاتے ہین اور اسلام کا بڑا اصول یعنی عدالت باطل ہو جاتا ہے اور حقوق العباد ایک بیمعنی لفظ رہ جاتا ہے لیکن

(۱) ہدایہ شریف (ابطال غلامی) صفحہ ۶۱۔

اگر آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہوجائین زمین شق ہوجائے اور چاند اور سورج ٹکرا جائین تو بھی یہ اصول باطل نہین ہوسکتے جنپر اخلاق کی اور نیز شریعت اسلامی کی بنا ہے کیونکہ ہمارے ہادی نے فرمایا ہے۔ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ (۱)

یہی خیال ہے جسکی وجہ سے افریقہ کے بردہ فروش وحشی حبشیون کو پکڑنیکے لیے حملہ کرتے ہین اور اپنے شہرون مین لاکر انکو بیچ ڈالتے ہین (۲)۔

یہ اصول جنگ کا ہے

عرب کی اُس زمانہ کی خاص حالت سے اور تاریخ اسلام کی بعض مستثنیٰ حالتون کو قاعدہ کلیہ قرار دینے سے اور عام غازیان اسلام کے دستور سے جو یہ نتیجہ نکالا ہے کہ غلبہ سے مغلوب کی جان اور آزادی فتحمند کی ملک ہوجاتی ہے اسکو بلاشبہہ اسلام اور اسکے اصول سے کچھ تعلق نہین۔ یہ سب فن جنگ کے اصول ہین۔ ایک زمانے مین سب لوگ لڑتے تھے اور جس چیز یا شخص پر آدمی قابو پاتی تھے وہ اسکو اپنا حق سمجھتے تھے۔ یورپ اور امریکہ مین گو لونڈی غلام بنانا لڑائی مین موقوف ہوگیا ہے مگر جانبین جب آپس مین لڑتے ہین یا افریقہ اور ایشیا کی کسی کمزور ریاست یا باشندون سے مہذب ملک کے آدمی جنگ کرتے ہین تو بہت سی جبر و تعدی عمل مین آتی ہے۔ سختی کرتے ہین مال ضائع کرتے ہین مکانون کو جلا دیتے ہین۔ اسلام نے ان سب باتون کی ممانعت کی ہے اس اُنیسوین صدی مین بھی وہ ملک جو اپنے تئین نہایت شایستہ سمجھتے ہین لڑائی کے موقع پر ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہین جسینے نیک

(۱) مین اپنی امت پر بھیجا گیا ہون تاکہ اخلاق کی خوبیون کو پورا کرون۔

(۲) لیکن خوشی کی بات ہے کہ علمائے مصر و قسطنطنیہ مین اس غلامی کے خلاف فتوی دیدیا ہے ضیاء الشرقین نام ایک عربی رسالہ مین کسی مسلمان کا نام تمام مضمون بھی اسکے خلاف نکلا ہے۔

طبیعت کے اور سچے آدمی کانپ جاتے ہین - جو باتین صلح مین معیوب و ہ جنگ مین ہنر ہین رشوت - جاسوسی - دروغگوئی سے جنگ مین بلکہ صلح مین بھی بیدریغ کام لیا جاتا ہے - غرض یہ ناشایستہ باتین جو لڑائی مین آدمیون سے سرزد ہوتی ہین انکو مذہب کے قواعد قرار دینا جرم نہین تو گناہ ضرور ہے - تلوار کے زور سے لوگون کو لونڈی غلام بنالینا ایک ایسی رسم ہے جسکے خلاف علما کو متفق ہوکر فتوی دینا چاہیے -

غلبہ سے کیا ثابت ہوتا ہے

غلبہ سے تو حقیقت مین یہ ثابت ہوتا ہے کہ قوی کو حق ہے کہ کمزور کے مال - جان - نفس و ناموس پر قبضہ کرلے - اور جب یہ قاعدہ عام ہوا تو اہل اسلام ہی کو حق نہین ہوگا کہ حربیون کے ساتھ ایسا سلوک کرین بلکہ جب حربیون کا غلبہ متحقق ہوگا تو ظاہر وہ بھی اسی اصول پر عمل کرینگے - الغرض انصاف سے دیکھا جاے تو غلبہ سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس سے کچھ بھی ثابت نہین ہوتا - قہر و غلبہ البتہ اس سے ثابت ہوتا ہے -

قرآن مجید مین کوئی حکم نہین ہے کہ جہاد کے قیدیون کو لونڈی غلام بنالو -

چوتھے باب مین مصنف نے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ قرآن مجید اور حدیث صحیح مین کہین یہ حکم نہین کہ جہاد کے قیدیون کو لونڈی غلام بناؤ - اس دعوے کے ثبوت مین جہانتک کلام مجید کو تعلق ہے مصنف کو پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے - البتہ احادیث کی نسبت یہ کہنا مشکل ہے کیونکہ اس مضمون کی کل احادیث کا حصر کرنا آسان کام نہین ہے مگر یہ بات ظاہر ہے کہ کسی صحیح حدیث مین قرآن کے خلاف حکم نہین ہوسکتا -

اب صاف صاف تو قرآن شریف مین استرقاق یعنی لونڈی غلام بنانے کا کوئی حکم

نہین ہے - البتہ بمشکل اور بہ تکلف اُس سے اس قسم کے احکام استنباط کیے گیے ہین -
یہ ظاہر ہے کہ قرآن شریف مین جہان غلامون کا ذکر ہے وہان آیندہ کی غلامی
کی بابت مطلق کوئی حکم نہین ہے مگر جگہہ جگہہ ان غلامون کا ذکر ہے جو پہلے سے لوگون
کے پاس تہے - سرسید اسکے جواب مین کہتے ہین کہ اسلام نے اُس وقت تک اس رسم
کو موقوف نہین کیا تہا - مگر بعد مین اسکی ممانعت قرآن شریف مین موجود ہے -
سورۂ برات مین یہ حکم ہے کہ "جب لڑائی کے مہینے گذر جائین تو مشرکون کو مارو
جہان پاؤ - اور انکو پکڑو - اور انکو گہیرو اور ہر جگہہ انکی گہات مین بیٹھو - پہر اگر وہ توبہ کرین
اور نماز پڑہین اور زکوٰۃ دین تو انکا رستہ چہوڑ دو - بیشک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے"
یہ آیت ایک خاص موقع پر نازل ہوئی تہی جبکہ کفار سے سخت جنگ تہی اس آیت سے
غلامی کا کوئی حکم نہین نکلتا - مگر چونکہ بعض علما نے اسی آیت سے استرقاق کو ثابت کیا ہے
اس لیے مصنف نے اسکے معنی کی تشریح تفسیر بیضاوی مدارک معالم التنزیل -
تفسیر کشاف تفسیر کبیر اور تفسیر احمدی (ملا احمد جونپوری) سے لکہی ہے اور یہ دکہایا ہے
کہ اس آیت کے الفاظ مین لونڈی غلام بنانے کا حکم نہ کہین ظاہر ہے نہ پوشیدہ
قرآن شریف مین چند اور آیات ہین جنمین ملک یمین کی نسبت حکم ہے مگر ان سب آیتون مین
وہ کہتے ہین کہ مستقبلہ کوئی حکم نہین - اسکے بعد مسلم اور بخاری وغیرہ سے غلامی کی تائید مین
جو حدیثین بیان کی جاتی ہین انکا امتحان کیا ہے اور یہ دکہایا ہے کہ ان احادیث سے
بہی یہ حکم کہین ثابت نہین ہوتا -

لیکن جو لوگ اسلام مین غلامی کو ثابت کرنا چاہتے ہین وہ خواہ عیسائی ہون یا مسلمان فقہا - اسکے لیے سب سے بڑی دلیل وہ خود آنحضرت کا فعل بیان کرتے ہین - لیکن سرسید کہتے ہین کہ آخر عہد رسالت مآب مین آیت حریت نازل ہوئی اور اسکے بعد آپ نے کوئی لونڈی غلام نہین بنایا -

لیکن اگر کوئی مسلمان آنحضرت کی مثال سے سند لاوے یا کوئی غیر مذہب والا اعتراض کرے تو اسکے جواب مین خود پیغمبر اسلام کے احکام غلامی کی بابت موجود ہین - اسلام نے غلامونکی حالت درست کرنے کی جو کوشش کی ہے ہر سمجھدار آدمی کو اسکی مدح کرنی پڑتی ہے - غلامونکی بابت جو مسلّم احکام ہین وہ ابھی بیان کیے جائینگے - افسوس ہے کہ سرسید نے زیادہ تفصیل سے اس امر کو بیان نہین کیا کیونکہ وہ اسکو نہایت عمدگی سے بیان کر سکتے تھے - مگر انکا دعوی تو یہ ہے کہ اسلام نے مستقبل غلامی کو قطعی بند کر دیا البتہ مسلمان اسپر عمل کرنیسے قاصر رہے -

آیت حریت سرسید کا یہ دعوی کہ آیت قرآن شریف مین صاف صاف موجود ہے جسمین قیدیان حرب کے لیے ایک قطعی اور آخری فیصلہ ہے - نہایت غور کے قابل ہے سورہ محمد مین یہ آیت لڑائی کے مشرک قیدیونکی نسبت موجود ہے فَاِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ اِذَا اَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً یعنی جب تم کافرون سے مقابل ہو تو انکی گردن مارو اور جبکہ تم انپر غلبہ کر چکو تو انکو قید کر لو اور پھر یا تو احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لیکر -

اسی آیت پر اس تمام کتاب کی بنا ہے اور سرسید کی اور علما کی بحث زیادہ تر اسی آیت مجددہ ہونی چاہیے - کیونکہ لڑائی مین جب کافرون سے خوب مقابلہ ہو چکے اور وہ مغلوب ہو کر قید ہو جائین تو دو حالتون مین سے ایک حالت مین انکے ساتھ سلوک ہونا چاہیے - یا تو مَنّ یعنی احسان کرنا - یا فدا - یعنی معاوضہ لینا - اور چونکہ احسان کرنا بہتر ہے اسلیے اسکا بیان پہلے ہوا ہے - قرآن شریف مین الفاظ کی ایسی ترتیب اکثر ہوتی ہے کہین کم درجہ کے بعد اعلیٰ مدارج کا بیان ہوتا ہے اور کہین اسکے برعکس - غرض جو قیدی پکڑے جائین تو سب سے اولیٰ تو یہ ہے کہ انکو احسان کر کے چھوڑ دین - لیکن اگر کوئی شخص احسان کر کے نہ چھوڑے اور اسکو معاوضہ مل سکے تو وہ اپنے قیدی کا فدیہ لے لے یہ حکم نہایت صاف ہے اور اما کا لفظ جسکی جگہ ہمارے یہان یا تو کا لفظ ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان صورتون مین ایک صورت پر عمل کرنیکے بغیر چارہ نہین -

یہ آخری زمانے کا حکم ہے

سرسید نے اس آیت کی بحث مین اول تفصیل کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ جب مکہ فتح ہو چکا تو یہ آیت اُتری - اس سے ثابت ہوتا ہے آخر عہد رسالت کا یہ حکم ہے مختلف تفسیرون سے مصنف نے اسکی تائید کی ہے - ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے بہت مدت بعد جب اسلام کا غلبہ ہوا اور مسلمانون کو خون نہ ہا تو یہ آیت اُتری -

دوسری بحث مصنف نے مسئلہ حصر پر کی ہے - اور مختلف تفاسیر سے یہ ثابت کیا ہے کہ اما جس قول پر آتا ہے ان مین سے ایک شق کا اختیار کرنا فرض ہے تیسری

بحث یہ ہے کہ فدا کے معنی کچھ لیکر چھوڑ دینا ہے۔ یہ سب باتین ظاہر ہین اور اسمین کوئی شخص اختلاف نہین کرسکتا۔ لیکن اس آیت کے صاف اور واضح ہونے ہی سے علما کو بہت مشکلات پیش آئی ہین۔ اکثر علماے ہند کا یہ قول ہے کہ یہ آیت جنگ بدر کے متعلق نازل ہوئی ہے ثابت نہین ہوتا کیونکہ بدر کے احکام بالکل مختلف تھے۔ علما کی راے سرسید نے یہ لکھی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے مگر جبتک اسکا ناسخ موجود نہو ایسے بڑے دعوے کے ماننے مین ہر شخص کو تامل ہوگا۔ اسبات کے ظاہر کرنیکے لیے کہ آیا یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے علما کو اسکا ثبوت دینا چاہیے۔ مگر سرسید نے ۴۶ صفحے تک (۶۲ - ۱۰۶) اس مسئلے پر جو بحث کی ہے اُس سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ علما کی صرف راے ہے کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے۔ اسکا کوئی قطعی ثبوت بلکہ قیاس غالب بہی نہین لیکن اگر یہ آیت جیسا مغز مصنف نے ثابت کیا ہے فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تو اسکے منسوخ ہونیکا موقع بہت کم تہا اور نہ ظاہرا اسکی تنسیخ کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے۔

یہ سچ ہے کہ خود ہمارا میلان اس طرف ہے کہ یہ آیت قطعی ہے اسلیے اس امر کے فیصلہ کرنیکے لیے ایسے شخص کی ضرورت ہے جسکی راے پیشتر سے کسی جانب نہو۔ مگر تفاسیر کی عبارت پڑہنے اور سرسید کا ثبوت دیکہنے سے قریب قریب یقین ہوجاتا ہے کہ یہ آیت آخری ہے اور غلامی کی بابت اسکے بعد کوئی حکم نہین آیا۔ تہوڑا سا شبہ جو باقی رہتا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ آج تک علما اس آیت کی تاویلین کرتے رہے ہین اور یہ

عملدرآمد بہت کم ہوا۔ مگر جو شبہہ باقی رہتا ہے اس نص کے مقابل اسکی کچھہ حقیقت نہین

والظن لا یغنی من الحق شیئا (۱)

چھٹے باب مین تفصیل کے ساتھہ اس بات کو ثابت کیا ہے کہ آنحضرت نے اس آیت کے بعد لڑائیون مین لونڈی غلام مطلق نہین بنائے اور جب بنائے گئے تو انکو رہا کر دیا گیا۔ تمام غزوات اور دیگر لڑائیون کا جو کفار سے ہوئین علیحدہ علیحدہ حال لکھہ کر دکھایا ہے کہ ہر صورت مین اس آیت پر عمل ہوا۔

غلامی اور کفار عرب

ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ علما نے اس حکم کو کہ غلام نہ بنائے جائین اور قیدی فدیہ لیکر چھوڑ دیے جائین تسلیم تو کیا مگر اسکو اسقدر تنگ کر دیا کہ اس سے بہت کم فائدہ ہوا انکا یہ خیال تھا کہ یہ آیت عرب کے لوگون کے لیے خاص ہے مگر آیت کے الفاظ اس دعوی کو صاف جھٹلاتے ہین۔ اِذَا لَقِیتُمُ الَّذِینَ کَفَرُوا مین کافرون سے لڑنے کا ذکر ہے مشرکین عرب کی کہین تخصیص نہین تاریخ سے بھی یہ بات ثابت نہین کہ آنحضرت کفار عرب سے کفار غیر عرب کی نسبت زیادہ انس رکھتے تھے۔ یا خدا کو مشرکین عرب کی رعایت زیادہ منظور تھی اسلام ایک ایسا مذہب ہے جسمین عرب اور عجم اور ہند مین کچھہ تمیز نہین ہر ملک اور قوم اور فرقہ کے آدمی اس مین داخل ہوتے تھے اور داخل ہوتے ہین کیونکہ اسکا ہادی کَافَّةً لِّلنَّاسِ (۲) کے لیے آیا ہے بیشک عرب کو یہ فخر بجا ہے کہ آنحضرت اس ملک مین پیدا ہوئے اور اسلام کے ابتدائی آدمی اور مقدس نفوس وہین سے نکلے ہین

(۱) اور گمان سچ سے کچھہ بھی بے پروا نہین کرتا۔ (۲) سب آدمیون کے لیے۔

مگر ایک مخالف عرب کہہ سکتا ہے کہ آخر عرب ہی کے ہاتھہ سے آنحضرت اور انکے ساتھیون اور عزیزون پر طرح طرح کی سختیان اور ظلم ہوے اسلیے کسی حکم قرآنی کو اہل عرب کے لیے خاص کرنا جبکہ قرآن شریف مین اسبات کا کہین ذکر نہین ایک ایسا کام ہے جسکے لیے بہت سی غلط فہمی اور تھوڑی سی جرأت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس وقت اسلام کا بہت بڑا حصہ غیر عرب ہے اور ان کو اسبات پر گونہ فخر بھی ہے کیونکہ وہ کہتے ہین ۔

حسن بصرہ بلال از حبش صہیب از روم		زخاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبیست	

غلامی کی ممانعت کی تائید اُس روایت سے بھی ہوتی ہے جو امام جعفر الصادق (علیہ السلام) سے شیعون کی کتابون مین مروی ہے اور جسمین امام ہمام نے فرمایا ہے کہ آنحضرت کے اخیر زمانے مین ہمیشہ اسبات کا انتظار رہتا تہا کہ غلامون کو بالکل آزاد کرنیکے بارے مین کوئی وحی اُترنیوالی ہے اس قول سے سرسید کے اس دعوے کی تضعیف نہین ہوتی کہ مستقبلہ غلامی کے خلاف کلام مجید مین اب بہی حکم موجود ہے۔ کیونکہ غالبًا یہ حکم موجودہ غلامی کی بابت اُترنیوالا ہوگا۔

سرسید کا دعوی خلاف اجماع ہے۔

سرسید نے غلامی کی بابت یہ مضمون جمہور کے خلاف لکہا ہے اس لیے اگر جمہور اسکی مخالفت کرتے تو کچھہ تعجب نہین۔ کیونکہ پہلے خود اُنہون نے ہی جمہور کی مخالفت کی ہے۔ وہ اس قول کو تسلیم نہین کرتے کہ اجماع علما کا حجت ہے۔ انہون نے اسپر یہ لطیفہ لکہا ہے کہ اگر اجماع حجت بہی ہو تو یہ بات سب مانتے ہین کہ دوسرا اجماع پہلے کو توڑ ڈالتا ہے۔ مخالفت رائے کا شروع

کرنیوالا کوئی شخص ضرور ہونا چاہیے - کیا عجب ہے کہ وہ شخص خود سرسید ہون -

خیر یہ تو علما کی بحث ہے کہ اجماع اور قیاس اجتہاد اور تقلید حجت ہی یا نہین - مگر اس رسالے مین اسلام کے عقائد مسلمہ کے خلاف کوئی بات نہین اور نہ کوئی ایسا امر ہے جس سے اسلام کی ہتک ہوتی ہے - مصنف نے قرآن سے ایک نیا مسئلہ اخذ کیا ہے اور جہانتک قیاس اور عقل سے نتیجہ نکال سکتے ہین سرسید کے اسی استنباط پر فتہ فتہ قریباً سب علما کا اجماع ہو جائیگا اور کیا عجب ہے کہ ایسا ہی واقع ہو جیسا انہون نے لکھا ہے یعنی پچھلا اجماع پہلے کو باطل کر دے -

دوسری بات اس مضمون مین قابل غور یہ ہے کہ عقائد اسلام مین سے کسی ضروری بلکہ غیر ضروری مسئلے کی بھی اسمین مخالفت نہین ہے اور نہ اس خاص مسئلے مین ابطال غلامی کی راے کو صحیح ماننے سے کسی شخص کو یہ شبہہ ہونا چاہیے کہ اور مسائل مین اسکا اعتقاد کمزور ہو جائیگا کیونکہ غلامی اسلام اور بانی اسلام کے منشا کے خصوصاً مخالف ہے اور نہ یہ اسلام کے اصول مین داخل ہے اور نہ فروع مین - جن لوگون کو اس مسئلے مین مشکلین پیش آتی تھین انکو خاص کر سرسید کا مشکور ہونا چاہیے - اور یقین ہے کہ جون جون زمانہ بڑھتا جائیگا اس راے کو استحکام ہوتا جائیگا کہ اسلام غلامی کے خلاف ہے -

ابطال غلامی مین کونسی بات نئی ہے

ابتک یہ خیال تھا کہ گو اسلام نے غلامی کو قطعاً نہین روکا مگر اس قدر اصلاح اسمین ضرور کی ہے کہ غلامونکی حالت قابل رشک ہو گئی مگر تیرھوین صدی مین ایک شخص نے صاف صاف یہ دعوی کیا ہے کہ کلام مجید

مین غلامی کے برخلاف یہ حکم موجود ہے کہ آیندہ لونڈی غلام نہ بنائے جائین۔ اگر وہ اس حکم کو قرآن شریف اور تفاسیر سے ثابت کردین تو یہ ایسا کام ہے جس سے اعلیٰ تر کام شاید ہی کوئی ہوسکتا ہے سرسید نے بہت سے کام کیے ہین۔ بعض انمین سے ایسے ہین جنسے اکثر لوگون مین سخت مخالفت پیدا ہوئی ہے۔ بعض ایسے ہین جنکے اکثر لوگ شناخوان ہین۔ بہت سے ایسے ہین جنکو سب آدمی متفق اللفظ ہوکر دنیا کے عظیم الشان کام بتاتے ہین۔ ہماری رای مین غلامی کا رسالہ اور خصوصًا اسکا باب پنجم سرسید کے بہت بڑے کامون مین سے ہے۔ آیندہ زمانے مین لوگون کو سخت حیرت ہوگی کہ ایک شخص نے اس عمر محدود مین اسقدر مختلف الجنس کام کس طرح انجام دیے ہین ایک بات کا البتہ قدرے افسوس ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص مین اسقدر دماغ اور لیاقت اور محنت جمع ہوگئی ہین کہ اُس سے کوئی اصلی (۱) کام بھی سرزد ہو تو لوگ اسپر اگاہ نہین ہوتے۔ اگر اسقدر دماغی طاقت۔ لیاقت جوش اور ہمدردی کفایت شعاری سے مسلمانون مین تقسیم کی جاتی تو کہہ سکتے کہ انیسوین صدی مین مسلمانان ہند نے بیس بڑے آدمی پیدا کیے ہین۔ ایک شخص نے بائبل کی تفسیر لکھی ہے۔ دوسرے نے ایک علمی سوسائٹی بنائی ہے۔ تیسرے نے خطبات احمدیہ تصنیف کی ہے کسی نے وہابیون کی حمایت کی ہے اور کسی نے غدر مین مسلمانون کی گورنمنٹ کے ساتھہ خیر خواہی کی ہے۔ ایک نے مسلمانون مین قومی جوش پیدا کیا ہے

(۱) اُور جنل۔

اور دوسرے نے مدرسۃ العلوم بنایا ہے اور چیچک کے ٹیکے کا قانون جاری کیا ہے اور قحط مین فاقہ کشون کو بچایا ہے کوئی بڑا فصیح ہوا اور کسی نے تعلیمی (ایجوکیشنل) کانفرنس قائم کی - غرض اسقدر مختلف کام اگر پندرہ بیس آدمی کرتے تو ہر ایک بڑا آدمی شمار ہوتا - یا تو قدرت نے اپنے عطیہ مین فیاضی کی یا ایک فرد نے بیس بڑے آدمیون کی برابر محنت کی لیکن شاید ایک ایسے آدمی کا ہونا بیس مختلف آدمیون کے ہونے سے قوم کے لیے زیادہ مفید ہو -

بہرحال غلامی کا رسالہ ایک ایسی تصنیف ہے کہ اگر کوئی اور شخص لکھتا تو یہی مضمون اسکی شہرت اور عظمت کے لیے کافی تھا - یہ بالکل نیا کام ہے اور آج کل کے زمانے مین خصوصًا جبکہ اسلام دنیا مین دوبارہ پھیلنے کی کوشش کر رہا ہے اسکا کرنیوالا خواجہ حافظ (علیہ الرحمہ) کے اس شعر کا مصداق ہے ؎

شہر خالیست زعشاق مگر کز طرفی		مردنی از غیب برون آید و کاری بکند	

غلامی

اسلام مین اور اسکے علاوہ

اس بات کو سمجھنے کے لیے کہ اسلام نے غلامون کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس بات کو جاننا ضرور ہے کہ اور قومون اور مذہبون مین اسلام سے پہلے غلامونکی بابت کیا احکام تھے - اور بعد اسلام انھون نے غلامون کے ساتھ کیا سلوک کیا -

غلامی کی ابتدا جس طریقے پر غلامی کا آغاز دنیا مین ہوا اسپر سب محقق متفق ہین - ابتداے زمانے مین جب کہ انصاف اور عدالت نامعلوم چیزین تھین اور وحشی جرگون مین حق صرف زبردست آدمی اور اسکے ساتھیون کے فرمان کا نام تھا اور عوام الناس مین وہی حکم نافذ تھا جسکو ایک شخص یا چند زبردست شخص دیتے تھے اور قوی آدمی کی مرضی ہی زندگی کا قانون تھا اسوقت جسمانی اور دماغی فرق اور تمدنی امتیاز کی وجہ سے انسانون کے سب قبیلے برابر نہ تھے - زبردست اپنی مرضی کے سوا کسی قانون کو تسلیم نہ کرتے تھے اسوقت انکو پورا اختیار تھا کہ لڑائی کے بعد مغلوبون کو یا تو چھوڑ دین یا قتل کر ڈالین - مگر عام دستور یہ تھا کہ جو مغلوب ہوے انکو فی الفور قتل کر ڈالتے تھے - ہزارون لاکھون تو اسطرح قتل ہو گیے - اسکی مثال حال کے زمانے مین بھی موجود ہے - سولھوین صدی کے شروع سے جبکہ امریکہ دریافت ہوا اسوقت تک یورپ کی مہذب قومون نے وہان کے اصلی باشندون کا قریبًا استیصال کر دیا ہے - اسٹریلیا اور نیوزیلینڈ اور دیگر جزائر بحر ہند جنمین ایک بڑی وحشی قوم آباد تھی وہ چند سال ہوے بالکل مفقود ہو گئی ہے اس مثال سے ابتدائی زمانے کے حال کو قیاس کر لینا چاہیے - لیکن رفتہ رفتہ جب غالب فریق نے تجربے کے بعد دیکھا کہ مغلوب گروہ انکے کام آسکتا ہے تو اس محکومی نے غلامی کی شکل اختیار کی - اب مغلوب لوگ غلام بننے لگے - غلام اپنے فاتحون کے واسطے محنت کرتے تھے اور وہ آرام سے رہتے تھے - اسلیے اُن فاتحون نے ان قیدیونکی جان بخشی کو اپنے لیے عموماً زیادہ مفید سمجھا اور انکو

اپنا غلام بنالیا۔ جس نے مانے مین امریکہ اور اسٹریلیا وغیرہ دریافت ہوے اُسوقت اگر اہل میکسیکو اور دیگر قومین جو انسے کم مہذب تہین چپ چاپ اُن نیے بسنے والونکی حکومت قبول کرلیتین تو یقیناً یہ مہذب آباد ہونیوالے خوشی سے انکو اپنا غلام بنالیتے مگر اُن باشندون مین سخت تندی اور وحشت تہی اور جب اہل یورپ کو انہون نے اپنا دشمن پایا تو وہ گورے آدمی کو جہان دیکھتے تہے فی الفور مار ڈالتے تہے اسلیے انکا حال ہوا کہ ایک شخص بھی اس برّ اعظم کا زندہ نہ بچا اور سب سرخ ہندی نیست و نابود ہوگیے۔

مشرقی آریا یعنی ہندوون نے تو ہندوستان کے اصلی باشندون کو غلام اور شودر بنا ہی لیا اور ابتک کروڑون مخلوق خدا انتہا درجے کی ذلت اور پستی مین ہندوستان کے ہر گوشے مین آباد تہے۔

غرض اس طرح پر بجاے قتل کرنے کے فاتح نے مفتوح کو اپنا غلام بنانا شروع کیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلا گروہ بغیر محنت اور تکلیف اُٹہانے کے عیش و آرام کرنے لگا۔ چنانچہ اس غلامی کا بقیہ صالحہ دنیا مین ہر جگہہ اب بہی باقی ہے اور غالباً صدیون تک یہی حالت رہے گی۔

یہودی یونانی اور رومی (۱) اور قدیم جرمن غلامی کو جائز رکہتے تہے اور ان مین اسکا بخوبی رواج تہا۔ یہ غلامی دونون طرح کی تھی۔ خانگی غلامی بہی اور زراعت کے غلام بہی۔ بنی اسرائیل مین جس قسم کی غلامی رائج تہی اسکا مختصر حال سرسید نے ابطال غلامی مین کیا ہے۔

(۱) قدیم رومن امپائر یا سلطنت روما والے۔

عیسائیون مین غلامی اول ہی سے رائج تہی - تمام بائبل مین اسکے خلاف کہین حکم نہین بلکہ اسکی اصلاح کا بہی ذکر نہین - صرف ایک جگہہ چند لفظ غلامونکی نسبت ہین - حضرت عیسیٰ نے غلامون کو ہدایت کی ہے کہ آقا کی نافرمانی نہ کرین اور مالکون کو ایک عام نصیحت کی ہے کہ خادمون کو انکا حق دین - عیسائیون کی کتاب مین ایک لفظ بہی ایسا نہین جس مین غلامی کی ممانعت ہو بلکہ یہ حکم ہے کہ غلام آقا کے ہر حکم کی اطاعت کرین -

سلطنت روما مین غلامی رائج تہی عیسائیت نے اگر اس مین کچہہ بہی تخفیف نہ کی بلکہ متقدمین کا اسی پر عمل رہا کہ غلام اپنے آقا کی جایداد ہے وہ جس طرح چاہے اُس سے سلوک کرے رفتہ رفتہ رومن امپائر مین ایسے قانون جاری ہوے جن سے غلامونکی حالت قدرے بہتر ہوئی - خود کلیسیا مین یعنی پادریون کے پاس اور مذہبی اوقاف مین غلام کام کرتے تھے - اسقدر رعایت البتہ انکے ساتہہ تہی کہ جب وہ منک یعنی راہب بنجاتے تہے تو انکو آزادی ملتی تہی بشرطیکہ تین برس کے اندر انکا آقا انپر دعوی نہ کرے (۱)

مولوی سید امیر علی نے اپنی کتاب مین جسکو انہون نے نہایت قابلیت اور عمدگی سے تحریر کیا ہے ملمین کی کتاب لیٹن کرسچینٹی (یعنی لاطینی اور مغربی عیسائیت) کے حوالہ سے لکہا ہے کہ اُس عیسائی شہنشاہ نے جو بڑا متقن گزرا ہے -

(۱) اسپرٹ آف اسلام باب غلامی صفحہ ۳۶۸ -

اپنی کتاب قانون مین غلامی کو فطرت الہی کا جزو قرار دیا ہے - زمانہ متوسط مین یعنی یورپ کی تاریخ کے اُس زمانے مین جو شارلیمین کے عہد سلطنت سے پندرہوین صدی تک گزرا ہے یورپ کے اکثر باشندے غلامون کے مانند تھے - انگلستان فرانس اور جرمنی مین بھی مزارع زمین کے ساتھ بک جاتے تھے اور زمیندارون یعنی اُمرائے سلطنت کو اپنی رعایا پر وہ اختیار حاصل تھا جو مالکون کو غلامون پر بھی نہین ہوتا - روس مین تو یہ زراعتی غلام جنکو سرف کہتے ہین صرف چند سال سے آزاد ہوے ہین - شادی کرنا غلامون کو منع تھا - اور آزاد اور غلام مین اگر شادی ہو جاتی تھی تو دونونکو خوفناک عذاب دیتے تھے - آزاد عورت کو مار ڈالتے تھے اور اسکے غلام خاوند کو زندہ جلا دیتے تھے - غرض غلامونکی کوئی حفاظت نہ تھی نہ انکا کوئی حق تھا - آقا اپنے مطلب کے واسطے انسے عمدہ سلوک کرتے تو انکی عنایت تھی اور اگر اسکو مار ڈالتے یا عذاب دیتے تو کسی کو زبان کھولنے کا محل نہ تھا کیونکہ بائبل کے سخت فقرے کے موافق غلام اپنے آقا کی جایداد ہے -

امریکہ مین غلامی یورپ کو چھوڑکر امریکہ مین جائین تو غلامونکی حالت تو اس بھی زیادہ خوفناک ہے - یہ امریکہ وہ براعظم ہے جہان مہذب قومون کو آباد ہوے تین سو برس سے زیادہ نہین ہوے - بردہ فروش افریقہ کے ساحل سے لکھوکھا افریقہ کے باشندون کو پکڑکر یا خرید کر امریکہ لیجاتے تھے - اور کانون کا کام - شکر کی کاشت اور سیکڑون قسم کی اور سخت محنتین لیتے تھے - قانون مین غلامون کے کچھ حق نہ تھے - چالیس برس

بھی نہین ہوے کہ غلامونکی گواہی عدالت مین مقبول ہوتی تہی - اس لیے اگر کوئی آقا اپنے کھیت پر کسی غلام کو مار ڈالے یا عذاب دے تو کوئی مواخذہ اُس سے نہوسکتا تہا - کیونکہ حبشیون کی گواہی مسموع نہین ہوسکتی - کالے اور گورے مین نکاح جائز نہتہا اسلیے حبشی عورتون اور یورپین کی اولاد ہمیشہ غلام رہتی تہی اور جس شخص مین ذرہ برابر بھی کالا خون مل گیا ہو گو اور لحاظ سے وہ بالکل یورپین ہے وہ بھی غلام رہتا تہا اور نہایت ذلیل سمجہا جاتا تہا - غلامونکے ساتہہ امریکہ مین جو سلوک ہوتا تہا اس سے پوری طرح واقف ہونے کے لیے مسز سٹو کا لاجواب ناول انکل ٹامز کیبن کو پڑہنا چاہیے اس ناول نے جسکو اُس شریف اور رحمدل لیڈی نے ۱۸۵۲ء مین طبع کرایا تہا اسقدر اثر کیا کہ روس مین کل سرف یعنی زراعتی غلام آزاد ہوے - یونائٹڈ سٹیٹس امریکہ کے شمالی اور جنوبی حصے مین ۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۸ء تک جو جنگ عظیم ہوئی اور جس مین دس دس اور بیس بیس لاکہہ فوج طرفین سے لڑتی تہی اسکی ایک وجہ بھی وہی جوش اور غصہ تہا جو اس کتاب نے غلامی کے خلاف پیدا کیا تہا -

مہذب یونان مین اسلام سے پہلے اور یورپ مین اسلام کے بعد غلام اشیاے خانگی مین سے سمجہا جاتا تہا - جیسے گہر کے اور برتن اور اسباب مین ایسا ہی غلام تہا - مثلاً شریف بیگم کو اگر یہ دیکہنا منظور ہو کہ آئینہ ٹھیک بنا ہے یا نہین اور مضبوط اور تیز ہے تو اس کو لونڈی کی گردن پر دے مارا - اگر لونڈی مرجاے تو خود اسکا قصور ہے خفگی مین لونڈی غلام کو مار ڈالنا کوئی بڑی بات نہ تہی -

الغرض جو سلوک اسلام نے غلامون کے ساتھہ کیا اس سے بہتر بلکہ اسکا عشر عشیر بھی کسی اور مذہب نے نہین کیا۔ ہر شخص کو جسنے بے تعصبی اور صاف دلی سے اس مسئلے پر غور کیا ہے مجبورًا اسبات کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ اس بحث مین ہم سر سید کے اس دعوے سے قطع نظر کرتے ہین کہ قرآن شریف نے آیندہ کے واسطے غلام بنانیکی صاف صاف ممانعت کی ہے۔ بلکہ جو غلامی مسلمانون مین جائز سمجھی جاتی ہے اسپر بحث کرتے ہین۔

غلام کو آزاد کرنا اسلام مین کیسا ہے۔

اگر کوئی شخص ان احکام پر غور کرے جو فقہ اور حدیث کی کتابون مین غلامون کے بارے مین درج ہین اور قرآن شریف مین اسمضمون کی جو آیتین ہین انکو سمجھے تو اسکو اسبات کا قطعی یقین ہو جائیگا کہ شارع اسلام نے غلامی کو بالکل عارضی چیز قرار دیا تھا اور ہر طرح سے ہدایت کی تھی کہ غلامون کو آزاد کیا جاے۔ لیکن اگر کسی شخص کو اپنے غلام کا آزاد کرنا شاق گزرے تو وہ اُسکے ساتھہ ایسا سلوک کرے جیسا انسان اپنے آزاد بھائیون کے ساتھہ بھی نہین کرتا۔

اولاً تو ہر موقع پر یہ حکم ہے کہ بردے کو آزاد کرو۔ کوئی شخص رمضان کا ایک روزہ نرکھے۔ چاہیے کہ غلام کو آزاد کرے۔ لیکن غلام ہر شخص کے پاس نہین ہوتے اسلیے اسکو لازم ہوگا کہ دوسرے شخص کا غلام آزاد کرا لیے۔ ایک شخص نے کوئی عہد کیا یا قسم کھائی لیکن اسکو پورا نہ کرسکا۔ اسکو لازم ہے کہ ایک غلام آزاد کرے۔ کوئی خوشی کا موقع ہو یا مرنیکا وقت۔ مناسب ہے کہ لونڈی یا غلام آزاد کرے غلام اسقدر روپیہ کسی طرح کما لایا ہے کہ وہ اپنی آزادی خرید کرسکتا ہے تو مالک کو قیمت لیکر غلام کو علیحدہ کرنا پڑیگا

غلام نے ابھی روپیہ بھی پیدا نہین کیا صرف اسکا وعدہ ہی وعدہ ہے آقا کو چاہیے کہ اقرار نامہ لیکر اسکو چھوڑ دے اور غلام قسط وار اس روپیہ کو ادا کرے اگر غلام قیمت نہ بھی ادا کر سکے جب بھی آقا کو ہدایت ہے کہ اسکو احساناً چھوڑ دے - بیت المال سے روپیہ دیکر غلامون کے آزاد کرنیکا حکم ہے - بعض حالتین ایسی بھی ہین کہ لونڈی اور غلام بغیر آقا کی اجازت بلکہ اُسکی مرضی کے خلاف آزاد ہو جاتے ہین - علاوہ اسکے آنحضرتؐ نے بغیر کسی خاص وجہ کے بھی بندے کو آزاد کرنے کی نہایت تعریف کی ہے غلامونکو آزاد کرنے کی بابت اس سے زیادہ اور کیا سفارش ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے

روی زمین پر غلامون کے آزاد کرنے سے زیادہ پیاری چیز کوئی پیدا نہین کی (۱) - یہ سفارش پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے اور مسلمانون کو غلامون کے آزاد کرنیکی بابت اس سے بڑھکر ترغیب نہین ہو سکتی - یقین ہے کہ جو لوگ حُبّ رسول کا دعوی کرتے ہین اور خدا کے عشق کے سامنے سب چیزون کو ہیچ سمجھتے ہین وہ خدا کے اس کام کے لیے کمربستہ ہو کر اسلامی دنیا سے اسکے استیصال کی کوشش کرینگے (۲) -

حدیث کے علاوہ خود قرآن شریف مین غلامون کے آزاد کرنیکی خوبی کو جس پاکیزگی سے بیان کیا ہے اس سے بہتر ہرگز کوئی شخص بیان نہین کر سکتا - خدائے تعالیٰ

---

(۱) مَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَبَّ مِنَ الْاِعْتَاقِ - (۲) غلامون کے آزاد کرنیکے متعلق شیعون کی احادیث مین امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے ایک مشہور روایت ہے کہ آنحضرتؐ کو آخر عہد رسالت مین ہمیشہ یہ خیال ہوتا تھا کہ غلامون کے آزاد کرنیکا حکم بطور وحی کے آنیوالا ہے - ہمارا یہ کام نہین کہ یہان یہ دریافت کرین کہ آیا وہ حکم آیا یا نہ آیا اور اگر نہ آیا اس روایت پر یا خدا کی مصلحت پر اعتراض کرین -

اپنے بعض اُن احسانون کو گنوایا ہے جو اسنے اپنے بندون پر کیے ہین۔
اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ۔

کیا ہمنے اسکو دو آنکھین نہین دین اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور کیا نہین بتا دیے
ہمنے اسکو دو گھاٹیون کے راستے۔ پھر وہ نہین پہلانگ جاتا گھاٹی کو، تو جانتا ہے
کہ وہ کیا گھاٹی ہے۔

پھر خود ہی اسکا جواب دیا ہے کہ وہ گھاٹی (نجات) کی کیا ہے فَكُّ رَقَبَةٍ
غلام کو آزاد کرنا۔

کلام مجید مین جو اعلی درجے کی فصاحت و بلاغت اور انتہا درجے کے پاکیزہ مطالب
ہین انکو سب تسلیم کرتے ہین۔ لیکن بعض گہرے معانی کے سمجھنے کے لیے نہایت غور
وفکر اور اعلی درجے کی دماغی قابلیت اور علم کی ضرورت ہے گو عام معنی ہر پڑہنے والے
کو صاف نظر آتے ہین اور سب شخص یکسان اُس سے مستفید ہو سکتے ہین۔

اس آیت کے طرز ادا اور انداز بیان سے اقم نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ کچھ عمیق نہین
بلکہ بالکل صاف ہے اور اسلیے کسی تعریف کا مستحق نہین اس خاص موقع پر خدا نے انسان
کے اور احسان کیون نہین بیان کیے مثلاً یہ کہ ہمنے اسکو مینہ دیا۔ کھانا دیا۔ کپڑا دیا۔ شریعت
آداب اخلاق۔ علم عطا کیا۔ اور ہزارون طرح کی نعمتین دین۔ خاص عینین لسان اور
شفتین انکہہ۔ زبان اور ہونٹ کا بیان بجاے اور نعمتون کے اسلیے معلوم ہوتا ہے

تاکہ آقاؤن کو اُنہین اور اُنکے مملکون مین کچھہ فرق نہین ہے - دیکھہ لو - ظاہر مین دونون ایک سے ہین - اس طرز بیان کو انگریزی مین میتھیٹک کہتے ہین یعنی جس سے کسی شخص کے رحم اور ہمدردی کو خطاب کیا جاتا ہے - اور اسکے دل پر چوٹ پڑتی ہے مُسلم بلکہ غیر مسلم پر بھی یہ آیت اثر کیے بغیر نہین رہ سکتی - کیا اس بیچارے غلام کے دو آنکھین - دو ہونٹ ایک زبان ہم جنسی نہین ہے - کیا یہ ہر طرح سے ہمارا ہمجنس اور ہماری برابر نہین ہے - پھر بردہ آزاد کرنے کو نجات کا وہ رستہ یا گھاٹی بتایا ہے جسکو لوگ نہین جانتے - اور اسکے لیے لفظ فَكُّ رَقَبَة یعنی گردن کو چھڑانا ایسا سخت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے غلام جانورون کی طرح انسان کے قبضے مین ہین - باقی اور نیکیون کا درجہ گردن چھڑانے کے بعد ہے مثلاً رشتہ دار یتیم کو مفلس فاقہ کش کو مصیبت مین کھانا دینا نجات کی پہلی گھاٹی (یعنی غلامونکی آزادی) کے بعد ہے - اس بیان سے کم از کم یہ بات تو ثابت ہو جائیگی کہ اسلام نے لوگون کو مجبور نہین کیا کہ جو غلام انکے پاس چلے آتے ہین انکو آزاد کر دین مگر ہر طرح سے ان کو ترغیب دی ہے -

مسٹر بوسورتھ سمتھ - ایم - اے - نے اپنی عمدہ کتاب[1] مین لکھا ہے کہ محمدؐ نے غلامی کو قطعاً تو بند نہین کیا کیونکہ سوسائٹی کی اس حالت مین اُسکا موقوف کرنا نہ تو ممکن تھا اور نہ مناسب مگر انہون نے لوگون کو آزاد کرنیکی ہمت دلائی اور

(۱) یہ کتاب محمدؐ اینڈ محمڈنزم یعنی محمد اور اسلام جو ۱۸۸۹ء مین دوبارہ چھپی ہے غالباً سب سے عمدہ کتاب ہے جو یورپین مصنفون اور انگریزی تاریخون سے لکھی گئی ہے اور مصنف اسکا ایسا بے تعصب ہے جسکی مثال دنیا مین کم ملتی ہے -

اسبات کی نہایت تاکید کی کہ جو غلام اسطرح سے آزاد ہون انپر انکی ایمانداری کی زندگی اور محنت کی وجہ سے کوئی داغ نہ لگے"

غلامون کے ساتھہ سلوک باوجود ان سب باتون کے اگر غلام آقا کے ماتحت غلامہ کی طرح رہتے ہون تو انکے ساتھہ کیا برتاؤ کرنا چاہیے - کیونکہ ایسی صورتین ممکن ہین اور موجود تہین کہ غلام آقا سے جدا ہونا چاہتے ہین یا آقا غلام کو علیحدہ کرنا منظور کرتے ہین - دونون اتفاق سے رہتے ہین یا آقا باوجود شارع کی ہدایت کے آزاد نہین کرتا - یا غلام کو آقا سے علیحدہ ہوکر معاش کا کوئی ذریعہ ہے نہ رہنے کا ٹھکانا ہے ایسی حالت مین جو احکام ہین انسے بہی صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ شارع کا منشا یہی ہے کہ غلام کو اگر اپنے پاس رکہنا ہو تو آزاد کرکے رکہنا چاہیے -

ایک عام حکم تو یہ ہے کہ غلامون سے نرمی کے ساتھہ برتاؤ کرو اور مہربانی کے ساتھہ پیش آؤ - کسی اچہے آقا کو اس حکم کی شکایت کرنیکی کوئی وجہ نہین - غلام کو مارنا اور عذاب دینا منع ہے اور اگر اُس سے اسطرح سلوک کیا جاے تو آقا کو لازم ہے کہ غلام کو آزاد کردے -

لیکن جس حکم سے غلامی کی ذلت - غلامی کی محنت و جفاکشی اور غلامی کا خلاف انسانیت ہونا بالکل معدوم ہوجاتا ہے وہ حکم یہ ہے کہ غلامون کو غلام نہ کہو بلکہ ہر طرح سے اپنا مساوی اور ہمسر سمجہو -

جو لفظ انکی نسبت مستعمل تہے یعنی عبد اور اماء اور جن سے انکا مملوک ہونا پایا جاتا تہا

بانی اسلام نے بالکل موقوف کردیے اور انکے لیے غلام اور جاریہ یعنی لڑکا اور لڑکی کا لفظ مقرر کیا - یہ فرمایا کہ سب مرد خدا کے غلام اور سب عورتین خدا کی لونڈیان ہین اسلیے تم سب برابر ہو آقا جو کھانا کھاے وہی کھانا لونڈی اور غلام کو کھلانا چاہیے جو کپڑا وہ خود پہنے وہی کپڑا اوسکو پہنانا چاہیے حقارت سے اسکی طرف نظر نہ کرے اسکو کم ذات نہ سمجھے کیونکہ اپنا غلام بُرے قریشی اور قبیلے کے معزز سردار سے بہتر ہے سخت لفظ اسکو نہ کہے - طاقت سے زیادہ اُس سے محنت نہ لے -

اب یہ بات ظاہر ہے کہ انسان دوسرون کو اپنے آرام اور اپنے فائدے کی غرض سے نوکر رکھتا ہے یا بازار سے خرید کرتا ہی - وہ ہمسر کو نہین ڈھونڈتا اور مساوی کو تلاش نہین کرتا بلکہ اپنا مزدور اور خادم ڈھونڈھتا ہے جو لوگ طبیعت انسانی کا علم رکھتے ہین یا انسان کے اغراض و مقاصد سے واقف ہین وہ فورًا اس بات کو تسلیم کرلینگے کہ ایسی حالت مین ہر شخص خادم کو عبد پر ترجیح دیگا - لونڈی غلام وہی لوگ رکھ سکتے ہین جنکے گھر مین وہ پہلے سے چلے آتے ہین اور کُنبے کے آدمیونکی طرح رہتے ہین - غرض اسلام کا حکم ہے کہ اگر غلام کو آزاد نہ کرو تو اپنے کُنبے کے آدمیونکی طرح رکھو - کُنبے کے آدمی سے ہرگز یہ سمجھنا نہ چاہیے کہ انکے ساتھہ ایسا سلوک کرو جیسا ہمارے یہان کے اکثر امیر گھرانون مین غریب رشتہ دارون کے ساتھہ ہوتا ہے - کیونکہ خوشباش اور خوش پوشاک صاحبزادہ غریب مفلس رشتہ دار سے جو انکا ٹکڑا کھاتا ہے اور کمینہ حالت مین رہتا ہے بالکل ممتاز نظر آتا ہے بسا اوقات یہ امیر بھائی اپنے

غریب رشتہ دارون سے سالہا سال تک بات نہین کرتے بلکہ زیادہ تعارف پیدا کرنیسے ڈرتے اور شرم کرتے ہین غلامون کے ساتھہ ایسے شریفانہ اور امیرانہ برتاؤ کی بھی ممانعت ہے - جس شخص کو غلام رکھنے کی خواہش ہو وہ اُسی دسترخوان پر اُسکے ساتھہ کھانا کھائے اور اپنے آپ کو کسی بات مین اُس سے برتر نہ سمجھے (۱)

مسٹر بوسورتھہ سمتھہ نے بہت ٹھیک لکھا ہے کہ "جس غلام کی اس طرح پر قانون کی رو سے اور مذہب کے اس اعلیٰ سے اعلیٰ احکام کے رو سے حفاظت ہو وہ آج کل کے معنی مین شاید ہی غلام کہا جا سکتا ہے" یہ بات قابل لحاظ ہے کہ لفظ "سلیو" (عبد) بمشکل قرآن مین ملتا ہے جو فقرہ اسمین استعمال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے **ما ملکت ایمانکم** جسکے تمہارے ایمن ہاتھہ مالک ہوے یعنی جو آدمی مباح لڑائی مین قید ہو کر اپنی آزادی کھو چکے - اس مصنف نے جس غلامی کے مباح ہونے کا ذکر کیا ہے سرسید نے ابطال غلامی مین اسکا بھی فیصلہ کر دیا ہے

ابتدائی مسلمانون کا برتاؤ غلامونکے ساتھہ

مسلمانون نے عموماً جسقدر رحمدلی اور انسانیت سے غلامون کے ساتھہ برتاؤ کیا ہے اسکی مثال دنیا کی تاریخ مین نہین ملتی اس امر کو اب سب مؤرخ تسلیم کرنے لگے ہین - یہ سچ ہے کہ اسلام نے جو ہدایت کی تھی اُسکی پوری پوری بلکہ نصف اطاعت بھی مسلمانون سے نہو سکی اور اسلام کا منشاے حقیقی انسے پورا نہو سکا - مگر اگلے زمانے کے وحشیانہ سلوک کے بعد اسقدر فراخدلی اور

(۱) یک شخص نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ مین کتنی بار غلام کو معاف کردون آپنے فرمایا ہر روز ستر بار -

فیاضی صرف نبی عرب کی تعلیم کا نتیجہ ہے اور مرض الموت مین آخری وصیتین جو آنحضرت نے کی ہین اُنمین سے ایک یہ ہے کہ غلامون کے ساتھہ اچھا سلوک کرو۔

آنحضرت نے جو تعلیم دی ظاہر ہے کہ خود اُسکی تعمیل کی۔ حضرت زید ابن ثابت رضہ صحابی آپکے آزاد شدہ غلام تھے اور جسقدر لونڈی اور غلامون کا آنحضرت کے بیان مین ذکر ہوتا ہے ان مین ہمکو بہت کچھہ شبہہ ہے کہ آیا سب واقعی غلام تھے یا آزاد ہو گئے تھے مگر اپنے آقاؤن سے جدا نہوتے تھے اور لوگ انکو غلام سمجھتے تھے یہ بات تو ثابت ہے کہ کُنبے مین جیسے اور آدمی ہین ویسے وہ بھی اہل البیت تھے۔ بعض نہایت مقدس صحابی جنکی اسلام کے ہر فرقے کے پیرو عزت کرتے ہین آزاد شدہ غلام تھے اکثر وہ تھے جنکو خود آنحضرت نے انکے آقاؤن سے کہکر یا خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

حضرت بلال حبشی (اول مؤذن اسلام جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ ایشیا مین سکندر اعظم سے بھی زیادہ مشہور ہین) حضرت سلمان فارسی حضرت زید اور مقداد رضہ سب اصل مین غلام تھے اسکے بعد ہمکو دیکھنا چاہیے کہ خود آنحضرت کے کنبے والے اور انکے ساتھی لونڈی غلامون کے ساتھہ کیسا سلوک کرتے تھے۔ سیدۃ النسا فاطمہ زہرا جیسا مشہور ہے ایک دن خود آٹا پیستی تھین اور ایک دن انکی لونڈی فضہ۔ تاکہ فضہ کو اتنے زیادہ کام کرنا نہ پڑے۔ ایک دن آپ کھانا پکاتی تھین۔ ایک دن فضہ۔ اور آزاد کرنا غلام کا تو ان دنون مین ایک بات تھی۔ اسکے متعلق ایک مشہور اور معتبر قصہ حضرت امام حسن (علیہ السلام) کی نسبت سب کتابون مین لکھا ہے۔

ایک دن حضرت کھانا کھاتے تھے(۱) ایک غلام شوربے کی رکابی لاتا تھا اُس سے گرم گرم شوربا آپ کے سر پر گر گیا۔ آپ نے نظر اُٹھا کر اُسکی طرف دیکھا اس نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھنی شروع کی۔

غلام۔ الکاظمین الغیظ۔ غصے کو پی جانیوالے۔

حسنؑ۔ مجھ کو غصہ نہین۔

غلام۔ والعافین عن الناس۔ اور لوگون سے درگذر کرنیوالے۔

حسنؑ۔ مین نے درگذر کی۔

غلام۔ (آیت کو پورا کرکے) واللہ یحب المحسنین۔ خدا بھلا کرنیوالون سے محبت رکھتا ہے۔

حسنؑ۔ مین نے تجھے آزاد کیا۔

انسیکلوپیڈیا جسٹس مولوی سید امیر علی نے نہایت صحیح لکھا ہے(۲) کہ لوگون کو پکڑ کر غلام بنا لینا اور غلامونکی تجارت جسکو کرسچینٹی نے اپنی طاقت کے زمانے مین ترقی دی اور جسکو یہودون نے متبرک بنا دیا اسکو اسلام نے بُرا کہا اور اس سے منع کیا۔ جو آدمی غلامونکی تجارت کرے اسکو نوع انسان سے خارج بتایا۔ یہ کہا کہ غلام کو آزاد کرنا

(۱) یہ روایت یورپ مین غالباً گبن کی وجہ سے بہت شائع ہوئی ہے۔ منجملہ انکے گبن نے اکلی نے وشنگٹن روفنگ نے سیٹن لی لایول نے جان پول نے اسبرن نے سید امیر علی نے انگریزی مین اور ملا جسن و اعظ نے اخلاق محسنی مین لکھی ہے ۱۲ (۲) اسپرٹ آف اسلام۔ باب ۱۴۔ غلامی ۳۷۶۔ ۳۷۸۔

نہایت شریف اور نیک کام ہے مسلمان کو غلام بنانے کی صاف الفاظ مین قطعی ممانعت کی۔۔۔۔ خرید کر غلام بنانا پہلے چار خلفا (راشدین) کے زمانے مین بالکل معلوم تہا کم از کم کوئی مستند تحریر ایسی نہین ملتی جس سے یہ ظاہر ہو کہ غلامون کی خرید و فروخت خلفاے (راشدین) کے زمانے مین جاری تہی۔ لیکن اُمیہ کے غاصب خاندان کے آتے ہی اسلام کی حالت پر ایک تبدیلی واقع ہوئی۔ معاویہ پہلا مسلمان بادشاہ تہا جسنے بیع کے ذریعے سے غلام حاصل کرنے کی رسم کو رائج کیا۔ بارنطیم (قسطنطنیہ) کے شہنشاہون (۱) کی یہ رسم بہی پہلے اُسی سنے رواج دی کہ عورتون کی حفاظت خواجہ سراؤن کے ذریعے سے کیجائے۔

باوجود اسکے بُرے زمانون مین بہی غلامون کے ساتہہ دوسرے ملکون مین کے مقابل مین اچہا برتاؤ ہوا۔ سترہوین صدی عیسوی مین (۱۶۴۸) بہی انگلستان مین خود کرامول جیسے مذہبی حاکم اور سچے عیسائی نے کئی ہزار آئرلینڈ والون کو غلام بنا کر امریکہ مین بیچ دیا۔ جیمس ثانی کے زمانے مین جسکو دو سو برس سے زیادہ نہین ہوے خاص انگلستان کے باشندے بہی جب باخود ہوتے تہے تو بادشاہ کے حکم سے بک کر غلام ہو جاتے تہے۔

مسلمانون مین غلامون کا عروج۔

مگر مسلمانون مین بڑے بڑے بادشاہ اپنے غلامون سے اپنی بیٹیون کا نکاح کر دیتے تہے اور ابتک کر دیتے ہین۔ غلام وزارت کے درجے تک پہنچ جاتی تہی بلکہ ابتک پہنچ جاتے ہین۔ سلطنت کے سب عہدے انکے لیے کہلے ہوے تہے۔ ذہین اور ہوشیار نوجوانون کے لیے

(۱) یہ بادشاہ عیسائی تہے۔

تو اس سے زیادہ خوش قسمتی کی کوئی بات نہ تھی کہ کسی بڑے آدمی کا غلام ہو جاے۔
الپ تگین غلام تھا اور بادشاہ ہو گیا سبکتگین ہندوستان کے زبردست حملہ آور
محمود کا باپ خود الپ تگین کا غلام تھا اور آخر کار بادشاہ منتخب ہوا۔ ممالک اسلامیہ
بیشمار سلطنتیں اور ریاستیں غلامون نے قائم کین کسی کو انکی اطاعت معیب معلوم نہوتی
تھی۔ خود ہندوستان کا پہلا مسلمان شہنشاہ **قطب الدین ایبک** شہاب الدین
غوری کا سپہسالار اور غلام تھا اسکے بعد متعدد جلیل القدر بادشاہ جو گزرے ہین وہ سب
غلام تھے مثلاً شمس الدین التمش غیاث الدین بلبن۔ اسی سبب سے مسلمانون کا پہلا خاندان
جسنے ہندوستان پر سلطنت کی خاندان غلامان کے تاریخ مین مشہور ہے۔ اور اس نام
سے انکی کوئی تحقیر نہین بلکہ عزت سمجھی جاتی ہے۔ مصر مین مملوکون نے صدہا سال تک
حکومت کی وہ سب غلام تھے۔ اسپین کی تاریخ مین بھی غلامون نے بڑا عروج حاصل
کیا۔ غرض اسلامی تاریخ کے مطالعہ کرنیوالون پر یہ بات ظاہر ہو جائیگی کہ غلامی کے بارے
مین مسلمانون نے اپنے شارع کے کل احکام پر تو نہین مگر بعض پر ضرور عمل کیا۔ اور جسقدر
غلامونکی حالت درست رہ سکتی تھی۔ وہ ہمارے ملکون مین رہی ہے(۱)۔

(۱) یہ کہنا کہ مشرقی خانگی غلامی اور یورپ اور امریکہ کی غلامی مین زمین و آسمان کا فرق ہے کچھ مبالغہ نہین۔ یہان سب مسلمان برابر ہین۔ عیسائیونکی تعلیم بھی یہی ہے کہ سب کرسچین بھائی بھائی ہین مگر عمل مطلق اسپر نہین۔ یہی وجہ ہے کہ گو افریقہ مین انکے بیشمار مشنری عرصہ دراز سے کوشش کرتی ہین مگر انکو مطلق کامیابی نہین ہوتی۔ اسوقت امریکہ اور افریقہ مین آزاد شدہ غلامون کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے اور پہلے غلامی کی حالت مین جو ہوا اسکی مثال ہمارے یہان نہین مل سکتی۔ اسکی انکل ٹامز کیبن کو پڑھنا چاہیے۔

اور جسقدر غلامونکی حالت قابل افسوس ہوسکتی تہی وہ مغرب کے سوا اور کہین نہ ملیگی۔ مگر اب زمانہ پلٹ گیا اور وقت بدل گیا جنکو غلامی کی اصلاح پر فخر کرنا چاہیے تہا وہی اسپر ضد کرتے ہین اور دنیا کی دوسری قومین اسکی دشمن ہین مسلمان یہ نہین سمجھتے کہ اب ہمکو احتیاط سے قدم رکھنا چاہیے۔

اسلام کا منشا غلامی کی بابت

اس مضمون کے پڑہنے کے بعد کسی شخص کو اس بات مین زیادہ تامل نہوگا کہ اسلام کا اصلی منشا اور مقصد یہ ہے کہ لوگ غلام نرکہین جو لوگ اسبات کو تسلیم نہین کرتے وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہین کہ غلامی جائز ہے۔ یہ نہین کہ واجب ہے۔ لیکن جب جائز چیز حرام ممنوع۔ اور ناجائز چیز سے اسطرح مل جایے کہ دونون علیحدہ نہوسکتی ہون۔ اسوقت اُس جائز کو ترک کرنا ہر عالم اور مجتہد کے نزدیک فرض ہے۔ ہمنے فرض کیا کہ غلامی جائز ہے لیکن ساتہہ ہی اسکے غلامی کے خلاف کوشش کرنے اور غلامون کو آزاد کرانے سے زیادہ پیاری کوئی چیز خدا کے نزدیک نہین ہے۔ اگر غلام آزاد نہ کیے جائین تو شرع کے پاکیزہ احکام کے مطابق آزاد غلام کیے جائین یعنی آزاد آقا ہر طرح سے غلام کے ساتہہ برابری کا برتاو کرے۔ لیکن یہ حالت ہمارے زمانے مین اسلامی ممالک مین نہین پائی جاتی۔ ہزارون قسم کی بیرحمیان اور ذلتین انکو سہنی پڑتی ہین۔ اگر آقا خدا کے حکم پر عمل کرین تو انکو غلام کی خدمت کی نسبت آزاد کی خدمت مین زیادہ فائدہ ہوگا بردہ فروشی اور خود مسلمان مرد۔ عورت اور بچون کو بر سر بازار فروخت کرنا یقیناً

مسلمانون کی شریعت کے خلاف ہے اور جہانتک ہمکو معلوم ہے بعض علمانے اسکے خلاف فتوی بھی دیدیا ہے۔

مگر افسوس ہے کہ مسلمانون کے ملکون سے یہ عیب اور دھبہ اب بھی دور نہین ہوا جبکہ باقی سب دنیا مین غلامی قریبًا مفقود ہوگئی ہے۔ اگر کسی قدر اصلاح اسلامی ممالک مین ہوئی ہے تو عیسائیون کی کوشش سے اور اُن غیر مسلم قومون کے خوف سے ہوئی ہے جنمین چند روز ہوے بدترین رقیت جاری تھی۔

انجمن مخالف غلامی سو برس سے کچھ زیادہ ہوا انگلستان مین قائم ہوئی ہے اور عیسائیون نے اپنے ہم قومون اور ہم مذہبون کی سخت ملامت۔ ایذا اور تمسخر کے باوجود تعجب خیز کامیابی اس مقصد مین حاصل کی ہے۔ اب انہون نے کل طاقتہاے یورپ کو آمادہ کرلیا ہے کہ ہر جگہہ غلامی کو جبرًا موقوف کرکے غلامون کو آزاد کرین کیون کہ انسانیت اس سے ابا کرتی ہے۔ ہمکو ان جوشیلے آدمیون کا مشکور ہونا چاہیے۔ مگر اس فیصلہ سے طاقتہاے یورپ کو یہ حیلہ اچھا ہاتھہ آیا اور وہ غلامی کا استیصال کرنے (اور شراب اور بارود کے پھیلانے کے لیے) افریقہ کے مختلف ساحلون پر اپنی حکومت جمارہے ہین اور اسکی وسعت دیتے جاتے ہین اور ان مسلمانون کو ہٹاتے جاتے ہین جنکا کام بردہ فروشی ہے یا جنکے ملک مین یہ رسم جاری ہے۔ ہر سچے مسلمان کو۔ یہ دیکھکر سخت افسوس ہوگا کہ یہ حرام تجارت مسلمانون کے ممالک اور انکے متبرک مقامات مین ہوتی ہے اور وہ لوگ جنکے عقیدے صاف صاف خلاف عقل ہین

اور جنکے اصول غلط وہ اسلام پر ہنستے ہین اور اسکو ملامت کرتے ہین۔

جہان غلامی دور ہو رہی ہے وہ اہل یورپ اور عیسائیون کی کوشش کا ثمرہ ہے اور جہان ابتک باقی ہے وہ مسلمانون کی ضد کا نتیجہ ہے۔ ظاہر مین تو اکثر اسلامی سلطنتون نے طاقتہاے یوروپ کے دباؤ سے اسکے روکنے کا وعدہ کیا ہے مگر افسوس ہے کہ بیس کروڑ یا زیادہ مسلمانون مین اسوقت ایک اسلامی انجمن مخالف غلامی کے نہین ہے۔ اگر ایسی سوسائیٹی قائم ہو تو ہندوستان سے بہتر اسکے لیے کوئی جگہہ نہین ہوسکتی۔ اسمین فرصت والے رحمدل اور ذی ثروت مسلمان شریک ہون اور ایشیا مین یا افریقہ مین جہان جہان غلامی ہو اسکے خلاف سعی کرین۔ کتابین لکھین۔ رسالے ہر زبان مین شائع کرین بحثین کرین اور اسلامی دنیا مین اسکے خلاف جوش پیدا کرین۔ اسلامی سلطنتون کے پاس درخواستین اور وکلا بھیجین۔ وزرا سے سعی کرین۔ اگر سب کام خود نہ کرسکین تو یورپ کی سوسائیٹی سے مدد لین۔ یقیناً وہ سوسائیٹی اور یورپ کے سفیر انکی مدد کرینگے۔ لیکن یہ میرا ایک خیال محال معلوم ہوتی ہے گو دنیا مین اس سے عجیب تر کام ہو چکے ہین۔ اسکے لیے دولتمند آدمیون کی ضرورت ہے اور اس سے بھی زیادہ عالی خیال اور ہمت والے مسلمانون کی حاجت ہے۔ لیکن اگر بالفرض مسلمانان ہند اس کام کو شروع کرین تو غلامی کی موقوفی کی عزت مین عیسائیون سے حصہ بٹا لین گے اور اسلام کی عظمت کو قائم کرین اور اسلام کا جو منشا ہے اسکی تعمیل کرینگے اور دنیا سے ایک بڑی مصیبت کو کم کرینگے۔ مگر جہالت بہت کم لوگون کو ایسے کامون

کی اجازت دیتی ہے۔ اور اگر ایسے شخص ہون بھی تو فکر معاش یا فسق و فجور انکو مہلت نہین لینے دیتی۔

تجارت غلامون کی اول قطعاً موقوف ہونی چاہیے (خواہ کیسی جگہہ ہو) کیون کہ بردہ فروش امام جعفر صادقؑ کے قول کے موافق ملعون ہے۔ رفتہ رفتہ سب اسلامی دنیا سے سو برس کے اندر اس پرانی رسم کا استیصال ہو سکتا ہے۔

افسوس ہے کہ جس پیغمبر کو غلامون سے اسقدر ہمدردی تھی اسکے مذہب کے مدعی غلامی کے بارے مین اس شارع کو مطعون ہوتے دیکھین اسکے حکم کو سُنین اور اسلام کے منشا کو غلامی کے خلاف جانین مگر اسکے دور کرنے کی کچھہ پروا نہ کرین۔

لیکن ہمارے نزدیک یہان کے مسلمانون مین اسقدر ہمت نہین اور دوسرے ملکون مین اسقدر آزادی اور شوق نہین کہ لوگ اسکی طرف متوجہ ہون۔ افسوس ہے کہ بیسوین صدی عیسوی کے اخیر مین اس زمانے کا مؤرخ جب دنیا مین غلامی کے استیصال کی تاریخ لکھیگا تو وہ کہیگا کہ غلامی بند ہوئی مگر مسلمانون نے اسمین کچھہ بھی کوشش نہ کی بلکہ انکے جاہل ملک اسکی مخالفت کرتے رہے۔

ریورنڈ جان جے پول نے جو کتاب سڈیزان محمدزم (مطالعہ معاملات اسلامی) کے نام سے حال مین (۱۸۹۲ء) مین چھپوائی ہے اور جسکو انہون نے مسلمانان انگلستان کے نام معنون (ڈیڈیکیٹ) کیا ہے اسکے باب غلامی اور غلامونکی تجارت مین یہ عبارت لکھی ہے جسمین غالباً تعصب کی وجہ سے مبالغہ ہوگا۔ تاہم وہ اسکو سیاحون کے

حوالہ سے لکھتے ہین اور جسقدر ہوگا وہ بھی کم خوفناک نہین ہے۔

جو خوفناک بیرحمیان جو عرب کے بردہ فروش افریقہ مین کرتے ہین وہ آسمان سے انکی سزا کے لیے فریاد کرتی ہین۔ وہ بڑا عیسائی مشنری ڈاکٹر لونگسٹن ان لوگون مین سے تہا جنہون نے سب سے پہلے لوگون کو اس بلا کی طرف متوجہ کیا جہان وہ گیا اسنے اس تجارت کے نشان پایے جسکو وہ ہر قسم کی بدذاتیون کا مجموعہ قرار دیتا ہے۔ آج کل کے مشنری اور سیاح یہی حکایت بیان کرتے ہین۔

پہر یہی مصنف لکھتے ہین۔

دو تین مقام ہین جہان غلامون کا شکار کرنے کے لیے جماعتین بنائی جاتی ہین۔ افریقہ کے وسط مین۔ دریاے نیل کے اوپر کے حصے کی حدود مین اور بحر ہند کے ساحلون پر عرب اور ترک ان مہمون کے سردار ہوتے ہین۔ طریقہ عموماً یہ ہے کہ ایک گانون کو گھیر لیتے ہین اور جب خبر پہنچنے پر وہان کے باشندے اپنے تیر لیکر یا بغیر تیرون کے جہپٹ کر آتے ہین تو وہ انکو جلدی جلدی گولی سے مار ڈالتے ہین۔ عورتون اور بچون کو ایک جگہہ اکٹہا کر لیتے ہین۔ بوڑھی عورتون کو پکڑکر بیدردی سے اسی جگہہ قتل کر ڈالتے ہین۔ بچون کو اور کم عمر کی عورتون کو رسّون سے باندہ دیتے ہین اور بعضون کی گردن مین رسّی کے ساتہہ ایک لمبی لکڑی بہی بندہی ہوتی ہے جسکے سرون پر ایک انٹوا ہوتا ہے پہر انکو بہگا کر ساحل سمندر کی طرف لیجاتے ہین۔ اکثر حالتون مین جو فاصلہ انکو طے کرنا پڑتا ہے وہ برطانیہ کلان کے طول سے دگنا

ہوتا ہے اور اوسپر سفر صحرا کی خوفناک مصیبت۔

بیچارے غلامون کو بھوک پیاس اور فاقہ کی وجہ سے نہایت مہیب مصائب برداشت کرنے پڑتے ہین۔ دقتاً فوقتاً ایک شخص اس جماعت مین سے گر جاتا ہے اور پھر کبھی نہین اُٹھتا اسکے ساتھی قیدی اتنا بھی توقف نہین کرتے کہ اسکے جسم کو ریگ صحرا سے ڈھانپ دین جب شام اس مصیبت زدہ گروہ پر ہوتی ہے تو ان مین اتنی بھی طاقت نہین رہتی کہ اپنے درماندہ جسمون کو کھینچکر چشمون تک پہنچائین اور خشک ہونٹون کو سیراب کرین۔ اس حالت مین بعض بدنصیبون کو اتنی تاب نہین ہوتی کہ جبتک جگہہ خالی ہو اُسوقت تک انتظار کرین۔ وہ مرجاتے ہین اور انکے ساتھیون کو اتنی قوت نہین ہوتی کہ انکی لاشون کو علیحدہ کردین۔

صحرا مین کوچ کرتے ہوے چونکہ بردہ فروشون کو یہ خوف ہوتا ہے کہ کہات مین سے غنیم اپر حملہ نہ کرے اسلیے وہ اپنے قیدیون کو کوڑے سے مارتے ہین تاکہ وہ جلدی چلین مگر جب کوڑے اور لکڑی کی ضرب سے بھی ان کمبختون پر کچھہ اثر نہین ہوتا اور وہ تھکن سے بالکل چور ہوجاتے ہین تو یا تو انکو مار ڈالتے ہین یا بیدردی سے چھوڑ دیتے ہین۔ سرسموں بیکر ایک قافلہ کا ذکر کرتے ہین جسکو ترک لیجا رہے تھے۔ انمین ایک عورت کافی تیزی سے نہ چل سکتی تھی۔ جب وہ اسقدر تھک گئی کہ اسکا قدم نہ اُٹھ سکا تو لاٹھی کی ایک ضرب اسکی گردن پر لگی اور وہ وہین گر کر تڑپنے لگی۔

اکثر جو قیدی بالکل بیطاقت ہوجاتے ہین عرب انکو پھانسی دیدیتے ہین اور جس آہستہ

سے وہ ساحل کیطرف جاتے ہین اسکا کہوج ان وہشت ناک علامتون سے لگ سکتا ہے"
پھر یہ مصنف کہتا ہے کہ کاروان جب منزل مقصود کے قریب ہوتا ہے تو اپنے فائدہ
کے لیے بردہ فروش اپنے اسقدر سختی نہین کرتے دو یہ حساب لگایا گیا ہے کہ نو سے نہ
انسان ہر سال افریقہ سے پکڑکر اسطرح غلام بناکر فروخت کیے جاتے ہین ۔ اور اس عدد
سے تو اُس خوفناک مصیبت کی ایک کسر معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ حساب لگایا گیا ہے
کہ اگر ایک غلام بازار مین آتا ہے تو دس گانون پر پہلا حملہ کرتے وقت یا راستے مین
مرجاتے ہین اس طرح پر ۹۰۰۰۰۰ روحون کا خوفناک مجموعہ اس بدتجارت کا شکار ہوجاتا ہے (۱)
پھر اس مصنف نے اس تجارت کی ایک معیوب وجہ بیان کرکے کہا ہے کہ "یقیناً"
غلامی کے بارے مین اور بردہ فروشی کی بابت مذہب محمدی کو خدا کے سامنے بڑا جوابدہ
ہونا پڑے گا ۔

مگر ہم دکھا چکے ہین کہ جہان تک ہمارے پیغمبر کے مذہب کو تعلق ہے اسکو خدا
کے سامنے جوابدہ ہونیسے کچھ باک نہین ۔ ممکن ہے کہ یہ خوفناک بیان سب سچ ہو
مگر ہم سب وحشی مسلمانون کی رحمدلی اور بیگناہی کے مدعی نہین ہین اور سید امیر علی صاحب
کا یہ قول قابل غور ہے کہ "وحشی ترکمان اور افریقہ کے عرب جو لوگون کو پکڑکر غلام بنانے پر
فخر کرتے ہین وہ اسلام کا نمونہ نہین ہین جیسے وحشی گوا کو جو جنوبی امریکہ کے گھاس کے
جنگلون مین لوٹتا ہے عیسائیت کا نمونہ نہین ہے ۔

(۱) سٹڈیز ان محمدنزم ۳۸۹ - ۳۹۱ -

جس غلامی کا بیان اوپر ہوا ہے اسکے ہجو کرنیکی ضرورت نہین ہے وہ اسلام کی عقل کے ۔ رحمدلی کے فطرت انسانی کے خلاف ہے اور جو شخص اسلام کے اس اصول بلکہ اصل الاصول کو بخوبی ذہن نشین کریگا کہ سب مسلمان برابر ہین اور بھائی بھائی ہین وہ غلامی کے قیام کو اسلام کے منشا کے بالکل مخالف سمجھیگا ۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ قومین اور افراد ہر بات مین شریعت کو تسلیم نہین کرتے بلکہ اپنے پرانے طریقون پر کبھی چلتے ہین اور کبھی اسبات کو کرتے ہین جسمین وہ اپنا فائدہ خیال کرتے ہین ۔ خیر دنیا مین کسی طرح غلامی دور ہو ہمکو خوش ہونا چاہیے اور جو لوگ اُسکے استیصال کی کوشش کرتے ہین انکی تائید کرنی چاہیے کیونکہ یہ کام اپنے مذہب کی تائید ہے اور ایک طرح سے اُن قومونکی دنیاوی خیر خواہی بھی ہے جن مین غلامی رائج ہے ۔ بہرحال اگر نیک کام ہم نہ کرسکین تو جو شخص کرے اچھا ہے ۔

ما کار خویش را بخداوند کار ساز		بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند	

راقم غلام الثقلین

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور زبان کی کتابین اردو - ہندی - فارسی - عربی نہایت خوشخط صحیح و عمدہ ازان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتھو مین طبع ہوتی ہین - عدالتون و محکمہ بندوبست اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی مطبع پچیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت اور نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین بنسبت اور مطابع کے کتابین بہت خوشخط صاف و عمدہ چھاپی جاتی ہین کیفیت نرخ وغیرہ کی خط و کتابت سے معلوم ہوسکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی و وافی ہین -

المشتہر

محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم مالک و مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

مہتمم مرقع عالم کی مقبول تصنیفات

"عبرت" یعنی جان اور ہنوریا کا وہی اچھوتا ناول جو ۱۹۰۹ء مین مرقع عالم کی ساتھ شائع ہوا اور جسمین شادی نکر نیکے نقصانات بہت عمدہ پیرایہ مین دکھائے گیے ہین ضرور دیکھیے عاشقانہ رنگ مین ایسا علمی مذاق اور کہین آپ نہ دیکھینگے ضرور دیکھیے - حصہ اول ۱۴ حصہ دوم ۱۴

"جعفر و عباسہ" دنیا کی بیوفائی - زمانہ کے انقلابات - حسرت - رنج - غم - بس

دل پکڑکر رہجائیگا۔ بالکل طبیعت کے بیچین کردینے والے سامان۔ یا نادل کے پیرایہ مین قوم کو ایک نیک صلاح اسمین عورتونکی بے پردگی کے نقصانات نہایت کامیابی کے ساتھہ دکھایے گیے ہین قیمت عہ رد "مسیحاے عالم"، حفظ صحت کی مستند کتاب جسمین اُن جمیہ چیزون سے محققانہ بحث کی گئی ہے جنپر زندگی کا بالکل مدار ہے قیمت ۸ر علاوہ محصول درخواست خریداری نقد یا باجازت ویلو پی ایبل بنام حکیم محمد علی خانصاحب ایڈیٹر مرقع عالم، ہر دوائی بھیجنا چاہیے۔ فقط

اشتہار

فیروزالدین کی بیمثیر مشہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور سچی دوا آیان

حبوب خیری یعنی "دفیروز نردائین پلز ٹانک" انسان کی صحت مسلمہ اور شرطیہ دوائی جسکو ہندوستان بہر نے مفید مانا ہے اس دوائی نے میڈیکل افسران۔ حکما اور عام پبلک سے بڑی تصدیق حاصل کی ہے کہ جسمانی کمزوری۔ ضعف اعضاے رئیسہ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ لقوہ۔ آدھرنگ وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانیکے لیے اور خصوصیت کے ساتھہ بلا مبالغہ بیمثیر اثر کے ساتھہ جوانی کی غلط کاریون اور بے احتیاطیون کے نقص دور کرنیمین بیمثیر ہین۔ بکس ۸ عہ گولی عہ **جوہر عشبہ** یعنی تریاق برای فسادات خون درد کہنہ۔ خارش پھوڑا پھنسی وغیرہ شیشی کلان عہ خرد عہ **فیروز بام** اکسیر برائے مہ۔ کہانسی و خشک نزلہ زکام آواز کا بیٹھہ جانا شیشی خرد ۱۲ر کلان عہ **تپ تلی** کا علاج کمیاب ہے۔ گولیان ۱۲ر عرق عہ ہزارون مایوس مریض خداوند تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہوے ہین بہور طے

عرصہ کے مریض کیلیے یہ گولیان کافی ہین پرانے مریض کے لیے دونون چاہئین - **چوتہائیتاپ** جادو بہر عرق مشہور ہے
ایک شیشی سے چہہ مریض صحت پاتے ہین شیشی ۱۱ ر **حب بواسیر** بادی ہو یا خونی اکسیر ہے فی بکس ۱۰ ر **فیروز سرب**
اسکے استعمال سے عادات افیون و چانڈو وغیرہ بغیر تکلیف چھوٹ جاتی ہے نہ ہین ہر ہے نہ نشہ ہے - صرف بوتی سی علیحدہ کیا ہے
شیشی ۱۰ ر **بادی گارڈ** دوائی ہیضہ و بدہضمی شیشی ۱۰ ر **دیکھو تازہ شہادت** - جناب ڈاکٹر متین شاہ صاحب
رائے بہادر سول سرجن و میڈیکل افسر ضلع جہنگ سنہ ۹۱ء اکتوبر - آپکا جوہر شبہ چند مریضون مین آزمایا گیا عمدہ مصفی خون نکلا
ہے **جناب** ڈاکٹر مہتہ دونی چند صاحب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ صدر سیالکوٹ ۱۲ اکتوبر سنہ ۹۲ء آپکی خوب خبری تجربہ کمپنین
از بس مفید ہین **گورنمنٹ** عالیہ انگلشیہ کا لڑپین فوجی اعلی سے اعلی عہدہ دار - جناب سیجر بلیک صاحب بہادر ۱۱ نومبر سنہ ۹۲ء مقام ڈلہوزی
(ترجمہ خط انگریزی) براہ مہربانی بوتل کلان فیروز بام ویلوپی اپس ہیجد بیجیے و حقیقت تمہارا فیروز بام دمہ کہانسی کیلیے نہایت مفید
ہے **جناب** مفتی دوست محمد خانصاحب از مقام چوہر کانہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۱۱ نومبر سنہ ۹۲ء کو تحریر فرماتے ہین جناب کی
خوش معاملگی اور راستبازی کی مین جہانتک تعریف کرون صحیح اور درست ہے آپکی راستبازی سے ہزار ہا بندگان خدا فیضیاب ہوتے
ہین جنمین سے ایک ادنی یہ شکر گزار بہی ہے مین نے آپکی خوب خبری وغیرہ کا خرتا و مختلف دفعہ مین استعمال کیا - یہ ایسی سریع التاثیر
اور بیمثل ثابت ہوئین کہ بیان نہین کرسکتا مین نے اپنی تمام عمر مین ایسی کوئی دوا نافع نہین پائی مجھے کلی فائدہ ہو گیا -

المشتہر
(فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر (پنجاب)

ہندوستان مین پیدا شدہ مرضون کا علاج

(مندرجہ ذیل ادویہ اقم سے استحاناً منگا کر دیکھو)

شربت مقوی اعصاب - سریع الاثر قابل اعتماد صلبی طاقت کیلیے جو کثرت فواحشات و مسکرات و کثرت محنت سے ضعف دماغ
معدہ و جگر و درد سر و کمر قبض تاریکی چشم وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کرنیوالے ہون دور کرکے شانہ دار دہ انسانی کو درست کرتا ہے
قیمت فی شیشی للہ ر **روغن خارخاگا** نیسے اون عوارض کو جو سوء استعمال و خلاف قدرت عامل ہونیسے اپنے ہاتھون قوا
خراب کر چکے ہون فی تولہ للہ ر **حبر آئل** دلربا خوشبو کے علاوہ بالون کو سفید ہونیسے و کتاہی نرالہ کام ریزش عطسہ جنکو
ادنی ادنی باتون سے ہو جاتا ہی آواز بہاری ہو جانا کہانسی وغیرہ کو دور کرتا ہی ضعف دماغ و بصر کو پیدا نہین ہونے دیتا شیشی ۱ ر

سرمہ ممیر امقوی بصر حافظ بینائی ہُند جالا پانی جانا خارش سرخی وغیرہ دور کرتا ہی دو ماشہ کیلیے ہے **سنون** عجیب الاثر ہلنے دانت کو مضبوط کرتا ہی درد بدبو میل گوشت خورہ مسوڑوں کی خرابیان نفع کرتا ہی تولہ کیلیے ہے **حب** دائمی قبض و شکم فراخ نفخ راج و دکری اشتہا زدی منہ پر دل کا دھڑکنا ہمہ پاؤں کا جلنا عرق النساء کا چلا نا منہ سے پانی جانا غیرہ دور ہوتا ہی چار جن کیلیے ہے **حب** نیا بیطس تشنگی بار بار آنا پیشاب کا رنگ کھوبی بہکر کو دور کرکے قوت کو پیدا کرتا ہی جگر کو درست بناتا ہی ایک تولہ کیلیے ہے **حب** بواسیر غیرہ کو دور کرتا ہے دو ہفتہ کیلیے ہے **روغن اعجاز** اسکا اعجاز دیکھنا ہی تو امراض سرطان بدہ خنازیر تالو کا سوراخ بھگندر میں جب زخمون میں کیڑے پڑے اور پیپ نکلنے سے نا کین دم ہو تو آنا فانا لگاتے ہی درد دور بدبو کافور ہوکر زخم دنون میں بتا ہی دو تولہ کیلیے ہے **حب** **قائم مقام افیون** افیون کھانیوالا زندہ در گور دنیا کی لطف سے محروم کیا جاتا ہی اسلیے اگر چھوڑنا چاہو بلا تکلف چھوڑ سکتے ہو ضرور **خضاب** رنگت شباب چند منٹ مین نیا رنگ نیا ڈھنگ آتا پیری مفقود علامات جوانی مشہود قیمت شیشی ہے ر

المشتہر حکیم ڈاکٹر غلام نبی بدۂ احکما ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کانپور کا قدرتی جوہر (چمڑہ کی دباغت و سامان کی طیاری)

جیسا کہ تمام ہندوستان مین صرف کانپور ہی کو فوقیت حاصل ہی کہ مثل ولایت کے چمڑے کی دباغت و اسباب کی طیاری مین اپنا آپ نظیر ہے ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامانکی طیاری کی خصوصیت حاصل ہی یعنی جنکی اول درجہ کی قیمت چارج کیجاتی ہی بالکل اعلیٰ درجہ کی چمڑے پر فنکی ساتھ نہایت پایداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہی اور تمام کمال لایتی اوزارون سے اور نہایت ہوشیار کاریگرون سے کام لیا جاتا ہی اسکا بھی پورا لحاظ رہتا ہی کہ جس جس مقام کا چمڑا جانور کیسے کا مناسب ہوتا ہی ہر گز نہین کہا جاتا بلکہ بالخیال کسی نقصانکے نکال دیا جاتا ہی اور سلائی بھی کسی پر پرسوت کی نہین ہوتی بلکہ تہ ٹیکی پس جن صاحبو کو دستی طیاری کسی سامان جرمی کی منظور ہو مفصل فہرست اردو یا انگریزی کا خانہ بندی طلب فرماکر طلب فرماوین اور ایک ہی آرڈر مین کارخانہ کی معاملات کا حسن و قبح معلوم فرماوین علاوہ سباب جرمی کی ہر قسم کا اسباب بنتا ہی جیسی گھڑیان و کلاک ٹیم پیس جوتہ ساختہ کانپور بوٹ گوگابی موزہ گیٹس و پرتلہ توسدان و نیز ہر قسم مراد آبادی و کپڑا ولایتی و دیسی ہر قسم کا و ہر قسم کی عطر وغیرہ جس کی ضرورت ہو دوسرے سوداگر کیطرح ایجنٹ کانپور بمبئی کی فہرست ملاکر اس فہرست سے جس چیز کو میری کمیشن ایجنٹی مین منگانا منظور ہو اس چیز کے نمبر فہرست مذکور سے اقام فرماکر طلب فرماوین انشاء اللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے ارزی روپیہ کی تخفیف سے ارسال ہوگی

المشتہر کرم الٰہی سوداگر مچھلی بازار کانپور

ARYA LIBRARY